

10

U0353

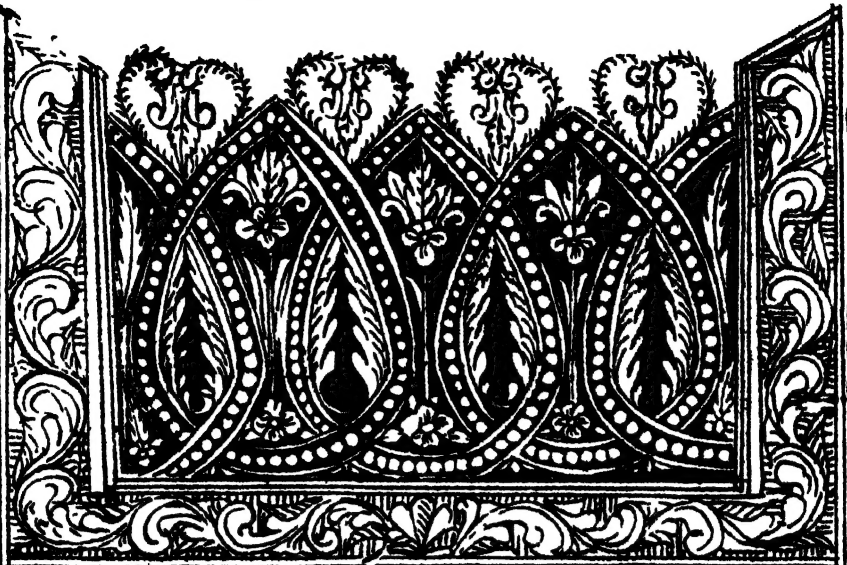
جاء الحق والجلال الباطل كان هوقا

بیمین تفضلات خالق الارضین والسموات ویرین زمان
سعادت آیات رسالہ شریفہ و عجاہلہ تنفیہ متضمن جواب آیات جا
موسوم برقع اتحریفات و رفع التلبسات و ملقت

رمی الجمرات

از افادات علی ملکات قدسی صفات قاطع اعناق الجاحدین
قاصع اساس الضالین المتعب نفیس فی حمایہ الدین المتقنی لاثار
آبائہ طاہرین جناب الخال المعظم و ظلمہ من التمسک بیل الثقلین و مباد

در مطبعہ بستان قزوچی طبع ہوا



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نَحْمَدُكَ اللَّهُمَّ يَا مُلِمَهُمُ اخْتِارَاتِ وَفُجِيبَ لِسَوَلَاتِ وَمُقِيلَ الْعَثَرَاتِ عَلَيَّ مَا وَفَّقْتَنِي
لِدَفْعِ التَّعَرِيفَاتِ وَرَفْعِ التَّلْبِيسَاتِ عَنِ الْآيَاتِ الْبَيِّنَاتِ وَإِزَاحَةِ الشُّبُهَاتِ
بِتَأْوِيلِ الْمُتَشَابِهَاتِ إِلَى الْحُكْمَاتِ وَأَنْقُذْ نَفْسًا مِنْ شَفَاخِرِ الْمَلَكَاتِ
بِرُكُوبِ سُقْنِ النُّجَاةِ وَاتَّبَاعِ أَهْلِ بَيْتِ نَبِيِّكَ خَيْرِ الْبَرِيَّاتِ الْمُتَطَهِّرِينَ
عَنْ رُجْسِ الْمُخْطِيَّاتِ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ أَفْضَلُ الصَّلَاةِ الْتَمَامَاتِ لِلْعِلْمَاتِ
الْفَائِقَاتِ وَكَمَلِ التَّحِيَّاتِ الطَّيِّبَاتِ الرَّائِكِيَّاتِ وَعَلَى أَهْلِهَا الْخَيْرِ
السَّابِقِينَ فِي اخْتِارَاتِ الْمُتَمَسِّكِينَ بِالتَّقْلِيدِ فِي الْفَقَنِ الْمُصْلَاتِ
لَا الْمُفْتَحِينَ فِي وَرِثَاتِ الضَّلَالَاتِ الْخَرَجِينَ مِنَ النُّسُورِ
إِلَى الظُّلُمَاتِ الْمُؤْمِنِينَ بِأَفْوَاهِهِمْ دُونَ صِدْقِ الْبَيِّنَاتِ الْمُتَنَفِّسِينَ
فِي الدُّنْيَا الدَّيْمَةِ وَمَلَجُوجِيهَا مِنَ اللَّذَاتِ الْمُؤَقِّرِينَ ذُهُورَهُمْ بِأَوْرَاقِ الْآيَاتِ
وَالْبَيِّنَاتِ مَا دَامَتِ السَّمَوَاتُ حَوْلَ لَأَرْضِينَ دَارَاتِ دَرْزِ الْبَرِيَّاتِ الْفَائِقَاتِ

اما بعد حمد و ثنای ایزد منعم و اہدای ہدایا سی صلوٰۃ و سلام بحضرت
 خیر الانام وآلہ الکرام و پرخصمین اہل ایمان و اسلام کی مخفی و مجتبٰی نہی کہ بفضل
 ایک رسالہ آیات بیانات نام تصنیف عظیم مقام عالی مقام والا حشام
 جناب سید مہدی علی صاحب ہدایہ اللہ الی سہل السلام اس عبدستہام اقل
 الانام کی نظر سے گزرا دیکھائیے کہ تمام ملو از اتہام اور مبتنی اور خیالات و تقریرات
 منحل النظام کی ہر اور ہرگز صلاحیت اسکی نہیں رکھتا کہ خدام علمای کرام
 متوجہ اسکی نقض و ابرام کی ہوں اور کیونکر ایسا نہو حالانکہ بعد اسکی ظاہر ہوگا
 کہ مصنف رسالہ فہم عبارات فارسیہ میں قاصر اور صطلحات علوم سنیہ
 مطلقا غیر ماہرین اور زیور علم و کمال سے بالکل عاری اور عاطل اور اپنی تین
 صاحب لیاقت منصب تصنیف سمجھنا انکا محض خیال خام اور ہوس بل کہ
 اور علمائے فن مناظرہ و کلام اور قدائی کلامی والا مقام نے تسلیم کیا ہے
 کہ ضرور ہے کہ ایسے حضرات سے مخاطبہ اور محاورہ متروک ہو چکا ہے انیسکہ
 مسلک مجاہدہ و مناظرہ سلوک ہو مگر چونکہ یہ رسالہ اونکا زبان اُردو موجب
 فریب عوام الناس اور بیجان و سواس اُن لوگوں کا ہے جو تفصیل و دلائل اور
 اصول مسائل سے آگاہ اور ماہر نہیں اور طریق تحقیق حقائق و تنقیب و تفتیش کے
 اُن پر ظاہر نہیں اور مقاصد کلام اور غایات مرام اور مواضع اتہام اور کجی انہما
 اور تنبیلات خام اور باطل اہام سے بے خبر ہیں لہذا ضرور ہو کہ حقیقت حال
 اور کجی ہر مقال سے اُنکو آگاہی دی جاوے تا قطع الطریقان راہ دین ایمان سے
 بچیں اور درمیان ضالین اور مہملین اور ہادیان راہ دیکھے تیز روین اور فریبناہین

مین نہ آدین اور بنادانی دہو کا گما دین بدین لحاظ اس خاکپای طلب مجنبن
 و تراب نعال ارباب دین و یقین نے یہ چند طریق فی اند و ملی کشف توہم
 و ملیات و ازالہ ملیات و تالیفات صاحب رسالہ کے کہیں لیکن فوس
 دو امر کا ہی ایک یہ کہ معروف و مشہور ہی کہ لطف خطاب ساتھ مخاطب کی
 ہوتا ہی اور ہماری حضرت مخاطب قطع نظر عدم استقامت فہم اور اعوجاج طبع کی
 مصطلحات فن میزان و مناظرہ سے ہی بالکلیہ کوری ہین اور ماہرین فن پر بخوبی
 ظاہر اور روشن ہی کہ طبع مناظرہ جیسا کہ مخاطب نے کی ہی جز عوام کی تقریر عیاں
 اہل علم سی نہیں ہو سکتی دوسری اس زمانہ میں کوئی ایسا مرویدان باختر و مناظر
 نہیں نظر آتا کہ سختیاں حملات ضربت حیدریہ اور صدات بوارق موبقہ غضنفر
 اور طعن رماح فرقہ جعفریہ اور کڑی چوٹیں صمصام اور صوارم سنگین اثنا عشریہ کی اٹھا
 اور پرتکل اسکا ہو جای اور داغ و تباہ و اغوا تہ زبان پر نہ لائی ہان صاحب رسالہ
 بسبب اسکی کہ خود باوی بدشتی ہی شاید کل کو کام فرمائی اور جواب ترکی ترکی
 سکر پشانی شریف پر لکن نہ لائی لیکن ہم اکثر ان دشتیہای بیجاسی جو صاحب رسالہ
 شیعوں کی حق میں کی ہی چشم پوشی کرتی ہین اور مقتضای قول اللہ تعالیٰ جواب سختی
 بلائت دیتی ہین اور امید خدا سی ہی کہ انصاف کو کام فرما کی ہدایت بادی و
 راہ باطل سے پھر راہ حق پر آوی — واعد ولی التوفیق و اعیننا الالبانغ —
 سن انچہ شطر بلانغ ست باتو میگویم بد تو خواہ از غم بد گیر خواہ طلال بد آوی
 کیا ہمنی اس رسالہ کو ساتھ دفع التحریفات دفع التلبیسات کی اور لقب کیا ست
 رمی الجبرات کی وہا انا شرع فی المقصود متوکلاً علی فیض الخیر والحدود

شارہ است بطون
 یکو دین زمانہ حضرت
 سنت خود بادوست
 رشتہای بیجا
 اگر احدی از اہل شیخ
 تقضای انکہ جزا
 و عذابا
 ن داد چون فوت بخش
 از دہر اسمی و سبب
 ست و پائی مخلوہ
 بعبدات کی آرد
 ابی انصافی از باوی
 چشم می پوشند

قال المحاطب القمقام هداہ اللہ سبیل السلام
الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی نبیہ وعلیہ وسلم سید المرسلین محمد
وآلہ واصحابہ وازواجہ وامتہ جمعین ؑ

يقول التمسک بولایتہ علی بن ابیطالب علیہ السلام
واضح رہی کہ معرکہ مناظرہ میں قدم رکھنا اور علم کلام میں تصنیف کرنا کام ان علماء
اعلام کا ہی جو اسکی لیاقت اور اس فن میں خداقت رکھتی ہوں نہ ہر صاحب
عقل خام اور عامی عامی کا لانعام کا علمای اہلسنت وجماعت سی جو اصحاب
وبراعت اور حاذقین فی الصناعات تھی اور جملہ اہل سنت کو انکی فضائل اور
کمالات کا اقرار اور انکی افادات کا اعتبار اور انکی تحقیقات اور تدقیقات پر
افتخار ہی وہی لوگ مصنفین علم کلام ہیں وعلیٰ ہذا القیاس امامیہ اثنا عشریہ سی بھی
اس فن کی تکفل اور حامل وہ علمای اعلام ہیں جو علمای اہلسنت کی نزدیک
صنوف علوم میں پیشوا اور امام ہیں اور جمیع فنون کمال میں رئیس اور مقدم ہیں
جس طرح جناب سید مرتضیٰ علم الہدی جنکو امام یافعی فی اہلسنت کی ان الفاظ کی
اپنی تاریخ مرہ الجنان وعبرة الیقظان میں یاد کیا ہی — کان امامانی علم الکلام
والادب والشعر اور ابن بسام اندلسی نے کہ اعظم علمای اعلام اہلسنت سی
ہیں علی ماتقل عن کتاب الذخیرہ انکی شان میں لکھا ہی کہ امام ائمۃ العراق
الشیعہ علمائہا وعنه اخذ علمائہا — اور جناب محقق نصیر الدین طوسی علیہ الرحمہ
انکی شان میں دفع میں علامہ قوشچی اہلسنت کی یہ الفاظ آفا شرح جدید تجربہ میں لکھتی ہیں
— المولیٰ الاعظم والحبر المظہم قدوة العلماء الراغبین اسوۃ الحكماء المتألمین نصیر الحق

والذین محمد بن محمد الطوسی قدس اللہ نفسہ ورتج رتبہ اور اسی طرح پیشکش
 او کی کمال عدیم المثال کی معترف ہیں اور او کی بحور افادات سی آتنگ توفیق
 اور جو شخص کہ رتبہ کمال کو نہ نہونچا ہو اور تحصیل مبادی اور بودی ضروریہ نکچا ہو
 اسکو اس موکہ میں قدم رکھنا اور مطالب کلامیہ اور فنون اصول اسلامیہ میں
 بحث و کلام کرنا نہایت ممنوع ہی بلکہ غیر مشروع امام ہمام ہست کی امام محمد غزالی
 ریع اول احیاء العلوم میں فرمائی ہیں۔ — یہ تمیز الخافض فی العلم فی مبداء الامر
 عن الاصغار الی اختلاف الناس سوء کان ما خاض فیہ من علوم الدنیا و من
 علوم الاخرۃ فان ذلک یشغل عقلہ و یحیر ذہنہ و یقتہ رایہ و یؤیسیہ من الادراک
 و اطلع الی ان قال و منع المبتدی عن الشبہ یعنی ہی منع الحدیث العہد بالاسلام
 عن مخالطۃ الکفار و ندب القوی الی النظر فی الاختلافات یضاہی حث القوی علی
 مخالطۃ الکفار و لہذا ینعی الجبان عن اتہم علی صف الکفار و یندب الشجاع الی
 ان قال و تشبیہ الضعیف بالقوی فیما یری من ظاہرہ انہ سفوۃ تضاہی اعتزاز
 من یلقی نجاستہ سیرۃ فی کوز مار و علل بان اضعاف ہذہ النجاستۃ قد یقی
 فی البحر و البحر اعظم من الکوز فاجاز البحر فلو الکوز اجوز و لا یدری المسکین ان البحر
 بقوۃ یحیل النجاستۃ ما یقنط النجاستۃ باستیلاۃ علی صفۃ و القلیل من النجاستۃ
 یغلب علی الکوز و یحیل علی صفۃ انہی باستقاط اللوۃ و اتقاط القوۃ خلاصہ ان افادات کا
 باختصار و اقتصاریہ ہی کہ جو شخص مبتدہ ہو اسی اختلافات مذاہب میں دخل دینا
 نہ چاہی اسلی کہ اگر دخل دیگا تو عقل اسکی مدہوش اور ذہن اسکا حیران
 اور رای اسکی نسبت ہو جاوگی اور اسکو یاس ہو جاوگی اطلع و ادراک

حقائق سی اور بندی کو جو منع کیا گیا ہی تو ویسا ہی ہی کہ جیسا تو سلم کو کھار کی
 مخالفت سی منع کرتی ہیں اور قوی کو یعنی شخص کامل کو جو اجازت اختلافات پر
 دیکھنی کی دیتی ہیں تو یہ مثل اسکی ہی کہ قوی شخص کو مخالفت کھار کی بھی اجازت دیجائی
 اور اسی وجہ سی بُودی کو مقابلہ سی کھار کی منع کرتی ہیں اور شجاع کو اُس سرکہ میں
 پیش قدم کرتی ہیں اور اگر کوئی یہ خیال کری کہ ضعیف العقل و کم علم اگر اختلافات
 مذہبی میں دخل دی تو کیا مضائقہ ہی اسلامی کہ عالمون کو اور متبحرون اور ماہرون کو
 اجازت ہی تو یہ خیال ویسا ہی ہی کہ جیسا کوئی شخص ایک آنخوری میں ٹھوٹی بجا
 ڈال دی اور یہ کہی کہ اس سی کئی مرتبہ زیادہ اور مضاعف نجاست دریا میں پڑی
 اور دریا نجس نہیں ہوتا تو اگر توڑی سی نجاست آنخوری میں پڑ گئی تو آنخورہ کا ہی کہ
 نجس ہو گا یہ خیال کر نیوالا نادان اور بیایہ یہ نہیں سمجھتا کہ دریا ایسی قوی چیز ہی کہ
 نجاست کو بڑی صفت پر پہنچ لاوے گا اور آنخورہ بہرہ پانی اتنا ہی مقدار ہی کہ خود نجس ہو جائیگا
 یہی حال کم علم آدمی کا ہی انتہی محضاً مخفی نہ ہی کہ حضرت مصنف رسالہ اگرچہ
 عمدہ ہی جلیلہ اگر زری پرستان زمین اور قانون فہمی کی لیاقت بدرجہ کامل کہتے ہیں
 مگر علوم اسلامیہ اور فنون کلامیہ سی اس درجہ اتنا کم دور ہیں کہ خبر متواتر اور اخبار آحاد کی
 معنی ہی نہیں جانتی جو طالب علم تہذیب خوان بھی جانتا ہی بلکہ فارسی عقائد کی
 کتابیں جنہوں نی پڑھی ہیں وہ بھی اسی جانتی ہیں جیسا کہ حدیث نجوم میں وضع ہو گیا
 اور جو کچھ دقیقہ منجی اور نکتہ شناسی انکی اس کتاب کی معاینہ سی وضع ہوئی ہی اسکا بیان
 بقدر ضرورت آئندہ ہوتا رہیگا ایسی بزرگوار کو ارباب کمال متدیون میں بھی شہساز کنون
 مائل فرما دیگی چہ جای ایکہ اس سی زیادہ رتبہ انکا بڑا دین پس حضرت فی جواس

استعدا علمی اور لیاقت پر ارادہ کیا کہ جو کچھ اور باعث فیما بین اہل سنت اور اہل مائیدہ
کی ہی اسکو ملی فرما کی امور متنازعہ میں احقاق حق کرین تو حضرت کا وہی حال ہوا
جو امام غزالی نے بیان کیا ہے اور کاش بعد اختیار مذہب اہلسنت کی امام غزالی کی
کلام پر عمل فرماتی تو اس آفت سے محفوظ رہتی کہ سطح پہلی بقول خود شیعہ سے بنی ہوئی
وہیسا ہی اب بقول فحول علمای اہل اسلام جنگی فتاویٰ اور افادات اخبار و زلاتات
وغیرہ مصنفات و منقحات مولوی امداد علی خان صاحب ڈپٹی کلکٹر وغیرہ میں مذکور
اور سطور میں دائرہ اسلام سے قدم اٹھا کر اُس احاطہ میں رکھا ہے جسکو یہ سب علما
حظیرۃ الکفر قرار دیتی ہیں بہر کیف اگر کوئی شخص شہرہ جاہ و جلال حضرت مصنف
سنگر اتباع اور استغراب کری کہ ایسا جلیل القدر کیونکر استعدا علمی ہی بی بہرہ
ہو گا تو الطاف خفیہ رحمانیہ سے یہ امر ہی کہ اُس شخص کو زیادہ اس کتاب کی سیر کی محتاج
نہیں یہی خطبہ یک سطر ہی اس رسالہ کا دیکھ لے اور سمجھ جاوی کہ بیان اس قسم
ضعیف البیان کا بلا کم و کاست صحیح اور درست ہی اسلئے کہ تعمیم صلوٰۃ تمام است پر
کہ جس سے متبادر کل وہ لوگ ہیں جو شہادتین زبان پر جاری کرین اگرچہ مصداق
لما یغل الایمان فی قلوبہم کی ہوں اور داخل زمرہ — یقولون با فواہم بالیس فی
قلوبہم — کی ہوں اور گو کہ اصحاب فسق و فجور اور ارباب شیطنیت و زورسی ہوں
یا اہل بدعت و غروری ایسی قباحت کمال وضاحت رکھتی ہے کہ اگر تھوڑا سا ہی علم
و فہم انسان رکھتا ہو تو سمجھے گا کہ مبتدیان طلبہ بھی جبارت تسلط ایسی عبارت کی کجی
اگر تحصیل دنیا نفع تکمیل تحصیل علوم تھی تو کاش قرآن میں فقط آیہ — ولا تفضل علی
احد منہم ابدا — ساتھ ضمیمہ اُس بیان مفسرین کی کہ صلوات سے یہاں مصطلح

شمر بنی مروانین بلکہ طغیان عاصی رحمت مراد ہی ملاحظہ فرماتے اور لفظ امیرین جو تاکیدیغید
 متفرق ہے نہ لاتی اور منافقین است کو قابل صلوة نہ ٹھرتے امد اگر فوج یزید اور
 قاتلان امام مظلوم شہید کہ سب امت رسول سی سعد و وہین امد و انین کی شان میں
 جماعۃ من اصحابی لایالہم اللہ سفارۃ واروی مور و صلوة اور مرجع تحیات ٹھرانا
 حضرت مصنف پر کمال تسنن تازہ سے ثاق نہ تو کوئی جانی تعجب نہیں ہے
 آئی کہ امام غزالی نے بھی یزیدی کی بارہ میں لکھا ہی علی ما نقل عنہ فی حیوۃ الیوم ان اللہ
 تحت لعنۃ اللہ اما اللہ رحمہ علیہ فحاکم بل مستحکم بل کاخل فی قولنا اللہم
 اغفر للمؤمنین والمؤمنات فانہ کا موصافہ یعنی محمد بن یزید پر جاڑی بلکہ مستحب
 ہی بلکہ یزید داخل ہے ہاری اس قول میں نہ خداوند تو مغفرت کرے بسین اور موشا
 کی اور یہ بات محقق ہی کہ یزید یوں نہ تمام ہوا کلام امام غزالی کا حالاکہ یزید وہ پلید ہی
 کہ جسکی حق میں جناب علامہ الاثانی سعد الدین نقاشانی شرح عقائد نفیہ میں ارشاد فرماتی
 ہیں کہ انتحی ان رضائیرید بقتل محسن واستیثار ببدلک و اهانۃ اہلبیت
 البقی میاواتر معنایا وان کان قاصیلہ احاداً فحق لا تنقفت فی شادہ بل
 فی ایمانہ لعنۃ اللہ علیہ و علی انصارہ و اعوانہ یعنی حق یہ ہے کہ یزید
 کا خوش ہونا امام حسین کو قتل کر کے امد اس فعل پر رضی ہونا اوسکا اور اہانت کرنا اوسکا
 الہیبت نبوی کی اودن اموری ہے کہ جسکی خبر شد اتر معنوی ہے اگرچہ قاصیل احاد
 سے معلوم ہوئی نہیں ہم نہیں توقف کرتی اوکی شان میں بلکہ اوسکے ایمان میں لعنت
 پڑنا اوسپر اور اوکی اعوان اودہ انصار پر اتھی لیکن قیامت بپا ہوئی ہی کہ قاتلان
 حضرت عثمان بن عفان اودہ شجاع الدین ابو لؤلؤ قاتل حضرت عمر ابن الخطاب سب

مسعود و رحمت شہر کی معلوم نہیں کہ اگر حضرات مقتولین و قبولین اہل سنت زندہ ہوتے
 تو ان کی قلمون پر رحمت اور صلوة بھیجی پر حضرت مصنف سی کسطح پیش آتی غالباً
 فرما نا امام غزالی کا وہ منہ منہ صلب کا ہی بکا الصدیق و لو راہ لکان اول علمہ
 اصادق آجاتا و تعجب یہ ہی کہ یہ فقرات معمولی ہیں ہزار ہا مہینوں و صبح کتب و خطب
 کرتی ہیں مگر یہ ترقی و اضافہ و تمہیم صلوة جو حضرت فی کے ہی کہنے ہی نہیں کے
 حضرات اہل سنت کا عجب حال ہے کہ کبھی تو صلوة میں ایسا مضائقہ ہوتا ہے
 کہ آل محمد پر بھی بھیجے پر اعتراض ہوتا ہی چنانچہ مناظرہ بعض علما شیعیہ کا ساتھ بعض فضلاء
 اہلسنت کی کہ دعویٰ سیادت نہی مشہور اور بعض کتب میں بطور لطیفہ مذکور ہی کہ عالم
 شیعہ نے اکل محمد پر صلوة بھیجی چلنے سے فی فرمایا کہ کیون صلوة بھیجتی ہو کیا دلیل
 ہی واسطی جواز صلوة کی غیر انبیاء پر عالم شیعہ نے کہا کہ دلیل آئے کہ یہ اذہا صابتہم
 مصیبتہ قالوا ان الله و انا الیہ مراجعون ان لئک علیہم صلوات من ربہم و رحمۃ
 ہی چل سنی نے ازراہ کمال عناد بلا لحاظ عقوق آبا و اجداد کی کہا کہ علی ابن ابیطالب
 اور ان کی اولاد کو کیا مصیبت پہونچی جو مصداق اس آیت کی ہو مکیں عالم شیعہ نے ذکر
 مصائب اہلبیت کو نظر بہ شہرت ترک کر کے واسطے زیادتی و تحجیل مناظر کی فرمایا کہ اس
 زیادہ کیا مصیبت ہوگی کہ تم سنا خلف فرزند ان کی اولاد میں پیدا ہو ہی کہ بعض متعین
 کو اون پر ترجیح اور تفضیل دیا ہی اور اپنی آبا و اجداد پر صلوات بھیجی کا ہی رد و انہیں
 ہوتا ہی اہل مجلس اس لطیفی پر ہنسنے اور چلنے سے منتقل اور خجل ہوئی اور
 بعض شعرائی جو حاضرین مجلس تہی یہ اشعار تصنیف کی اذہا علوی تابع ناصیتا ہندہ
 نماہوسن ابیہ و ان الکلب غیر طیبہ فان الکلب طبع ابیہ فیہ ہا و کی طبع اسکی کہ طبع

صلوۃ آل محمد پختی ہن یہ امر ایسا ناگوار خاطر ہوا کہ حضرت مصنف فی اسعد او سکونین
 اور بی حقیقت کرویا کہ قاتلان جگر گوشہای رسول خدا بلکہ کشندگان مقتدایان باغ و علا
 حضرت مصنف کی ہی اور ہمین دخل ہو گئی اور یہ ہی لطیفہ قابل ملاحظہ ہی کہ وہ ان
 جو صاحب مانع تسلیۃ آل رسول تھی وہ بھی مدعی سیاوت تھی اور بیان جو صاحب صلیۃ
 کو اس درجہ بی قدما و درازان کرتے تھے ہن وہ بھی ادعای سیاوت کرتی تھی ہن اجمال
 یہ عبارت ضمیمہ و ملحق جو مخاطب فی تحریر فرمائی خودوش ہی بچند وجہ اول یہ کہ آلہ کو صحت
 پر قدم کرنا خلاف مذاق جمہور اہل سنت و جماعت ہی اہل سنت کی اوکی عقیدہ ہی میں تو بعد
 جناب رسول خدا کی کل خلائی پرین حیث الثواب الیہ تفضیل شغین کو ہی جیسا کہ
 عمادہ السنن میں جو معتبر کتاب اہل سنت کی ہی موجود ہی فضل البشر بعد نبینا ابوکر الصدیق
 ثم عمر الفاروق اتھی بلکہ ظاہر عبارت تفضیل انبیای اولی الغر پر ہی ہی فماتک نعیم
 اور ہر گاہ مخاطب فی دامن آل کا چوڑا اور صحابہ ثلثہ کا محکم کمرہ ہی تو لازم تھا کہ
 لفظ آلہ کو صحابہ پر قدم کرنا کہ زبان ساتھ قلب جان کی موافق اور مطابق ہوتی
 یہ نہیں کہ فریب عوام کی نئی دلیں کچھ اور زبان پر کچھ دوسری لفظ صحابہ عام ہی
 شامل ہی کل صحابہ کو کیسے استثنائین کیا بلکہ لفظ اجمعین نے تاکہ شمول کر کی سبکو
 کبیر لیا جائے لکن بعض صحابہ ایسی ہون کہ خلی حق میں جناب رسول خدا فی فرمایا کہ
 من لا احب من لا یحیی بعد ما یفارقتی یعنی بعض صحابہ ایسی ہون کہ بعد اکی
 مجوسی مفارقت کر گئی پر محکومہ و مکین کی اور حضرت خلیفہ ثانی حضرت ام سلمہ سے
 پوچھتی تھے کہ آیا میں ہی اور نہیں میں سے ہوں جیسا کہ نہا بہ ابن اثیر میں کہ معتبر کتاب
 اہل سنت کی ہی موجود ہے آدبی صحابہ میں ہن وہ لوگ جسکا ذکر حدیث عوض

ین سہ مینی فرشتے اذکو عرض کوثر پری دور کر دیکلی جیسا کہ صحیح مسلم اور صحیح بخاری اور
 دیگر صحاح میں ہے اور محصل بعض طرق حدیث کا یہ ہے کہ بعض صحابہ کو ذات ایشال
 یعنی فرشتگان عذاب گرفتار کر لیں گے پس جناب رسول خدا اون ملائکہ سی فرما دیکلی
 کہ صحابی صحابی یا صحابی ایجابی یعنی یہ صحاب میری ہیں پس ملائکہ عرض کریں گے
 کہ جس روز سی آپ نے انسی ہمارت کی اوسی روز سی یہ نظر ار تدا ہوئی اور اوٹی پاؤں
 راہ کو فر پری پس رسول خدا اون اصحاب کی حق میں سختاً سختاً فرمائیں گے یعنی حمت
 خدا سے اذکو دوری ہوا اور یہی معنی ہیں لعنت کی بالجملہ اگر ان سب صحابہ پر حضرت
 مخاطب صلوات بہتی ہیں تو اذکو اختیار ہی اور اگر کچھ لوگوں کو مستثنیٰ کرتی ہیں تو سہر انتہا
 کا المعنی فی لطن الشاعرو ہوگا قیسری لفظ ازواجہ شامل ہی جمیع ازواج کو شیعوں کو
 اہلین اور کچھ جامی کلام نہیں ہے مگر اسقدر کہ بعض اہلین سی جو مصداق آیہ ^{ضعفت} فقط
 قلوبہما ہیں یعنی اسی عائشہ و حفصہ تم دونوں کی دلون نی میلان بہ بدی کیا ہی پس کوئی
 خبر شل خبر قرانی کے اور حسن حال و حسن آل انکی قائم کرنے چاہئی حالانکہ حسن حال
 و آل مخالفت لخص قرانی و قرآن فی یقوتکلی سی ظاہر ہی کہ خدائی تو حکم کیا کہ گہ سی
 باہر نہ نکلو اور حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ مجتہدہ البصرہ کہ مدینہ سی منز لون دور
 ہی تشریف لگیں اور در میان فوج کثیر کے معرکہ آرا ہوئیں اور سگھامی دنیا کی حمایت
 میں حدیث تنجا کلاب جواب وایک ان تگوئی یا حمیرا علی ما فی الموابب کفر العال
 لحاظ نہ فرمایا اور فریب شیطین کیا یا محصل حدیث علی با فی النہایہ یہی کہ جناب رسول خدا
 فرما گئی تھے کہ ایک زن میری ازواج سی لڑنی کو نکلی گے اور کشتی جواب کی کہ وہ
 ایک مستام ہی در میان مدینہ اور بصرہ کی اسکو دیکھ کر ہو کین گے پھر او حضرت

فی خود حضرت عائشہ سی مخاطب ہو کر فرمایا کہ تو اس بات سی کہ وہ تو ہی ہوا می حمیرا
 لیکن با این ہمہ با خوا می طلحہ وزیر قدم معرکہ جہا ل و قبا ل میں رکھا اور نفس رسول سے
 جنگی شائین حربت جہلی مشہور و معروف ہی لڑیں یہاں تک کہ قیس ہزار مسلمانوں کو
 قتل کر ڈالا اور بعد خرابی بصرہ مدینہ کو پھرن اور عذرات اہل سنت اس مقام پر تباہ
 تماشای اہل انصاف میں کہی کہتے ہیں کہ یہ معرکہ عظیم لاعن قصد و شعور سرزد ہوا کہ کسی
 بانی صبیان سے و هذا مما یضیک علیہ الصبیہ کہی غد خطانی الاجتہاد بیان فرما
 ہیں اگرچہ یہ اجتہاد مخالف نصوص قرآن و حدیث ہو کہ بالاتفاق جائز نہیں اور کسی عذر
 توبہ و مذمت پیش لاتی ہیں اور کلام اولاً او سکے ثبوت میں ہے اور ثانیاً او کی مقبولیت
 میں خصوصاً نظر بخون ناحق مسلمانان کہ متعلق بحقوق الناس ہی چوتھی لفظ استہجاء و
 طعن اور مخاطب ہی ایمین جو قبائین میں پیشتر اس سے معرض بیان میں آئیں کہ منافقین
 است اور قائلین ذریت حضرت رسالت بلکہ قائلین مقتدیان نبیان مثل قاتلان عمرو
 عثمان سب ایمین و خل ہیں کیسکو استثنائین کیا بلکہ لفظ اجمعین نے سبکو گیر لیا۔ ابلیس
 مقام پطور لطیفہ گدارش ہوتا ہی کہ خود ہی حضرت مخاطب فی بعد چند سطرون کی
 اشارہ طرف حدیث متفرق استی کی فرمایا ہی یعنی جناب رسول خدا نے فرمایا کہ میری
 امت کی بہتر فرقہ ہونگی اور جز ایک کی کلمہ فی النار میں پس جب لفظ امتہ اجمعین سے یہ
 کل فرق امتہ مور و صلوة ہوی تو شیون کو ٹکرا گدرا سکا ہونا چاہئے کہ حضرت مخاطب
 فی ہکو ہی قابل صلوة جانا لیکن مقام افسوس یہ ہی کہ ہم اسکی مقابلہ میں بخرا و صلواتون
 کے جو مقابل صلواتون کہہ کہہ نہیں سکتے اسلئے کہ مخالف کلام فی النار ہو جا و گیا اور
 ایسا ن بحدیث بنو سے مثل مخاطب کی ہاتھ سے جا بچکا پس امید یہ ہے کہ

کہ اس باد میں ہمارا خدا قبول ہو۔ والے خدا کے کرام اناس قبول ہو۔
مسئلہ انھوں نے یہاں اللہ کے سبل بلام بعدہ جو حلقہ کی جانا چاہتا
 کہ خدای غرور جل فی ہمای ہدایت کیو سطل یا پنا محبوب پیغمبر نبیجا اور پنا خاص کلام ابیر
 نازل کیا اور چراغ رہنمائی کا او سکی ہاتھ میں دیا اور پنی کمال مہربانی سی شرک اور کفر
 کی تائیدی سے نکال کر ہماری دلوں کو نور ایمان سی روشن کیا پس ایمان اور سلام
 ایک ایسی او سکی نعمت ہی کہ ہم او سکا شکر ادا نہیں کر سکتی لیکن شیطان فی بعد ایان کے
 اکثر مسلمانوں کو بھکا یا اور ان کے دلوں کو طل عقیدہ ون سے بہرہ ناریک کر دیا اور
 مسلمانوں میں ایسا فرقہ ڈال دیا کہ بہتر فرمے گمراہ ہو گئی یعنی نسبت ہمارے
 رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فی پہلی ہے سی خبر دی تھی پس ہم لوگوں کو حفظ سلام
 کے نام پر خوش ہونا اور صرف توحید اور نبوت کی اقرار پر اپنی آپکو ناجی سمجھنا چاہی
 بلکہ ہر عقیدے کے تحقیق کرنا اور ہر اعتقادی مسئلہ کی تطبیق کتاب اللہ اور کتاب
 الرسول سی دنیا ضروری اور یہ ممکن نہیں ہے کہ جو شخص اپنی محی اور صاف دل سے
 صرف اپنی نجات کی امید پر خدا کی کتاب کو دیکھی اور بے حساب اور غناد کو دخل نہ دے
 وہ حق اور جل میں تمیز نہ کر سکے اور ایسی حق کے طالب کو خدا کو ابھی میں پڑا
 رکھی ہاں جو کوئی پہلے ہی سی سچائی کا طالب نہوا اور مذہبی تعصب میں گرفتار نہ ہو
 سوا ہی مجاہدہ اور سکا بردہ کی اوسی اور کہہ منظور نہ ہو اور اپنی آباؤی دین اور مذہب
 کو تقلید نہیج جاتا ہو اور اتنا وجدنا ابدا علی امتہ وانا ظاہر ہم معتقدون
 کہتا ہو وہ بیک اپنی گمراہی میں پڑا رہی گا اور دل کو طل عقیدہ ون سی کہی پاک
 وصاف نہ کر سکی گا بقول کہتک بولایہ علی ابن ابیطالب علیہ السلام

یہ بھی جاننا چاہی کہ جب خدائی چراغ رہنمائی اپنے پیغمبر کے ہاتھ میں دیا تو اس وقت
لوگ تین قسم پر بھٹی ایک تو کا فرض جنکی بصیرت پر صحبت کی ہر دی پڑے
ہوئے تھے پس اس چراغ ہدایت سی افلوکہ پہنچ نہ ہوا اور وہ لوگ محض ضلالت
و غوایت و جہالت میں پڑی رہ گئی جیسے اشال ابو جہل و ابولہب و سری سون
محض کہ جنہوں نے اقرار باللسان اور تصدیق بالجان بلکہ عمل بالاسنان بھی کیا
اور ظاہر اور باطن اور نکاح از سر تا پا نور ایمان اور ضیاء اقبال سے منور ہو گیا اور چونکہ
یقین اعتقاد جازم ثابت مطابق للواقع ہے پس ممکن الزوال نہ ہوگا تیسری وہ لوگ
کہ جنکی زبان پیکارہ ایمان جاری ہوا لیکن تصدیق جنائی سے عاری تھی پس ظاہر
اور نکاح تو نور ایمان ظاہری سے منور تھا مگر باطن اور نکاح ظلمت کو روشنی کے
تیرہ و تار رہا اور یہ لوگ مذہب بدین بہر ذلک کالی ہوئے و کالی ہو گئے
رہی چنانچہ ابتدائی کتاب خدائین ان تینوں قسموں کی لوگوں کا ذکر ہی اور مدت
میں اس قسم ثالث کی جو تصدیق فی قلوبہم مراخذ کی تھی جناب باری نے
نہایت مبالغہ فرمایا ہی اور ان کے نفس حال کی لئے مثالیں لطیف اور نادیدنی
کی ہیں چنانچہ فرمایا ہی مثلاً کذلک الذی استوقد ناراً ظللنا منھا ما حولہا و منھا
بنورہم و ترکھم فی ظلمات لا یبصر و ہر فرمایا اور
تصیب من السماء فیہ ظلمات و بعد و ہر فرمایا ظلماتہ
مشوا فیہ و اذا اظلم علیہم قاموا لظلم ان یمثلون کی تقاسیمیں مثل میضاد
وغیرہ کی وجہ حسن مذکور ہیں کہ جس سے ثابت ہوتا ہی کہ ایسے لوگوں کا نور ایمان
نقص ہی کو بسبب ایمان ظاہری کے فوائد ایمانی دنیوی سے متمتع ہوئی اور کمال

و زکوٰۃ کو پایا اور بان و مال اپنا بچا یا کس حقیقت میں ظلمات و ضلالت اور غواہیت
 میں گرفتار رہی پس یہ صحابہ ایمان ناقص نہ تھے استہی کہ داخل زمرہ صحابہ
 رسول اللہ تھی جیسا کہ بعد اکی امام نووی ہی شیعہ مسلم میں نقل ہو گا کہ انہم کما
 مَعَهُ مُحَمَّدٌ بْنُ قُتَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ سَعْدِ بْنِ
 ابْنِ جَعْفَرٍ عَنْ رَسُوْلِ خَدَامِ مَعْدُوْدٍ وَهُوَ مَحْسُوبٌ بِحَقِّهِ اَوْ رَجُلٍ مِمَّنْ
 جَاءُوا وَنَحْنُ شُرَكَاءُ هُوَ تَقِي يَابُغِيَّةَ يَطْلُبُ دِيْنًا اِيسَى بِي لَوْ كَسْبًا
 اَوْ يَتَمَتَّلُ فَنَادَاتُ كِي مِلَّتِ اِسْلَامِيَّةٍ مِّنْ هَوًى اَوْ اَنْهِيْنَ لَوْ كَوْنُ كِي شَهَاتِ
 شَكَّ وَرَيْبٌ سِي اَكْبَ فَرْقَ كِي تَهْتَرُ فَرْقِي هُوِي كِي جَلِي شَايِنْ كَلَّهْ خَيْرُ النَّاسِ رَلَا
 ۱۰۔ حدی ہی جیسا کہ اوائل کتاب مل نجل میں کہ متبر کتاب الہست کی ہی بیان
 شبہات ملت اسلامیہ میں مذکور ہی اِنْ شَبَّاهَاتُ نَشَاتُ كَلَّمَا مِّنْ شَبَّاهَاتِ
 مُنَافِقِي زَمَنِ النَّبِيِّ اِذَا لَمْ يَرْضَوْا بِحُكْمِهِ فَمَا كَانَ يَأْمُرُ سُنِّيَّ سَنَعِي كُلِّ شَبَّاهَاتِ مِلَّتِ اِسْلَامِ
 منافقین زمانہ رسول خدا ہی پیدا ہوئی جو وقت کہ وہ منافقین حکم جناب رسول خدا
 رضی نہوی اور انکی امر و نہی کو نہ مانا بعد اسکی چند مثالیں ذکر کریں کہ منجملہ اسکی شبہ
 اوس منافق کا ہی کہ جسنی جناب رسول خدا کو تقسیم غنائم میں عیاذا باللہ بی انصافی
 شتم کیا اور کمال و قاحت ہی برز و آنحضرت کی کہا اعدل یا محمد فامک لم تعدل
 یعنی انصاف کرو امی محمد کہ منی تقسیم میں بی انصافی کی ہے اور آنحضرت نے
 کمال خلق سی جو امین اسبقہ فرمایا وَ يَحْكُمُ اِنْ كُنْ اَعْدِلُ لَقَدْ يَعْجِلُ یعنی اسی و امی محمد
 اگر مجھے سی بی انصافی ہوگی تو پھر دنیا میں کون انصاف کرے صحیح مسلم و بخاری
 میں ہے کہ بعض صحابہ بی اجازت چاہی کہ اوس منافق کو قتل کریں پس آنحضرت

فی فرمایا سَعْدُ لَا يَخْذَلُكَ النَّاسُ اَنْ تَقْتُلَ اَحَدًا بِمَنْزِلَةِ جِدْرِ رُومٍ کہوتا کہ
 لوگ نہ کہیں کہ محمد اپنی ہجاب کو قتل کرتے ہیں بعد ذکر اس منافق کی صاحبِ مل
 فرمائی ہیں کہ اس منافق لعین کا مقرض ہوا جناب رسول خدا پر نہ تھا اگر اس راہی کہ
 اپنے قیاس اور استحسان عقلی کو مقابل میں نص کے جاری کیا یہی جسطح شیطان
 نے مقابل حکم خدا بسجده آدم اپنی عقل کو دخل دیا اور حکم خدا مانا اور سبط منافقین ہی
 حکم رسول خدا پر رضی نہوتی تھے اور مقابل نصوص صریحہ اپنی تملون کو دخل دیتے
 تھے یہاں تک کہ فرمائی ہیں کہ خدا کا کان فی زمانہ وہو علی شوکتہ وقوتہ وصمته والمنافقون
 یخادعون فیظہرون الاسلام ویطینون النفاق یعنی بس یہ تھا حال منافقین صحابہ کا کہ
 کی زمانہ میں جیسے تھے وہ حضرت اپنی شوکت اور قوت اور صحت بدنی پر تھے کہ یہ منافقین
 خضع و فریب کرتی تھی اور اسلام کو ظاہر کرتی تھے اور نفاق کو دلوں میں چھپا پی ہوئی
 تھی انتہی اہل جب حال منافقین کا اُن حضرت کی حالت صحت اور قوت میں تھا
 کہ سرکاری اوکمی احکام سے کرتی تھی تو قیاس کرنا چاہی کہ حالت ضعف اور مرض میں
 اور بعد از حضرت کی بدرجہ اولی سرکاری کی ہوگی اور کیا فرق ہی در میان ان
 منافقوں کی اور ان منافقوں کی جو مانع کتابت وصیت نامہ ہوئی اور جب حضرت
 فی کاغذ و دوات واسطی لکھنے وصیت نامہ کی طلب فرمایا تو لاف زیا اور نسبت
 بزبان العیاذ باللہ انکی طرف دی اور کہا کہ اس شخص پر درونی غلبہ کیا ہے اور
 کتاب خدا ہلکوا فی ہے اور اسی طرح جب اون حضرت فی فرمایا کہ جَعْنُوْا
 جیش اسامۃ لعن اللہ من یخلف عنہا یعنی سامان کر و شکر اسامہ کی ہست
 جائیکہ خدا العنت کری اور سر جو شکر اسامہ ہی پیچھے نہ جاسے پس اس باب میں ہے

اور حضرت کی حکم کی تعمیل نہ کی اور اپنی عقل و قیاس کو مقابلِ نص کے جاری کیا چنانچہ یہاں
 اٹل سنے اور ان مخالفین کا بھی ذکر بعد اسکی کیا ہی اور سببِ حسن ظن کی اپنی خلفاری
 اسکو اختلافات اجتہادی قرار دیا ہی حالانکہ یہ اجتہادات بھی مثل اجتہادات سابقہ
 کی مقابلِ نص سیرج کے تھی بہر کیف جو کہ حضرت مخاطبِ بہقام پر ارشاد فرماتی ہیں کہ
 مسلمان بعد ایمان کی راہ ایمانی سی منحرف ہو گئی اگر غرض یہ ہی کہ صحابہ ایمان
 انھیں منحرف ہو گئی تو مسلم ہی لیکن انکی دل تو کہی نور ایمان سے منور ہی نہیں ہوئی
 تھی بلکہ ظلمت و شک و شبہ ہی ہمیشہ تیرہ و تاریستہ ان زمانہ اول و آخرینِ تقدیر
 فرق ہوا کہ حالتِ قوت اور شوکت اور صحت جناب رسول خدا میں مجالِ سربازی کم
 تھی اور بعد از حضرت کی باطلِ ظلمت العذار اور گستاخ ہو گئی اور بی خوف و خطر
 مطابق اپنی خواہش شاہی فضائی کی کار بند ہوئی قولہ لیکن شیطان نے بعد ایمان
 کی اکثر مسلمانوں کو بہکا یا اقول ہم آپکی بہت تعریف کرتی ہیں کہ یہ بات آپنے
 خوب تحریر فرمائی ہے یہ فرما نا خیال میں رہی انشاء اللہ اگی کام آویگا ہم
 کہتی ہیں کہ بہت لوگ ایمان لائے اور بعد از غواشی شیطان منحرف ہو گئی اور انجام
 منجر بار بردار ہوا اور ظاہر ہی کہ شیطان کا بہکا نا مخصوص ساتھ کسی وقت کی نہیں
 ہی بلکہ از عہد آدم تا انہم جاری ہی جیسا کہ سابق میں لوگ راہ ایمان سے ہلکی
 دیا ہی اب بھی راہ حق چھوڑ کر راہِ باطل اختیار کرتے ہیں قولہ اور صرف توحید
 اور نبوت کی اقرار پر اقول صفحہ ۷۷ کی آخر میں آپ اپنی کتاب کی لکھتے ہیں کہ
 جب پیغمبر صاحبِ نبوت کا دعوا کیا اور اسلام کی دعوت فرمائی اور وقتِ خدا
 کی توحید اور اپنی نبوت کی تصدیق ایمان کی علامت رکھی اتھی موضع الحال جب جب

ایمان کی علامت صرف اقرار شہادتین ٹھہرتا اس مقام پر یہ لکھنا کہ صرف توحید اور نبوت کی امتداد پر اپنے آپ کو ناجی نہ سمجھنا چاہیے اسکی کیا معنی ہیں سے
 این تناقص در نظم کی رو سے۔ قولہ کتاب اللہ اور کتاب الرسول
 اقول کتاب اللہ تو ہم سمجھی مگر کتاب الرسول کی کیا معنی ہیں اگر مراد وہی کتاب اللہ
 ہی تو کراہیگا یہی اگر مراد اہلسنت کی صلاح ہیں توشیعوں کے نزدیک ہتمام ہیں
 اور اگر مراد وہ کتاب ہی کہ جسکی لکھنے سی حضرت عمرؓ مانع ہوئی تو وہ لکھی ہی نہیں
 گئی اور سکو کوئی کیا کہی چنانچہ صحیحین وغیرہ میں بغاوت الفاظ موجود ہیں کہ انحضرت
 نے فرمایا اللہ فی بد قلیت فی قرطاس آتھب لکم کما بالہ تفضلوا بعدی ابداً
 یعنی انحضرت فی وقت وفات فرمایا لا ویری پاس دوات وکاغذ کہ کہوں میں
 واسطی تمہاری ایک کتاب کہ نہ گراہ ہو بعد میری جسکے پس حضرت عمرؓ فرمائی اقول
 لیخبر وافی معاد فرمایا اور سننا کتاب اللہ کہا یعنی اس شخص کو معاذ اللہ ہزیاں ہے
 ہلکو کتاب اللہ کافی ہے آری اگر کتاب اللہ کو معارف باقوال عترت طاہرہ کرتی
 تو البتہ حدیث متفق علیہ بہ تارک فی کل الثقلین کتاب اللہ و عمرؓ کے
 مطابق ہوا یعنی انحضرت فی فرمایا کہ میں تم میں دو چیزیں بزرگ چھوڑی جا تا ہوں
 ایک کتاب خدا اور دوسری الہیبت میری ما ان تم تکلم بجمال تفضلوا بعدی
 کہ اگر ان دونوں کی ساتھ تم تک ہوگی تو بعد میری گراہ ہوگی فانتم لا یفتروا
 حتی یرد لکم الخ یعنی پس تحقیق کہ یہ دونوں آپس سے جدا نہ ہوگی یہاں تک کہ میرے
 پاس عرض کوثر پر آئیں لیکن جب حضرت عمرؓ نے سننا کتاب اللہ فرمایا اور عترت سے
 ہاتھ دھو کر توباع انکی کتاب نسبت پر کب نظر کریگی قولہ ہی اور صاف دل سی

اقول تعجب ہی کہ سچائی اور صاف دلی کو آپ واسطی احقاق حق کے ضرور سے
 سمجھتے ہیں اور پھر خود اسکی مطلقاً کار بند بن گئے اور تحریفات اور تبلیغات اور خیانت فی
 نقل و عبارات علیٰ دین لائی جیسا کہ آئندہ واضح ہو گا علاوہ اکی محض سچائے اور
 صاف دلی کا فی نہیں ہے بلکہ لیاقت فہم مقاصد عبارات قرآنی اور خطابات
 یزدانی ہی ضرور ہی جو مبر اصل آپ سی دور ہی اور اگر محض تبدیل مذہب پر مدار
 تو ہزاروں نئی سبے شیعہ ہو جاتی ہیں بلکہ بہت مسلمان کر شان ہی ہو جاتی ہیں خدا
 کا مری کہ آپ ہی انہیں سی ہوں قولہ تمیز کر سکی اقول لاریب نہیں میں الحق والی اللہ
 ہر ذی عقل کو لازم ہی ورنہ محبت خدا نام نہوا و **لِللّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَاطِنَةُ** غلط ہو جاوے
مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلَّى استغفرتہم کا کیا علاج ہی قولہ ابائی دین و مذہب کے
 تقلید اسی جانتا ہو اقول الحمد للہ فرقہ شیعہ اپنی مذہب کو تقلید اسی نہیں جانتا
 بلکہ تحقیق جانتا ہی اسی کہ اول مسئلہ اکی کتب کلامیہ کا یہی ہی کہ تقلید مسائل
 اصول و فہم میں جائز نہیں ہے اور بالاتفاق ہمین تقلید طہل ہی پس ایسے
 فرقہ کی سامنے ذکر انا و جذنا اباءنا کا محض لغو اور پیکار ہی برخلاف اون لوگوں
 کے جنہوں نے تقلید علما کی فی الاصول جائز رکھی ہی اونی سامنے انا اطعننا سارنا
 و کلبنا انا اخلنا الاستبسل پڑھنا چاہی اور اگر حضرت مخاطب کو معلوم ہو کہ
 تقلید فی الاصول کسی جائز رکھی ہی تو ہم ہی شین کہ وہ ائمہ اہلسنت و طاعت صالح
 انکی ہیں جنہوں نے فرمایا ہی کہ **الْمُتَطَهِّرِينَ الْقَوَاعِدَ فِي الشَّيْبَةِ وَالضَّلَالِ لِحُجَّتِهِ**
الْأَفْطَارِ بِحُجَّتِ الْقَلِيدِ فَإِنَّ لَنَا مِنْ قَوَابِلِ الْحَقِّ مَا لَوْ جُوبَ الْأَحْزَانِ عَنْ مَطْلُوعِ
الضَّلَالِ انا عانی فی اصول عقائد میں فکر و غور کر رہی احتمال ہی کہ آدمی ضلالت و شیعہ

میں پڑ جائے اسلیٰ کہ نظریں مختلف رہتی ہیں برخلاف تقلید کی کہ وہ ایک امان کا
 طریقہ ہی واضح رہی کہ یہ استدلال ان بزرگواروں کا بعینہ و بعبار یہ شرح مختصر الاصول
 علامہ تقی زانی میں مذکور ہی اور اویسی سی جہنی نقل کیا ہی اورائمہ اربعہ اہلسنت کی طرف
 یہی مذہب منسوب ہی اور اکابر محدثین اورائمہ متقدمین سی ہی ہی الفاظ ماثورہ میں مخوف
 تطویل نقل اوکی عبارتوں کی بنین کی گئے تفصیل اسکی ملاحظہ کتاب عبد العطاء لایا معلوم
 امام غزالی سی معلوم ہو سکتی ہے بلکہ خود امام غزالی ہی اس طرف مائل ہیں چنانچہ لایا معلوم
 میں فرماتی ہیں کہ اعتقاد انعامی فی الثبات کا نظردوات الشاخص لا ینجزیہ کہ اللہ وہ ہے
 والصواعق وحقیدۃ الشکیم الحاریر اعتقادہ مقتضیات الحدیث کخطیر ورسول فی الملأ
 یصیبہ الریاح فرزہ کفرہ و فرزہ کفرہ الامن سمع منهم مختلفہ تعلقہ انما یتعلق فی نفس اللہ
 یعنی عامی جاہل کا اعتقاد ثبات میں ایسا ہی جیسا کہ ایک پہاڑ کہ جسکو کوئے ہٹا
 نہیں سکتا اور شکم کا اعتقاد جیسی ہوا میں ایک دوڑا لٹک رہا ہی کہ ہوا سی اوڑکے
 ادھر او دھر ہر جاتا ہی مگر یہ کہ شکم دلیل کو تقلید سے اعتقاد کری جیسا کہ اصل مسئلہ
 کو عامی نے تقلید سی اعتقاد کر لیا ہی انتہی خلاصہ کلام الغزالی قال المناط
 المقام ہذا الشد بل السلام بعد اس تہذیب کی بندہ گنگا رمدی علی بن سید رمضان
 غفر اللہ ذنوبہ اپنی بھائیوں کی خدمت میں التماس کرتا ہی کہ مجلہ مذہب مختلفہ مسلمانوں
 کے دو مذہب زیادہ جاری ہیں ایک اہل سنت و جماعت دوسرا امامیہ و فون
 اپنی مذہب کو حق اور دوسری کی مذہب کو باطل کہتے ہیں اور اپنی انگوٹھا جی اور دوسرے
 کو ناری سمجھتے ہیں ہزاروں کتابیں تالیف ہو گئیں اور صد ہا رسائی تحریر ہوئے
 مگر یہ جگہ اب تک علیٰ نحو اسکا جو عقیدہ تہادہ او سپر قائم رہا بہت کم ایسے ہیں جن

غَضِبَتْ فَاِطَاعَتْ وَلَمْ تَنْكُرْهُ حَتَّى مَاتَتْ اَوْ رَاَتْ لِقَا طَهَ بِصُفَّةٍ مِّنْ اَعْضِبَهَا فَقَدْ
 اَغْضَبَنِي وَمَنْ اَغْضَبَنِي فَقَدْ اَغْضَبَكَ اللهُ كِي كَانِي الْبَخَارِي وَغَيْرِهِ مَلَكَ رَوْقَتِهِ وَجَعَلَتْ
 ہین کہ جس بطلان خلافت ایک طرف بطلان ایمان ہی ہوا جاتا ہی اور بعد اسکی رکوع اہل
 سنی و عین الناس من یقول امانا بالیوم والاخر و ملہم بمومنین یخادعون
 اللهُ وَالَّذِينَ اٰمَنُوا وَاجْتَمَعُوا عَلٰی اَنۡفُسِهِمْ مَّا تَشْعُرُوْنَ فِی مَلَأَ بَعْضُ
 مَرۡصُۃً فَرَاَدَهُمُ اللهُ مَاضَاۤءُ لَہُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ آیات لیکرنا من الجنة والناس
 جنتی آیات منافقین کی شان میں ہین اوسکا اس ورئیس حضرت کثرت کو ثابت کرتی
 ہین اور عقی آیات مؤمنین کی شان میں ہین سبکا اس ورئیس امیر المؤمنین اور اولاد
 طہیین اونی کہ جنتی ہین تو مصو تین اپکا خلافت باوفاق پچھنا شیعو کی کلام آہی ان کی
 ہم مذہب حاکمین اور حلاقین اور دلاکین جنگو ہر ورئیس تمیز نہیں ہی آہی باتین شکی
 البتہ خوش ہوگی اگر آپ بڑی مدعی موافقت کتاب اللہ ہین تو ایک مختصات حصہ
 غضب مذک ہی جو صحاح اور غیر صحاح سب میں موجود ہی آپ اویکو مطابق آیات
 کلام اللہ کہ دعویٰ اہلنی کہ جب جناب سیدہ صلوات اللہ علیہا طالب میراث رسول اللہ
 ہوئین کہ اوسین باغ مذک ہی تھا جیسا کہ کتاب الجہاد صحیح مسلم اصیح بخاری میں بات
 جگہ موجود ہی بعد اسکے کہ اولاد عوامی ہیہ کیا تھا چنانچہ شرح موافقت میں اور صلوات محمد
 اور دیگر کتب بقبرہ اہلسنت میں موجود ہی کہ ابو بکر فی شہادت علی و حنین و ام المین کو
 اس بارہ میں روکیات اور خصوصنی دراثہ دعویٰ کیا اور فرمایا کہ اسی ابو بکر کتاب اللہ
 کے خلاف ہی کہ تو وارث ہوا اپنی باپ کا اور میں نہ وارث ہوں اپنی پذیر گوار
 کی خلیفہ صاحب بجز اسکی کہ جو امین ایک جونی حدیث بنائی او کہ نہ بن پڑی قیلا

کہ جناب رسول خدا فی ارشاد کیا ہی کہ تَحْنُ مَعَا شَرُّ الْأَنْبِيَاءِ لَا نَزِثٌ وَلَا نُورٌ مِثْلُ مِثْلِ
 انبیاء و مرثیہ یعنی نہ ورثہ دیتی ہیں اب آپ اس جھوٹی حدیث کو مطابق کلام اللہ کر دے
 حالانکہ قرآن مجید میں خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہی وَ وَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُدَ یعنی
 وارث ہوئی حضرت سلیمانؑ پیغمبر حضرت داؤدؑ پیغمبر کی اور یحییٰ و یونسؑ فی انہی تفسیر
 کہا ہی کہ حضرت سلیمانؑ فی ہزار گھوڑی ورثہ میں پائے تھے کیون حضرت لائزث
 و لائزث و دونوں باطل گھوڑی یا نہیں اور سیطرح اور ہی آیات ہیں مثل رَبِّ
 هَبْ لِي مَوْلًا زَكَاةً ۖ وَسَيِّدًا زَكَاةً ۖ وَبَنِيَّ يَرْجُونَ ۖ وَبَنِيَّ يَرْجُونَ ۖ وَبَنِيَّ يَرْجُونَ ۖ
 مثل ابن عباس حسن و ضحاک و سدی و مجاہد و شبلی بلکہ خود امام خزاز ہی کہا
 فی تفسیر الکبیر قائل بوارثت مالہ ہوئی ہیں ان فرض عدم وراثت انبیاء محض کذب
 اور دروغ بغیروغ ہے کہ کیسی طرح مطابق کتاب اللہ نہیں ہو سکتی اور لاف و
 کذاب بدعوہا ہی لسانی اور بات ہی اور اثبات اسکا اور بات قولہ اپنی آباء نے
 دین کی چھوڑنے میں اقوال مشیرہ اگر گزارش خدمت شریف ہوا کہ آپ خود پیغمبر
 ہیں کہ آباؤی دین تقلید اختیار کیا تھا پس تقلید دینی جو مثل کفار صادق انا و جدنا
 اباؤنا کی تھے ہماری نزدیک بھی قابل چھوڑنی کی تھے لیکن انہوں ہی کہ ایک تقلید
 کو چھوڑ کی دوسری تقلید میں پڑی کہ جس سے الْفَرَّانُ مِنَ الْمَلَطِ وَالْوَقُوفُ مَحْتِ الْمَلَطِ
 صادق آیا اور ظاہر باعث اسکا انہماک مشاغل تحصیل دنیائی دنی میں ہوا کہ مجبور
 ہو کر و امل صادق کلام منالطہ فرجام شاہ عبدالعزیز دہلوی اور تقریرات نو ساختہ ملع کا
 مرجع نگار ملاحید علی فیض آبادی میں نظر نہیں فرمایا اور ظاہر کلام عوام فریب دہکا و دیگر
 دہوکا کا ایسا نچوکل قمار پر ختم آکے ماخوذانہیں دونوں کی کتابوں سے ہیں بہر کیف

گو کہ دین آبا بانی آپسے چھوڑا اور زبان حال آپکی گویا مترنم باین مقال ہی سے
 ورجہاں جملہ داخل پسند من چپارہ مختلف پیر
 لیکن لحاظ و پاس رتبہ آبا و اجداد من حیث الدنیا بقضای صاحبہما (اللہ تعالیٰ)
 لازماً تہذیب اخلاق تھا مگر کچھ آپنی اسکا ہی لحاظ نہ کیا اور شیعوں کی حق میں عطا علاوہ
 سخریہ اور ستہز کی درشت زبانی کی چنانچہ صفحہ ۲۷ میں اسی کتاب کی عبدالمشہدین
 یہودی ملعون کو جملہ شیعوں کا دادا بنایا ہی اور منجملہ شیعوں کی جناب والا کی والدہ
 یہی بین تو بین لحاظ وہ ملعون یہودی آپکا پروا دوا ہوا بالجملہ مثل اسکی بہت ہی کہ اوکی
 مقاموں پر ناظرین دیکھ لیں گے اور انشائاً اللہ جواب بھی سن لینگے افسوس ہی کہ
 آپکو تو حقوق آبا کا کچھ لحاظ نہ لیا لیکن بعید نہیں ہے کہ شفقت پوری آپکی بعض آبا کی
 شفقت سے اسکی ہو کہ آپکو سفینہ نوح سے کہ عبارت اربع الہییت سی ہے دست بردار
 ویکر نیابتی اسراکب معنا پکارین اور خدا سی ان ابنی مراہلی کہین اور
 وہاں سے جواب انہ نیس من اہلک انہ عمل غیر صالح کلمے سے
 پس نوح بایمان نشست و حنا ندان نبوش گم شد
 بالجمہ خدای آخرت تو موقوف بر آخرت ہی لیکن پاداش اسکی کچھ دنیا میں ہی ہے
 جہو نظر آتی ہی کہ سبب اسباب فی اخبار تہذیب الاخلاق اور نور الافاق کو آپکی ادب
 اور ستاد کی فضیلت اور رسوائی کا ذریعہ از شرق تا غرب ہندوستان گردانا ہی اور شیعوں کا
 کیا ذکر ہی اہلسنت ہی آپکو لازمہ ہب جانتی لگی اب وہی مثل صادق ہی کہ ازین دروازہ
 وازان دروازہ نہ گم کری نہ گمائی لانی حق لا و کالی حق لا و عفی اللہ عنہما
 اللہ تعالیٰ قولہ مخالف عقائد ائمہ کرام ہی اقول بحسب کل تعجب اس زمانہ کی سینوں سے

کہ بلا وجہ مدعی متابعت ائمہ کرام علیہم السلام ہیں اور بی حجت و دلیل امامیہ کو طریقہ
 ائمہ سی منحرف کہتی ہیں اہلسنت اپنی اصول کو تو ماخوذ ابو الحسن اشعری سی اور
 ابو الحسن مازیدی وغیرہ سے کرین اور فرمیں کہ ابو حنیفہ اور شافعی اور احمد بن
 اور امام مالک سی لین اور پھر مدعی اس بات کی ہوں کہ اہلسنت پیروائے ہیں
 اور امامیہ کہ کل مسائل اصولیہ و فروعیہ کو بحر ائمہ علیہم السلام کی کسی دوسری سے
 ماخوذ کرین وہ مخالف ائمہ ہیں کسے عاقل کی سمجھ میں یہ بات نہیں نکلتی ہے
 کہ کوئی شخص کسیکا اپنی تین تابع کے اور پھر فتوے کی ہزاروں مسائل اصولیہ
 اور فروعیہ سی کے مسئلہ پر عمل نہ کری برائے خدا و انگوں کو کہو لو کہ کیے کہتے
 صحاح اور غیر صحاح اور اصول اور فقہ اور تفسیر اہلسنت موجود ہیں یا کسی مقام میں
 کے قول پر کسی امام کے عمل کیا ہی اور کتب شیعہ ہی موجود ہیں و کیوں سوائی
 ائمہ معصومین کی کہیں اور کسی کا قول ہی لیا ہے ایک ہی بات پر صدق و کذب
 دعویٰ فریقین ظاہر ہوا جاتا ہی ہلا ایک بھی مسئلہ ایسا فرمادیں گی کہ جسمین اہلسنت
 نے دامن ابو حنیفہ اور امثال اوکی کا چھوڑا ہوا کسی امام کا اتباع کیا ہو یہ
 اسماعیل بخاری ہی کہنی ایک حدیث ہی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سی نہیں
 روایت کی ہی صحیح بخاری کہ اہلسنت کی نزدیک بعد بلکہ قبل کتاب باری ہے
 او کو نکال کر ورق و ورق کیے کہ آیا کوئی حدیث ہی امام جعفر صادق سے نقل
 کی ہی حالانکہ چار ہزار راویوں نے انحضرت سی اخذ احادیث کیا حافظ شمس الدین
 ذہبی نے کتاب مغنی میں ذکر انحضرت کا ضحاک اور مجاہد میں کیا ہی اور کہا ہے
 لم یخرج له البخاری اور سیوط کتاب میزان الاعتدال میں ترجمہ میں انحضرت کی

کتاب ہے کہ صحیح البخاری و قال یحییٰ ابن سعید القطان شیخ البخاری اجدنی فی نفسہ
 شیئا وکان مالک لا یروی عن صفیر حتی یضربہ الی احدی بنی بخاری فی حضرت
 امام جعفر صادق سے کوئی روایت نہیں کی اور ان کی روایت کو قابل ہتجاج نہیں
 جانا بلکہ استاد بخاری نے کہا کہ میں اپنی دلیل و کیطوف سی اسکا پانا ہوں اور
 مالک فی ہی اونے روایت نہیں کی جب تک کہ کسی دوسرے کو ان کی ساتھ منضم کر لیا
 خط ان کی روایت کو قابل اعتبار نہ سمجھا اور امام رضا علیہ السلام کی ترجمہ میں یہ عبارت
 لکھی ہے قال ابو طاہر یاتی عن ابیہ عجائب یعنی ابو طاہر کہتا ہے کہ وہ اپنے
 باپ سی عجیب عجیب باتیں نقل کرتے ہیں اور پھر لکھا ہے کہ قال ابو الحسن الدار
 قطنی اخبرنی بن حبان فی کتابہ فقال ان علی بن موسی الرضا یروی عن ابیہ
 عجائب یم ویخفی یعنی کہا ابو الحسن دارقطنی نے کہ ابن حبان مجھے خبر دی کہ علی بن
 موسی الرضا اپنی والدہ سی عجائب نقل کرتے تھے اور وہ ہم کیا کرتی تھی اور خطا کیا
 کرتی تھی انتہی اور مراد عجائب سی وہ باتیں ہوتی ہیں جو محل تعجب ہوں اور قابل
 اعتبار نہ ہوں اور وہ خطا کی نسبت تو تصریح صریح ایسی امام عالم مقام کی نسبت
 موجود ہی اور ابن الجوزی اور سیوطی فی اپنی تصانیف میں جو موضوعات حیث
 ہیں ہیں اور علی بن محمد عراقی منی فی کتاب تنزیہ الشریعہ لیس فی شیخ رحمہ اللہ سند
 نے مختصر تنزیہ الشریعہ میں امام حسن عسکری علیہ السلام کی نسبت لکھا ہے کہ ائیس
 ریشی یعنی العیاذ باللہ وہ کہ نہیں ہیں اور عیقلانی کہ علمای اعلام ہنسنت ہی ہے
 امام موسی کاظم علیہ السلام کو کتاب الضغائن من ختامی رواۃ میں داخل کیا ہے اور
 ان حضرت کی تحقیر کیا ہے کہ حدیث غیر محفوظ پر ای خدا جا ہی انصاف ہی کہ ایسا بہت

امامی کریمالی وہ لوگ ہیں جو اماموں کے کلمتی ہیں اور انکو توہم اور ضعیف
 جانتی ہیں اور لیس ہشتے انکی حق میں کہتے ہیں اور انسی روایت کرنا جائز نہیں
 جانتی بلکہ خواجہ اور فاضل کی روایات کو نامی کتاب خدا جانتی ہیں یا وہ لوگ
 کہ جسکی بضاعت دین اور ایمان روایات ائمہ علیہم السلام ہیں اب بیان حضرت
 مصنف رسالہ اور انکی ہم مذہبون کو مناسب ہی کہ فائدہ ملقبہ بسعادت الدارین
 فی شرح حدیث اطفالین میں کہ جزو نمونہ اثنا عشریہ کا ہی اور اب میں باب نجم و ششم
 کی واقع ہی اس عبارت شاہ عبدالغنی صاحب کو جو مقتدا اکل حضرت اہلبنت کی
 ہیں ملاحظہ فراموین جسکو ضعت العباد بیان با الفاظ نقل کرتا ہی اور پھر وہ ہیں کہ
 خود گواہی شاہ صاحب حق کس فرقہ کی جانب ہی شیعہ کی یا سنی کی اور
 عبارت اشار الیہا یہی آباد سنت کہ اتفاق شیعہ سنی این حدیث ثابت
 ست کہ پیغمبر فرمود انی تارک فیکم الثقلین مالک تمسکتہما مالک تضرع
 بعدی کتاب اللہ و عترتی اہلبیتی پس معلوم شد کہ وہ مقدمات معنی و احکام
 شرعی اور پیغمبر و آلہ این دو چیز عظیم القدر فرمودہ ہست پس مذہبی کہ مخالف این
 دو باشند ائمہ شریعتیہ عقیدہ و عملاً باطل و نامعتبر ہست و ہر کہ انکار این دو بزرگ گناہ
 گراہ و خارج از دین باشد اتھی اب مضمون کو دیکھنا چاہئی کہ باعتراف شاہ عبدالغنی
 صاحب کی حضرت اہلبنت جو ائمہ کرام علیہم السلام کی شان میں ایسے الفاظ لکھتی
 ہیں گراہ و خارج از دین ہوئی یا امامیہ اثنا عشریہ جو اصولاً و فروعاً قرآن اور احادیث
 ائمہ کو مفسرین قرآن اور حاملین علوم قرآن ہیں اپنا لمبا اور راواجا کر کل اصول و
 فروع انہیں سے اخذ کرتے ہیں علامہ اسکی خود علمای اعلام اہل سنت اقراء

کرتے ہیں کہ طریقہ ائمہ اہلبیت غیر طریقہ ائمہ اہلسنت جماعت ہی چنانچہ شراج
 منہاج لکھتا ہے کہ انکار قیاس مسائل و منہجین مذہب اہلبیت ہی جیسا کہ اہل اہل
 قیاس کی مذہب ابوحنیفہ اور شافعی وغیرہ کا ہی ملا جامی لغات میں سنائی سے
 نقل ہے کہ مذہب امام جعفر صادق علیہ السلام حرمت خرگوش ہی شطیبہ نقل
 ہے کہ مذہب علی عدم جواز اسح علی النخین مونی شرح الشرح عن الامدی مذہب علی
 جواز بیع اموات الاولاد و لم یزل علیہ الشیعہ علامہ تقی زانی شرح مختصر الاصول
 میں فرماتی ہیں کہ صحابہ نے اختلاف کیا ہی جواز بیع اموات الاولاد میں اور مذہب
 علی جواز بیع ہی چنانچہ ہی مذہب شیوخ کا ہی اور شیعہ اور حضرت کی مذہب کو
 بہتر جانتی ہیں اب ہم حضرات اہلسنت سے پوچھتی ہیں کہ قیاس پر عمل کرنا تم جائز
 جانتی ہو کہ ہم خرگوش تم لمانی ہو کہ ہم مسح علی النخین تم جائز جانتی ہو کہ ہم جواز بیع اموات
 الاولاد کی تم منکر ہو کہ ہم کہو کسی مذہب اہلبیت کو چھوڑا ہی ملا جلال دوانی شرح
 عقائد عہد بین فرماتی ہیں کہ فرقہ ناجیہ تتر من سے طائفہ اشعر یہی اسلئے کہ
 عمل اونکا اور پادون احادیث صحیحہ کی ہے کہ جناب رسول خدا اور انکی اصحاب سے
 مستقول ہیں اور ظواہر احادیث سے تجاوز اور اپنی عقول پر اعتماد نہیں کرتے مثل
 معتزلہ کی اور نہ احادیث غیر صحابہ پر عمل کرتے ہیں مثل شیوخ کی کہ متابعت
 کرتے ہیں اوکی جواپنی اماموں سے روایت کرتے ہیں بسبب اسکی کہ معتقد انکی
 عصمت کی ہیں مولوی عبد علی صاحب شرح مسلم الثبوت میں فرماتی ہیں کہ اجماع
 اہلبیت حجت نہیں ہی خلافاً للشیعہ بلکہ اہلبیت جائز الخا میں قد صوبون وقد یخطون
 و یجوز علیہم الزلہ وہی وقوعہم فی الذنب من غیر تعد کما وقع من سیدۃ النساء من جہانما

تالیف رسول امین منہاجدک انتہی موضع الحاجہ یہی اعتقاد اہلسنت کا رہا ہے۔
 کہ رتبہ امامون کا کہیں کم رتبہ اصحاب ہی سمجھتے ہیں اور اصحاب کی قول کو قابل
 اعتبار جانتی ہیں اور قول اماموں کا محض اعمان و نہیں تصور کرتے اور شیعوں پر
 طاعن ہیں کہ قول پر اماموں کی عمل کرتے ہیں اور ان کو معصوم سمجھتی ہیں یہی سبب خطیہ
 کتاب میں معروض ہوا کہ لفظ اصحاب کو الہ پر بذاق اہلسنت مقدم کرنا ضرور ہے
 اب فرمائی کہ متمسک بالہدیت شیعہ ہیں جو باعتراف تمہاری علمائے اقول ائمہ پر
 عمل کرتے ہیں اور الہدیت کو بغیر آیت تطہیر معصوم جانتی ہیں اور ان کی جمیع
 کو حجت سمجھتی ہیں بلکہ ایک کی قول کا انکا بھی کفر جانتی ہیں یہ متمسک بالہدیت وہ
 لوگ ہیں جو ان کو خاطمی سمجھتے ہیں اور ان کا قول قابل اعتبار نہیں جانتی اور وہ
 ذنب و مصیبت مومن و غیر مومن کی جائز بلکہ واقع سمجھتے ہیں اور جناب علی رضی اللہ عنہ کو منافق
 و عیسیٰ مذکورین کا ذنب اور گناہ کہتی ہیں کبرت کلمۃ تخرج من افواہہم ان یقولون لا کذب بارک
 خرافات کا کتاب سیف اسرار طعن الرحیمین مخفی کیا گیا ہی اس تمام پر یہ کو فقط اس قدر
 بیان کرنا منظور ہے کہ باعتراف علمائے سنیہ امامیہ اپنی اماموں کی مذہب
 پر ہیں شرح مواقف میں شریف جرجانی فرماتی ہیں کانت الامامیہ اولاً علی مذہب
 ائمہم حتی تادی الزمان فاختلفوا و شہرستانی بھی کتاب بل و نخل میں ضمن ذکر امامیہ
 میں لکھتی ہیں کان فی الامل علی مذہب ائمہم فی الاصول ثم اختلفت الروایات عن
 ائمہم و تادی الزمان اختار کل فرقۃ طریقۃ مخلصہ کلام یہی کہ امامیہ ابتدا میں تو
 اپنے اماموں کی مذہب پر تھے بعد اسکی زمانہ زیادہ گزرا پس سبب اختلاف روایات
 کی متفرق ہوئے مختلف ہوئی اس سے صاف ثابت ہے کہ شیعہ مذہب ائمہ اثنا عشر پر

تھے ولویٰ الماجد لیکن اہلسنت پس کسی مذہب ائمہ پر نہ تھی ورنہ ذکر خصوصیت
 ائمہ بابامیہ محض لغو ہوتا ابن اشیر کہ علمای اعلام اہلسنت سی ہے کتاب جامع الاصول
 میں جہنم احادیث صحیحہ کے کئی ہیں ذیل حدیث اِنَّ اُمَّتِي سَبَّحَتْ لِئَذِي
 الْاَمَةِ عَلٰی رَاسِ كُلِّ مَائَةٍ تَسْبِيحٍ مِنْ تَحِيَّةٍ وَكُنَّا وَتَحْيَا لِعَنِي خُذْ وَتَعَالٰی ہر یک کے
 سر پر ایک مجتہدین پیدا کرتا ہی فرماتی ہیں کہ ضرور نین ہے کہ مجتہدین ایک
 ہی شخص ہو ورنہ نذکرہ الان المذہب المشہورۃ فی الاسلام الّتی علیہا مدار
 التسلیم ہے فہ اقطاع الارض وی مذہب الشافعی وابی حنیفہ و مالک و
 ابن حنبل و مذہب الامامیہ یعنی اب ہم ذکر کرتے ہیں مذہب مشہور ہے
 الاسلام کا جس پر مسلمین ہی اطراف روی زمین میں اور وہ چاروں مذہب اہلسنت
 کی ہیں اور بانچوان مذہب امامیہ کا بعد کی مجتہدین ہر مذہب کا ذکر کام بنام
 شروع کیا ہی یہاں تک کہ کہا ہی کہ مائۃ مائین مجتہد مذہب امامیہ علی بن
 موسی الرضا ہیں اور مائۃ مائین محمد بن یعقوب کلینی اور مائۃ مائین سید تقی
 علم الہدی تھے اور بیسیات جلیہ سی ہی کہ کل الہیت کا ایک مذہب تھا پس
 جس مذہب کی مرقع اور مجتہد علی بن موسی الرضا تھے وہ ہی مذہب کل اماموں کا
 تھا پس باعتراف علمای اہلسنت ثابت ہو گیا کہ مذہب امامیہ مذہب ہے کہ جملہ امام
 مذہب ہی مذہب اہلسنت کہ وہ مذہب معاویہ اور جس بات کی خود علماء مستقیمین
 و متاخرین اہلسنت معترف ہیں تعجب ہی جیسا ہی اس زمانہ کی کہ کہہ کر انکار کرتے
 ہیں اور کہتی ہیں کہ مذہب امامیہ برخلاف اماموں کی ہے بالجلد اگر کل شواہد
 و دلائل لکھے جائیں تو ایک کتاب ضخیم ہو لڑا شے نمونہ مذہب وادی حجاز تحریر

آیا ہی قولہ برکس نند نام زنگی کا فوراً قول وفاقین مصداق اس مصرعہ کی ہست
 معاویہ بن جہون سے خلاف عرف و خلاف تصحیحات اہل سنت مثل مجاہدین
 فیروز آبادی وغیرہ اپنا نام شیعہ رکھا ہی شروع تحفہ اثنا عشریہ سے آپکو
 انکا تہ مجاہد کیا کہ اس مرد عزیز نے اپنا نام شیعہ اقلی رکھا ہی پس اگر اول سے
 مروی خلیفہ اول حضرت ابی بکر میں تو شیعہ اپنی بکر نام لکنا مناسب تھا تو
 حدیث میں پیغمبر علیہم السلام الفائز قال ہوا اور اگر مروی شیعہ علی ہی
 تو وہی ع برکس نند نام زنگی کا فوراً اس تمام مصداق آتا ہی قولہ بھی گمراہ جاتی
 ہیں اقول حقیقت یہی کہ آپ پیغمبر ایسے ہی تھے کہ ہی شیعہ تھے کہ سنی اب
 کرستان ہونی آگے دیکھیں کیا رنگ بدلتی ہیں قولہ دلائل عقلی کو ظاہر کرنا ہوں
 اقول دلائل عقلی و نقلی آپ کی سبب تہنی اور بغل و مانع کی ہیں کیا متصفح عین
 انشاء اللہ قولہ اہل سنت کی مذہب کی خوبون میں اقول میں ہی یہ رسالہ
 فرقہ حقہ اثنا عشریہ کی مذہب کی خوبون میں لکھا ہوں خدا کری کہ آپ کے سننے
 بہائی اسکو نظر انصاف سی دیکھیں اور اپنی ہل عقیدوں کو چھوڑ دیں اللہ آمین
 ثم آمین قال المحاطب المقام ہدایہ اللہ سبل السلام تہدید یہ سب پر ظاہر
 ہی کہ دونو مذہب کا اصل اختلافی مسئلہ معاملہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ
 کا ہی کہ اہل سنت انکو اچھا جانتی ہیں اور شیعہ انکو برا کہتی ہیں بلکہ جس طرح
 اہل سنت انکو تمام امت ہی قرینہ میں اعلیٰ اور افضل اور ایمان اور اسلام میں
 سب ہی بہتر اور کامل جانتی ہیں اور سبطی چر شیعہ انکو سب ہی زیادہ تر برا اور
 تراب جی کہ کا فوراً برکس ہی ہیں پس درحقیقت ہی مسئلہ ایسا ہی ہے دونو مذہب

کی حقیقت اور بطلان کا مدار ہی ہے اگر موافق اصول مذہب اہلسنت کی صحابہ
 کا ایمان اور اسلام میں کامل ہوتا اور مرتے دم تک اونکا اوپر ثابت قدم ہونا
 ثابت ہوتا بلکہ شبہ و شک کا مذہب حق اور شیعوں کا مذہب باطل اور کفر و کلاہ
 اسکی اوٹکا کافرا در مرتد ہونا خود باشند میں ذلک معلوم ہوا تو شیعوں کا مذہب بجا
 اور شیعوں کا مذہب جو ہونا ہی اسماعیلی ہم اول صحابہ کی فضائل بیان کرنے
 میں پھر خلافت راشدہ کو ثابت کر لینی پھر جواب مطاعن کا جو صحابہ نسبت امامیہ
 کرتی ہیں دیکھتے ہیں کہ قول اہل بیت علیہ السلام بولایہ علی بن ابیطالب علیہ السلام
 اصل اختلاف فی سلسلہ ماخذ دین و ایمان ہے بعد جناب رسول خدا کی امامیہ کل
 اصول و فروع کو ماخوذ کرتے ہیں اہل بیت طاہرین سی کی بموجب حدیث متفق علیہ
 مثل اہلبیت کسفینۃ نوح سفینہ نجات ہیں اور بموجب حدیث متفق علیہ
 انا تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی اونکا حکم ہرگز حکم
 خدا سی جدا نہیں ہوتا اور سابقا شاہ عبدالغفری صاحب کی عبارت نقل ہوئے
 ہی کہ فرماتی ہیں کہ در مقامات دینی و احکام شرعی مار پیچہ حوالہ باین وچہر عظیم القدر
 فرمودہ است پس مذہبی کہ مخالف این دو باشد در امور شرعیہ عقیدہ علماء باطل
 و معتبرست پس شیعوں کا عمل قولاً و فعلاً اسی بات پر رہا جسکو چار و چار
 شاہ صاحب کو بھی دلائل و ثبوتات پر اسی امامہ شیعوں نے انہیں کا دامن
 تھاما اور از توحید اسماء و اور از طہارت نمادیات انہیں کی قول فعل پر عمل کیا اور
 انہیں کی احادیث کو اپنا دین و ایمان جانا اور اہلسنت فی صحابہ اور تابعین اور
 تبع تابعین کو ماخذ اپنی مسائل دین و ایمان کا ٹھہرایا اگر بعض پیغمبر سی نامہ بین

عداوت اہلبیت طاہرین اور قالمین ذریت سید المرسلین اور ائمین اور بطلین
 اور انکشتین سے ہوں جیسا کہ ملاحظہ رواہ صحاح اور غیر صحاح اہلسنت سی طاہر
 ہے ہر چند جہاں زبانی معی شک اہلبیت بھی ہوتی ہیں مگر علمای اعلام
 اور انکی فخر کرنے ہیں کہ ہم قطع منقولات صحابہ پر عامل ہیں نہ مثل شیعوں کے
 منقولات ائمہ پر عامل ہیں جیسا کہ ابھی اقوال ملاحظہ تھا زانی اور سید شریف جرجا
 اور ملا جلال الدین دوانی اور حکیم شہرستانی وغیرہ سی بخوبی ظاہر کیا گیا اب ان دونوں کی
 اختلاف نظر کرنا چاہی کہ اصول میں از توحید تا معا و اختلاف کثیر ہی اور اسطرح
 فروع میں انظہار تا آیات اختلاف کثیر ہی پس اپنے جو اصل اختلافی مسئلہ قطع معا
 صحابہ پہ لایا ہی یہی ہے اگر فرض حال مثل شریک الباری سب صحابہ عدول
 ہی ٹھہرائیں اور بخلاف احادیث متواترہ مثل حدیث حوض وغیرہ کے اور
 سیکڑوں دلائل عقلیہ و نقلیہ کی جہن کتب ضخیمہ تصنیف ہوئی ہیں ناجی ہونا کل
 صحابہ کا ثابت ہو جائے تو اس سے اخذ مسائل اصولیہ و فروعیہ ہونا اور انکا
 ثابت نہوگا اسلئے کہ عدم محبت انکی اتفاقی بین الائمہ ہی اور شیعوں کے
 نزدیک بحر اہلبیت مع و بین کی کوئی اخذ اصول و فروع نہیں ہو سکتا کیونکہ
 ہو سکتا ہی کہ اسی ایک مسئلہ صحابہ کی ملی نہیسی رفع اختلاف لاکھوں مسائل کا از توحید
 تا آیات ہو جائی اور اگر عرض آگے اثبات حقیقت احد الائمہ میں لزوم خرق اجماع
 و کذب ہی تو تخصیص مسئلہ صحابہ لغوی بلکہ ایک اورنی مسئلہ کا ثبوت مسائل مختلفہ
 سی آپ کر دیتی تو قصہ ملی ہو جائیگا بسم اللہ ایک ترکیب وضو ہے کی
 اب اسطرح سی ثابت کر دیتی کہ آپ کے خصم کو جائی کلام نہ رہی بلکہ ایک جز ہی

وضو کا ستھنہ بطلان مسح اور وجوب غسل پانچا ہی آپ ثابت کر دیجیے، تو
 آپ کے اور آپ کے ائصال کی کلمہ سے یہ بات خارج ہے کہ ادنیٰ بات کا بے
 ثبوت کر سکیں فیما ظنک باصول المسائل وغو مضمایہ آپ ناحق زرق زرق و
 بق بق کر کے اپنا سرہرائی ہیں اور دوسرے فکمی اوقات کو ضائع کرنے ہیں قول
 معاملہ صحابہ کرام ہے کہ اہلسنت اذکو اچھا جاتی ہیں اور شیعہ اذکو برا سمجھتی ہیں
 اقول اگر لفظ کرام صفت اخرازیہ ہی اور مقصود اس سے اخرازیہ صحابہ پیام
 سے تو حاشا دکلا کہ شیعہ صحابہ کرام کو برا سمجھتے ہوں بلکہ اپنی زد و یک جن لوگوں کو
 پیام جانتی ہیں اور انکا پیام ہونا کتب فریقین سے ثابت کرتی ہیں اونہیں کہ
 برا سمجھتی ہیں اور اگر لفظ کرام کو مخاطب فی صفت کا شفعہ ٹھرایا ہی اور مقصود یہ
 کہ جملہ صحابہ کہ کلمہ کرام ہیں اہلسنت اذکو اچھا اور شیعہ کلمہ کو برا سمجھتی ہیں تو یہ
 ہی غلطی اہلنی کہ ہر خیز مذہب جمہور اہلسنت کا یہ ہی کہ صحابہ کلمہ عدول ہیں
 جیسا کہ صاحب فتح المغیش علی نقل فرماتی ہیں کہ اصحابہ کلمہ عدول و علیہ الجہود
 کما قال الامدی وابن الحاجب انہم عدول کلمہ مطلقاً و علی بن البرقی الاستیعاب
 اجماع اہل الحق من المسلمین وہم اہل التہ و الجماعۃ علی ان اصحابہ کلمہ عدول
 انتہی مختصاً بکلمہ عدول ہیں اور یہی مذہب جمہور اہلسنت کا ہی اور
 امدی اور ابن حاجب فی بے بھی کہا ہی کہ کلمہ مطلقاً عدول ہیں اور ابن برقی
 استیعاب میں بچے کہا ہی کہ عدول ہونا کلمہ صحابہ کا مجملہ علیہ سنت و جماعت
 ہی اور صفحہ ۱۱ میں حضرت مخاطب کی کلام سی بے ہمہما جاتا ہی یعنی سب ایمان
 لانیوالی کامل الا یہاں ہے تھی نہیں یہ بات کو شیعوں کی ہر طرف غلط ہے

ولنعم ما قال مولانا مقتدا الناس السید عباس شستری اوام انظر لاله
 ان لصحابہ منہم المجهول ۛ ۛ والھما لکون المحکون الغول
 ومن افقون فقام مقبول عجا من الثواب کیف تقول
 ان لصحابہ کلم بعد ول ۛ مگر یہ مسلم ہی کہ یہ مذہب اہلسنت ہی
 لیکن شیعہ صیبا کہ ابھی پہنچے بیان کیا کل صحابہ کو برا نہیں سمجھتی بلکہ بعض ہی
 کو برا جانتے ہیں خدا خیر کری آپ فی ابتداء ہی تنہی سی فریب وہی عوام شروع کی
 اور ایسے گول باتیں کہتی ہیں جس سے یہی ظاہر ہوتا ہی کہ شیعہ کل صحابہ کو برا جانتے
 ہیں حالانکہ صفحہ ۷۷ میں اسی کتاب کی آپ خود مفراس بات کی ہیں کہ امامیہ کی
 نزدیک فضائل کی مسداق صرف وہی اصحاب ہیں جنکو علمای شیعہ فی قبول
 کیا ہے پر صفحہ ۷۷ میں فرماتی ہیں کہ ماہ النزاع و ربیان ہمارے اور حضرات کی
 صرف یہ امر کہیا کہ مراد اس سی تمام مہاجرین اور انصار ہیں یا نہیں بلکہ خلفای
 ثلثہ امین داخل ہیں یا نہیں اسنقہ موضع الحاجہ تیس اس صورت میں مناسب یہ تھا
 کہ استقام پر بجای لفظ صحابہ کرام کی ثلثہ عظام اور خلفای نیک نام آپ فرماتی تافریب
 عوام اور طرق ابہام اور ابہام سے انکا کلام دور ہوتا قولہ تمام امت سے
 مرتبہ میں اعلیٰ اور فضل اقول شیعہ ہی صحابہ مقبولین کو تمام امت سی
 من بعض الوجہ اعلیٰ اور فضل اور کاملتر جاتی ہیں لیکن وہاں بعض دیگر کو جو
 اہل تفاق و شقاق سی تھے یا بعد ایمان کی شیطان فی او کو مطلق ریاست اور
 حب دولت و نیامین والی کہ بصدائق انہوا شعو کے فرما شہ از دداد و انفریا
 کی راہ دین و ایمانی سے پیرا کو نطا ہر مصلحت زبان سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

کہتی ہے اؤ کو بہت برا اور بہت خراب جانتی ہیں بلکہ کسی قاتل کی مجال ہوگی
 کہ ایسے کو برا بھی باقی رہا کلامِ تعین اور شخص ابراہیم و جابرین پس بھی امرِ معرکہ الٰہی
 بین العزیزین ہے بہت سی لوگوں کو اہلسنت برا جانتے ہیں اور شیعوں کے
 نزدیک اؤ کی برائی ثابت نہیں ہے جیسی امثال مالک نویرہ کہ جبکہ خلیفہ اول
 نے زبردستی اہل رومہ پھر اکر قتل کروا دالا اور امثال سعد عبادہ جنگی حق میں چھڑ
 خلیفہ ثانی قتل اللہ سعد امانہ صاحبِ فتنہ فرماتے تھے کما فی النہایہ اور بہت
 سی لوگ لہجس اسکے ہیں یعنی شیعوں کی نزدیک اؤ کی برائی ثابت ہی اہلسنت
 اؤ کو اچھا جانتی ہیں قولہ و حقیقت بھی ایک سلسلہ اقوال و حقیقت کل سائل
 مختلفہ فی مابین العزیزین کہ ضروریات ہر ہر فرقہ سی ہوں ایسے ہی ہیں تخصیص
 اس ایک مسئلہ کی نحو محبت ہی کا بنیاد سابقاً اول مسئلہ مسائل و منیہ سی توحید
 ہے آمین و کہیں کہ کس قدر باہم اختلاف ہی اہلسنت صفات کو زائد بذات سمجھتی
 ہیں اور لازم تعدد تھا سے کچھ پروا نہیں کرتی اور شیعہ اسکو صین شرک جانتی
 ہیں اہلسنت خلافاً للنص البیرج لاند کہ الابصار رویت خدا کی قائل ہیں اور کہتی
 ہیں کہ ہم خدا کو کافر فی لکۃ البدر و کہیں گی شیعہ اسکو منافق لیس کہتے ہیں
 شیعہ کے جانتے ہیں اہلسنت خالق عادل کو جابر اور بند و کو محبوب سمجھتی ہیں شیعہ
 اسکو ظلم قبیح جانتے ہیں الغرض اصولاً و فروغاً ہزاروں مسئلہ مختلف فیہ ہیں کہ ہمارے
 حقیقت اور بطلان ہر ایک پر ہو سکتا ہی کل حزب بالذیم فرعون تخصیص سلسلہ صحابہ
 یکساں ہی نہ شیعہ کہتی بیت الہیت نبوی سے جبکہ معصوم جانتے ہیں اور انہیں
 کے مقولات پر کمرہ ناقلین اور کے ہر طریقہ میں ہزار ہزار میں عمل کرتی ہیں

دست بردار ہونگی نہ سنی تعبت ابو الحسن اشعری اور ابو حنیفہ اور اشاعل اوکی سے
 ہاتھ اور ہٹا دینگی سے فیصلہ اللہ حجۃ المنقرضات اللہ علیہ علی آباءہ الکرام ہاتھی
 اللہ یابی والا ایم اللہم عجل ظہورہ و اتم نورہ و لو کرہ اشکر کن اتم یرونہ بعیداً و نزارہ
 قریباً قولہ اگر موافق اصول مذہب اہلسنت کی اقول اگر غرض اس عبارت
 سقیم سی یہی کہ ثبوت ایمان حضرات ثلاثہ بنا بر اصول مذہب اہلسنت کے
 ہو جائی تو شیعہ اس اصول کو غیر معقول اور غیر مقبول جانتی ہیں اور اگر غرض
 یہ نہیں ہے تو عبارت کی تصحیح فرمائیے کہ ایمان خلاف مقصود اس سے منع
 ہو جائے قولہ سو اعلیٰ اول ہم صحابہ کی فضائل اقول بنا بر اسکی ہر کوئی بھڑکے
 ہوگا کہ بقابلہ اوسنکے ہم حضرات ثلاثہ کی رذائل بیان کرین ہر خلافت غیر راشدہ
 کو مل کرین پہرہ و جواب مطاعن کا جو اہلسنت دیتی ہیں کر دینکے الغرض درپردہ
 دوستی اہلسنت آپ نے سینوں کی ساتھ بڑا سلوک کیا کہ اوکی پیروں کو فضیحت کر لیا
 ارادہ کیا جہاں تو قبل ظہور تضراب سی بہت خوش تھی گشتا عیقلائے اہلسنت اسکو
 پسند نہ کرتی ہونگی۔ چونکہ انداختی بروی شریک حذر کن کند را جس نشست
 قال النحاطب اہتمام ہر اہل اللہ بیل السلام دلائل عقلی صحابہ کی فضیلت میں
 پہلی دلیل یہ بات سب جانتی ہیں کہ جب پیغمبر خدا کو خدانی عرب میں بھوٹ کیا اور
 معظّمہ میں اول حضرت کو انہار نبوت کا حکم دیا تو اسوقت میں سب لوگ کافر اور
 مشرک تھے اور آپ کی عزت اور قرب اور رشتہ دار اور بھائی بند اس خبر کو سنتے ہی
 آپ کی دشمن ہو گئے تھے اور آپ کی گدیب کرتے تھے کوئی مجنون کہتا تھا کوئی دیوانہ نہاتا
 تاناخو ذاب اللہ بین ذلک اور خیر ہر س تک باوجود دعوت اور انہار مغبرات کی

صرف چند ہی جو چالیس سے کم تھے مسلمان ہو کر چوبیس برس کے بعد کسی سید
 جماعت مسلمانوں کی ہوئے اور دعوت عام اسلام کی علامت بن گئی اور انکان دین کو
 حضرت فی علی رؤس الاشهاد ظاہر کرنا شروع کیا تب ان کی یہاں تک تجلوت اور
 ایذا دینی شروع کی کہ آخر کار چھوڑنا اور مدینہ کو ہجرت کرنا پڑا اور بعد آہستہ آہستہ
 دین اسلام ہی ترقی ہوئی شروع ہوئی اور پھر ارتقا و ترقی کا ملام پیدا کہ چند سال کے
 عرصہ میں سیکڑوں سے ہزاروں کی اور ہزاروں سے لاکھوں کی نوبت آگئی اور عہد
 کی جماعت اور فوج کے فوج دین خدا میں داخل ہو گئی پس غور کرنا یہ مقام ہے کہ
 جن لوگوں نے ابتدا و دعوت میں ملام قبول کیا اور سب ہی پہلی بغیر خدا کی کہنے کو
 پیچ جانا اور اول ہی اول اپنی نبوت کو تصدیق کیا اور بلا توقف اور بلا تامل کامیاب ہوئے
 پڑھا اور بغیر صلاح اور مشورہ اپنی عزیزوں اور رشتہ داروں کی قیدی دین کو چھوڑ دیا
 اور اپنی بہائی بند و فسی علیحدہ ہو کر اول ہی اول اپنا واسن رحمت بکڑا اور اپنے
 دوست آشناؤں سے مخالفت کر کے غاشیہ اطاعت بنوئی اپنی دوستوں پر رکھتا تو
 ایسے لوگوں کی اسلام کا جواب یہ نازک قوتیں اپنی باپ دادا کی دین کو چھوڑ کر
 نئی دین میں آنے کوئی نہایت قوی سبب ہو گا ورنہ یہ بات سب جانتی ہیں کہ
 اپنے عزیز دین کا چھوڑنا اور نیا دین اختیار کرنا نہایت ہی مشکل بتو گئے اور اپنے
 عدس و آرام کا ترک کرنا اور صیبت و درازیا میں پڑنا اور تکلیفیں اٹھانا بلا شک
 خاص سبب کی سیکو گوارا نہیں ہوتا پس اگر ہم اور ان اسباب کو سوچیں تو ہم
 اول اقل صحابہ نبی دین قبل کیا تھے وہ سب معلوم نہیں مگر دین کی خواہش
 اور نجات کی امید دنیا کی طمع اور مال و دولت کا لالچ اگر سب کو تسلیم کریں

اور ان کو یمن کہ صحابہ فی انہی نجات کی امید پر دین اسلام قبول کیا تھا اور حضرت
 خدا کی رضا مندی کے لئے اپنی گمراہ کو چھوڑا تھا تو ہماری وہم میں یہی بات
 نہیں آتے کہ ہر ایسی لوگ کیسے وقت میں اوس دین میں گمراہی ہوں اور کہے
 اوسہوں فی اوس محبت کو جو ایمان اور اسلام کی ساتھ تھی دل سے نکال دیا ہو بلکہ
 ہم یقین کر سکتے ہیں کہ جن لوگوں نے صرف خدا کی رضا مندی حاصل کر لی ہے
 اسلام کو مصیبت اور تکلیف کی وقت اختیار کیا ہوگا اور برسوں اوس کی لئے
 بیخ اور دکھ اٹھائی ہوگی وہ کہے اوس دین سے نہ پھری ہونگے بلکہ
 مرتے دم تک اوس پر ویسے ثابت قدم رہیں
 ہونگی اور اگر ہم دوسری سبب پر نظر کریں کہ وہی لوگ دنیا کی طمع پر اوس سال و
 دولت کی لالچ لئے مسلمان ہوئے ہوں تو یہ اتنے بات ہی کہ جسکی نسبت ہم خوشی
 خیال ہی نہیں کر سکتے اور نہ کوئی شخص جسکو ایمان اور عقل اور شرم کا پاس ہوگا
 اسکو خیال کر سکتا ہے اہلئے کہ ابتداء اسلام میں جو کچھ دنیا کی طمع تھی وہ ظاہر جو کچھ
 دولت و مال کے حرص تھی وہ معلوم پس ثابت ہوا کہ صحابہ کا ایمان لانا اور مسلمان
 ہونا صرف نجات آخرت کی امید پر تھا اور جب اوس امید پر ایمان لانا اور نجات
 ہو تو پھر اوس سے پہلے اونا کافر تھے مگر تھا بقول التمسک بولایہ علی بن
 ابیطالب علیہ السلام جو شخص کہ متدہب مذہب اشعریہ ہو کہ وہ متمسک
 بدلائل غلیہ ہو سکتا ہی اسے کہ اونا کو تو حسن و قبح غفلت سے انکار محبت ہی پس اگر
 آپکی عقل ناقص نے کچھ دلائل مزخرف ایجاد ہی کے تو بنا بر اصول الحسن قابل
 صفا نہیں ہو سکتی قبح قطع النظر عن ذلک پس شخص اس طویل تقریر کا یہی ہے

کہ جو صحابہ اہل ایمان دعوت میں ایمان لائے ضروری ہے کہ وہ اہل سنت ہی ایمان لای ہوں
 اور جو لوگ کہ وہ اہل سنت ہی کی ایمان لائی ہوں ضروری ہے کہ مرتے دم تک وہ دین صحابہ میں
 پس اگر یہ تقریر تمام ہو تو حالات بکری گئے مگر اور حسن و خوبی بعض صحابہ کی وہ انیکہ احسنہ اور
 خوبی کل صحابہ کی جو یہ کہ دعویٰ اپکا ہے کہ کل صحابہ عدول ہیں باقی رہے مگر
 اس میں کہ نشہ اہل سنت اول زمانہ دعوت میں ایمان لایں والوں میں سے تھی پس
 شیعہ اہل اسلام ہی نہیں سکتے خصوصاً سابق الاسانی حضرت خلیفہ اول تو کتب
 شیعہ ہی بالکل اہل ہے بلکہ کتب مخالفین ہی او کی خلاف پرست ہیں
 شیعہ اہل بیت عصمت و طہارت سے کافی الامانی ناقل ہیں کہ مات برس
 تک جناب رسول خدا کی پیچھے ہجر علی بن ابیطالب اور جعفر بن ابیطالب کے
 کوئی نماز پڑھنے والا تھا پھر ان لایں والی ستر حضرت ابیطالب اور علامہ حضرت
 حمزہ اور علیہ اور ابوذر غفاری اور عمر ابن عبدالمطلب اور زید بن حارثہ اور جابر
 ابن الارث اور خالد بن سعید وغیرہم تھے جب اسلام کو یونانیوں نے شروع
 ہوئی تب اہل سنت کی شیخین نے بھی بظاہر قبول اسلام کیا اور عقل کسی عاقل
 کی اسکو مستبد نہیں جانتے کہ اگر کوئی اولوالنعمہ مگر اور پراواغری کی باز ہے
 اور اسکا اور یونانیوں نے پذیر نظر آوی تو بعض عہد ہی طبع حصول مایہ
 دنیوی اسکا ساتھ دینے ہیں میں امید کہ ہر گاہ اسکو کوئی ثروت اور دست
 ہائے ملی تو ہمارا بھی کچھ بھلا ہو جائیگا خیر اندامی ریاستوں اور سلطانین
 میں ہمیشہ ایسا ہے واقع ہو جیسا کہ اہل تواریخ پر مخ نہیں ہے اور
 جیکہ حال عساکار یہ ہو فاما ملک باسما و فقرائے لیکن کتب مخالفین کے

سہاوت اس روح پر ہے کہ اس نے کہا کہ جہور المحدثین لم یذکر واثق
 خلیفہ اول و ثانی سے ہی قتل ہے کہ اس نے کہا کہ جہور المحدثین لم یذکر واثق
 ابابکر اسلم الا بعد عقدہ من الرجال منہم علی بن ابیطالب و جعفر بن زید بن جابر
 و ابوذر انصاری و عمر بن عبدالمطلب و خالد بن سعید بن العاص و حباب ابن الازہر
 و غیرہ انتہی اب ہم بحث کرتی ہیں آپ صغریٰ اور کبرئے دلیل ہیں کہ دونوں
 ممنوع ہیں لیکن صغریٰ پس اسوجہ سے کہ آپ فرماتے ہیں کہ جواد اہل دعوت
 اسلام میں ایمان لائے ضروری ہے کہ وہ اہل آخرت ہی کے لای ہوں ہم
 کہتے ہیں کہ لائے یہ ہرگز ضرور نہیں بلکہ جائز ہے کہ بعضے آخرت کی واسطے
 ایمان لائے ہوں بعضی طبع اوس دنیا کی کہ حصول اوسکا زمانہ آئندہ میں
 مرجو تھا علی مخصوص جو لوگ کہ علاوہ قرآن حال اولو العزمی صاحب دعوت اور
 حمایت رؤسایا قوم و قبیلہ مثل ابوطالب اور امیر حمزہ وغیرہ موفقتین سی بلکہ بحسب
 قومیت امثال ابولہب تک مخالفین میں سے جیسا کہ شعب ابوطالب میں کلانی
 عبدالمطلب اور کل بنی ہاشم شریک حراست جناب ختمی مآب تھی کوئی اور خاص ہے
 ہی باعث افوی طبع اور امید کا ہو جیسا کہ شیخین اہلسنت کی واسطے ہو کہ کاہنیں
 اور یحییٰ یہودی اور کو خبر سے تھی کہ قریب ہی کہ ایک شخص مدعی نبوت ہو اور
 امرا و کاتر سے پذیر ہو اور جو لوگ کہ اوسکا ساتھ دین اور اوسکے دین میں آئیں
 وہ مغرنا و کرم اور مخالفین اوسکے خوار و زار ہوں اور بھی حضرت شیخین کو
 بشارت دی تھی کہ اگر تم دونوں ایمان لاؤ گے تو گلو ایک سلطنت سے
 مخالفت ملے گی یہی وجہ ہوئی کہ شیخین کے ایمان ظاہر لائے گئے

میں رہا۔ سرسبز ملکوں میں رہا۔ یہ عمر یہ ہمارے بسنے ہی
 اور پختہ کیست صغریٰ کے آب ہم یہ تقریر آخر کہتے ہیں کہ صغریٰ میں لفظ ایمان جو
 مستعمل ہوا اگر مراد اوس سے ایمان حقیقی ہے اور غرض یہ ہے کہ جو
 لوگ اوائل دعوت میں ایمان حقیقے لائی وہ ضرور ہے کہ آخرت کی واسطے
 لائی ہوں تو یہ کلمہ تسلیم ہے مگر خصوصیت اوائل دعوت کی لغو ہے بلکہ اوائل اور
 اور آخر سب کا حال یکساں ہے اور اگر کئی ٹکٹہ کی واسطے یہ کلیہ کہ نفع نہیں پہنچا تاہلی
 کہ ایمان حقیقے اور انکا اول بحث ہی شیعہ انکی ایمان کو جو بحر ایمان ظاہری کے
 کہی ایمان حقیقے ہونیکے قائل ہی نہیں ہیں اور اگر کہیں کہ ایمان ظاہری لانیکے
 کیا وجہ تو ہم کہیں گے وہی طمع حصول دنیا زمانہ آئندہ میں جو بقرائن حال اور قبول
 کاہنیں ملحوظ نظر کر امت اثر تھے جیسا کہ آپ خود حلقہ حیدری سے قبل ہیں

دگر و خطا و ارشاد بر این حق	در ابطال ہن نام و اثبات حق	نمودی حبیب خدای جان
مگر دی ولی کار و در شرکان	بخواندی نام از کلام مجید	بر آن قوم آیات و وعد و وعید
نمودی اثر گمشدہ اشک گاہ	کہ گم شدتی یک کس پارہ	ولیکن نہ جملہ نہ راہ یقین
کی بہر دنیا کی بہر دین	بنادان رسد گر گیر خطا	کہ دنیا کجا بود با مصطفیٰ
چنین است میانہ بود و آئینہ	ولی بود آئندہ منظور شان	خبر دادہ بودند چون کاہنان
کہ دین محمد گیر و جهان	ہمہ پیروش بغیرت سند	تمام اہل انکار و لک کشند
یکی کردہ ایمان ازین بہ قول	کی شخص بہر خدا و رسول	اور اگر صغریٰ میں ایمان سی

مطلق ایمان مراد لیا ہے اعم اس سے کہ ظاہری ہو یا حقیقے تو ایسی ایمان عام کا آخر
 کی لئے ہونا ایسا بدیہی البطلان ہے کہ قابل ضحک صبیان اور نسوان ہے

لیکن کبریٰ آپ کے دلیل کا پس آپ کہتی ہیں کہ جو لوگ مدعی آخرت کے ایمان
 لائے ہوں ضرور یہی کہ مرتے دم تک راہ دین سے نہ پھریں ہم کہتے ہیں
 کہ یہی کلیۃً آپ کا جرمع میں ہے کیونکہ نہیں جائز ہے کہ ایک زمانہ میں عقل و دلی
 درست اور مزاج اور کا صحیح ہو اور ایمان لا آخرۃ لا یا ہوا اور بعد اوسکے بوجہ و اسباب
 خارجہ یا داخلہ مثل صحبت ہای بد یا غلبہ حرص و حسد یا مستی دولت و ثروت یا طمع
 حکومت و ریاست یا تعجب و کبر و غرور یا قلت صبر و نواب و دہور یا غلبہ شہوات
 نفسانی یا خزع و فریب شیطان یا طریقہ ہتھامت کو چھوڑ کر راہ اعوجاج اختیار کری
 المؤمن انسان کے ایک طریقہ پر آدم مرگ رہنے کی لئے کوئی دلیل نہیں
 قائم ہو سکتے ابھی چٹی سطر صفحہ اوّلے میں آپ خود ہی فرمائی ہیں لیکن شیطان
 فی بعد ایمان کے اکثر مسلمانوں کو بہکا یا کیوں حضرت کیا آپ جلد بات بہو لجاتی
 ہیں نہیں معلوم اس احتمال حواس کے کیا وجہ ہے اور اس قدر تناقض اور تناف
 کلام کا کیا باعث ہے اب ہم آپ ہی پوچھتی ہیں کہ آیا شیطان کا بہکا ہوا مخصوص
 آپ ہی کے سی لوگوں کی واسطے ہی یا صدر اول میں ہی شیطان کو دخلت
 تھی اگر تھی تو آپ کا کلیہ مل ہو گیا اور اگر نہ تھے تو ان کی شیطانا یا مترنینے
 خان زغت فاسقینہ نے کی کیا معنی ہیں کما اعترف بہ فضل ابن رعد بہان نے
 کتاب ابطال الباطل انفسوس ہے کہ جبوقت حضرت صدیق اکبر بر سر منبر ارشاد
 فرماتے تھے کہ اوس شخص پر شیطان سوار ہوتا ہے تو اوسوقت میں کہنے
 آپ کے دستار و عن میں سے حاضر مجلس معلیٰ نہ تاکہ آپ کی تحقیقات گوش گزار
 خلیفہ صاحب کرتا اور دست بستہ بعد ادب عرض کرتا کہ خلیفہ صاحب آپ غلط

فرماتی ہیں ہمارے دوست بیان مہدی صاحب فی تحقیق اسکے کی بھی کہ
 صدر اول کے پاس جو کلمہ فقط ایمان واسطے آخرت کی لائے ہیں
 شیطان کہاں مدخلت ہے اور مسورتین فرما اجاب رسول خدا کا
 حق حضرت عائشہ میں قد جاءك شيطانك اور میں ہنا مطلع قرآن
 الشیطان کما نے صحیح مسلم محض غلط ہوا جاتا ہے اسلئے کہ شیطان کو
 وہاں کیا دخل تھا اور حدیث ان الشیطان یفر من ظل عیہ بھی بیکار ہے
 اسلئے کہ جب کسے کی پاس شیطان کو دخل نہ تھا تو شخص جس عمر کے لغو ہو گئی اور
 اگر فقط عمری سے شیطان ڈرتا تھا تو اور حضرات کی خدمتین مشرف ہوتا ہوگا
 تو بھی شخص جس صدر اول بعد مدخلت شیطان ہل ہو گئی اور حریف اور خود
 مدخلت شیطان کو صدر اول میں بیان فرماتا ہے حیث قال فی قصۃ
 احد جن انھن مو او ترکوا الرسول ان الذیر تولو متکم یوم النقیۃ
 الجحان انما استزلھم الشیطان ببعض کتبوا اور ہمیں کچھ شک نہیں کہ روز احد کی
 فرارین میں حضرت عمرؓ بہ تہی بلکہ خود فرماتی تھے لقد رايتنی یوم احد وانا
 اعدو فی الجبل منہر ماشل اریو یتے میں شمل اوہ بز کو ہی پاڑو نہر اوچکا تھا
 کما فی الدر المنثور لشیو طے نقل عن کنز العمال تاکان یوم احد ہر سنا و فرت
 حتی صعدت الجبل فقدر یتے انزو کا ثنی اروی سے روز احد ہر میت کما فی
 سہنے اور باگا میں یہاں تک کہ پاڑ پر چڑھ گیا میں پس پایا میں اپنی تین
 اوچکا ہوا شمل بز کہ سہ کی اتھی پس آیہ شریفہ سی کذب حدیث ان الشیطان
 یفر من ظل عمر سے ثابت ہو گیا اب ہم جواب اجمالی دیکھی پس مناسب معلوم

کہ آپ کی فقرات شکنے ہی کریں قولہ سب لوگ کا فرد و شرک تھی اقول اس
 قصہ خوانی حضرت مخاطب لاثانی سے بجز اظہار تائید و انی اور کوئی مطلب
 نہیں ظاہر ہو تا خصوصاً تمام استدلال میں بے سند باتیں کہنی بجز نکٹار سے
 کی کس چیز پر محمول ہو جائیگا ہو سکتا ہے کہ یہ کلیتہً آپکا کہ کل آدمی کا فرد و شرک
 تھے کوئی منع کرے اور کہی کہ اشغال جناب امیر علیہ السلام جنگ و اہل سنت
 کرم اللہ وجہہ فرماتی ہیں یعنی خداوند تعالیٰ انی آدمی وجہ مکرم کو سجدہ اصنام سی
 بجا پائل شیوخ کبار کی نہ کافر تھی نہ مشرک تھی اور عند خود رسالی غیر مسلم ہے
 اسلئے کہ تکلیف اعتقاد ہی غیر تکلیف اعمالی ہے اور باوجود اسکی بعض روایات
 مستبرہ و الہین اسپر کہ سن شریف او حضرت کا پندرہ برس کا تھا اور بارہویہ
 حق ابوطالب ہی ویسی ہے تھے کہ وصایای انبیائی سابقین کو تفضیل بناب
 رسول خدا فرمایا پس علماء آل محمد نہ انکو کافر جانتے ہیں نہ شرک بلکہ احادیث میں
 اوکو تشبیہ بمومن آل فرعون کہ جسکی حق میں جناب باری نے یکدم ایمانہ فرمایا
 ہے دیکھی ہی اور اسے یہ طح علمای نصاری جو مشرک باسلام ہوئی کہ جنگ
 شان میں جناب باری نے فرمایا منهم قسمیسین و سہبانا و انھم لا
 یستکبرون و اذا سمعوا انزل الی اللہ رسول تری عنہم تفضیل من اللہ معہما
 من الحق ہم اوکو اپنے دین کا مومن سمجھتے ہیں آپ چاہیں کافر کہیں چاہیں
 شرک کہیں شاید کہ حدیث سیدائین نے اجماعاً ہی عم حضرت خدیجہ میں آپکے
 نظر مبارک ہی نہیں گزرے الفرجن علیہ آپکا اہل ہے ہر خدیجہ کو تضرع کرنا اشغال
 ایسے مقامات کا کہ ضرور تھا اسلئے کہ اصل مطلب سے ہماری ان قصہ خوانی کو

کچھ علاقہ نہیں ہے لیکن نظر ہو کہ آپ کی لغویائی سب پر واضح ہو جائے بعض مقامات
 پر جسے تعرض اسکا کر دیا ہی قولہ آپ کی دشمن ہو گئے اقول یہ قول بھی مثل
 قول باقی کے لغوی ہرگز سب دشمن نہیں ہوئی جناب امیر علیہ السلام مثل عمر کی
 کب دشمن تھے حضرت ابوطالب جو حافظ اور حارس جناب رسول خدا تھے
 کب دشمن تھے حضرت امیر حرہ جسے اشال ابو جہل کے موجد نہیں مشیمہ ملوایا
 کب دشمن تھے حضرت سلامت ذرا ہی تو شہب تیز گام زبان کو لگام دست بچے
 شتر نے ہمارا ہونا مناسب نہیں ہی اپنے خصم کی سامنی بات سمجھ بوجھ کے
 مونہ سی نکالے قولہ کوئی مجنون کہتا تھا کوئی دیوانہ بناتا تھا اقول مجنون اور
 دیوانہ کہنے والی خود مجنون اور دیوانہ نے تھی عھلا اس زمانہ کی محبت ہامی شافیہ
 کو سنتی تھے اور معجزات کو دیکھتی تھے اور ایمان بصدق دل لائی تھی کوئی
 لوگ قلیل ہوں مثل سلمان اور ابوذر و مقداد و عمار و امیر و غیر ہم کے قلیل ۶
 عبدی نہ تو کہہ قولہ دعوت عام اسلام کی علانیہ ہو چکی اقول اس تقریر و لفظ پر
 صاف ثابت ہی کہ پیشتر اس سے دعوت علانیہ نہ تھی بلکہ باستار من الاشرار
 سیما من اشد الکفار تھے اور یہی اخفا اور استتار مثل استتار فی النار کی قسم
 از تقیہ ہی جسکے نام ہی آپ کی طبیعت جل بن کر خاک ہو جاتی ہے اور چند
 نیز اوچل اوچل کے آپ زمین پر گرنے نہیں اگر یہ بات مبنی سچ کی تو ہر نامانی
 کہ آپ نے مونہ کی بھل شوکر کہا مائی اور اگر آپ کی سمجھ میں خلاف واقع ہے تو
 قصور معاف کیجئے کہ اپنی اپنی سمجھ ہے قولہ بلا تامل کلمہ شہادت پڑا اقول
 ظاہر یہ ایمان لانا اون بزرگوں کا ہے مثل غلہ بیعت کبریٰ واقع ہوا تھا

جسکی حق میں خود حضرت عمر جو بانی اس فلتہ کی تھے فرماتی ہیں من عاوا اسے
 مثلاً فاقلوہ کما فی صحیح البخاری والناہیہ واللہ والنحل وغیرہ ورنہ بنی غور و قاتل
 کسے امر کا اختیار کرنا دلیل سفاہت ہی خداوند تعالیٰ حکم فرماتا ہے کہ حقیرت
 دین میں غور و فکر کرو قل انما اعطکم بواجدة ان تقوموا لله شغریٰ شہ
 تنفکوا باصلکم من غیر قاتل موجب ایمان تھے ہی کہ وہ زوال پذیر نہیں ہی
 اور جو شخص کہ دین تھے نہیں رکھتا ہوا سکون حاصل حضور والا کی ایک دین سے
 طرف دوسری دین کے بل جانا کچھ بات نہیں ہے ظاہر صحابہؓ مرتدین کا
 ایمان مثل آپ ہی کی ایمان کی ہوگا کہ انہوں نے بلا تامل و فکر اختیار کیا تھا ہی
 وجہ سی وہ راہ دین سے بہت جلد پھری کوئی تشخیص اور تعین میں ہمارے
 آپ کی اختلاف نہ ہی آپ اہل ردہ کو کہتے ہیں اور ہم دوسروں ہی کو کہتے ہیں
 والاعقل تکفیر اللہ تبارہ قولہ کوئی نہایت قوی سبب ہوگا اقول قوت اور
 ضعف سبب موقوف اور استعداد کی ہی بیجی میں ہوتا ہے ویسا ہی او کی لئے
 سبب چاہی اور وہ ہی ہر شخص کے وسطی مختلف ہی کیس کو تیار ہے بہت جیسی اگر تفریق
 کو کیس کو طمع مال و مال دنیا کیس کو طمع عزت و منزلت کیس کو طمع ریاست حکومت
 کیس کو طمع آخرت پس جیسا مادہ اور جیسی استعداد قوی ہوگی ویسا سبب ضعف کافی
 ہوگا اور بقدر کم ہوگی اور بقدر سبب قوی کی احتیاج ہوگی پس ہر شخص کی لئے
 سبب قوی کی ضرورت نہیں ہی یہ ہی فرماتا اچھا غلط ہو اقول نہایت ہی شکل ہوتا ہے
 اقول اگر آپ کی سہل و آسائش کو تو کچھ شکل نہیں نظر آتا ہی بہت سی سہا کو دیکھا کہ دن
 رات مثل گرگ کی رنگ بدلتی رہتے ہیں جیسے کہ بی ہفت دنیا اور ہفت ہشتا

۱۰
 سبب نیست کہ چاہی
 بظان خوان بعد از
 تحقیق و قابل شود
 بر نفس خود حکم کرد
 کہ او قابل قتل است
 بر این کہ بیعت فلتہ
 نورد ۱۲۸۵

نفسانی کے موافقت پائی اور طرف تہائی کے لیکن کی طرح جب پڑی ہر چند
 زبانی نکالنا ترک ادب ہی مگر شیعہ کو نکالنا جو آپ کی نزدیک سراپا پل ہے
 حق خلفای راشدین میں ایسا ہے ہی چنانچہ خطبہ شمشیتہ میں کہ باقر مجید الدین
 فیروز آبادی و ابن اثیر وغیرہ کلام جناب امیر علیہ السلام ہے بیان عہد عمری میں
 مذکور ہی ہے اُنہی الناس لعمر اللہ خبیط و شامس و تلون و اعراض اور ہی مشکوٰۃ شریف
 اور نسایہ ابن اثیر اور ازالۃ النہائین حدیثین میلان حضرت خلیفہ ثانی کی طرف
 یہودیت و نصرانیت کی مذکور ہیں کہ نسخہ من التوراة لاتی تے اور جناب سیدنا
 کو پڑھ کر سنا تے تھے کہ جس سی رنگ چہرہ مبارک غیظ و غضب سی متغیر ہو جاتا تھا اور
 فرماتی تھی واللہ نفس سدا لولہاء لکم موسیٰ لا تتبعتموه یعنی قسم ہے
 او سکی کہ جان محمد جسکے قبضہ قدرت میں ہی اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام تمہاری
 واسطی ظاہر ہوں تو ہر آئینہ تم متابعت او کی کرو گی اور کبھی خدمت اقدس میں
 عرض کرتی تھے کہ ہکوا ما دیت یہودیت پسند آتی ہیں اگر آپ کی راہی مبارک میں
 آئی تو ہم اس میں سے کچھ لکھیں اور جناب رسول خدا جواب میں فرماتی تھی انتھو
 انتم کما تھوکت الیہود والنصارى بعد ما جئکم بضاء نقیة
 و لو کان موسیٰ حیما و سعدکما ابتاع فی النہایۃ التھوک کا لہو رہو لہو
 نے اور بغیر رویت یعنی بے سمجھی اور بی سوچی کے جاکو اختیار کرنا وقیل التھوک
 التھوک بعضوں نے تفسیر تھوک بہ تحریر کی ہے اصل وہ حضرت فرماتی تھی کہ تم لوگ
 مثل یہود و نصاریٰ متحیر ہو یا بی سمجھی بھی چلتے ہو یا میں تمہاری واسطی طریقہ پاکیزہ
 روشن نہیں لایا ہوں اور اگر حضرت موسیٰ آج زندہ ہوتی تو بخیر ساری اطاعت و محبت

کی او کو چارہ نہ دیا وہی انتہائی فی حدیث آخر انی بصیغۃ اخذنا من بعض مسل
 الکتاب غضب رسول اللہ وقال مہو کون فیما ین الخطاب بالجملۃ تزلزل الایمان
 ہونا خلیفہ صاحب کا اسی سبب سی تھا کہ بنی فکرو تامل ایمان لاتی تھی اگر ایمان میں
 ثابت القدی ہوتی تو ہزار سوئی آتے تو اونکا قدم نہ ہٹتا حالانکہ جناب رسول خدا
 بقسم شدید فرماتے ہیں کہ اگر سوئی ظاہر ہوتی تو تم مشک ملت اسلام بضاعتیہ
 کو چھوڑ دیتی اور یہودیت کو اختیار کرتے علاوہ اسکی تزلزل ایمانی حضرت
 خلیفہ ثانی تو باجری روز حدیثیہ سی علی مائے الصلح والتیہ خود او کی اقرار
 سی ثابت ہی کہ فرماتی تے کہ جیسا کہ شک آج مجبوت میں ہوا ایسا کسی
 نہیں ہوا اس سی صاف ظاہر ہی کہ شک ہمیشہ تھا مگر اس روز اور بڑ گیا تھا
 کہ نقل عن زاولہ والعلامة ابن قیم او عجب تر شارح نووی سی ہے کہ قتل
 عمر کو قتل است رسول اللہ فرماتی ہیں کہ یہ کنا ازراہ شک نہ تھا بلکہ ازراہ غیظ و
 غضب بدردین تھا سبحان اللہ خود قائل تو اقرار کری کہ مجھ کو شک ہوا اور اونکے
 معین فراوین کہ شک نہیں ہوا وہی مثل صادق ہی کہ مدعی نیست گواہ چیت
 کیا و نیاری ہے کہ فضل رسول اللہ موجب غیظ و غضب ہو بہر کیف اب خدا کو
 حاضر و ناظر جانکی فرمائیے کہ ایسی طبیعت اور فراج والو کو ایمان لانا اور ایمان سے
 پہر جانکون مشکل بات ہی کہ جسکی لئے سبب قوی کی آپ خواہان ہیں قولہ تو حشر
 دو سبب معلوم ہوتی ہیں اقول کوئی دلیل عقلی اور نقلی انحصار پر قائم نہیں ہوتی
 کیون نہیں جائز ہے کہ نہایت اور کمون طبعی باعث اسکا ہوا اور کیون نہیں جائز
 ہے کہ دیگر اسباب خارجیہ یا داخلیہ سبب ہوں کما تر قولہ صحابہ فی اقول

اگر مرد و صحابی کامل الایمان مثل ابوذر سلمان بن قویان لانا اور نکاح و طہی آخرت
 کی مسلم بن الفریقین ہے اور اگر مرد و صاحب بن جوہر شہ تزلزل الایمان ہے
 اور مصداق امنوا بافواہم ولم یؤمن قلوبہم و ملائد خل الایمان فی قلوبہم
 کی تھے تو سہل ایمان ہی انوسی متھے ہی فضلا عن کونہ للاخوة قولہ تو ہمار
 مہم بن ہی یہ بات نہیں آتے اقول و اہمہ خلاق صور باطلہ ہی اور یہ تو ہم اپکا
 سر اسر طبل بے عقل تھا حکم کرتی ہے اس بات کا نہ فقط حکم صحیح اسکا فی بلکہ حکم
 و قوعی ایمانی کہ اکثر ہو کہ ایمان لایزالون اور ایذا میں اور ٹھانیوالون فی بخوشہا
 انسانی را بخوای شیطان۔ ادا ایمان کو چھوڑا اور طریقہ جنت سی موندہ موڑا اور
 مستحق دخول نار اور وسایل دارالبوارسی ہوئے نفی صحیح اسلام من باب ہریرۃ
 ان رسول اللہ قال ان الرجل یعمل الزمن الطویل یعمل اہل الجنۃ ثم یختم علیہم لیل
 اتار وان الرجل یعمل زمن الطویل یعمل اہل النار ثم یختم علیہم لیل الجنۃ کبھی شیاطین جن
 باعث اکی ہوئے کہ تمام عمر کی محنتیں اور عبادتیں مرتے دم فی کار
 ہو گئیں چنانچہ قبضہ برسیا اسپر شاہ۔ ل ہی او کبھی شیاطین انس باعث اکی
 ہوئے چنانچہ نبی اسرائیل کہ ایذا میں اوٹھانا اور نکاح حضرت موسیٰ کی واسطے
 او ذیامن قبل ان تاتینان من بعد ماجئنا سی ظاہری ایک فقرہ
 سامری سے کہ ہذا حکم والد موسیٰ فسنے دین حضرت موسیٰ سے کیا روئے
 ہو گئی اور حضرت ہارون کے قتل پر مستعد ہو گئی جیسا کہ جناب باری فی فرمایا
 یابن امر ان القوم استضعفونی و کادوا یقتلوننی پس اگر اس طرح جناب
 علیہ السلام کہ صاحب منزلت ہارونی تھے تو امین یا بچہ ان القوم استضعفونی

تو کونسا اختلاف عقل و عقل لازم تھا ہے حالانکہ انکی صلاح میں موجود ہی کیوں
 نے ہذا لائقہ کلاما کان نے بنی اسرائیل خذوا نعل نبیل والقدۃ بالعتۃ
 اور صحیح مسلم اور صحیح بخاری میں یوں ہے لستبعن سنن الذین من قبلکم شبرا بشبر
 ذرا عا بذراع حتی لو دخلوا فی حجر ضرب لاتبتموہم قلنا یا رسول اللہ الیہود والنصار
 قال من و فی النہایت لکرتن سنن من کان قبلکم خذوا القدۃ بالعتۃ
 لے کیا یقین رکھو واحدہ من ریش اسہم علی قدر صاحبہا و تقطع لیضرب مثلاً
 للشیئین یتویان لایقا و تان اتنے خلاصہ جو بنی اسرائیل میں واقع ہوا اور جو گلی
 اتنون کی کیا وہ سب یہ امت ہی کہ گئے ہاتھ کہ اگر وہ لوگ داخل سورج نہ گئے
 ہونگی تو یہ امت ہی داخل ہو گئے الغرض اگلی اتنون کے ساتھ یہ امت ایسی
 مساوی ہے جس طرح ایک جوتی کے مقابل دوسرا جوتہ ہوا ہی اور ایک پر تیری
 برابر دوسرا پر تیر ہوا ہے اور خذوا نعل نبیل اور خذوا القدۃ بالعتۃ ایک مثل
 ہی کہ دوشی مساوی میں بولے جاتی ہی حسین کہ تفاوت نہوا بعض طرق حدیث
 میں ہے عیرانی لا اعلم تعبدون العجل من بعدکام لا یعنی جو بنی اسرائیل
 کی کیا وہ تم سب کرو گی مجزا سکے کہ مجھ کو معلوم نہیں کہ تم بعد میری گو سالہ پرتی بھی
 کرو گی یا نہیں حضرت سلامت گو سالہ پرتی کا حال تو معلوم نہیں مگر ہمیں کچھ شک
 نہیں کہ اس امت کی گاؤں سالہ پرتی کے باغواہی سامری اس امت کی اور
 صفیہ کا اڑا حضرت یوشع سے معروف اور مشہور اور کتب تواریخ میں مذکور ہے
 مثل خبک جل کے کہ منضج جمال با کمال افعال مخدرات جمال اور تہجات علی جمال
 ہے مفسر و تذکر قولہ اور برسوں اسکی پیچے لہج اور کہہ اوٹھائی اقول ان

۲
 منہج نبی

برسوں کی مدت کہی اور برسوں کی مدت ہی عین شیطان نے بیچ و تقب عبادت خدا
 میں اور نامی میں نہیں بڑھے ہوگی بیچ و تقب حضرات ثلاثہ اگر بارہ برس تک
 تھا تو شیطان کا بیچ و تقب عبادت بارہ ہزار برس کا تھا تو یہ بات آپ کی تو وہ
 میں سے نہ گذرتی ہوگی کہ شیطان کہی فرمان خالق پس وجہ ان ہی جسکے
 رضامندی کی واسطی ہزاروں برس کے عمر عزیز کو بیچ و تقب عبادت میں ضائع
 کیا ہو گیا ہو قولہ مرنی دم تک ثابت قدم رہی اقول اس بات میں ہم بھی آپ کے
 موافقت کر سکتے ہیں کہ جب قدرین کو اور انہوں نے دنیا کی واسطی اختیار کیا تھا اپنے
 بظاہر کلمہ شہادتین پڑھنا اور سپر مرنی دم تک باقی رہی اور کیونکر نہ باقی رہتی حالانکہ
 حصول سلطنت مسمیٰ بجلالت اوی پر موقوف تھی لیکن کلام اوس ایمان حقیقی
 میں ہے جو موجب نجات آخرت ہونہ اوس ایمان میں جو موجب حصول دنیا و
 ہو بہ اتفاق مفسرین اہلسنت اس و رئیس تزیید و معنی اللہ دنیا کی حضرت
 خلیفہ اول تھے کہ جنگی تجویز مبارک سی اساری بدرسی خدیہ لیا گیا گور وادہ کلین
 نے واسطی چپانی عیب خلیفہ صاحب کی جناب رسول خدا کو بھی سمیٹ لیا ہو کر
 تیز دینی والی نیک و بد میں جو ٹٹہ اور بیچ کو بخوبی سمجھ لیتے ہیں پس جس شخص کی
 طمع مال دنیا پر خدا کو اہی دے تو اگر آپ کی ایسے لوگ ہزار شہادت علی القی
 اور عدم طمع دنیا کی دین تو ہم کب مانیں گے من اصدق من اللہ قیلا
 قولہ فرضی خیال ہی نہیں کر سکتے اقول ہم بھی ہرگز فرضی خیال نہیں کرتے اور
 کہ کوئی شخص جسکو ذرا ہی عقل و ایمان و شرم کا پاس ہو گا وہ فرضی خیال کرے گا
 بلکہ صاحبان عقل و ایمان واقعی خیال کرتے ہیں کہ ایمان حضرات ثلاثہ فقط بہ طمع

بیغہ دنیا تھا اور شخص کہ فقط باجرائی روز قیافت کو نظر انصاف صحیح بخاری وغیرہ میں دیکھی
 اور پھر صحیح صادق سے روشن تر ہو گا کہ یہ تحالف اور شتا جرح صاحب کا باہم تھا مگر
 مگر بطح حرص دنیا کہ ایک کتاب ہی میں امیر ہو گا دوسرا کتاب ہی کہ نہیں میں امیر ہو گا
 تیسرا کتاب ہی شکم امیر و مٹا امیر اور کوئی کتاب ہی سخن الامراء و انتم الوزراء کچھ لوگ
 کہتے ہیں کہ ہم انصاف حق خلافت ہیں کہ لوگ کہتی ہیں کہ ہم مستحق تر ہیں کہ مہاجرین
 اور قریشی ہیں آپس میں لڑنا اور مخصوص خیم غدیر کا کچھ ذکر ہی مکرنا اور باوجود اس
 لیاقت اور اہلیت و علم فضل و زہد و دیر و شجاعت اور جافتنائیوں کی رواج دین
 میں ان کو خیر تک مکرنا اور شمشیر مطہر خباب رسول خدا کو بی غسل و کفن چھوڑنا اور سر کا
 دفن و کفن نہ ہونا اور قبل اسکے تحلف جیش اسامہ سی کر کے اپنی تین سو دس من خدا
 اور رسول کرنا اور بعد اسکی غضب فک کرنا اور بضعتہ رسول کو ستانا اور جہاننا جیسا
 کہ اکثر کتب مقبرہ صالح اور غیر صحاح الامست میں مذکور ہی اگر کسی قدر بتدای کتاب
 مل و نخل میں کہ کتب مقبرہ الامست سی ہے ہکا ذکر ہی الغرض یہ سب حالات
 شقاوت و دلالت تہی مگر و اعلی طلب نہ خارف و نیویتی کی اور طبع ریاست حکومت
 اور تہا یہ مگر کمال اور حریفہ دنیا کی کمال حرص جیسا کہ جناب رسول خدا فی شیری خبر
 اسکی دی تھے اور فرمایا تھا صحیح صون علی الامارۃ و سیکون ندامۃ القوم
 کما فی صحیح البخاری یعنی قریب ہی کہ تم لوگ اسی صحابہ جرح امارت کی کرو گی اور
 امر تمہاری اسی روز قیامت موجب سراسر مذمت ہو گا اتنی حال قیامت تو روز قیامت
 معلوم ہو گا مگر قرۃ دنیاوی تو آپ خود کہتی ہیں کہ زبان ایک خلافت کثیر کی جسکے عدد
 لاکھوں سی تجاوز نہ میں جن لفظوں نے اوکی حق میں گویا ہی آپ پر مخنی نہیں ہی قولہ

اسلمی کہ ابتدا اسلام میں اقوال اگر بغرض ہے کہ ابتدائی اسلام میں طمع مال و دولت
 دنیائی موجود نہ تھے تو مسلم ہی لیکن انحصار طمع کا طمع دنیائی موجود دین غیر مسلم ہی تب
 جناب والا حفظ قانون تحصیلداری اور ڈپٹی کلکٹری میں اوقات عمر غریہ صنف الخ
 کرتے تھے اور وقت میں یہ تحصیلداری موجود تھی نہ ڈپٹی کلکٹری اور اگر بغرض یہ ہی کہ
 طمع مال و دولت دنیائی موجودہ الحصول سے نہ تھی تو غیر مسلم ہی بسا ہی کہ انسان
 اپنے تئیں تعجب اور شقت میں ڈالتا ہی طمع حصول دنیا زمانہ آئندہ میں کو قطعاً
 وطنی نہ ہو بلکہ موہوم ہو پس اس امید پر کیا کیا رحمتیں اوٹھاتا ہے اشتہات کینچا ہی
 فاطمک اذا کان خلواً بقراۃ الحال و مقرراً بتعالات الکلمۃ النجرب عن طامع
 فی المال من الاسوال کما مرقولہ پس ثابت ہو کہ صحابہ کا ایمان لانا اقوال
 ہنسی جو تقریر و اقوال مخاطب میں بیان کی اوس سے بخوبی ثابت ہو کہ ایمان
 ظاہری ثلثہ کا اور ثلثہ دین زبان پر جاری کر کے بظاہر مسلمان ہونا حفظ طمع حصول
 دنیا زمانہ آئندہ میں تہا جب اس امید پر ایمان ظاہری لانا ثابت ہو تو پھر
 اوس سے پہر نا اونکا غیر ممکن تھا اس لئے ایمان ظاہری نہ طرف ایمان حقیقی کی
 پہری نہ طرف کف ظاہری کے قاتل حقیقی ایک یقین والحمد للہ رب العالمین
قال المخاطب اقمقام ہدایہ السبل السلام
 دوسری دلیل جبکہ ہم خلفائے راشدین اور مہاجرین و انصار کی حالات پر نظر کرتے
 ہیں اور انکی چال و چلن پر خیال کرنے میں تو اوس سے ہکویں کال ہوتا
 ہے کہ وہ قدم قدم اپنی پیغمبر کے چلتی تھے اور حرص و ہوا کو کسی کام میں دخل
 نہ دیتی تھے اور شب و روز خدا اور انکی رسول کے رضا کی طالب ہی تھے

انکی دشمنی ہی اس سے انکار نہیں کر سکتی کہ انہوں نے حضرت کی رفاقت کا حق نہایت
 خوبی سے ادا کیا اور اپنی جانوں اور مالوں کو نہایت خوشی سے حضرت پر فدا کیا
 کونسی مصیبت گئی کہ جو کفار نے ان کو نہیں دے کونسی تکلیف باقی رکھی کہ مشرکین
 نے ان کو نہیں پہنچائی جب کفار نے پیغمبر خدا کو ستا اور ایذا دیا شروع کیا اور سوت صفا
 بنی نے کیسی حمایت اور رفاقت کی اور دعوت اسلام میں کیسی سعی و فرائی
 سب عرب عامہ اور قریش خاصہ حضرت کی ایذا ہی پر مستعد ہوئی اور سوت یاران
 خود اس پر وی ساختہ از شرب عشق چہ باد کہ خورد و چہ سیتھا کہ نہ کردند ہر گاہ کہ انجا
 بہ جرت و پہلو ما مورد صحاب وی در مقابلہ کفار چہ رہا کہ نہ کشیدند و چہ عہد نہ چہ شہید
 پس اگر خدا اور اسکی رسول کی محبت ان لوگوں کو نہ تھی تو کیوں اپنے جانوں
 اور مالوں کو تلف کرتے اور کیوں نہ جان اور مصیبتیں اپنی اور پر دھاتی تھی
 سوچنا چاہی کہ مہاجرین کو کسکے عشق نے گہروں سے نکالا ہزار کو کسکی محبت نے
 دیوانہ کیا آخرے رنگین کہ کرد چہ تر گام نہنچین + عمل و فکر کہ رحمت بذا نام نہنچین +
 میں حضرات شیعہ سی پوچتا ہوں کہ صحابہ کبار اور مہاجرین و انصار مصیبت اور رنج
 کی دو تین حضرت کی شریک ہوئی یا نہیں اور مال اور جان اور عزت اور آبرو کو آپ
 پر نثار کیا یا نہیں حضرت کی پیچھے انہوں نے اپنی عزیزوں اور قریبوں کو چھوڑا یا
 نہیں اسلام کی پیلائی میں انہوں نے تکلیف اور ایذا پائی یا نہیں پس یا ایسے
 بد بیات سی انکار کیجے یا اقرار کرو کہ انہا کی یہ نہیں کہتی سہی لازم آئے کہ اقرار کریں
 اور اگر انکی محنتوں اور کوششوں کا اقرار کریں تو یہ ذرا انصاف ہی کریں
 کہ جسکی پیچھے انہوں نے یہ تکلیفیں گوارا کی ہونگی اور کسکی نگاہ میں کیا کچھ ہے

قدر و منزلت انکی انوکھی اور جیکی خاطر انہوں نے اپنی گمراہ کو چھوڑا ہوا گناہ
 ولین کچھ ہی محبت انکی ہو گئی اسی یا تو کجگوئی و نفسی ہے کی قسم ہے کہ اگر
 مصیبت کی توقع کوئی تھا راشرکیا ہوا اور دیکھ دردن حالت میں کوئی تھا را
 ساتھ دی اور اپنی ہاسے بند و کچھ پوڑ کر تمہاری چارہ ہوئے اور اپنے
 جان و مال کو تمہاری سپہ چھپے نشان کری تو تمہاری گناہین اسکی کچھ عانت اور
 تمہاری دل میں اسے چھپت ہوگی یا نہیں اگر ہوئی تو وہی مہاجرین اور انصاف
 کی نسبت حضرت کی طرف سے سبجو اور انصاف کرو کہ جو بھٹ لوگ چارہ نظر سے
 یا ساحر یا مجنون لکرا کجا دل دکھاتی ہونگے اور سوقت جرنول یا رسول اللہ اور
 یا حبیب اللہ لکرا آپ کو پکارتی ہونگے اور بجاہ خویش و اقارب آپکی آپکوتا قی
 اور تکلیف دیتی ہونگے اور سوقت جرنول اپنا سینیہ پر کرتی اور حضرت کو بجاتی
 ہونگی انکی اس اعانت کی کیا کہہ قدر و منزلت آپکی نزدیک ہوتے ہونگے
 اسی یا رسول اللہ انصاف کی آنکھ نہ کرا تو صحابہ کرام کے مرتب کی کوئی انتہا نہیں ہی
 کون شخص اس دنیا میں ایسا ہی کہ اب انکی مرتبہ پر بھی اور انکی سادہ پاسکی
 کمان میں اب رسول خدا کہ وہ دھوت کریں اور انکی گنہ قبیہ کے لوگ انکو
 جہلا دین اور ہم میں سے کوئی سامنی اگر صدقت یا رسول اللہ لکرا گئی دل کو
 خوش کری کمان ہی وہ وقت کہ پیغمبر خدا عزت کریں اور غار میں جا کر تپیں اور
 کوئی ہم میں سے اور سوقت ساتھ ہوئی اور غار کلام دی کمان ہی وہ زمانہ
 کہ فقر آور مہاجرین کو لیکر حضرت مدینہ میں پہنچیں اور مدینہ والی اپنے اور مصیبت
 کو دیکر کی انکو اپنی گمراہی نہیں نہ ان اور انصار کلام دین کیا اب پھر وہ دن

مل سکتے ہیں کہ پیغمبر خدا بدر کی لڑائی پر جاویں اور ہم لوگ حضرت کی ساتھ
 ہوں اور ہماری مدد کی لئے خدا ملائکہ کو بھیجے اور لفظ رضی اللہ عنہم کہہ کر
 اپنی رضا مندی ظاہر فرماویں اسے ہاں ہو ورنہ زمانہ گزر گیا وہ وقت باقی
 نہیں رہے گا جو حکومت ملنے والی تھی اؤ کوئل کے جھگوہر دولت حاصل
 ہوئی وہ تھی وہ مہاجرین میں داخل ہو گئے تھے انہما میں شامل ہوئے تھے
 وہ انصار میں شامل ہو گئے اب ہزار ہا نوجوان کو کس نے شہر کر کے گروا لیا
 اکیس لاکھ من مہاجرین و انصار کی حکومت پانچ سو سال تک تمام جان کے
 دولت کوئی لٹاوی مگر صحابہ بدر یا یاران بیعت الرضوان میں داخل نہیں ہو سکتا
 ان دونوں کو لینے والی لگائی ان نعمتوں کو لوٹو اس لئے لوٹ لی گئے
 خلیفان باوجود خورند و فرستند تھے خجانبہ اگر دوزخ فرستند
 ہی یار و جین لوگوں نے بلا واسطہ پیغمبر خدا سے تعلیم پائی اور جن شخصوں نے خود
 صاحب شریعت سے ہدایت حاصل کیے کیونکر تہا جی ولین اونکی محبت اور
 تمہاری نظروں میں اونکی قدر و منزلت نہیں ہی کیا تمہاری عقل اسکو قبول کرتی ہی کہ
 اون ہزاروں لاکھوں و بیسیوں جو برسوں پیغمبر صاحب کی صحبت اور رفاقت
 میں رہے کیسی دل پر ایمان کامل کا اثر نہوا اور اون بیسیوں میں جو ہزاروں
 اوچھاوون میں حضرت کی شریک رہی کوئی اسلام پر ثابت قدم نہ رہا جو دیکھ حضرت
 اور سفر میں آگے ہمراہ رہی شب ہنوز اپنی کانون سے دعا و نصیحت سنتی رہی
 اپنی آنکھوں سے جہیز لکھا ناوحی کا لانا دیکھتے رہی لیکن اپنی نفاق اور کفری
 ایمان و باطنیہ باز نہ آئی کہ حضرت فی طرح طرح کے معجزوں اور کمود کھلائے

انواع انواع کے دعاگوین اور انکی حق میں فرمائیں لیکن نہ کسے معجزہ کا اپنا اثر ہوا نہ کوئی دعا اور نہ کسے حق میں قبول ہوئی بھلا انصاف کرو کہ کوئی مسلمان ایسا عقیدہ رکھیکا اور اپنی پیغمبر کی شانیں داغ لگا دی گا اور اسکی امت امت اگر دون اور کل مرید و مقلد کا فراور مرتد کیسکا فراتو سوچو کہ اگر کسی عالم کے نام شاگرد جاہل رہیں اور کسے امیر کی مصاحب سب کی سب بدچلن ہوں اور کسی ولی کے مرید کلیم جمیعین فاسق و فاجر ہوں تو کیا اوس سے کچھ بدچلنی اوس عالم اور اوس سیر اور اوس ولی کی نسبت لوگوں کو نہ ہو گے بیشک ضرور ہوگی پس اسے طرح پر تمام صحابہ کی کفر اور ارتداد پر عقاد رکنا درپردہ حضرت کی نبوت میں داغ لگانا ہے بغیر ذالک بقول اہل تمسک بولایہ علی بن ابرہیلاب یہ دلیل عجیب و غریب دلیل ہی کہ جبکاصغری و کبری و نتیجہ کا کچھ نہیں ملتا ہے تقریر عامیانه ہی مستنہ اور پراقتاعات امدد دعاوی بلا دلیل کی کاش صغری و کبری منطق کے بھی دیکھ لی ہوتی کہ اسے تقریر منقول النظام واقع نہوتے بعد بیت فکر و غور کے محض تقریر یہ معلوم ہو کہ کہ بیہیات ہی ہے کہ ثلثہ اوکل مہاجر و انصار تبعیت جناب رسول خدا میں کامل تھی اور نہایت مستحیان اور شقیقین راہ خدا میں اوٹھائیں اور خود رسول خدا سے تعلیم پائی اور جو ایسے ہوں وہ منافق اور مرتد نہیں ہو سکتی نتیجہ یہ کہ خلفای ثلثہ اور مہاجر و انصار مرتد اور منافق نہیں ہو سکتے جو اب اجالی یہی کہ بہت نہیں ہے مگر بہت وہم کہ جبکافشار سفاہت یا عبادت فہم ہے جس مسلمین آج بارہ سو برس سے ہزاروں عقلا اختلاف کرتے چلی آتے ہیں اگر وہی بدیہی ہے

تو بہ نظری کس جانور کا نام ہے جناب والا شیعہ کسی مقدمہ کو اپنی مقصدات حیل
 سے مسلم نہیں رکھتے نہ تو اسکو مانتی ہیں کہ آپ کے ثلثہ متابعت جناب صلی اللہ
 میں کامل تھے بلکہ اوکو متابعت حرص وہوس میں کامل سمجھتے ہیں نہ اسکو
 مانتی ہیں کہ انہوں نے راہ خدا میں کچھ اذیتیں اڑھائیں بلکہ جو اذیتیں اڑھائیں
 راہ طلب جیفہ و تیان میں اڑھائیں چنانچہ جناب رسول خدا کی سامنے اموال
 غنائم سے متعلق ہوئے اور بعد ازاں بیگمراہی حق اور کی اور لاؤ کا چننا اور انہوں
 تعلیم جناب رسول خدا کا کچھ اثر ہوا اور نہ انہوں نے مثل اوچل و ابولب کے
 سبوت کی دیکھنے سے ہی ہدایت پائی و نعم اقبال اجامی سے آگاہ اور وی بہرہ بھی
 نہ اشت و دیدن وی سے سودداشت ، اور نہ شیعوں کا عقاد بہ نسبت کل
 مہاجر و انصار کی ایسا ہے کہ کام ہوسوم بخیر و خوشی و حسن عاقبت میں کما قائل
 انتشارانی نے فتح المقاصد میں کل صحابی معصوم و لاکل من لقی القتی بخیر
 موسوم آری بعض کی بہ نسبت ایسا سمجھتے ہیں کہ وہ درج عالیہ ایمان اور ایمان
 پر فائز ہوئے و لاکن قلیل ماہم لیس لثام شکم مہنا نصیب پس اگر اور موضوع کبری
 سے ایسی لوگ ہیں تو البتہ وہ منافق اور مرتد نہ تھے لیکن اس صورت
 میں صغریٰ غیر مسلم ہے اور اگر راوی سی لوگ ہیں یعنی طالبین چنہ و دنیا و کبری
 غیر مسلم ہے اور اگر محمول صغریٰ میں ایسے اور موضوع کبری میں ویسی یا بالکس راوی
 ہیں فلم یکرا لا وسط اب ہم آپ کی فخرات شکنی سے فخرات پشت اعادی الہییت کو
 توڑتے ہیں قولہ جبکہ ہم غلامائے راشدین اقول حکیم ہم خلفائی غیر راشدین
 اور اکثر انصار و مہاجرین کے حالات پر نظر کرتے ہیں اور انکی ہال و چین پر

جو غوجواب رسول خدا اور انکی الہیت کے ساتھ کیا خیال کرتے ہیں تو انکو
ہم کو یقین کامل ہوتا ہے کہ وہ ہر ہر قدم راہ مخالفت پر چلتے تھے اور اپنے
حرص و ہوا کو ہر ہر کام میں دخل دیتے تھے اور شب و روز خدا و رسول کے راہ
رضائے ہارے اور حقیقہ دنیا کی طالب رہتے تھے اور انکی دوست بھی جیسے
صالح کو بظرافت و دیکھیں تو اس سے انکار نہیں کر سکتی اور بہت سی آیات
اور روایات اس پر شاہد ہیں بمقتضائی مالا یدک کلمہ لایرک کلمہ بعض کی طرف اشارہ
کیا جاتا ہی پس مہاجرین و انصار میں سے ہیں وہ طالبین دنیا کی نشان چلات
نشان میں توبہ و ن عرض الدنیا واللہ یرید الاخرۃ خداوند عز و جل فرماتا ہے
یعنی اے صحابہ پیغمبر تم لوگ خواہاں مال دنیا ہو اور خدا چاہتا ہی ثواب آخرت کو
اکامرت الاشارة الیہ انما اور ہر فرماتا ہے منکم من یرید الدنیا و منکم
من یرید الاخرۃ یعنی اسی صحابہ تم سے بعض طالبین دنیا ہیں اور بعض طالبین
آخرت ہیں اب ہم آپ سی چوتھی ہیں کہ جن لوگوں کے آپ معنی کمال و شہادت
ہیں انکے حق میں خدا کو اسے دنیا طلبی کی دیتا ہے پس یا اپنی تئیں آپ
سچا کیے یا اپنی خدا کو سچا کیے خدا کو تو معاذ اللہ جو ہما کے نہیں کہتی تو لازم
ہو گا کہ اپنے تئیں جھوٹا فرمائی اور دعو ہیاے بی سرو پاسی ہاتھ اوٹھائی
اور شئی اور نہیں مہاجر و انصار میں سے ہیں وہ لوگ غلبی نشانین خدا فرماتا ہے
لَسَوْفَ يَكْفُرُ الْيَهُودُ وَالنَّاصِرَةُ وَالْمُجْرِمُونَ وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ وَالْمُؤْمِنُونَ
فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ خلاصہ یہ ہے کہ اے صحابہ پیغمبر تم لوگ دینی
کار و لونین پیپا تے ہو ظاہر اور باطن تمہارا ایک نہیں ہے اور میں حوب

جانتا ہوں جس چیز کو تم چاہتے ہو یعنی کفر کو تم چاہتے ہو اور ایمان کو ظاہر
 کرتے ہو یہ محبت کفار کو چاہتے ہو اور محبت مومنین کو ظاہر کرتی ہو اور جو
 شخص تم میں سے ایسا کرنا ہے تحقیق کہ وہ کمرہ ہوا راہ راست سے ہٹتے
 محض کیون صاحب یہی قدم بقدم پیغمبر کے چلنا اور حرص وہو اکو دخل مذہب اور
 سب دروزخ اور رسول کی رضا کے طالب رہنا ہی کہ دشمنوں سے ملے اور
 خدا و رسول کے راز کو فاش کیجے ہم نہیں سمجھتے کہ اگر دینداری و دین طلبی
 اے کا نام ہی تو بیدینی لکھو کہتے ہیں اور انہیں مہاجر و انصار میں سے
 ہیں وہ لوگ بنی شان میں سے ہیں واذلوا و انجارتوا و اهل الفضل الیہا و ترکوا
 فاما قل ما عند الله خیر من اللہ و من التجار یعنی جب دیکھتی ہیں ہمارے
 کے تجارت کو یا ہوا و لعب کو تو جانتی ہیں طرف اوسکی اور چوڑ دیتی ہیں
 شکوہ کرنا ہوا نماز میں کہ اسے پیغمبر کہو کہ خدا کے نزدیک ہی وہ بہتر ہی ہو
 اور تجارت سی اٹھتے کیون حضرت دینداروں کی سیہ چال او طین میں کہ پیغمبر
 کو تنہا نماز میں چوڑ کر نماز کو توڑ کر عبادت خدا سی موندہ موڑ کر دھڑل سنی صدای
 دف و طبل کے دوڑ کر جا میں اور تجارت کو عبادت خدا پر مقام جا میں کاش
 پیغمبر کو تنہا نماز سے میں چوڑ کر اکتفا کرتے یہ حضرات تو پیغمبر خدا کو زخم
 کفار میں تنہا چوڑ کر رہا ہو جاتے تھی اور مصداق فولیتم مدبرین کے
 ہو جاتی تھے اگر تب مہاجر و انصار کا چلن اچھا نہا تو کیون مصداق فقد باق
 بنصب من اللہ و ما ویدہ جہنم و بیش المصید کی ہوئے کیون فرار من النجف
 کرتے اور خلفای راشدین کا باگنا اُحد اور خنین میں تو تنفق علیہ بنی النضرین

ہی پس جب تک جناب رسول خدا کا فرار میں سعادۃ البیت قدم ہونا ثابت
 کیے گئے گات تک خلفائی راشدین کا قدم بقدم چلنا ثابت ہوگا اب دو
 ایک حدیثیں سنئے سن لیجی کہ جس سے کامل الاتباع ہونا خلفاء کا اور کل مہاجر
 و انصار کا بخون سے واضح ہو جائی صحیح مسلم میں اور تفسیر قرطبی میں حدیث سے
 روایت ہی والفظ لاخیر کہ لیلیۃ الاخراب میں ہم جناب رسول خدا کی ساتھ تھی و
 کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی لیلیۃ باروقہ لم ارقبلہ ولا
 بعدہ بڑا کان استثنیٰ یعنی جناب رسول خدا نماز شب پڑھتی تھی اور وہ رات
 ایسے سرو تھی کہ میں نے کبھی ایسی سروی نہ پیشتر اس کے دیکھی تھی نہ بعد اس کے
 قال الابرار یدہب الی مولاء فایتیٰ بخبر جمیعہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التیامۃ یعنی آیا کوئے
 شخص ایسا ہے جو لشکر کفار کی طرف جاتی اور ان کی خبر لائی اور جو شخص ایسا کری یعنی خبر
 کفار لائی تو عوض میں اس کے خداوند عزوجل اس کو روز قیامت کی میری ساتھ
 کریگا قال فما قام منا انسان قال فسکتوا ثم عاؤ فسکتوا حدیث سے کہتے ہیں پس ہم میں
 سے کوئی شخص نہ اٹھا اور سب نے سکوت کیا پھر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اٹھنا
 فرمایا اگر کسی نے جواب نہ دیا تب ان حضرت نبی فرمایا یا ابا بکر فتال استغفر
 اللہ رسولہ یعنی بالخصوص یا زید کا نام امی لیکر پکارتا تب بھی غلیفہ صاحب اسٹھ
 اور پڑی ہے پڑی فرمائی گئے کہ خدا اور رسول خدا کا جو صاف رکھیں تم قال
 ان شئت ذہبت پھر جناب رسول خدا نبی فرمایا اگر تو چاہتا تو جاسکتا تھا قال یا عمر
 فاستغفر اللہ رسولہ ثم قال ان شئت ذہبت جب حضرت ابو بکر
 نہ اٹھی تب ان حضرت نبی بالخصوص نام امی غلیفہ ثانی لیکر پکارتا اور انہوں نے بھی

پڑی ہی پڑی کہ کجا بھی معاف نہ کی اور حضرت نے فرمایا تو بھی اگر چاہتا تو جاسکتا تھا
 تم قال یا خذنیہ تھلت لبتیک فمقت تھے ایت پر حضرت نے منہ مایا
 اسی خذنیہ پس مینے کہا لبتیک اور اوٹھا اور حاضر خدمت بابرکت ہوا الحدیث
 کیون حضرت یہی تعبت کامل اور رضا طلبی خدا و رسول اور خدا شکاری اور ادا
 حق رفاقت تھا کہ وہ حضرت پکارا کرین اور کوئی صاحب جواب تک نہیں اور
 وہ چرای پڑے رہیں اور جب ام نام پکارین تب بھی حاضر خدمت نہوں اور
 قبل اسکے کہ وہ حضرت تکلیف کے کام کی دین پڑے پڑی ایک ہی بھی
 معاف رکھے دوسرا کہی مجھے معاف رکھی سبحان اللہ کیا محبت تھی اور کیا
 اطاعت تھی جس پر حضرات اہلسنت کو ہزار جان سے قربان ہونا چاہی اور اگر
 کاش کہین سے مال غنیمت یا زکوٰۃ آیا ہوتا تو بہت جلد و شکر دوڑتے کیا
 خوب گنوا ری مثل یاد آئی ہے کام چرنوالی حاضر اور حدیث نبوی صحیح بخاری
 بعد کتاب الباری نکالے اوس میں حضرت صدیقہ فرماتے ہیں کہ ایک روز
 جناب رسول خدا نے بر منبر فرمایا من یعد سرائی فی جبل قد یلغی اذاعی
 اھلے یعنی کوں شخص ہے کہ بجو معذور کی سزا دی میں اوس شخص کے
 کہ پہنچی ہے میری تین اونیت اوسکی دربارہ اہل میرے کی تمام سعدا بن معا
 الانصاری قال یا رسول اللہ اعد رک منہ انکان من الاوس ضربت خفہ و
 وانکان من اخواننا من الخزرج امرت ان فطما امرک قالت تمام سعدا بن
 عاۃ الانصاری وہو سید الاوس وکان قبل ذالک رجلاً صالحاً وکن احلمۃ بممتیہ
 فقال سعد کذب لمرأۃ لا تقلہ ولا تقدر علی قتلہ تمام سید ابن خضیر وہو ابن عستم

سعد بن معاذ تھا۔ اہل مسجد بن عبادہ کذب سے اٹھ کر لڑنے لگا۔ منافق تباہوں نے
 المناہقین قتل اور الحیان الاوس والخزرج سے کہہ دیا کہ تم قتل کرو اور رسول اللہ
 قائم علی المنبر فلم یزل رسول اللہ مخفیہم سے کہتے کہ تم لوگوں کو اس کی تکمیل یہی کہ سعد
 بن معاذ انصاری اہل نہ کہراہوا اور کہا کہ میں سعد و رکتا ہوں آپ کو اوس
 سوڈی سے اگر وہ قبیلہ اوس سے نہیں تو میں اوس کی گردن مار دوں گا اور اگر
 ہے ہماری براہ و ان خزرج سے پس جو آپ اوس کی بارہ میں حکم فرمائیں گے
 ہم آپ کی امر کے تعمیل کریں گی حضرت سعد فرمائی میں پس اوستا سعد بن عبادہ
 انصاری اور وہ سردار اوس تھا اور قتل اس کی مدد مل گیا لیکن برا بیخود کہہ نہ کہو
 حمت جاہلیت فی پس کہا سعد بن معاذ سے قسم بخدا تو فی جوت کہا تو اوسکو نہیں
 قتل کر سکتا ہے اور نہ تیری مجال اوس کی قتل کرنے کی ہے پس اوستا سعد بن
 حذیر بن عم سعد معاذ اور کہا سعد عبادہ سے قسم خدا کی تو جوت کہتا ہی ہر آئینہ ہم کو
 قتل کر سینگے اور تو خود منافق ہی کہ منافق کی جانب داری کرتا ہی پس جوش و
 خروش میں آئے دو دو قبیلہ اوس اور خزرج اور قصد کیا باہم قتال کرنے کا
 وہاں کہ رسول خدا منبر پر کھڑی ہوئے ہیں پس اوستا حضرت فی دو نو کی شور و
 شغب کو پست کیا یہاں تک کہ اونہوں نے سکوت کیا اور حضرت ہی ساکت
 ہوئے ابھی اب ملاحظہ فرمائی اس حدیث صحیح بخاری کہ کہ اس سی صاف
 ظاہر ہے کہ بعض صحابہ کس قدر بی باکے اور بی اعتنائی اور وقاحت اور حیائی
 میں کامل سے تھے کہ جب کو خطاب رسول خدا کا مطلق پاس اوب نہ تھا اور کس قدر
 نصانت اور خراب تھی کہ دین و ایمان کا کہ لحاظ نہ تھا اور وہ دین رسول خدا

جانب داری پر کرنا بدھتی تھے کیونکہ حضرت صحابہ کا روبرو شب طالب فاضلی
خدا اور رسول ہونا اُسے نام نہی اور اپنی ہوا و ہوس کو مدخلت نہ دینا اسے کہ
کہتے ہیں اود قدم بقدم پیغمبر کے راہ چرپنی کے یہی معنی ہیں یہ تھا حال اوں
صحابہ کا جو بشاوت صادقہ صدیقہ صالحین میں سے تھی فما خلطاك بالمطالحين
منهم ولا كن اذالم يستحي فقل واشئت اوجمیدی فی جمع میں لیجمعین میں نزد
کی ہے ان اناس من الانصار قالوا یوم حنین حیث افار الله علی رسولہ من احوال
ہوازن ما افار و طفق رسول اللہ علی ربا لاس العرش المائت من الابل قالوا
یفرا الله الرسول سے مطے قرشاً و تیر کنا و یوفنا تقطرن دما نهم وقال الحمیدی عن
انس ان الانصار قالوا کانت الشدة فخن ندعی لعلی الغنائم غیر مخلص صاحب
رضین خدا نے غنیمت مال ہوازن عنایت کی تو جناب رسول خدا فی اوسین
کچھ قریشیوں کو سو سو شتر و بی پس کہا انصار نے کہ خدا مغفرت کری رسول کی کہ وہ
قریش کو دیتی ہیں اور بکھونین دیتے حالانکہ ہماری تلواروں سی خون قریش
نچکا ہے حمیدی کہتا ہی کہ انس نے یہ ہی روایت کی ہے کہ انصار نے کہا کہ جب
وقت شدت ہوا ہی تو ہم پکاری جاتے ہیں اور اسوال غنائم ہمارے غیروں کو
دی جاتے ہیں اتنی اس حدیث سی کہ تیر دنیا طلبی صحابہ کے معلوم ہوتی ہی
کہ جناب رسول خدا کو ماؤ اللہ شہم بخیا ت اور عدم عدالت کرتی تھی بلکہ جیسا کہ صحیح بخاری
اور بیضاوی میں ہے بعضی کمال وقاحت سی بر رواؤں حضرت کی کہتے تھی
اعل یا محمد اور وہ حضرت اپنے خلق عظیم سے جواب میں اسقدر ارشاد
فرماتی تھے و یحک لمن لم یصل فمن یصل ان مرض من ہوا طالبین دنیا کے

جب حیات رسول خدا میں بائیں مرتبہ ہو کہ موجب ان بی باکیوں کی ہو یا تک کہ خدا
 ہی ان کی شان میں فرمائے منهم من یلزمک فی الصدقات فان اعطوا
 منها رضوان لم یعطوا منها الا فہم یخطو پس اسی پر قیاس کرنا چاہئے
 کہ بعد وفات آنحضرت کی حرص وہو اسے کیا کیا نہ اونی سرزد ہوا ہو گا یہ تھا
 مختصر حال حضرات ثلثہ اور اکثر مہاجرین اور انصار کا جو سامنے جناب رسول خدا
 کے تھا کہ اگر تفصیل لکھا جائے تو ایک دفتر طویل بھی گنجایش نہ کری لیکن
 حال ابعد کا آنحضرت کی پس اسکا اہصا تو ممکن ہے نہیں ہی اور کیونکر ایسا
 ہو تا حسا لاکہ خود جناب رسول خدا فرما گئے تھی اقلست اخشیٰ حلیکہ
 ان تشکوا لکن اخشیٰ علیکم الدنیا ان تنافسوها کما فی البخاری یہ
 بعد اپنی تم سے اس بات کا موجب نہیں ہے کہ تم لا الہ الا اللہ چوڑ کر ہر شرک
 ہو جاؤ گے لیکن میں ڈرتا ہوں اس بات سے کہ حرص دنیا تلو گمراہ کرے گی اور تم
 بالکلیہ طالب دنیا ہو جاؤ گے جیسا کہ یہ حدیث صحیح بخاری میں موجود ہے
 اور یہ بھی اسی صحیح بخاری میں ہے کہ جناب رسول خدا فرمایا اکلکم ستحسبون
 علی الاما سرقہ و ستکون ندامة یوم القیامت یعنی قریب ہی کہ تم حرص امار
 و ریاست کرو گی اور یہ امر بخاری سے روز قیامت موجب مذمت ہو گا قولہ
 اور اپنی جانوں اور ان کو نہایت خوشی سے حضرت پر خدا کیا اقول حضرات
 ثلثہ کے مال خدا کر نکال حال جان اپنے ایمان کو زبردستی ان کی گلی نہ تھا ہے
 علی تفصیل معرض بیان میں آو گیا بالا جمال یہ ہے کہ ہمیشہ باعن مجلس
 مملوک اور قلند و مملوک تھے جب صاحب وفاء قاریہ رکرا کی جوتیوں کے

صدقہ سنی کہ استطاعت ہو پنجابی تو طنت و بخل اس قدر وانگیو ہو کہ روز بروز
 آہ پنجوی اتفاق سی ایک دہم کے ہی موندہ چرایا یہاں تک کہ حضرت اے فر
 عثمان خنی کو ویکل آریہ یوم تکوی بہا جہاں ہم و جنو بہم پڑتی تھی جیہا کہ
 علامہ قوشچی نے کہا ہی اور فی الجملہ اسکے پڑہنی کی شاہجی دہوی سے
 اثبات خرافت ابی ذرین مقررین اور یہی سبب ہوا انکی اخراج بلد کرنی کا
 حالاکہ یہ وہ بزرگ ہی جسکے حق میں جناب رسول خدا فی فرمایا ما اقلت البقاء
 وما اظلت الخضر علی اصدق لہجۃ من ابی ذر یعنی نہیں اور ٹھانڈی
 نے اور نہیں سایہ والا آسمان نے کسی پر کہ صادق اللہجہ تر ہو ائی ذر سے
 باقی رہا جانوں کا خدا کرنا پس تم ولایت مدبرین سی بہت ظاہر ہے
 حالاکہ خداوند عزوجل نے کس تا کیدی فرمایا تھا فلا تلاقوا ہم الا دبار میں
 یولہم یومئذ دبر ۴ اے ان قال فقد بآء بغضب من اللہ ما ولا
 جہنم ویشوا المصلین یعنی اے مسلمانو جب صف جنگ میں کفار سی
 ملاقات کرو تو اوکو پشت نہ دو اور جو شخص کہ پشت دیگا وہ گرفتار غضب خدا ہوگا اور
 جگہ اوکی جہنم اور کیا بری بازگشت ہی مگر صحابہ کبار و یاران جان نثار کو بروقت کا
 ہمیشہ جزا فرار کے کچھ نہ سوچتا تھا ہلا فرامیے تو کس شخص کو کفار نابکاری آپ کے
 حفار عالی وقارنی زیر شیر آدرا کیا اور جزا فرار کی کمان ثبات قدم اختیار کیا ہے
 رسول خدا باعلیٰ مذفراتے تھی الیٰ این یا معشر المسلمین مگر کوئی صاحب سلجانون
 میں سے نہ سنتی تھی کہہ فرماتی تھی یا اصحاب البقرہ مگر اوکو جزا و تازی اور
 و غازی کے کچھ نہ سوچتا تھا یا غارین معلوم کہ کس غارتہ و تارین پیپ جاتی تھی

کہ سورہات تک بھی اونکا پانا پانی سے حضرت آقائی نامدار علی شمسوار خود
 اپنی تعریف فرامین زبان کہ باری اقرار فرماتی ہیں کہ لٹا کان یوم احد نہ سنا حضرت
 سے صحت قبل فقہ رایتی انزو کانتی اروتیہ کارواہ اسیمطی فی الدار لقتلہ
 یعنی بگا گین اور پناڑ پڑہ گیا اور اسطرح اوچکیتا جیسے ماوہ بز کو ہی اوچکتے
 ہے حضرت عثمان ایسا بگکتی تے کہ تین تین روز اونکا پانا لٹاتا اور ناب
 رسول خدا فرماتی تے کہ لقد ذهبت عریضا یاعثمان کما فی الکاستیعاب
 التوبس کیا جان تیار اور کیا رفاقت شہادتہ کہ رسول ایزد بخار کو مجمع نماز با بکار
 میں تن تنہا چوڑ کر راہ قرار اختیار کرتی تھی آپ اگر اس قرار کا انکار کبھی تو انکار کلام نہ
 ہو گا پس لایب کہ اقرار کبھی اور غایت عذراں کیا یہ ہو گا کہ لیزد کو گمانی بخش دیا تو ہم کہیں گی
 کہ اگر کسی باز بخشش دیا تو بخش دنیا کار ایزد بخار تھا آپکی خلفاء کا او میں کیا کردار تھا
 اور بار بار بخش دینی کا بھی ثبوت کمان سے ہو سکتا ہی اعدین خیر میں خیرین میں
 ہمیشہ انکی سیے اطوار رہی ایک خطا و خطا تیسری خطا تو آپ جانتی ہی ہو گی کہ
 کون خطا ہی قولہ او سقت یاران وی خود را سپر ساختہ از شرع عشق اقول
 ابھی تو آپ ہندی میں با تین کرتے تھی دور از حال کو فساد احتلال فرامی موش
 زوال اعتدال ہو کہ موجب تبدل متعال ہو گیا اور آپ فارسی چٹائی لگے ستا یہ
 زبان پر لفظ مشرب کی جاری ہونے فی ہم مشربو کی یاد دلائی اور از خود رفتگی
 غالب آئی حالت خصوصے عالم ہو و محو میں جاتی رہے اور عالم سکروستی
 میں عشق اللہ پاک ذات اللہ بکار۔ نہ لگی حالانکہ اطلاق عشق عرف قرآن و
 حدیث سی خارج آور مفہوم لغوی میں خروج ادسکا از حد اعتدال داخل ہی اسی سبب

حکمانے ایک قسمی از خون و ماخولیا نہ پایا ہی اور بقول ابن جوزی اطلاق اسکا
 عرف لغت میں علی ماصحیح بہ اجماع کی آیا ہے آری آپ کے اولیاء اللہ نے
 کہ احادیث منقولہ اس باب میں بنا کے الباز مفسرۃ حقیقہ نہ پایا ہی لیکن مشرب
 تشکیلیں انکی مشرب ہی جدا گانہ ہی آپ کمان سے کمان جاتی ہیں ذرا ہوش
 میں آئیے اور یہی کہ سرخاب رسول خدا کی حقیقت میں حفظ حافظہ حقیقی تھا
 معقبات مزین بدیدہ و من خلفہ یحفظونہ اور ظاہر میں حفظ و تہ
 کرنیوالی انکی اجلاسے قوم تہی مثل ایطالب اور علی بن ایطالب اور جعفر بن ایطالب
 اور حمزہ اور عبیدہ و امثالہم از لای قوم پرانی جو تیان کمانیوالی ابن ربیعہ کے
 کو ایسے لوگوں کے جان تو خود او حضرت کی تعلیم مبارک کی صدقہ سی پہنتے
 تہی پس وہ حضرت بخلق عظیم خود سپرائی تہ نہ ابکس کما استعلم عنہ یہ قولہ چہ بادہ
 کہ نخورد و چہ ستے ہا کہ نکرند اقول ذکرستی و بادہ خواری و امثال این مقامات
 مشرازندی و بے باکی است و یادہ از مشرب و نوش پر مغان شہاست کہ نتر
 تہندی نوش می نمود و اضربو شیطانہ بالماذیفرمود اگر پیرو صادق او ہستند
 البتہ در عالم ستے و بیوشی و حالت نوشا نوشی و گرم جو شے و ہوا ہی ہم آغوشی ساتی
 ساغر کشے لذت خمی ترکمان و شی اطمع شہبہم رسانیدہ باشد کہ پیایے گردن
 صراحی و پیالہ و بادہ کمن سالہ را حوالہ کند و خون ارغوانی لعل گون تازیر و اسنگین
 و دمان تہنئے را بواقیت ملائے نسی گہر آگین سازد و آوقت در عالم از خود فکلی
 میگفتہ باشد کہ رنگین کہ گرد و اسن تباہم چمنین ہل و لہر کہ ریخت بلانم چمن
 قولہ میں حضرات شیعہ سی پوچھا ہوں اقول میں منسرات اہلسنت سی چہا ہوں

کہ آپ کے لئے کبار اور اکثر مہاجر اور انصاف بہت بڑی - بیچ و مصیبت کی وقتوں میں
 جب جان و آبرو پر رنجی اور رسولؐ ایڑوں کو دگا زرعہ نکھار میں نہ گئے بلکہ زخمی
 بھی ہوئے تب تنہا اوس جان جہان کو چھوڑ کر اپنی اپنے جان بجا کر ہباگی یا
 نہیں اور بزمہ و دمی چند کے جنگلوں آپ صغار بکھڑے جاہلین سمجھتے ہیں آپ کی
 کبار بھی شریک ہوئے یا نہیں اور مال اور غنیمت و آبرو کو اپنی جان عزیز پر شمار
 کیا یا نہیں اور اپنی جان اور اپنی زن و فرزند کی وہ جان میں اور محبت زندگانی
 دنیاوی فائدے کی پیچھے اور حضرت کو بکھڑے دین و ایمان کو چھوڑا یا نہیں اور ایسی
 نازک وقتوں میں اور ایسے معرکہ ہاں مروا زما میں نام اسلام کی مٹا دینی میں لپہ
 کوتاہی کے یا نہیں پس یا ایسے بدہیات کا انکار کیجئے یا اقرار چکے انکار کہی
 نہیں سکتے اسلئے لازم آیا کہ اقرار کریں اور اگر انکی دعا باز یوں اور کھڑے امیوں کا
 اقرار کریں تو پھر ذرا انصاف ہی کریں کہ جسکے ساتھ انہوں نے ایسی برے
 وقتوں میں دعا کی ہو گے اور ایسی تکلیفوں میں اوسکا ساتھ چھوڑا ہو گا اوسکے نگاہ
 میں کیا کچھ بھی بیدینے اور بی ایمانی اوسکے نہ ثابت ہونی ہو گے اسی بار کو
 اپنی عمر عزیز ہی کے قسم ہی کہ اگر کوئے تمہاری نوالے پیالی میں حاضر اور وقت
 مصیبت کی تمہارا شریک نہ ہوا اور وہ کہ درو کی حالت میں تمہارا ساتھ نہ دی اور بیخ
 واصل حصول دنیا کی اپنے تئیں تمہارا فدائی کے اور باطن میں اپنے ہباں
 بندوں سے جو تمہاری دشمنی بنی ماسہی اور اپنی جان یا مال کو بُری وقتوں میں
 تم سے عزیز کری تو تمہاری نگاہ میں کچھ کو رنگی اوسکے اور ذلت و خواری اور
 تمہاری دل میں کچھ اوسکی بیدینی اور بے اعتباری ہو گے یا نہیں اگر مہوئی تو

وہی ماجرین قاترین اور انصار بے اعتبار کی نسبت حضرت صلعم کی طرف سی
 بھجوا اور انصاف کرو کہ جو قتل لوگ چاروں طرف سے ہزاروں ہزار کفار ستم
 اقلو الساحر و لمجون لکڑا کچا دل دکھاتے ہوگی اور روپی قتل و جحیم ہوئے
 پس جب اون لوگوں نے جسے امید ایسی وقت میں ساتھ دینی کے تھی اتنا
 نڈیا ہوگا اور کچھ اداسی حق رفاقت کیا ہوگا بلکہ اپنے اپنی جان بجا کر ہاک کدڑی
 ہوگی اور انحضرت کو تہا ورمیان تشنگان خون کے چھوڑ دیا ہوگا تو انحضرت
 کے دل میں ایسی کمیون کے کیا قدر و منزلت رہی ہو گئے یہ اطوار تو انحضرت
 کی سامنی کی تھی اور بعد انحضرت کے جو کچھ کیا وہ عیان ہی کہ نغش مطہر کو مکیو
 کفن چوڑا اور تجبیز و دفن بادشاہ دین و دنیا سے سونہ موڑا اور خود مثل ناوشاہ
 کے بادشاہ بن بیٹھے اور اسپر ہی رضی نہوئی فذک تک چین لیا اور انکی
 اولاد کو نان شبینہ کا محتاج کر دیا اور ایسی حالت دلت و خواری میں چھوڑ دیا
 کہ ہر ایک حجر اور مدر کی نیچے اونکا خون بہا یا گیا فالی اللہ اللہ اور بغرض محال
 مثل شریک الباری اگر انحضرت فی روز غدیر اور بتعامات کثیر فیض اوپر خلافت
 کسی کے ملی ہوتی اور انکی اہلبیت میں معاذ اللہ کیکیو لیاقت خلافت بھی
 نہوتے تو مقتضای حکم حلالی و وفاساری یہ تھا کہ خلافت کو خاندان نبوت
 سے نہ نکالتی کو انتظام کار اپنے قبضہ اقتدار میں رکھتے مگر خلافت کو منحصر
 بالہبیت کرتے تب ہی انحضرت کی اولاد کو ایک عزت و نور وقت رہتے
 اور ہر سلسلہ و دون کو اتھای خلافت نہوتا اور ہر فاسق و فاجر مثل بنی ہامیشہ
 اور بنی عباس کے طبع خلافت نہ کرتے اور اگر خلافت بہ بیت چندا جلا فکرتی

قابل تمام مساویہ اور بزرگی متابعت کرنے میں ممتاز موقی اور نوبت الکی نہ
 پہنچے کہ معرکہ کر بلا میں کل بہر دنیا را اور لاکھوں نام سلمان اور حقیقت بدتر از
 کفار ہم پہنچی اور یہ خرایان جو بسبب بد مہیان ایمان و اسلام ہوئیں نہ پرتین آمی
 یار و اگر انصاف کی آنکہہ بند کرد تو صحابہ پیام کی تفاوت کی انتہا نہیں ہی کہ انہوں
 نے خاندان نبوت کو سوا ویا قولہ صدقت یا رسول اللہ لکھ آپ کی و کو خوش
 کری اقول جن لوگوں نے صدقت تصدیق جنابی کہا ان کی دست تعزین
 ہیں جو آپ امتیاء کی سلفہ شدتی ہیں او جن لوگوں نے فقط سانی کھا وہ
 لوگ مصداق قالوا انک رسول اللہ یعلم انک لرسولہ واللہ یشہدان
 المنافقین یکاذبون — کی ہیں قولہ یار غار کلاوی اقول ۷۴

بس کن حدیث غار کہ عارست نہ عقل آن خزن و بقرار شیخ منعم
 یار غار سے جو اوتین او حضرت کو پہنچیں او سیکھا چرچا آتیک زبانوں پر ہے
 اہلسنت سیکڑوں تاویلین کر کے چپاتی ہیں اور بی سرفہ باتیں بناتی ہیں و لاکھ
 لا تصلح العطار ما افسدہ اللہ حقیقت میں بجای یار غار اگر کوئی مازر ہر وار
 ہوتا تو خلیفہ صاحب کی زہر بونے سی او سکا ضرر کم ہی ہوتا و لعلہ قال السعدی
 ترا از وہا کر بو یار غار ازان کہ جاہل بود عکس القابلہ کی لڑائی پر جاوین الی
 قولہ تقدضی اللہ عنہم لکھ اپنے رضامندی ظاہر کری اقول یہ بات کہی
 گوش ز دہاری نہیں ہونے کہ بالخصوص اہل بدر کی شان میں خدا نے
 کہیں تقدضی اللہ عنہم فرمایا ہے بلکہ اس کلام اللہ میں جو اہلسنت و مطہی پڑھنے
 تراویحوں کے از بر کرنے میں اکوین تکمیل تقدضی اللہ عنہم موجود ہے

نہیں ہے اگر یوں قرآن میں جبکہ حضرت عثمان محرق القرآن نے جلایا
 کیا یہ کمین موجود ہو اور آپ کو شاید کوئی نسخہ جلایا اور ہمیں سے مل گیا ہو لیکن
 مشکل یہی ہے کہ کوئی نسخہ اور محدث ہی تو نہیں لکھتا ہے کہ تقدیری اللہ عنہم
 اہل بدر کی شان میں نازل ہوا جواباً جو سابقین اہل سنت فی اہل بدر کے
 شان میں بنایا تھا وہ خود کیا کم تھا کہ آپ کو نے تصنیف کی احتیاج ان کی شانیں
 میں اس سے بڑھ کر کیا ہو گا کہ خدائی او کو بقول اہل سنت اجابت تائید عاتہ
 کل فسق و مجور کے علی کراۃ مجور و مرشہوری ہی اور فرمایا کہ اعلو شہرت فاتی
 قد غفرت لکم بعد از بدر کی جو اونکا بے چاہتا تھا اور توطہ اور شرب خمر اور
 قتل نفوس کرتے اور خلیع العذار اور گستاہ مار رہی اس سے بڑھ کر اور کیا فضیلت
 لکھنی زاد نعمت علی الطہور کیا اور تقدیری اللہ عنہم ہی اوپر رکھ دیا آری مومنین کی
 شان میں رضی اللہ عنہم مثل تقدیر رضی اللہ عنہم مومنین کی وار د ہی پس وہ مخصوص
 مومنین ہے آپ کی نگاہ کو جبکہ ایمان ہی ثابت نہیں اور اسی طرح منافقین اور مرتدین
 کو اس سے کچھ برہم نہیں ہے فاسئل بہ خیر اعلیٰ ما کنت بـ
 نصیر اولىٰ بک قلیلا ولبیک کثیرا قولہ و السابقون الاولون
 من المهاجرین الا بصار قول یہ آیت شریفہ مثل آیت سابقہ العتبہ باخصوص فضیلت پر
 اہل مومنین کے ولالت کرتا ہی جو سابقین اولین میں سے تھی خواہ مہاجرین
 میں ہوں خواہ انصار میں سے نہ منافقین مہاجرین اور انصار خواہ سابقین ہی
 ہوں خواہ لاحقین سے پہلی کہ ان کی مذمت پر ہزاروں آیتیں اور حدیثیں ولالت
 کرتے ہیں بالجملہ تعریف اوس میں مہاجرین انصار کے ہر حوالہ سے اللہ ایمان کے

اور اوس ایمان پر مرنے و دم تک قائم رہی آپ احق منافقین اور مرتدین کو انہیں داخل کرتے ہیں آپ اپنی شمشیر کی خبر پہنچے اور اونا کا ایمان ثابت کیجی اگو مومنین مہاجرین اور انصار سے بحث کرنا لغوی اسلئے کہ شیعہ حلقہ مومنین فاعل الایمان کو خواہ سابقین سے ہوں خواہ لاحقین سے خواہ مہاجرین سی ہوں خواہ انصاری اتچا سمجھتی ہیں وَلَوْ قُلَّ عِدْهُمْ وَقِلَّ مِنْ عِبَادِ الشُّكْرِ قَوْلُ اصحاب بدر یا یاران بیت رضوان اقول اصحاب بدر اور بیت رضوان میں بھی تعریف مومنین ہے کی ہی نہ منافقین کے وَسَيُظْهِرُ عَلَيْكَ نَبْثَهُمْ بَعْدَ حِينَ فَلَئِنْ مَنِ الْمُنَظَّرِ قَوْلُهُ اِنْ دَوْلَتُوْنِیْ لَیْنِیْ وَالِیْ لَیْکِیْ اقول جس طرح دولت دین کے لینے والی اوسکو لگیئے اوس طرح دولت دنیا کی لینے والی بے دنیا کی غری لوٹ لگیئی یا ران بے وفا اور حریفان پر دغا کی جس تمنائیں ایک عمر صرف کی تھے اوسکی واسطی محنتیں اور مشقتیں اور اذیتیں اور سائیں تین بعد جناب رسول خدا کی اوسکا موقع ملا اور نفاق باطنے کا راز پوشیدہ کھلا حریفوں نے بیخوف و خطر زرد غا کیلئے اور حسب خواہش دے لے مضمودا پی لی سے حریفان با دغا خورد و زور قند لیکن جب زمانہ میں آپ ایسے لوگ سرری مردو کی جلانے والی اور منت خلفای جور کی تھا سنے والی موجود ہیں تو کہہ سکتے ہیں ہست مغل بران قرار کہ بود بہست مطرب بران ترانہ ہنوز مقولہ اسی یار دین لوگون نے بلا واسطی پیغمبر خدا سی تعلیم پائی اقول جن لوگون نے تعلیم پائی باین سنے کہ تعلیم پذیر ہوئے اور ہدایت پائی اور اوس ہدایت پر باقی بے رہی ہماری دونہیں اونکے نہایت محبت ہے

اور ہماری نظر و بین او کی بڑی قدر و منزلت ہی گیر جن کو گوشت و تعلیم اور
 ہدایت کی کچھ اور سکا اثر نہیں ہوا ہم انہیں کو بڑا سمجھتے ہیں اور ہندی ہونا اور کھا
 نقص تعلیم اور نقص ہدایت نہیں ہے بلکہ نقص قابلیت اور نقص لیاقت بسبب
 سوء اختیار غیر متدین کی ہے جیسا کہ عدم تاثیر قدرت قادر علی الاطلاق ایجاد
 شریک اباری میں نقص قدرت نہیں ہے بلکہ نقص اس ہدایت کا ہی کہ
 قابلیت اور لیاقت خلعت وجود ہی نہیں رکھتے اسطرح نہ ہندی ہونا فرعون
 اور ہامان کا نقص ہدایت و تعلیم حضرت موسیٰ و ہارون نہیں ہی اور نہ ہندی
 ہونا ابول اور ابولوب کا اور فرعون اور ہامان اس امت کا نقص تعلیم و ہدایت
 جناب رسول خدا نہیں ہی و نعم مایل سے ہر کہ اور وی بہبودی نہ داشت ہدایت
 رومی نبی سودی نہ داشت ہر کہ اقال الآخر سے دون شود و قرب زرگان خراب
 جیفہ و ہدوی بد از افاق قولہ ن ہزار و ن لاکھون آدیو غینالی قولہ کیسی دل پر
 ایمان کامل کا اثر ہونا قول اس اضطراب کلام کا باعث جزیب دی علوم
 کا رنعام اور کچھ تین معلوم ہوتا ہی کہی مدی حسن خوبی مطلق صحابہ ہوتی ہیں کہنے
 تخصیص صحابہ گیارہ کرتی ہیں کہ مطلق ہما جز اور انصار کہتی ہیں ایک صفحہ میں
 آپ کتنی بزرگ ہو فلمونی بلقی ہیں اب یہ ان چوتھی ہیں کہ کیا کیسی دل پر ایمان
 کا اثر ہوا کوں کتا ہی کہ دنیا میں کوئی مومن کامل تھا ہماری آپکی فرق اسبقہ ہی
 کہ آپ کل کو مومن کامل ٹھراتی ہیں بدین طمع کہ سبکی صدقین کہ آپکی ثلثہ کچھ حصہ
 مجاہد گاہیات ہیات یہ تناسی محال ہی آپ خود صغیرہ اولی میں کہہ چکے ہیں
 کہ تشریف سی ایک ناجی ہی پس وہی ایک کامل الامان تھا اور شیعوں کی نزدیک ایک نبی

مگر علی و شیعہ فاضلہم تم الفائقون نہ ابو بکر و اہل سنت فانہم ہم انخاس قول
 جو نماز و نین اور جہاد و نین حضرت کی شریعت قول منافقین کا نماز و نین شریک ہونا
 مصداق یدان الناس تہا یعنی بریاد و سمعہ تہا اور جہاد و نین لطمع مال غنیمت تہا
 پس ایسی نمازین اور ایسی جہاد کمان موجب ثبات قدم ہو ملتی ہیں قولہ لیکن اپنے
 اتفاق اور کفری باز نہ آئے اقول کفار اور منافقین تو کسے مقتدا الوہیت اور شریعت
 نہ تھی سزا و جزا میں ساتھ نہا اور شب و روز و غلط و نصیحت سنا اگر اذ کو مفید نہوا اور
 معجزات کو انہوں نے بحر محمول کیا اور ان ہوا کا سحر پوش کہا اور جبریل
 کی تشریف لائیکو اور وحی پہنچا نیکو، فتری علی اللہ کذ ما ما بہ حبہ سمجھا تو یہ کچھ جاب
 تعجب نہیں ہے کہ یہ سنت قدیمہ کفار اور منافقین کی بہ نسبت انبیاء سابقین
 کی سچے آتی ہے عاری کسی قدر اگر تعجب کرنا ہی تو اس سے کبھی کہ جو لوگ کسی
 زمانی میں ایمان بخدا اور رسول لائے تھے پھر وہ کیونکر ثابت قدم نہ رہی اور مصداق
 ثم قست قلوبکم بعدا، ذلک فہی کالحجۃ او اقلند قسوة الایہ کی ہوئے
 لیکن یہ بات بھی چندان جائی تعجب نہیں ہے اپنی خود صفہ اولیٰ میں فرمایا ہے
 لیکن شیطان فی بعد ایمان کے اکثر مسلمانوں کو بہکا یا ہتی جناب و الاشیعہ ہی
 یہی کہتے ہیں کہ اکثر کو بہکا یا تو قتل ہے ایمان پر باقی رہی اور اکثر نے اور قتل
 کو ایسا ضعیف کر دیا کہ احقاق حق اور ابطال باطل کما فیغہ نہ کر سکتے فصا ر اہل
 الحق مستضعفین مشارک الارض و معاربہا و اہل الباطل تمکلو ما دخلہا
 و مناحلہا و مشاربہا تو کہ کسی معجزہ کا اثر اور نہ ہوا اور نہ کوئی دعا اون کے حق
 میں مقبول ہوئے اقول آری منافقین اور کفار کی حق میں ایسا ہی ہی کہ نہ کسی

سحڑہ کا اثر ہوا نہ کوئے دعا کا اثر ہوا اور یہ بھی ایک سنت قدیم ہی اہلسنت
 کیوں نہیں نظر کرتے کہ شیعہ آیات موسوی کو کب فوجیوں میں اثر ہوا اور دعا
 ابابہی کہ مغفرت اور میں بقولہ واعظ لانی انہ کان من انہائیں کب اثر ہوا اور
 دعای حضرت فوج کو نجات میں اپنے بیٹی کی بقولہ ان بنے من اہلی کب اثر
 ہوا اور طیح و عای جناب رسول خدا کو کفار اور منافقین کے بارہ میں بھٹکا
 ان تستغفر لہم سبعین مرۃ لن یغفر اللہ لہم اگر اثر ہوا تو کیا باقی تعجب ہی
 قولہ کوئے مسلمان ایسا عقیدہ رکھیں کہ اقول سب سے مسلمان کے
 کہ سب مسلمان کو چور کرنا اختیار کیا ہی سب مسلمانوں کا یہی عقیدہ ہی کہ کفار اور
 منافقین میں معجزات کی اثر نہ دے نہ کسی پیغمبر کے پیغمبری میں داع نہیں
 لکھا ہے نہ پیغمبران اور تین حافظان شریعہ و اسطی تمام حجت خدا کی ہی تاکا ہل
 دنیا یہ کہ میں کہ لو کہ اسلست انبیاء رسول پس الایہل ونبیاسی کوئی شخص
 ایمان نہ لاوی تو پیغمبر کے پیغمبری اور وصی کا وصی ہونا نہیں ہل ہوتا ہے
 حجت خدا بقضای واللہ الحجۃ الباسعة تمام ہو جاتی چنانچہ کتب میر میں
 منقول ہے کہ خطبہ پیغمبر نے مجروح اسکی کہ اظہار نبوت کیا اشتیاسی لیام نے
 او کو قتل کیا تو اس سے کچھ داع او کی نبوت میں نہیں لگ گیا مگر تفسیر میں داع
 لکھا گیا کہ اسطی اسلام میں جو چاہیں سو کہیں قولہ اسکی تمام شاگردوں اور کل مریدوں
 کو کافر و مرتد کہیں اقول اگر تمام اور کل سے معنی حقیقی اور سکے مراد ہیں لینے
 کل الا واد بحث لایند نہ فرد تو یہ کذب محض اور قرعے بخت ہی اسطے کہ
 با تقاق امت شیعہ علی و ہما کہ کسی زمانہ میں از ابتدا تا انتها کافر و مرتد نہ تھے

آری امت میں اختلاف ہی تو اہل سنت الہی کے وعظ و اجابہ میں ہی کہ بعض اذکھاف
 اور منافق سمجھے میں مثل شیعوں کی اور بعضی اذکھوموں سمجھتے ہیں مثل اہل سنت
 کی اور اگر تمام اور کل سے معنی مجازی اور کسی مراد میں تینے اکثر تو خود آپ صفحہ
 اولیٰ میں فرما چکے ہیں کہ شیطان نے بدایان کی اکثر مسلمانوں کو بکایا پس
 اگر اتنا ہی امر آپ کے لئے موجب بظنی اور بغیری میں داغ لگنے کا ہوا ہے تو
 آپ کی ایمان کا خدا حافظ ہے اور شاید یہی بظنی موجب آپ کی تخرکی ہوئی لیکن سکو
 خوب جانی گا کہ اگر مثل آپ کے اور آپ کی اوتساو کے ہزار در ہزار بگڑ جائیں اور
 گردن مڑوڑی مرخیان کیا میں تو دین اسلام میں کچھ خلل نہ پڑی گا بلکہ آپ خود
 اسلام ہی خارج ہو جائیں گے قولہ اگر کسی عالم کی تمام شاگرد جاہل اقوال علم
 عالم اور ولایت ولی اور امیر علی امیر اگر محبت شاگردوں اور مریدوں اور صاحبوں
 ہی جیسا کہ مشہور ہے کہ پیران نے پر زمریدان می پرانند تو البتہ شاگردوں کے
 جہالت اور مریدوں اور صاحبوں کی نالائق اور فاجر و فاسق ہونی سی حالت
 اور ولایت اور امارت میں بے شک شبہ لگے گا اور اگر علم اور ولایت و امارت
 اسکی نے نفسہ ہی اور صفت ذاتی اسکی ہے اور بقضائی اگر شک نہت
 کہ خود بویہ فکھ عطار گوید شاگردوں اور مریدوں پر موقوف نہیں ہی تو اگر تمام
 شاگرد جاہل ہوئے اور تمام مرید مرد ہوئے اور تمام صاحب فاسق
 ہوئے تو اس عالم اور ولی اور امیر کو کیا ضرر ہی قولہ پس اسطرح تمام صاحب
 کی کفر اور ارتداد اور عقاد رکنا اقوال کفر اور ارتداد قوم حضرت موسیٰ سے بکبریا
 پر سے آپ کی نزدیک حضرت موسیٰ کی نبوت میں کیا داغ لگ گیا

نفوذِ باندہنِ ذلک الاعتقادِ الفاسد اور حقیقتِ حضرت موسیٰ کی نبوت
 میں داغ لگانا جناب رسولِ خدا کے نبوت میں داغ لگانا ہی اس لئے کہ
 وہ حضرت مصدقِ اوی کی تھے نفوذِ باندہنِ ذلک بلکہ ہی تقریری حضرت
 علیؑ کی نبوت میں بے داغ لگے گا کہ وہ ہی مصدقِ حضرت موسیٰ
 کی تھی تو آپ کو بے منفرطِ نصر کی بھی زہرے گا بلکہ نبوتِ کل انبیاء میں داغ
 لگ جائیگا لان کلہم مصدقون لمن مضی و مبشرون لمن یاتی فنفوذ
 باللہ من ذلک اور اگر کوئی کہے کہ داغِ نبوتِ حضرت موسیٰ بسببِ جمعِ قوم
 کی اسے الحق مٹ گیا تو ہم کہیں گے کہ یہ طرح جب قوم فی جمعِ طرف
 جناب امیرِ علیہ السلام کے کی تو داغِ نبوتِ جناب رسولِ خدا بھی مٹ گیا یہ تقریر
 نابراکِ تمخیلِ فاسد کی ہے ورنہ ہمہنی سابق میں بیان کیا کہ مومنین کا ملین اپنی
 ایمان پر آج تک باقی ہیں اور چند منافقین است فی دنیا طلبو کمو طبع مال و دولت
 اور بوعده ہامی حکومت و ریاست خواہم کر کی مومنین مومنین کو بقرہ و تہا تہضت
 کرو یا تو اس سے سبب کی نبوت اور امام کی امامت میں کہ داغ نہیں لگتا اسلئے
 کہ نبوتِ نبوت اور امامت بدلائلِ باہرہ و معجزاتِ قاہرہ متواترہ ہوا ہی کہنی سی
 چند دنیا طلبو کی جگہ کفر و ایمان ہے میں امین اہل الاسلام جبرلمی پڑے
 ہوئے ہیں پس اوی کی حسن و خوشی سے ہی نہ نبوتِ اوی کی غنائین ملت کے
 نزو یک بن جاتے ہی اور نہ اوی کی کثرتی سی بکرتا جاتے ہی الفرض کفر و ارتداد
 حضراتِ ثلاثہ و انما ہم سے داغِ نبوتِ جناب رسولِ خدا میں لگنا آپ ہے
 کی سے ایمانوں کا کام ہے نفوذِ باندہنِ نفوذِ باندہنِ نفوذِ باندہنِ ذلک

قال لہما طب لہما طب ہر اہل السبل السلام تیسری دلیل اسکا کوئی انکار نہیں
 کر سکتا ہی کہ پیغمبر خدا ایسے وقت میں مبعوث ہوئی کہ لوگ توحیدی منکر ہو گئی تھی
 عبادت اور تقاضات میں شرک کر نیکی تھے معاد پر یقین نہ کرتی تھے عبادت
 کی طریقہ کو مہجول گئے تھے دین ابراہیمی میں توحیدین کر نیکی تھے جانوری کی
 طرح اسپین لڑتی اور وحشیوں کی مانند باہم جھگڑتے تھے علم اور حکمت سی بی بہرہ ہو
 تھے اخلاق حسنہ کو چھوڑ کر جاہلانہ زندگی پاند ہو گئے تھے چنانچہ اللہ جل شانہ نے
 توحید کی تبتلانے شرک کی چھوڑانی عبادت کی طریقہ سکھانی دین ابراہیمی کی
 جاری کرنے اخلاق حسنہ کی تعلیم دینے کی ایسی حضرت کو نبوت اور رسالت کا
 مرتبہ دیا اور تمام نبی آدم کی ہدایت کا ابراہیم اور پرکھا اور چونکہ بعد حضرت کے
 خدا کو دوسری بھیجا منظور نہ تھا اور سلسلہ نبوت کا اپنی ذات ختم کرنا منظور
 نہ تھا اسلئے جو فضائل اور کمالات اور معجزات جدا جدا اور نبیا علیہم السلام کو
 دی گئے تھے وہ سب حضرت کو دی گئے اور جو طریقہ ہدایت اور تعلیم کی علاحدہ
 علاحدہ اور پیغمبر کو سکھائے گئے تھے وہ سب حضرت کو سکھائی گئے بلکہ اس نظر
 سے کہ کوئے فرقہ کوئی اگر وہ آپ کے فیضان نبوت سے محروم نہ رہی اور آپ کے
 ہدایت اور تعلیمات میں بعض اور نبیوں کے بی اثر نہ ہو جائی اور کیونکہ کوئی عذر ایمان اور
 اسلام لانی بہائی نہ رہی اور کیونکہ آپ کی نبوت کی انکار کر نہ کیا نہ ملی وہ معجزات حضرت
 کو دینی گئے جو اور کسی نے کو نہیں دئے گئے اور ان باتوں کی اجازت آپ کو
 دی گئی کہ اور کسی پیغمبر کو نہیں دے گئے اسلئے آپ کے ہدایت کا اثر جلد اور کامل ہو
 اور کچھ ایک ہی ذریعہ ہی نہیں بلکہ مختلف ذریعوں سے لوگوں فی ایمان کو قبول کیا

جو لوگ فصحا اور بلند مشہور تھے وہ قرآن مجید کی فصاحت و بکیرہ کو قابلِ ہجوئی اور جھوٹے علم اور حکمت کا دعویٰ کرتے تھے وہ اپنی تعلیم حکیمانہ و بیکار متعصب ہجوئی شخص سے جڑے کی طالب تھی وہ معجزات و بیکار ایمان لائے جو لوگ شہادت و مردانگی میں مشہور تھے وہ میدان جنگ میں مقابلہ کی تاب نہ لاسکی انہیں مغلوب ہو کر مطیع بن گئے اور جو عرض اللہ جل شانہ کی آپ کے نبوت ہی تھے کہ دین اسلام تمام دنیا میں پھیل جاویں اور سب اہل دینوں پر غالب ہو جائے وہ حاصل ہو گئی لیکن یہ فائدہ جو بیعت نبوی سے ہوا صرف اہل سنت کی اصول کی مطابق ثابت ہوا ہی اور موافق اصول مذہب شیعہ کی ہرگز ثابت نہیں ہوتا آہل اہل کی جو لوگ حضرت کی سامنی ایمان لائے جب ان کی نسبت یہ اعتقاد کیا جاسکے کہ وہ ایمان اور اسلام میں مکمل تھے اور دل سے حضرت کی نبوت کی متعصب تھی اور مرتے دم تک اس پر ثابت قدم رہی تو یہ امر القبہ تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ حضرت کی ہدایت ہی جو عرض تھی وہ حاصل ہو گئی مگر جبکہ امن لوگوں کے نسبت یہ گمان کیا جائے کہ وہ ظاہر میں مسلمان تھے اور باطن میں عیاداً باشند کا فر یا حضرت کی وفات کی بعد ہی مرتد ہو گئی تو کسے موندہ سی یہ بات نکل سکتے ہی کہ حضرت کی ہدایت ہی کو فائدہ ہوا حقیقت یہ ہی کہ جو اعتقاد شیعوں کا بہ نسبت صحابہ کی ہی امتی الزام آپ کے نبوت پر آتا ہی اور انبیاء کے کو مذہب اسلام پر شبہ ہوتا ہی اہل اہل کی کہ جب کوئے اس امر پر یقین کری کہ جو لوگ حضرت پر ایمان لائے ان کی دلوں پر کہ اثر ایمان بعد اسلام کا تھا اور وہ صرف ظاہر میں مسلمان اور عیاداً باشند باطن میں کافر تھے یا حضرت کی اتعال کر تھے ہی وہ اوس سے پہلے ہی وہ حضرت کی نبوت کے

تصدیق کرنیں سکتا ہی اور کہہ سکتا ہی کہ اگر حضرت سچ ہی ہوتے تو کچھ نہ کہہ اوتے
ہایت میں تاثیر ہوتے اور کوئی نہ کوئی دل سے اون پر ایمان لایا ہوتا اور جملہ ہزار
لاکھوں آدمیوں کی جواو پر ایمان لائے سود و سودی تو ایمان پر ثابت قدم رہتی
اگر صحابہ کرام تمہاری عقائد باطلہ کے موافق اسلام اور ایمان میں کامل نہ تھے
تو یہ وہ لوگ کون تھے جن پر حضرت کی ہایت کا اثر ہوا اور وہی لوگ کتنی
میں جبکہ حضرت کی نبوت سی فائدہ ہوا اگر صحابہ نبویٰ سوای معدودی چند کی
بقول تمہاری سب سے عیاذ باللہ منافق اور مرتد تھے تو دین اسلام کو کسی قبول
کیا اور پیغمبر صاحب کی تعلیم اور عقیدے سے کس نفع پہنچا کن لوگوں نے حضرت
کی کنسے سی شرک چھوڑ کر توحید پر عقائد کیا کن شخصوں نے عبادت کی طریقوں
کو سیکھا کس گروہ نے دین محمدؐ سے کو جاری کیا کس فرقہ نے ایمان کو پھیلایا آتی
یا روکو تو اسلام کا نام لیا اور پیغمبر صاحب کی نبوت کا اقرار ظاہری سے نہ کرنا
نہ چاہے اگر پیغمبر صاحب کی ایمان لائیوں میں سے سود و سود ہزاروں ہزار کو
تم کافر کہتے یا اون لوگوں کو جو بعد علیہ السلام کی مسلمان ہوئے تم منافق جانتی تو
صبر آتا مگر نہیں تو اسی بات پر آتا ہے کہ تم اونہیں لوگوں پر اعتراض کرتے ہو
جو سب سے پہلے ایمان لائی اور اونہیں کو منافق بتاتے ہو جنہوں نے خدا
کی دین کو جاری کیا اور اون ہزاروں لاکھوں آدمیوں میں سے جو حضرت پر ایمان
لائے تھے سوای چارچھ شخصوں کی کسے کو اچھا نہیں کہتے ہو بھلا کیونکر ایسے
عقیدہ و تعجب نہ آوے اور کیونکر تمہاری اس گراہی پر افسوس نہ ہو وے
یقول التمسک بولایتہ علی بن ابیطالب علیہ السلام اس تیری دلیل کا

محصل بعد از قصہ خوانی گویا کرشنا نے کی نشانی ہے یہ معلوم ہوا کہ عرض خدا
 کی سبوت کرنے سے خاتم الانبیاء کی سے تھی کہ کل بنے آدم ہریت پاوین اود
 ایمان لاوین پس اگر کل صحابہ بظاہر ایمان لائیں مگر مرنی دم تک کامل ایمان
 نہ پاوین جیسا کہ مذہب اہل سنت ہی تو عرض خدا کی حاصل ہوگی اور پیغمبر ہے
 سچے پیغمبر ہونگی بلکہ اگر سو و دسو ہے ایمان پر باقی رہ جائیں گی تو ہے
 مخاطب کو صبر آجیگا اور نہ سو پونچہ جائیگی لیکن غضب تو یہی کہ تباہ مذہب شیعہ
 کی کل چارہی پانچ سوین کامل ہے تہمین تو خدا کی عرض بالکل نہ حاصل ہوئے
 اور پیغمبر کا بھیجا بالکلیہ لغو ہو گیا پس ایسے پیغمبر کے بھیجی سے کیا حاصل کہ جی
 ہریت کا کچھ اثر ہے دنیا میں نہ پایا گیا سبحان اللہ ہی فہم فہی دانش وخی
 حدت ذہن را ہنر حکما سی زبان اس طریقہ برہان پر قربان آوردان بولی سنا
 بلا گردان ایسے ولیدین سوای مخاطب کی بھلا کے کو کب محبتی ہین اہل علم
 کو نہایت افسوس ہوا ہی کہ ایسی دلیلمائی لا جو کہیں عمر عزیز چند روزہ کو ضائع
 کرین سے آنست جوابش کہ جوابش مذہبی لیکن کیا ستے کہ عوام
 کا لاف نام نہیں سمجھتی اور ترک جواب کو محمول غریہ کرتے ہین لہذا بالاجمال کچھ
 گزارش خدمت شریف کیا جاتا ہے کہ یہ دلیل نامربوط آپ کی از قسم تحمیل اوصام
 اور اخفاث احلام ہی اسلئے کہ لاریب کہ خداوند عزوجل نے اپنی فضل و کرم
 اور مقتضای مصلح و حکم بنی آدم کو جس میں چیز کے حاجت و سلی اصلاح حال
 اور حسن مال کے ضروری تھے سب عنایت فرمائی ہے عقل مینوزین انحر
 و شر عطا کی فالہم الجور ہا و تقو نہا کہ یہ حجت باطنی خداوند

بعد اسکی محبت ظاہری با سال سل و انزال کتب اور مضب اولیا و تمام کے تاکہ
 ممکن ہو کہ کا وہ الناس ہایت پاوین اور راہ رہتی پراوین پس کچھ مقتضای فیض
 انبی اور جو دلم زلی تھا اسکی طرف سی و سب عمل میں آیا اور یہ سخن قابل انکار
 نہیں اور اسطرح انبیاء اور اوصیاء پر جن جن باتوں کو خدا نے در بارہ اصلاح احوال
 عباد واجب کیا تھا حتی المقدور وہی عمل میں لائے و عباد اسرید الاصلاح
 ما استطعت کی کار بند رہے اور انتہائی وجہی کے گوشین اور معتقین اور
 شقیقین ہایت اس میں کین اور اوتین اجرامی دین میں صابر و محتسب اور متائین
 اور اؤلی ثبات قدم میں کہے لغزش نہیں آئے اور یہ امر ہی الطاف جلیلہ
 جناب باری سے تھا کہ اہلسنت اسکو افضلی محبت کتی ہیں اور شیعوہ نظر اسکی
 نقای ذاتی کے تفضلی اور نظر حکم و مصالح کے معبر و واجب کرتی ہیں پس
 بعد اسکی کہ خداوند عزوجل نے تکمیل مراح طعن ممکن و مغرب فرمایا بعضی لوگوں
 نے بحسن اختیار مقتضای عقل نقل پر عمل کیا اور انہوں نے ہایت پائے
 و ملہم لا قلیل و قلیل من عباد الشکور او اکثر لوگ بمقتضای واکثر
 لا یعقلون و لتجدن اکثرهم فاسقین و خبیثین انسانی اور انوعی شیطانی
 بمقتضای عقل نقل سی بسوء اختیار دست بردار ہو کر راہ دین سی در گذرے
 اور متلع عاجل دنیا می مانے کو بعض ثواب آخرت باقی کے خرید کیا اور
 حکمت اور مصلحت خدا مقتضی اسکی نہیں ہوئے کہ ایسی لوگوں کو بہشت اچھے
 بجز واکراہ راہ دین پر لاوے و لیس شاکر بک لامن من فی کلما و کلما

۹۶
 ہی محبت

ولولینہ اللہ اہدی الماس جمیعاً پس بندہ کو لالاخیا راو پر حال اختیار کی
 چھوڑا اپنا غم خود فرمایا لا اکر اہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی اور فرمایا
 من مشاء فلیوم من ومن مشاء فلیکفر پس اگر فرض کیا جاوی کہ کل نبی آدم
 کافر ہو جاوین تو جب خدا اور رسولؐ نے جو ان پر لازم تہادہ عمل میں لاکھی ہیں تو نہ
 خدا پر کوئے الزام حائم ہو سکتا ہی نہ او کی رسولؐ پر آری چونکہ حجت خدا تام
 ہو چکی ہے پس سراپا الزام عا بر طرف عباد کے ہو گا اسی کہ او پر لازم تھا
 طلب اتقوا و انبیاء اور انہوں نے کیا ناپا ر اسکے اب ضرورت تترتب
 ہونے اثہدایت کی نہی اور اگر کوئی خوش فہم مثل مخاطب کے کے کہ
 جب اثہدایت تترتب ہوا ضرور نہوا تو ایسے نبی کا ہیجا عبث اور بیکار ہوا تم
 جواب دینی کہ ہر گز عبث نہیں ہے اسی کہ حجت خدا بسبب مبعوث کرنے
 نبی کے تام ہو گئی اور کسی کو مجال اسکے نہی کہ کسی لو کا رسالت الینا
 رسو لا فحجتہم دا حضاۃ واللہ الحق البالغ اب ایی ما نحن فیہین اور
 فرمائی کہ اگر سو دو صحابہ سے ایمان پر باقی نہی اور دس ہی پانچ ایمان پر
 باقی رہ گئے گو یہ عقد شیعہ نہیں ہے جیسا کہ حقیر معلوم ہو گا مگر آسمین کیا
 قباحت لازم آئے آپؐ میری پیغمبری امد خدا کی خدائی میں کیا خلل پڑا اگر خدا
 اسباب ہدایت کی پیدا کرنے اور نبیؐ ادا ی رسالت اور تحمل بابرہوت میں کچھ
 کوتاہی فرماتا تو آپؐ کا جو جی چاہتا سو فرما تہا اہل انصاف ذرا انصاف
 کریں کہ خداوند تعالیٰ کے اسباب ہدایت پیدا کرنے سے کوئی نبیؐ کی ادا ی رسالت
 کو نیسے اور اکثر صحابہ کی منافق نہی اور مرتد ہو جانے سی کیا علاقہ ہے آمد

کون ناقص پایا گیا ہے کہ ایک کا وضع مستلزم فتح آخر ہو اگر اجاب ہدایت اور
 ادوی رسالت خواہی خواہی مستلزم ایمان ہوتے تو امثال ابولہب و ابوجہل
 کیوں کافر رہتے اور منافق اپنی نفاق پر کیوں باقی رہتے اور اہل تہ کہ کیوں
 مرتد ہو جاتے پس ایسی طرح کیوں نہیں جائز ہے کہ مثل قوم حضرت موسیٰ
 ایک زمانہ میں اکثر صحابہ مرتد ہو جاویں گو بہر بعد چند سے راہ پر آویں اور جب
 خود ایمان لازم ہدایت نہ تو تو بقا علی الایمان کب ضرور ہوگی آپ فی خود صفوہ اولی
 میں فرمایا ہے کہ اکثر مسلمانوں کو شیطان نے بعد ایمان کی بہکا یا ہے اور
 انکی دلوں کو عقائد باطلہ سے بہر دیا اگر تقریر انکی کوئے کسی کہ خدا اور رسول
 کی اہتمام نے کچھ فائدہ نہ بخشا کہ تہذیب و قومین سے بہتر فی انشاء ہوئے
 اور فقط ایک ہی فرقہ ناجی تہر اتو پیغمبر کے ہدایت اور خدا کی کفالت کا کیا اثر ہوا
 اگر کاشش و س پانچ بے ہشتی ہوتے تو کچھ صبر آتا نہ یہ کہ فقط ایک ہی
 بہشت ہو تو آپ کیا جواب دیجی گا فضا ہو جو ابکم فہو جلتا قولہ اسکا کوئی
 انکار نہیں کر سکتا اقول لفظ اسکا اشارہ الیہ اگر کل کلام متسل انتظام ہے
 تو اسکا خصم اسکا منکر ہے اور اگر بعض کلام دون بعض مراد ہے تو اس کے
 تشخیص کرنے ضرور تہ اور اگر فقط فقرہ اولی مراد ہے تو ایک کلام
 کے تحت میں کل کلام کو لکھنا عوام کو دوام فریب میں لانا ہی تا لوگ سمجھیں کہ
 کل کلام مسلم الثبوت میں یقین ہے قولہ لوگ توحید سی شکر
 ہو گئی تہ اقول اگر مراد لوگ سی امثال انکی ثلاثہ واحد ملہم ہیں تو
 مسلم ہے کہ وہ بت پرست تہ پس بت پرستی ہی طرف خود پستے

کی رجوع کرنے میں کہ بتبعاد و نچا سنی افریت من اتخذ الہ ہواہ اور اگر مراد کل دنیا
 کی لوگ ہیں فلا نسلم والمحدثی مطالب بالبرہان اور یہی حال فقرات مابعدہ بنیانی
 قولہ تمام نبی آدم کی ہدایت کا بار آپ کے اور پر کیا اقول مراد ہدایت سی اگر
 ارادۃ الطریق ہے تو مسلم ہی کہ وہ حضرت اسی لئے بھیجے گئی تھی اور نہ حضرت
 نے اس بار کو بس مکان فی خیر الامکان اپنے سر ہی اتارا اور مسند
 قد ابلعوا رسالات ربہم کی ہوئے لیکن اس ارادۃ الطریق کو ایصال
 الی المطلوب لازم نہیں ہے وہو بین و بین نے فوایح کتب النیران پر
 ایمان لانا اسکو لازم نہوا فما ظنک بالتباعد علی الایمان اور اگر مراد ہدایت سے
 ایصال الی المطلوب ہی فیکذہ قولہ تعالیٰ انک لا فتند من احبب فما ظنک
 بالاعیار ولو کان صاحب النار قولہ آپ کے فیضان ہدایت سی محروم نہ ہی
 اقول لاریب کہ جناب رسول خدا کی موصوف ہونے سی باین صفات
 جلیلیہ اسکان فیضان ہدایت و اعلیٰ کل بنے آدم کی ہوا لیکن ہر
 ممکن الوقوع کے لئے وقوع لازم نہیں ورنہ ہزاروں لاکھوں بلکہ کروڑوں
 کفار اس فیض سے محروم نہ رہتی بلکہ خود حضرت کی قوم و قبیلہ کی لوگ مثل
 ابو جہل و ابولہب کی بلکہ حضرت کی ہر وقت کی صحبت میں رہنے والی اور ایمان
 ظاہر کر نیوالی اور کفر چھپا نیوالی اسنے منافقین کو البتہ محروم نہ رہتے بالجملہ
 فیض یا بے ہدایت فقط وجود ہادی سے نہیں ہی بلکہ موقوف ہی ہے
 کہ لوگ ہی بحسن اختیار ہادی کے ہدایت کو یمن اور او کی ہدایت پر چین
 پس جو لوگ شد و شد و شد راہ ہدایت پر چلی وہ فیضیاب ہونی و قلیہ

اور جن لوگوں نے او حضرت کے کہنی کی تصدیق نہ کی اور انکو معاذ اللہ ساحر اور کاهن اور مجنون اور شاعر سمجھا کے یا زبان سے فقط صدقت یا رسول اللہ صدقت یا رسول اللہ کہتے رہے اور دل میں سن کر رہے اور ہمیشہ اسکی فکر میں رہے کہ وہ حضرت جلد وفات پاویں تو مطلقاً دلی برآوین اور ہمیشہ محروم فیض ہدایت سے رہے قولہ اور اب کی ہدایت اور تعلیم مثل بعض اور نبیوں کی نے اثر نبویانے اقول آپکا آخر کا دلیل نبی کا دلالت کرتا ہے اس بات کے اوپر کہ جس نبی کی تعلیم اور ہدایت اور صحبت اور رفاقت اور معجزات اور دعوات میں اثر نبویاں کے نبوت ہے میں داغ لگتا اور اسی دلیل میں آپ بعد چند سطر کے فرماتے ہیں کہ اگر حضرت سچے بنے ہوتے تو کچھ نیچے اونکی ہدایت میں تاثیر ہوتے اب عرض خدمت شریف میں یہ ہے کہ یہاں میں نبیوں کی نسبت آپ فرماتے ہیں کہ اونکے تعلیم اور ہدایت بے اثر ہوگی کھنڈ داغ اونکے نبوت میں لگا یا نہیں وہ جوٹے بنا بر اب کے افادہ کے شری یا نہیں پس عقیقہ اب ہی کی ایسے مختصرین کا ہو گا ورنہ کل اہل اسلام خواہ شیعہ خواہ سنی سب نبیوں کو برحق سمجھتے ہیں اور سبب نہ پائے جانے اثر ہدایت کے کہ حکام منشائے سوء اختیار عباد ہی نہ تاون پیغمبروں کے پیغمبری میں داغ لگاتے ہیں نہ اونکو معاذ اللہ جھوٹا سمجھتی ہیں اور اگر فراموشی کہ ہماری غرض نفی اثر تعلیم اور ہدایت سی بنسبت بعض انبیاء کے نفی بقاے اثر ہے تو ناخواندہ میں بھی مسم ایسا ہی کہیں گے کہ فی الجملہ اثر ہدایت اور تعلیم کا متردین

کہ جو اہل گمراہی نے باقی رہا بلکہ یہاں فی الجملہ باقی رہ گیا کہ ارتداد من حیث الاسلام
 بعد جناب رسول خدا کے واقع ہے نہیں ہوا یا ہوا تو شاذ و نادر ہوا بلکہ جود
 بکثرت ہوا وہ ارتداد من حیث الایمان و ارتداد من حیث الاعمال تھا
 چنانچہ خود آپ نے صفحہ اولے میں فرمایا ہے کہ اکثر مسلمانوں کو شیطان نے
 بعد ایمان کے بہکایا اور انکی دلوں کو اعتقاد باطل سے بہر دیا اور ہمارے
 نزدیک اصل اصول اور عقائد باطلہ کا یہ تھا کہ لوگوں نے اعتقاد اسکا کیا
 نہ متابعت الہییت کچھ ضرور ہے امر نہیں ہے اور کتاب خدا ہم کو کافی ہے
 اور مہدیت ثقلین کو بالائے طاق رکھ دیا اور حسب کتاب اللہ
 پکارنے لگے یہاں تک کہ پیغمبر کو لیجھیں کہا اور وصیت نامہ تک جسکی شان
 ان تفضلوا بعدے تمھارے لکھنی دیا یہ چند آدمی اسکے منافقین ہونے کے اثر
 اسکا مہدین میں ہوا کہ راہ سفینہ نجات سے پھرے اور مال کار او سکا یہ ہوا
 کہ ذریت رسول مقبول تخت کل شجر و حجر مقبول ہوے فجر اہم اللہ شرا بخیر آدمیہ تھا مال
 منافقین اور مرتدین کا لیکن کالمین فی الایمان اپنے ایمان پر باقی رہے دلوں
 کا فو اقلیلین مستضعفین فی الارض قولہ کوئی عذر اور اسلام لانے پر باقی
 رہے اقول واقع میں خدا اور رسول نے ایسا ہی تمام محبت
 کیا کہ کوئی عند باقی نہ رہا مگر نفس اتار دینے بمقتضا
 و کتبتہ اللہ سولت لے نفس اور
 شیطان نے بقضائے لا غویشہم اجمعین الہیادک منہم
 اخلصین یون مسلمین مات کو گمراہ کیا کہ لوگوں سے بجای گو سالہ پرستی

کی گواہی کہ میں سالہ پستی کرانی ولقد مد علیہم ابلیس ظنہ فاتبعوا الا
 فریقاً من المومنین قولہ اور جو غرض اللہ جل شانہ کی اپنی نبوت سے تھے
 کہ دین اسلام تمام دنیا میں پھیل جاوے اقول اولاً سابق میں بیان ہو چکا ہے
 کہ غرض خدا کے تمام کرنا حجت کامل اہل دنیا پر تھا وہ دعوت کرنے ہی
 سی اور مؤید کرنے اور کسی سی آیات بیات باہرہ اور معجزات قاسرہ و عجوبہ
 عمل میں آیا اور حجت خدا کل مخلوقات پر تمام ہو گئی خواہ اسلام ساری دنیا
 میں پھیلتا یا نہ پھیلتا لیکن آپ کے نزدیک تصدیق حقیقت نبوت اسلام کی
 پہلی ہی پر موقوف ہی پس عجب حقیق ہے کہ جس سی تصدیق نبوت یحییٰ
 اولین میں خلل آتا ہے تاہی کہ خلکو آپ صدقین اولین سمجھتے ہیں اور انکی
 بلاتامل صدقت یا رسول اللہ لکھنی پر مخ کرتے ہیں اور کو مجر تصدیق لسانی
 کے تصدیق جانی نہ حاصل ہوئے اور کیونکہ حاصل ہوتی حالانکہ اس وقت
 تک تو دین اسلام قبیلہ بنی ہاشم میں بے بہین پھیلتا تھا فضلاً عن القباہل
 الاخر اور بقول آپ کی تصدیق حقیقت بغیر پہلے اسلام کی ہوتی ہے نہیں
 یہ کیا تحقیق آپ کی ہے کہ جس سی آپ اثبات ایمان ثلاثہ کیا چاہتی تھے
 اوسی سے اونکا ایمان ہی بطل ہوا تاہی کہ ثانیاً اسلام کا پہلا مسلم
 ایمان کے پہلی ہی کو نہیں ہے بلکہ کہ اسلام فقط اقرار بشہادتین ہی بقولہ
 تعالیٰ قالت الاعراب امنا قل لم تؤمنوا و لکن قولوا اسلمنا
 و ما یدخل الایمان قلبہم و ما یشاء اللہ انما اسلمنا کہ اسلام و ایمان سب پہلا لیکن پہلی
 انکی لئے بقا علی الایمان نے کلی عہد و فی کل ان کچھ ضرور

نہیں جانتی کہ ایک وقت خاص میں اکثر لوگ ایمان سے پھر مابین گویا
 چندی پہراہ راست پر آویں کما دفع فی قوم موسیٰ یذکرہ قولہ
 علیہ السلام لتکین سنن بنی اسرائیل خذل والنقل بالنقل
 والقذہ بالقذہ ہدی کام میں صحاح قولہ اور سب اہل دین پر غالب
 ہو جائی اقول مراد علیہ سی اگر میں حیث الحجۃ ہے تو سلم ہی ولن یجعل اللہ
 للکافرین علی المؤمنین سیلا وقال البیضاوی المراد بایسئل الحجۃ
 قال السدی والزجاج واللحنی لن یجعل اللہ للکافرین علی المؤمنین سیلا بالحجۃ
 جازان یغلبوہم بالقوۃ لکن المؤمنین منصورون
 بالدلالۃ والحجۃ انتہی لیکن اسکو پسینی اور نہ پہلے دین
 سے کچھ علاقہ نہیں ہے اور اگر مراد علیہ سی تسلط تام ہی پس حصول اسکا
 اتیک محل کلام ہے قال الضحاک تحت قولہ تعالیٰ لیظہر علی
 الذین کلہ اروا عند نزول عیسیٰ بن مریم لایقی اہل دین الا اسلم
 او اتوی الجریۃ وقال السدی ذلک کیون عند خروج المہدی من آل محمد فلا
 یقی احد الا اقر محمد و مولوہ عن الباقر وقال الطبری لا یبقی دین الا یظہر
 علیہ السلام و یكون ذلک ولم ین بعد ولا یقوم الساعۃ تنکون ذلک
 مختل سب اقوال مفسرین کا یہ ہے کہ تسلط تام اسلام کا جو مصداق
 لیظہر علی الذین ہو ہنوز ظہور میں نہیں آیا بلکہ اسکا ظہور زمانہ صاحب الامر
 علیہ السلام من ہو گا باقی رہا تسلط فی الجملہ پس لاریب جائے کلام
 نہیں ہے کہ عند خباب رسالت آئین میں مل ہو لیکن مستلزم عدم نفاق

بعض صحابہ اور بقای علی ایسان فی کل الاجسان کل صحابہ کا نہیں ہے
 غلام القریب قولہ جو لوگ حضرت کے سامنے ایمان لائی اقول متفق علیہ
 بین الفریقین ہے بلکہ صد آیات اور احادیث صحاح اور غیر صحاح کے اس پر
 دلالت کرتی ہیں کہ حضرت کی سامنی ایسان لائیو اے دو قسم کے لوگ
 تھے ایک وہ جو اللہ فی اللہ حقیقت میں ایمان لائی اور دوسرے وہ جو
 بطبع دنیا بظاہر ایمان لائے امنوا بافواھم و لم یؤمن قلوبھم
 پس اگر ان سب کو آپ ایمان و اسلام میں کامل کہتی ہیں تو فائدہ بعثت نبوی
 مطابق اصول اہلسنت بہت درست ہو گیا ہم کو کچھ جامی بحث نہیں ہے
 لکہ دینارہ ولی دین اقولہ اور دل ہی حضرت کی نبوت کے معتقد تھے
 اقول منافقین صحابی کی دل و زبان کا باہم مختلف ہونا اجللے بدیہیات
 سی ہے گو آپ اسمعالم میں لسانا کل ایمان لائیو الکو مصدق نبوت فرمائی ہیں
 مگر لاریب کہ قلب ایک کاذب اسکا ہی یعون بافواھم مالیس فی قلوبھم
 قولہ مرتی دم تک او سپر ثابت قدم رہے اقول کل کا ثابت قدم نہ
 ہی اتفاقیات سی ہے اسلئے کہ اہلسنت ہی مرتدین صحابہ کو ثابت قدم نہیں
 کہتے اگر اختلاف ہی تو او کی تعین اور تشخیص میں ہے کہ ماذالوا سرمدین
 نہ فارقتھم کے مصداق کون صحابہ ہیں بہر کیف ہم کو اس
 سی انکار نہیں ہے کہ حقیقت میں مومنین اور ظاہر میں منافقین
 ہی تمام حیات جناب رسالت اب او اس دین پر جس کو جناب
 ختمی تاب فی پہلایاتہ قائم رہے لیکن بعد از حضرت کی منافقین

امت نئی وہ فتنہ و فساد برپا کیا کہ جس سے اکثر مومنین کو جادہ ایمان سے لقمہ شہر ہوئی گو اسلام میں باقی رہے اس لئے کہ شہادتین کا زبان سے انکار نہیں کیا اور مصدق اس کا خود اچکا فرمانا ہے کہ اکثر مسلمانوں کو شیطان نے بعد ایمان کے بہکایا اب فرمائی کہ اس بہکانے نے دین اسلام کو باطل کر دیا یا قائم رکھا اگر رکھا تو نابریہ مذہب شیعہ کے بھی دین اسلام قائم رکھا اور اگر باطل رکھا تو نابریہ مذہب کے باطل ہو گیا یہ آپ کا ارشاد کہ سنیوں کے اصول کی موافق یہ ہے اور شیعہ کی اصول کے موافق یہ ہے محض غلط ہوا قولہ حضرت کے ہدایت سے جو غرض تھے وہ حاصل ہو گئی اقول مراد گزارش ہو کہ غرض ہدایت خلق سے تمام کرنا حجت خدا کا تمام خلق پر تھا وہ غرض جب حضرت نے اداے رسالت فرمائی تو بہر کیف حاصل ہو گئی خواہ کفار و منافقین کفر و نفاق پر باقی رہیں یا نہیں خواہ اکثر مومنین باطل زخارف دنیویہ و دنیویہ شیطانیہ جن و انس ایک زمانہ میں راہ ارتداد عن الایمان پر جاویں یا نہیں علاوہ اسکے جب نفاق بعض صحابہ کا اور ارتداد بعض دیگر کا مختلف فیہ نہیں ہی گو او کے قصین و تشخیص میں اختلاف ہو تو اگر تقریر آپ کے تمام ہی تو اعتراض مشترک الورد علیہ العرفین ہو گا فہا ہو جو اہل فہم جو اہل نفاہت الاعتذار آپ کا یہ ہو گا کہ شیعہ اکثر کو اہل نفاق اور ارتداد سی جانتی ہیں اور ہم قتل کو تو ہم کہیں گے کہ قرآن اور حدیث اور تواریخ سی بھی ثابت ہوتا ہے کہ اہل حدیث و اہل فہم ہر زمانے میں کاملین فی الایمان قتل قلیل ہیں اور دنیا طلب اور کفار و فجار اے یومنا ہذا

کثیرین بیانک کہ کئی ہزار بلکہ بنا بر بعض روایات کی کئے لاکھ میں جناب
 سید الشہداء کا ساتھ دینی والی بہتر ہے کلی قولہ تو کس موندہ سے یہ بات
 نکل سکتے ہی کہ حضرت کی ہدایت سی کو فائدہ ہوا اقول آپ کی موندہ سے
 یہ بات نکل سکتی ہے کہ موفیانِ عترت رسول اور قاتلانِ دریت رسول
 فائدہ مند ہدایت خدا اور رسول خدا سے تھی ہم کیونکر کہیں قولہ حقیقت
 یہ ہی اقول حق حقیق فوق کل حقیقہ کے یہ ہی کہ جو عقائد سنیوں کا سامنے
 بہ نسبت کل صحابہ اور ان کی اذان کے ہو چکے تو تابعین اور تبع تابعین کہتے ہیں اور
 جنگی حق میں حدیث خیر القرون بنائی گئے ہی جب کوئی افو کی شائع اعمال اور
 قبائح افعال پر بہ نسبت ذریت رسول ربّ متعال کی صلاح اور غیر صلاح و غیر
 و تواریخ اہلسنت سی نظر کری اور غضب حقوق اور قتل نفوس باحق کو دیکھی
 اور جانی کہ ایسے ظالمین بے سلمانوں کی نزدیک خدا اور رسول کے
 ہدایت سی بہرہ یاب ہیں تو الزام اور حضرت کی نبوت پر بلکہ خدا کی خدائی پر ٹپکا
 کہ یہ کیا فائدہ ہدایت ساری دنیا میں پھیلا یا کہ جسکا نتیجہ یہ فساد فی الارض ہوا
 اور البتہ منی والیکو شبہ مذہب اسلام کی حقیقت پر ہو گا کہ جب اسلام میں ایسی
 مفیدین نے الارض اچھی کلاتے ہیں تو ایسی اسلام سی کفر ہی بہتر ہے
 پر حضرت کی نبوت کی تصدیق کیونکر کر سکتا ہے قولہ کہہ سکتا ہی کہ اگر حضرت
 سچے نبی ہوتی تو کچھ نہ کہہ او کی ہدایت میں تاثیر ہوتے اقول اولاً سابق
 میں تبشیر بیان ہو چکا ہے کہ ہدایت واسطی اتمام محبت خدا کی ہے تاثیر
 ہو یا نہ ہو نایا اگر تاثیر نہ ماضور ہے تو اگر ایک آدمی میں تاثیر ہو تو وہ بھی

تاثیر ہی کیا حدیث صحیح مسلم کے آپ کی نظر سے نہیں گذری ومن الکتباء من
لا یصدقہ الا سرجل واحد چہ جای انیکہ ہزار و نین تاثیر ہوئی ہو گو بقول
آپ کی نزدیک شیعوں کی بقای تاثیر کو وقت خاص میں چار سے پانچ میں رکھی
ہو اس سے انتہائی تاثیر نے کل حین نہیں لازم آتا ہے ثالثاً عدم بقای
تاثیر بہتر فرقہ نین مسلم بن الفریقین ہے پس اگر ایک فرقہ میں تاثیر کا باقی
رہنا کافی ہے تصدیق النبوة سے فذاک علی المدہین والافعال اعتراض
مشترک اور اسکا مدعی ہونا کہ ضروری کہ قرن اولیٰ میں تاثیر کل میں باقی
رہی اور قرن ثانی میں اسکی ضرورت نہیں ہے یہ عینہ وہی دعویٰ ہی
کہ شیطان کو صدر اولیٰ میں مداخلت نہ تھی وقد منعناہ استلالتع
فهو محتاج الی البیان والمدعی مطالب بالبرہان رابعاً ونخضرت کی
ہدایت ہی کا یہ اثر ہے کہ آپ کی سے لوگ باوجود میلان قبلے کے
الی التمسہ آبک اور ظاہری کا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
کا کرتے ہیں خامساً ونخضرت کی ہدایت ہی کی تاثیر ہی کہ سب نے
الی الایمان اقرار ونخضرت کے نبوت کا کرتی ہیں گواہوں کے اثبات
خطا وینہ طیبۃ الانبیا کہتے ہیں اور انکی طرف ایسی رزائل کی نسبت
کرتے ہیں کہ شنی واسے کو معاذ اللہ موجب تفرقہ تہا ہی مثل اسکے کہ بی بی
کو کا مذہب پر چڑھائی ناچ و کھلایا کاسیجہ انشاء اللہ سادساً ونخضرت
کی ہدایت ہی کا یہ اثر ہے کہ ہر ہر دیار و امصار میں ہزاروں بلکہ لاکھوں
شیعہ عقائد حقہ پر ثابت اور قائم ہیں اور ونخضرت کو منزعہ جمیع عیوب اور

رزائل سے بھرتی ہن رابعا تاثیر کے لئے ضرور ہے یہ بات
 موثر بافتح جیسے آگ کی تاثیر جلانا ہی مگر گیلے لکڑی نہیں جلتے پانی کا کام
 ڈنڈا ہے مگر سوکھی لکڑی نہیں ڈوبتے ہمیں موثر اور تاثیر کا عدم تاثیر میں کچھ
 نقص نہیں ہے پس اگر سبب عدم لیاقت ذریق من اصحابہ کی اونہیں ہدایت
 کی تاثیر نہ پائی جائے یا بقا اوس تاثیر کے لئی نہ رہی تو موثر کا کیا قصور ہی
 ثامنا تاثیر کا اطلاق تاثیر ناقص اور کامل دونوں پر ہوتا ہی پس مطلق تاثیر سی
 شیخو کو انکار نہیں ہے اور شیعہ بھی یہی کہتے ہیں کہ ہزاروں میں تاثیر
 ہوئی مگر سب لیاقت اور استعداد کی ہر شخص بہرہ و یاب ہو لیکن اکثر میں تاثیر
 ناقص ہوئی کہ فقط لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی قائل رہی گو مشائخ
 سنا ہے سی اور قل میں تاثیر کامل ہوئی کہ وہ طالب جیفہ دنیا نہوئے
 اور راہ و یانت پر قائم اور ثابت قدم رہی اور اسی حقوق الہییت رسالت
 میں بقدر و قاصر نہیں ہوئے وانکانوا اقل قلیل وقلیل من عبادی
 الشکور تا سنا جب وہ حضرت خود اسکی خبر دی ہی ہون کہ تاثیر کلی میرے
 ہدایت کی بعد میری باتے نہ کی اور اکثر صحابہ بعد میری طالب جیفہ دنیا
 ہوئی اور حریص طرف ریاست اور امارت کی ہوئی اور مال زکوۃ اور نصیب
 کما جائیں گے طمع دنیا میں ایک دوسری کی گردن پر سوار ہو گا تو اگر ایسا
 نہوا ہوا و کل ایمان لایں والی اثر تاتمہ ہدایت پر باقی رکھے ہون جیسا کہ منہب
 الہیست کا ہی تو تصدیق نبوت اور حضرت کی ہو ہی نہیں سکتے اور کوئی کہ
 سکتا ہے کہ اگر سچی بنے ہوتی تو کچھ نہ کچھ اونکی کام کا اثر پیا جاتا

بخلاف مذہب معتقد شیعہ کی کہ جب کوئی منافقین اور مرتدین کی حالات
 کو دیکھی گا تو کہیگا کہ وہ بیشک نبی برحق تھے کہ جیسی جسے خبر غیب دیکھی
 تے ویسا ہی واقع ہوا باتے رہا اخبار او حضرت کا پس اہلسنت
 کے صحاح اور غیر صحاح سے بخوبی ثابت ہی فہمے صحیح البخاری انکم
 تسمعون علی الامارۃ وتکون ذمامہ یوم القیامۃ فنمت المضعۃ ونبت
 انما طمۃ وقد مرتینی اے صحابہ عنقریب تم حرص امارت کرو گے اور اچھا ہی
 برون قیامت موجب ذامت ہو گا و فی الشکوۃ عن ابی ذر قال قال
 رسول اللہ کیف انتم وامنۃ بعدی ابنا ترون بدالۃ فقلت اوالدی
 بشک بالحق انزع سیف علی عاتقہ تم تم منسرب حتی الصاک
 قال افلا ادلک علی خیر من ذالک تصبر حتی تلکما نے رواہ ابو داؤد اتھی
 یعنی امی ابو ذر کیا کرو گے تم سبوقت کہ بعد میری امنہ جو رہو گے اور
 اور مال زکوٰۃ کو اپنی واسطے اختیار کیگی کہا اس نے فدنی کہ قسم ہے
 خدا کی کہ میں اپنے تلوار کو کند ہی پر کر کوں گا اور اون اشقیاء کو ماروں گا یہاں تک
 کہ آپ ہی ملاقات کروں فرمایا و نخضت نے کہ میں نکو اس سے بہتر
 بات بتلا تا ہوں تم صبر کرو یہاں تک کہ مجھسی ملاقات کرو اور شیخ عبدالحق دہلوی
 نے ترجمہ مشکوٰۃ میں تصریح کے ہی کہ اتقال ابو ذر زمامہ عثمان میں ہوا
 پس غور کرنا چاہئے کہ وہ کون امنہ جو رہے تھے عدا ابو ذر میں کہ جناب
 رسول خدا نے جبکی ظلم پر صبر کرنے کو ابو ذر سی حکم فرمایا تھا و نے
 صحیح مسلم من حدیثہ قال قلت یا رسول اللہ انکنا لبشر فجاہ اللہ یخیر

مَنْ فِيهِ نَبْلٌ مِنْ دِرَاهِمٍ الْخَيْرِ شَرُّهُ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ لِمَ وَذَكَرَ الْخَيْرَ فَقَالَ نَعَمْ قُلْتُ هَلْ وَرَاءَ ذَلِكَ
شَرُّ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ قَالَ تَكُونُ بَعْدِي أُمَّةٌ لَا تَسْتَعِينُونَ بِهَدَايَ وَلَا يَسْتَنْوُونَ بِسُنَّتِي وَ
يَقُومُ فِيهِمْ رِجَالٌ مَتْلُوبُهُمْ تَلُوبُ الشَّيَاطِينُ فِي سُبُلِهَا هُنَّ
قَالَ قُلْتُ كَيْفَ ضَمَّنَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ أَدْرَكَتْ ذَلِكَ قَالَ تَسْمَعُ قُطْعًا وَانْضَرَبَ
ظَهْرُكَ وَاحْتَدَاكَ فَامِمْ طَمَحَ صَاحِبُ مَسْجِدِ مَدِينَةِ مَنْقُولٍ هِيَ كَمَا يَنْتَ
عَرْضُكَ خِدْمَتِ رَسُولِ خَدَائِمِينَ كَمَا هُمْ لَوْ كَانُوا شَرِّ مَنَ هِيَ كَمَا خَدَاوَنَ
تَعَالَى بَعْدَ وَاسْكَ الْخَيْرَ لَا يَمْنِي صَلَاتٍ سَ رَاهِدِ أَيْتِ وَكَلَامِي
أَبَا بَعْدَ اسْ خَيْرِ كَمَا يَحْضُرُ نِي فَرَايَا كَمَا هُنَّ
خَدِيفَةُ نِي تَعَجُّبًا نِي سَوَالِ تَيْنِ دَفْعَةٍ كَمَا آوَرَا وَخَضْرُوتِ نِي هَرْمَرْتَبِ
فَرَايَا كَمَا هُنَّ بَعْدَ اسْ خَيْرِ كَمَا يَحْضُرُ نِي سَوَالِ تَيْنِ دَفْعَةٍ كَمَا آوَرَا وَخَضْرُوتِ نِي هَرْمَرْتَبِ
شَرُّ فَرَايَا وَخَضْرُوتِ نِي كَمَا هُوَ كَمَا بَعْدَ مِيرِ أُمَّةٍ صَلَاتٍ كَمَا مِيرِ هَ اَيْتِ
رَزِينِ كَمَا وَخَضْرُوتِ نِي كَمَا هُوَ كَمَا بَعْدَ مِيرِ أُمَّةٍ صَلَاتٍ كَمَا مِيرِ هَ اَيْتِ
بِكَلْمَتِ سَبْعِ مَسْلَانُونَ كَمَا اَيْسَى آوَمِي كَمَا دَلَّ اَوْسُ كَمَا شَيْطَانِي كَمَا
هُوَ كَمَا اَوْصُورَتِ اَوْسُ كَمَا آوَمِي كَمَا هُوَ كَمَا كَمَا خَدِيفَةُ نِي كَمَا عَرْضُ كَمَا
مِينِي كَمَا اَوْسُوتِ مِينِ كَمَا كَرُونِ يَا رَسُولَ اللَّهِ خَضْرُوتِ نِي فَرَايَا كَمَا مَسَابِ
يَهْ كَمَا تَوَاوَمِي بَاتِ مَنُ اَوْسُ كَمَا اَطَاعَتِ كَمَا اَوْسُ كَمَا اَوْسُ كَمَا
اَرِينِ اَوْسُ كَمَا تِيرَا لِحِينِ تَبِ سَبْعِ تَوَسْنِ اَوْسُ كَمَا اَطَاعَتِ كَمَا تَحِيرِ
خَدِيفَتِ سَبْعِ خَلْفَايَ جَوْرُ كَمَا صَلَاتِ يَدَالَتِ كَمَا تِي هِنِ اَوْسُ
اَوْسُ كَمَا بَقِيَةِ كَمَا بَعْدِ دَالَتِ كَمَا تِي هِنِ فَلَاطِلِ عَاشِرِ اَلَارِبِ كَمَا كَمَا

اثر ہدایت و انحضرت کا ہوا مگر یہ امر تسلیم عصمت متدین نہیں ہے ولا
 معصوم الامن عصمہ اللہ پس ممکن ہے کہ متدین بعد ہدایت گمراہ ہو جائیں
 خصوصاً بعض عقائد میں مثل عقیدہ لزوم اتباع الہمیت میں اور گمراہی اگر بعد
 ہدایت ممکن نہ ہوتی تو خدا کیونکر فرماتا انا انما انا قتل انقلبتم علی اعقابکم ومن
 ینقلب علی عقبیہ فلن یضر اللہ شیئاً اور کیونکر فرماتا من نکث فاما
 ینکث علی نفسہ املیٰ کہ اگر انقلاب اور نکث ممکن نہ تھا تو ذکر کرنا محال
 کا ایک اور خواہر اہل تھا تعالیٰ اللہ عن ذلک پس لاریب کہ ممکن نہ تھا اور
 ممکن وہی ہے جبکی فرض وقوع سے کوئی محال نہ لازم آوی اور بنا بقیر
 مخاطب کی اسکے فرض وقوع میں پیغمبر کی پیغمبر بلکہ خدا کی خدا نے
 اہل ہوئی جاتے ہی کہ جیسا اللہ ایسا پیغمبر کیا یہی چاہیں اس سے
 محال ترکون امر ہو گا اور جب ممکن کی وقوع سے محال لازم آیا تو ممکن ممکن
 نہ رہا خلقت فقلک عشوۃ کاملۃ قولہ اور کوئے نکوئی دل سے
 اوپر ایمان لایا ہوتا اقول صاحبان انصاف اس تہافت اور تحریف تقریر چاہے
 کہ ملاحظہ فرما دیں کہ خود بعد دو سطر کے ارشاد فرماتی ہیں حکایتہ عن اعتقاد
 الشیعۃ علی زعمہ کہ سوائی معد و دوی چند کی سب کی سب منافق اور مرتد
 تھی انتہی پس آیا یہ معد و دوی چند صدق اور ان کوئی نکوئے کی کہ جو دے
 ایمان لائے تھی نہ تھی اور جب یہ معد و دوی چند بقول تمہارے نزدیک
 شیعوں کی دے ایمان لائے تھی تو پھر یہ کیسا تمہارا کہ کوئی نکوئے
 دے ایمان لایا ہوتا تمہاری ہے زبان سی اہل ہو گیا یا نہیں قی لہ سود و سود

آدمی تو ایمان پر ثابت قدم نہ ہی اقول شیعوں کے نزدیک سود و سودے
 زیادہ صحابہ مقبولین سے ہیں کو انہیں کامل اور اکمل اور اکمل در اکمل ہیں
 مگر وہ سود و سودہ رسیان ہزاروں دنیا طلب کی ویسے ہی مغلوب ہوئے
 جیسی کہ بہتر صحابہ جناب سید الشہداء کے لاکھوں میں مان فرق اتنا ہی ہے
 کہ بنا بر عقیدہ شیعہ انکو مقتضای مصلحت وقت خدا اور رسول کیطریقہ
 اجازت جہاد فی سبیل اللہ ملی تھے اور انکو حکم صبر و تقیہ ملا تھا جیسا کہ حدیث
 ابی ذرین گزر اے خبر حجتی تلقانی اور حدیث خدیجہ میں گزر اے سمع و طمع وان
 ضرب ظہرک فاسمع و اطع اور تصدیق اس بات کی کہ شیعہ سود و سودے کو
 صحابہ میں مقبول کہتے ہیں کتب رجال شیعہ کی طبقہ صحابہ میں نظر کر نی
 سے معلوم ہو جاتی ہے اگر اور کو نے کتاب کتب رجال سی نہ ملے تو
 فقط مجالس المؤمنین جو زمانہ میں ۱۰۰ اور سائری اسے کی طبقہ صحابہ کو دیکھیں
 کہ سود و سودے کا پتا اسے سی لگ جائیگا قولہ تو پر وہ لوگ کو نے ہیں جن
 پر حضرت کی ہدایت کا اثر ہوا اقول وہ لوگ تو ہزاروں ہی ہیں کہ جن پر
 ہدایت کا اثر ہوا مگر اس ہدایت پر باقی بروجہ کمال نہی والی نقطہ وہ
 سود و سودہ ہیں اور انکو خدا فی اثر پر ملنے سے رکھا کہ آپ ایسی لوگوں کو
 کہہ غدر تصدیق نبوت جناب رسول خدا میں نہ رہے اور عند اللہ اس قصہ پر
 بنا بر مذہب شیعہ کی ہے آپ مجھ میں قولہ اور وی لوگ کہتے ہیں
 اقول وہ سود و سودے تو دین اسلام کو کئے قبول کیا اقول قبول
 کر نیوای بہت ہیں مگر اس کے مقتضای پر باقی رہنے والی ایک وقت خاص میں

وہی سود و سود تھی کو بعد مراجعت کرنیکی طرف جناب امیر علیہ السلام کی پھر ہزاروں
 ہو گئی قولہ کسکم نفع پہنچا اقول الجواب الجواب قولہ کن لوگون نے قولہ
 کن شخصوں نے اقول الجواب الجواب ہو الجواب قولہ کس گروہی دین محمد سے
 کو جاری کیا اقول اعتقاد شیعہ میں دین محمد کے کسی گروہ کی جاری کرنی
 سے جاری نہیں ہوا بلکہ خود خدا نے اوس دین کو بقوت ید الہی جاسے
 کیا و قال امیر المومنین ان هذا الامر لم یکن نصرہ ولا حذرہ لانہ بکثرۃ ولا بقلۃ
 وہو دین اللہ الذی اظہرہ اور آپ کے عقیدہ میں یہی کہ دین محمد سے چند
 نالا یقون بزدلوں کی جاری کرنے سے جاری ہوا شیعہ ایسی عقیدہ دہی پرہیز
 کرتے ہیں قولہ اسی یا تو مکتو تو اسلام کا نام لینا اقول اسی یا تو مکتو تو اسلام
 کا نام لینا بچا ہے اہل کی کہ تم نے منافقین اور مرتدین کو اپنا پیشوا بنایا ہے اور
 کلاب حیفہ دنیا کو اپنا امام ٹھرایا ہے کیونکہ امام اسلام کو ایسے اماموں سے
 ہنسواتی ہوا و ظلمہ بنے امیر اور بنی عباس سے بیعت کر کی او کو خلیفہ اللہ
 بناتے ہو یہ جتنی ظلمہ جو زمین او کو خدا نے خلیفہ بنایا تھا یسول نے یا
 بیچاری شیعہوں نے بنایا تھا تمہیں نے اسلام میں خرابیاں ڈالیں
 جس فاسق و فاجر کو جانا کہ اوس سے کچھ دنیا چاہل ہو گے اوس سے
 بیعت کر کی او کو خلیفہ بنالیا شیعہوں نے بجز امیہ اہلبیت کی کسکو امام و خلیفہ
 برحق سمجھا اور شیعوں کی کس امام کی ذات سے خرابیاں دنیا میں پیدا ہوئیں
 کہ جس سے زبان طعن ہو و اور نصائے حسن و خوبے اسلام پر دراز ہوئی
 قولہ نبوت کا اقرار ظاہری سب سے کرا چاہئے اقول سوای منافقین

کے ہم سب مسلمانوں کو جناب رسول خدا کی نبوت کا مقرر ظاہری اور باطنی
سمجھتی ہیں گو بعض عرفان مدارج نبوت میں قاصر ہیں مگر اس زمانہ کے
مسلمانان قنصرین کو البتہ مثل منافقین صحابہ کی فقط اقرار ظاہری پر جانتے
ہیں ہم نہیں سمجھتے کہ کس جرم پر شیعوں کو آپ حکم انکار نبوت دیتی ہیں فقط اتنی
ہے جرم پر کہ ثلاثہ کو دوست بنین رکھتے آپ کیوں اتقدیر برہم ہوتی
ہیں مشکل وجوب ولای الہیبت کی باخصوص دوسرے ثلاثہ کے
وہ سہلی کوئے آیت یا حدیث نکالتے یا خلافت کو مثل شیعوں کے
اصول دین سے کہتی تو البتہ شیعوں پر کسی قدر برہمے بجاستے و
ان لیس فلسی صیح پوچھتے تو نینو کو مناسب ہے کہ جناب رسول خدا کی
نبوت کا انکار کریں اٹھئی کہ جو نبی پناہ بخدا ایسا بتدل ہو کہ بی بی کو کنہ ہی
پر چڑھا کے ایچ وکھلاتا پھری اور احکام شریعت میں ٹوکرین کیا دے
اور خطائیں کرے اور حضرت عمر کے اتالیقی سے اسکا کام چلے
تو ایسی سبے کی نبوت کا اقرار کرنا کیا ضروری بلکہ مناسب ہی کہ حضرت
عمر کی نبوت کا اقرار کریں قولہ سودو سو ہزار دو ہزار کو تم کا فرستی اقول
ہم نہ ایک کو نہ سو کو نہ ہزار کو کفر اسلامے کافر کہتے ہیں یہاں تک کہ کفر
نفاقتے والوں کو بے کفر اسلامی نہیں کافر کہتے آرتی بعد جناب رسول خدا
کے اکثر کو کفر ایمانے اور کفر طاعتے کافر کہتے ہیں لیکن تاہم سودو سو
کو آگے سے لوگوں کے تسکین خاطر کو اسطے موہن ہی کہتے ہیں
قولہ بعد علیہ اسلام کے مسلمان ہوئی اقول محبت دنیا میں جو بعد علیہ

اسلام کے اور جو قبل غلبہ اسلام کی مسلمان ہوئے سب مساوی تھے اور
 کہوای نفسانی اور اغوائی شیطانی کو سب میں داخل تھی الا حسن محمد اللہ
 وانا ہم قل قیل فی کل عبد یعنی کل عصبہ یہ ایک ازعم ہاں ہے
 کہ صدر اولیٰ میں طمع دنیا اور ہوائی نفسانی اور اغوائی شیطانی کو
 دخل ہی نہ تھا ہم سابق میں تردید و عرض الدنیا اور ما استذلھا
 الشیطان ہی ہم اکی فرعون کو باطل کر کے ہیں فتکر قولہ تو صبر آقا قول
 جب جناب والا کے خواہش درونی کے مطابق شیعہ عمل کرتی تو
 بیشک آپ صبر آقا اور اکی جگر میں ٹنڈک پڑتے لیکن حق تابع خواہشای
 نفسانی نہیں ہے کیونکہ اکی خوشنودی کے لئی کوئی حق کو ناحق اور
 ناحق کو حق کرے قال اللہ تعالیٰ ولواشیع الحق اھوا انھم لفسدت
 السموات والارض من فیھن پس شیعہ بچاروں کو آپ معاف رکھی
 کہ بجز یہی کے پڑھی بات نکرنگی قولہ جو سب سی پہلے ایمان لائے
 اقول کچھ ضرور نہیں ہے کہ جسکو آپ سب سی پہلے ایمان لائیوا لاجن
 ہم ہی اوسکو جانیں شیعیان علی ابن ابیطالب سب سی پہلی ایمان لائیوا
 بروایات فریقین علی ابن ابیطالب کو جانتی ہیں اور اوپر کوئے اعتراف
 نہیں کرتے بلکہ مرض کو جاری کہتے ہیں قولہ جنوں نے دین کو جاری
 کیا اقول بغرض تنزی اگر کسے منافق تھے ہی دین خدا جاری کیا ہو تو
 مصداق ان اللہ یتذہب الدین جب سب جاسم کی ہو گا کافی نصیح البخاری
 حقیقت یہی کہ جو لوگ فطرت آپ کے عقیدہ میں مجرے دین میں وہ شیعہ

اعتقاد میں مجرب دین ہیں قرآنہ شیعہ کو ان کی بُرا سمجھنے سے کیا حاصل تھا اور
 ظاہر ہے کہ باعث اسکا رد دین ہے نہ کوئی غرض دنیاوی برخلاف اہلسنت
 کی کہ انہوں نے ہمیشہ اہل ظلم و جور کو خلیفہ بنا کی اور ان کے مع و شنا
 کر کے کیسی کیسے فری دنیا کی لوٹے قولہ سوای چارچہ شخصوں کے
 کیسکو اچانین کتے اقول یہ عوام فری اور افتری سازی شاہجی دہلوی کی
 ہی آپ ناحق ان کی دہو کے میں آتے ہیں کتب رجال شیعہ تو موجود ہیں
 طبقہ صحابہ میں دیکھ لیجئے کہ شیعہ کتنو کو اچھا کتے ہیں اور جن چارچہ کو اپنی
 گمنون خاطر عاظر کیا ہی البتہ شیعہ ان کو ایسے درجی میں اکل الکلاما جانتے
 ہیں کہ طرفہ صحیح جاوہ ایمان کامل سے ان کو لغزش نہیں ہوئی اور ایک
 آن ہی ذہن ان کا سبق بہ شبہ نہیں ہوا یا نیک کہ درجہ عالمیہ میں
 اہل بیت تک انہوں نے ترقی کی اس سے لازم نہیں آتا کہ جو مدارج
 کمال ایمانی میں اوسنے کم ہوں ہم ان کو برا سمجھیں اور وضع ہو کہ بسطرح کفر
 کی لئے معافی مختلفہ میں مثل کفر اسلامی اور کفر ایمانی اور کفر طاعتی اور کفر نعمتی
 اور بیطرح ارتداد کی لئے بھی معافی مختلفہ ہیں کہ وہ سب جنی تحت معنی لغوی
 مندرج ہیں کہ تودی جسکا پہرانا ایک حال سے طرف دوسری حال
 کے ہی پس جو شخص شہادتین سے پہرا وہ بھی مرتد ہی جیسا کہ یہی منصف مشہور
 ہیں اور طبقہ صحابہ میں ایسے لوگ شاذ و نادر ہیں جیسے روایت درحق
 کاتب الوحی صحاح اہلسنت میں ہے ایسی طرح جو شخص اصول ایمان سے
 پہرہا ہی او سپر ہی اطلاق ارتداد کیا جاتا ہی و ہذا کثیر نے اصحابہ بلکہ جو ضرورت

اور مقتضیات اولیٰ ہی سپر پارڈیجین کی کل سی مدارج ناقصہ کی طرف جمع کری
یا ذہن اور سکا کسی وقت میں مسبوق بشک و شبہ ہو جای و وہی مصداق
اسکا ہی اور اسطرح سے جو حسن حال اور محاسن افعال سی پری اوڑال
زہر و تقویٰ سے طرف حال فسق و فجور او طمع اور حرص دنیا کی جائے
ان سب پر اطلاق ارتداد کا کر سکتی ہیں پس کفر اور ارتداد کا اطلاق نسبت
صحابہ کی جان کلمات علمای امانیہ یا اولیٰ احادیث میں پایا گیا ہے
کہیں مراد اوس سے معنی اولین کفر اور ارتداد کی نہیں ہیں بلکہ کوئی معنی
معانی نوگیری حسب قرآن مقام مراد ہوتے ہیں اور اسطرح سے ایمان
اور اسلام کہی مترادف ہیں اور کہی اسپین نسبت عموم و خصوص ہے
آو فسق و کفر میں ہی نسبت عموم و خصوص ہے پس چاہی کہ اس بات کا
مومنین کو خیال ہے کہ رفع تعلیمات عامہ میں بجا آمد ہی قولہ کیونکر ہی
عقیدہ پر تعجب نہ آوی اقول جابی تعجب تھا ادا ہست ہیں کہ نیک کو بدی
تیز نین دیتی اور ب صحابہ کو عدول کتی ہیں حالانکہ خود ہی اولیٰ فسق و فجور
کی تصریحات کرتے ہیں کہ فلان صحابی پر فلان خلیفہ نے خذ زاجاری
کی اور فلان پر خذ شرب خمر جاری کے کتاب احیاء العلوم میں آپ کے
امام غزالی فرماتے ہیں ماترک الناس الزیبا جمع کیا لم یرکوا شرب الخمر
وسائر المعاصی تھے روی ان بعض اصحاب النبی باع الخمر فقال عمر بن اللہ
فلان! ہوا قول بن بن سح الخمر اور شاہ ولی اللہ زوالہ الخامین فرماتے ہیں
عن ابن عباس ذکر العمر ابن خطاب ان سمعہ باع خمر فقال قال اللہ

سمرۃ ان رسول اللہ قال لمن اتى اللہ الیوم وحسب علیہم الشجر فمحمدا وابعوانا انتہ
 محصل یہ ہے کہ لوگوں نے ریانین چوڑا جسطرح شرب خمر اور سائر معاصی کو
 نہیں چھوڑا یہاں تک کہ بعض اصحاب نبیؐ نے شراب بھی پس کہا عمرؓ نے خدا
 لعنت کر دی ظان پر کہ وہ اول جاری کر نیوالا طریقہ بیخ خمر کا ہی اور ابن عباس
 نے روایت کی ہے کہ عمر ابن خطابؓ کسی نے کہا کہ سمرہؓ نے شراب بھی
 عمرؓ نے کہا قاتل اللہ سمرۃ قاتل معنی لعن کے ہی کہا صرح بہ اہل اللغۃ اجمال
 باین ہفتی و فوجہ پر کل صحابہ عدول میں اسے حضرات اہلسنت تمہاری
 ایسے عقیدہ پر کیونکر تعجب نہ آوی اور کیونکر تمہاری اس گمراہی پر افسوس نہ ہو
 اور واقعان ہمزہ سرار کہ چشم بروسی ہے بحقیقت کاریجاتی ہیں بہتقتضای
 سے ان العیون لبندی نے قبلہا ہمارے فی الضامرسن و وہ من حتیٰ بخوب
 جانتے ہیں کہ اصل غرض و تایل ہونی عدالت کل صحابہ ہی نہیں ہی مگر حفظ
 حریم ثلاثہ ارتداد و اتفاق سے پس جلالہ کو اچھا کسی تو اگر کل صحابہ کی فسق و فجور
 کو ثابت کری تو اہلسنت بطیب خاطر اس سے رضی ہیں بلکہ اسکو اپنا امام
 اور پیشوا بناتے ہیں اسی حضرات ذرا تو غور کرو اور کچھ تو خدا سے ڈرو کہ
 اون ہزاروں لاکھوں کروڑوں در کروڑوں آدمیوں سے جو حضرت پر
 ایمان لائے سوای تین شخصوں کے ولین تم کیسے اچھا نہیں سمجھتی ہو بلا کیونکر
 ایسے عقیدہ باطنی تمہاری تعجب نہ آوے اور کیونکر تمہاری اس گمراہی
 پر افسوس نہ ہو قال النخاطب القمقام ہدایہ السبل السلام
 چوتھے دلیل ہم لوگ کیا شیعہ اور کیانسی پیغمبر صاحب کی زیارت کو افسوس

سعادت اور بہترین قربات سے سمجھتی ہیں اور چونکہ اب زمانہ اکیلی حیات کا نیز
ہے اسلئے آپکی قبر مبارک کی دیکھ لینی گوارا آپکی روضہ انور کی خاک آنکھوں میں
لگا نیکو غنیمت جانتی ہیں اور اسکو بہترین سعادت سمجھتے ہیں اور اگر کو نے
شخص خواب میں آپکے زیارت سے مشرف ہو جاتا ہی تو وہ بڑے
بزرگوں میں شمار کیا جاتا ہی اور حقیقت میں جنگب کوئی شخص نہایت ہی نیک اور
مخلص اور پرستیز کار نہیں ہو تا وہ خواب میں ہی سعادت زیارت سے مشرف
نہیں ہو سکتا ہے پس نہایت افسوس کا مقام ہی کہ ہم اون لوگوں کے
بزرگے اور فضیلت کا کچھ ہی اعتقاد کریں جو برسوں حضرت کی زیارت کرتی
رہی اور رات دن آپکی صحبت میں حاضر رہے اور ہر خطہ اور ہر ساعت
آپکے دیدار سے مشرف ہوئے اور ہیشہ آپسے ہم کلام رہی اور نہ صرف
زیارت اور صحبت کی سعادت پائی بلکہ حضرت کی غم اور خوشی میں شریک
رہے اور آپکی ماری اور مددگاری اعلا و کلمۃ اللہ میں کرتے رہے
از وطنہما مہاجرت کر دے براہبہا مصابرت کر دے دینفر ہم کاب او بوند
و حضرت منخطاب او بوند ہمہ آثار و سہ ویدہ نو ہمہ اسرار وین شنیدہ از و
بانی و رشدا ئد و احوال بذل ارواح کردہ و الہا پانیہ دین بلند از ایشان شد
کار شریع ارجند از ایشان شد رضی اللہ عنہم از سوی حق بہر ایشان بشارت مطلق
غرض کہ صرف زیارت اور صحبت ہی حضرت سید الانبیاء علیہ السلام کے
ایسی فضیلت ہی کہ کو نے بزرگی او سکون میں پائی نہ کہ جب او سکی ساتھ اور
فضائل فراتی ہے صحابہ میں موجود ہوں تو ہر اونکی مراتب اور مدارج کی کیا انتہا ہی

یقول المتک بولایۃ علی بن ابریطالب علیہ السلام
 یہ دلیل اول دلیل ہے اور چہ نبیت مخاطب کی طریقیہ استدلال سے چاہتا
 ہے کہ ثواب زیارت وزیرین سے عدم نفاق اور عدم ارتداد و منافقین اور
 و تدرین صحابہ شامیہ کا یہی مقام ہے کہ ثواب کمال مشروط ایمان ہے
 شاید آپ فی کلام خدا من مثالیہن سوال کفار کے نہیں و کہیں قال اللہ
 تعالیٰ والدیر کفروا افعالہم کسراب بفیعة یحسبہ الظمان ماء حتی اذا
 حاء لم یجدہ شیئاً الا یہ فرہ تا ہے مثل الذین کفروا و سجدوا لہم
 کذہ اولیۃ تعدت بہ الریح فی یوم عاصف خلاصہ اعمال
 کفار کے مثل سبب ایمان کی بین کہ پیاسا و کو پانی گمان کرتا ہی نہایت
 کہ سبب اوئی پاس آئی پانی و سکو کوئی شے اویشل تو وہ عاتر کی بین کہ ہو
 نسا و سکو او تراوی پس سبب کفر نفاق او کفر ارتدادی کے ایمان
 — بہتین ہی تو اہل اس کا — آتے ہیں ہی تو آپ فی بیان حضرات
 ثوابت ہی نہیں کہ ہے شرف اسماء — کے لئی کہا ثابت ہے کہ آپ
 یہ نہیں سمجھتے کہ اگر آپ کو نیک حسن اعمال — سے ایسا ایمان اور اہل
 بزرگی ثابت کریں کہ تو چلی ہم اہل نفاق کے اعمال کو بہتیت خاص
 ہونا مسلم ہے کہ نیک ہی تو و تدرین کے ابتدا کو با — سے ہوا اعمال او نکا کین
 گے اور حبط — الہمین و نخل کربلی اور ثانیہ او نیک فساد اعمال
 او شایع افعال کو بایں اہل کفر و ارتداد و منافقین کے
 کردارین کی چونکہ فی الجملہ تفصیل حالات مطاوعہ و واقعات نابینیں

مناسب ہر مقام کی آویگی لہذا بیان بالا بحال اشارہ طرف بعض کے
 بمودای مالاید رک کلمہ لایترک کلمہ مناسب معلوم ہوا پس وہ اوصاف جمیل
 اس قسم کے ہیں طالب دنیا بمودا سے ترید و ن عرضا لدنیامونا
 نبوت میں ہمیشہ شک کرنا اور روز حدیبیہ اسکا ظاہر کر دینا افعال جناب
 رسول خدا پر مقرر رہنا ترک اوب رسالت کرنا یا کیا کبہ واسن شریف کو
 مشل کتوں کے پکڑ کر کینچنا اور اوغضرت کا دھکنا اڑا یونین اوغضرت
 کو تنہا چھوڑ دینا اور اپنی بان بچا کر ہاگ کھڑی ہونا نائے تبت ویت سے
 ہونا نسبت نہ بیان طرف اوغضرت کی ویران اچلی بچا و ناطی طالب بایت
 دنیوی کے سقیفہ بندی کرنا نقش موطہ کو سن غسل کو نین چھوڑنا غصبت
 خلافت کرنا غصبت فدک کرنا بضعہ رسول کو آ بار دینا دتے دم تک وکو
 عضناک کرنا قصد احراق خانہ نبوت کرنا بکا دروازہ و جلانا بضعہ رسول
 پر بعض اشکیا کا تبت یہ ہاتھ اوٹھانا مال خمس و زکوۃ بغیر حق لینا اما آخ نیست
 لکنا تاخر انہم جمع کرنا مطرودین رسول اللہ کو بلا مال خدہ نہوا کو کھانا قہر ان کو
 جلانا اصحاب حار حمل اُنہ کو مارنا سے عزت کرنا جلانے وطن روینا
 انعن بن بیان حسن و خوشی حضرت ثلاثہ کی لئے وفات بطوال چاہی کتب
 کلامیہ فرقہ حقہ انکی مطاعن سے بہری ہوئے ہیں طرفہ یہی کہ یہ طالات
 شرافت والات حضرت اہلسنت کی کتب ہی لکھی گئے ہیں سن شمار
 ظہیر حج اے تشیہ المطاعن وغیرہ سن کتب الکلام قولہ میں نہایت فنوس
 کا مقام سب سے کم اور ان لوگوں کے بزرگے اور فضیلت کا کہ یہی نہ تھا و

کریں اقول آپ کو اپنے اعتقاد کا اختیار ہے مگر شیعہ تو مومنین کے نہایت
 فضیلت اور بزرگے کا اعتقاد کرتے ہیں آری منافقین اور مرتدین کو البتہ
 کا فکفر یا مانے سمجھتی ہیں قولہ جو برسوں حضرت کی زیارت کرتے رہی
 اقول برسوں کفار ہی مثل ابوبس و ابوجہل کے زیارت کرتے
 رہی اور رات دن منافقین بھی صحبت میں حاضر رہی اور ہر لحظہ اور ہر ساعت میں
 سے شرف رہی مگر ہمیشہ مذہب بدبین بین ذلک لالی ہو گا و لا
 الی ہو گا رہے اور باوجود اتنا سے سلوکات کی جو خاندان رسالت ہی
 ان کی حق میں عمل میں آئے وہ اپنی مقتضای بطینتی سے باز نہ آئے
 اور وہ کھرا میاں کہین کہ تاقیامت یا دو کار زمانہ رکھیں و نعم ماقبل سے نجاتی
 کہ تلخ است و در سرشت گیش بر نشانی بابغ بہشت و گرباعبا نش شود جبریل
 و ہار بش از چشمہ تبسبیل و سر انجام نمی بکار آورد و ہاں میوہ تلخ بکار آورد
 قولہ غم اور خوشی میں شریک رہی اقول منافقین صحابہ خوشی میں
 تو البتہ شریک رہی کہ ترلوے زہر مار کر نیکو ملے مال غنیمت بمصدقہ حق
 گفت ہاتھ لگا لیکن وقت غم نس شریک آکی امثال ثلاثہ کی غیر مسلم ہی اسلئے
 کہ قرآن اور احادیث اور سیر اور تاریخ سے ظاہر ہی کہ یہ لوگ ہر مقام تنگ
 اور تریشی میں ہباگ کٹری ہوئے تھے اور وقت ضیق اور شدت جہان
 بچا جاتی تھے پس جواب ہے تھی وہ آپ کی یارے اور مددگارے
 کیا کرتے تھے وفاداری اور جان نثاری کام اور ہی لوگوں کا تاج کوشیم
 اپنا پیشوا سمجھتی ہیں یہ پیشوا یاں سنیاں کہ کل کام ان کی مکر و خدع و فریب

تقی اور عرض جعلی اور کئے تحصیل حیفہ دنیا تھی قال الله عز من قائله ومن
 الناس من يقول امنا بالله وباليوم الآخر وما هم بمؤمنين يخادعون
 الله والذين امنوا وما يخدعون الا انفسهم وما يشعرون في قلوبهم
 مرض فزادهم الله مرضا ولهم عذاب الیم بما كانوا
 یكذبون الآیات الی اثنا عشر آیات من اول البقرة اور یہی بارہ آیتیں آگئی
 بارہ مصرع کے جواب میں کافی اور وافی ہیں اور شریات کو کہہ ٹھیک
 بحث میں برہانیا تھی کچھ علاقہ نہیں ہے خصوصاً ایسی اشعار کہ آیات
 قرآنی جسکے کذب میں اگر حقیقت واقعی بیان کیجاتے تو مناسب تھا کہ
 اشعار آگئی ہیں الفاظ ہوتے کہا قال بعض الاحباء والنظر فاد الاذکیاء

الاصفیاء	از وطنہا مہاجر ت کردند	سوی دنیا سادرت کردند
ہمہ دم در رکاب او بودند	چون گیس گرد قباب او بودند	ہمہ آثار وحی ویدہ ازو
وقت نصرت گر رسیدہ ازو	از بنی در شدائد و احوال	جستہ مانند از رویہ بحال
پست میں بلند از ایشان شد	کافر میں ارجبند از ایشان شد	بعذر الوہی حکایت ہاست
از کلامہ بسی شکایت ہاست	طمع ملک داشتند آنان	مططفہ را گذاشتند آنان
بکیفن بہ ہنوز خسرو	منتقد گشت صحبت ثورا	آن کی خاصیت غلبہ یافت شد
رخسہ در دین فدا و آفت شد	آفت و فتنہ و فساد و آفت	روز آواز از تداوار آفت
این خلافت اگر بگویم رست	سب قبل سید شہادت	پس از ان برو حق نہ ہارا
بہ تہم خود و حق نہ ہارا	و اور پنج عالم بہت رسول	بخدا انجان گذشت لول
وان دیگر بار رسول رب جہان	بخدا او نسبت نہ بیان	مططفہ خواست چنان کہ تیر

۱۱۳

اور یہی

بارہ

تیسری

قال

میں

وہی

کہا

کہ

ایک کتابی حکم رب تعالیٰ تازہ است شود مگر گمراہ گفت او منہا کتاب اللہ
 و چون ہر دور اولرخان سوش ہونست مصحف یزنا ہست بن الیضیر سوی حق
 ہر ایشان بشارت مطلق قولہ غرضکہ صرف زیارت اور صحبت ہی ایسے
 فضیلت ہی کہ کوئے بزرگی او سکونین پاتے اقول حال زیارت اور
 صحبت بیشتر گذارش ہوا کہ بدون ایمان مفید نہیں ورنہ اجل اور بواسطہ
 اور کل منافعتین صاحبان بزرگے ہو جائیں اب یہ عرض ہی کہ یہ صحبت
 کفری اور نفاق ہی اور لوگوں کی لئے موجب زیادہ وبال و عذاب و نکال اعلیٰ
 فضلا عن الفضیلتہ و نعم ما قیل ۛ دون شود از قرب بزرگان خراب
 حیض و ہر بوی بد از آفتاب ۛ اور ظاہر ہی کہ جو محبتین خلوات اور خلوات کے
 تین جیسے صاحبات صحابیات کی اونکے بدو کی حق میں تو خدا نے
 یصانع لها العذاب ضعفین فرمایا پس صاحبین بد کو بطلی لا اقل ایک
 صنعت کا ہونا تو ضروری ہی پس ثبوت اس فضیلت اور بزرگی کا کہ عذاب
 اونکا المضاعف ہی کلام اللہ سے واجب التسلیم ٹہرا باقی دیگر فضائل فاتی
 کا حال ہے آپ سن چکی تو بہتر تر تے معکوس کے مراتب اور مدارج کی کیا
 انتہا ہے قال النخاطب لفقہام ہدایہ اللہ سبل السلام پانچویں
 دلیل اس امر کو سب سلمان تسلیم کرتے ہیں کہ مکہ اور مدینہ اسلام کی ابتدا اور
 ترے کی تمام مین اور انہیں دو جگہوں کو سب دنیا سی بڑھ کر عزت ہی
 ایک خدا کا گمراہ رسول کا مولہ ہی دوسرا حضرت کا شہر اور آپ کا مین ہی
 مکہ معظمہ میں بنیاد اسلام کی قائم ہوئے اور مدینہ منورہ میں اوسکی تہی ہوئی

اور ان دونوں جگہوں کی بزرگے ایسی ہے کہ کبھی کوئی مذہب باطل
 انہیں بہر جاری نہ ہوگا اور وہ جال طعون کا بھی گذر انہیں نہ ہوگا پس ہر کوئی غمخیز
 چاہی کہ ان دونوں شہر و کی رہنے والی ایک صحابہ کی نسبت کیسا
 اعتقاد رکھتے ہیں جو کہ اونکا اعتقاد ہوا وہ یہ کہ اصل ایمان سمجھنا چاہئے
 پس خدا کے فضل سے اون دونوں شہر و کی رہنے والی بلکہ تمام عرب
 کی باشندوں کا جو اعتقاد صحابہ کے نسبت ہی وہ ظاہر ہی اگر ہم موقوف
 شیخوں کی یہ کہیں کہ وہ سب کے سب گمراہ ہیں اور اہل اعتقاد پر اب تک
 قائم ہیں تو اس سے اصل مذہب اسلام پر بڑا الزام آتا ہی کیونکہ خداوند
 عالم نے جہان اپنے نبی کو پیدا کیا اور جہان اپنے پیغمبر کا مرن بنایا
 اور جن جگہوں کو عرش و کرسی کے برابر تہ دیا اور جہانسی اسلام
 اور ایمان جاری کیا انہیں جگہوں کے رہنی والوں کو خدائی ایک باطل
 اعتقاد پر قائم رکھا اور اون لاکھوں کروڑوں آدمیوں کو جو اس بارہ ہوا
 برس کے عرصہ میں وہاں پیدا ہوئے اور وہاں رہی گمراہ رکھا اور گمراہی
 پر اونکا خاتمہ کیا اور ایک مومن کا گذر ہی وہاں نہ ہونے دیا اور اب تک خدای
 عزوجل کو وہی اصرار ہی کہ انہیں بد اعتقادوں سے مکہ اور مدینہ بہرہا وہی
 اور وہی گمراہ رہنے اور ضلالت ایک تمام عرب میں پھیلے ہوئی ہے اور
 باوجود گذر جانے اس قدر عرصہ دراز کے اب بھی کئے مومن پاک بغیر
 تقیہ کے وہاں جانی نہیں پاتا اور اپنے ایمان اور اعتقاد کو بخوف اپنے
 عزت اور جان کے ظاہر نہیں کر سکتا قیامت تو قریب آگئے ہیں دنیا

کے ختم ہو چکی دن نزدیک ہو گئے لیکن خداونداون غلاموں اور بڑا عقداون
 سے اپنی گہراور انبی رسول کے گہرا کو پاک نہیں کرتا اور یونین سی اون
 شہر و ملک و آباد نہیں فرماتا اور گہرا ہر ایک ایسے پاک جگہوں سے نہیں نکالتا
 اگرچہ بقدر زمانہ نبوت کا دور ہو تا یا اور اسلام میں صنعت آگیا نہ شیعہ
 کا ترستے یا آگیا اور ان کی عقداور باطلہ کو رواج ہوتا گیا اور اکثر شہر و آباد
 ملکوں میں ان کی حکومت بھی ہو گئے اور پادشاہت اور سلطنت بھی نصیب ہو
 لیکن بالانیمہ مکہ اور مدینہ اور عرب میں جو دین پیغمبر خدا کے وقت میں تھا
 جاری ہے اور جو مذہب رسول مقبول کی سلمنی تھا وہی اب بھی ہے
 ہست مصل برآن فترار کہ بود ہست مطرب برآن ترانہ ہنوز
 ہم حیران ہیں کہ جب کلمہ معظّمہ اور مدینہ منورہ میں اس تیرہ سو برس کے
 عرصہ میں ایک مسلمان پاک اعتقاد نہوا اور ایسے پاک جگہ میں کسی مومن
 پاک کا گذر نہوا تو پھر کونسا مقام ہو گا جہاں کے رہنے والی مومن اور مسلمان
 ہو گئے اور خدا کی گہراور رسول کے گہرا کو چھوڑ کر کسکے گہرا میں ایمان وا
 رہتی ہو گئے اسی بایں پیغمبر اسکے کہ یہ مقبول کیا جاوی کہ اصل دین اور مذہب
 وہی ہے جو مکہ اور مدینہ کے رہنے والوں کا ہے کوئی دوسرا علاج نہیں ہے
 یقول لہتمسک بولایت علی ابن ابیطالب علیہ السلام
 یہ دلیل عقلی اپنی نہایت مقبول ہے کہ حسن و خوبی صحابہ کلمہ کلمہ اعتقاد اہل
 مکہ و مدینہ سے ثابت ہے کہ وہ لوگ ان کو اچھا جانتی ہیں اور چونکہ اہل مکہ و مدینہ
 کا اعتقاد اہل پر ہونا محال ہے پس ضرور ہے کہ صحابہ اسچے ہوں کیوں

حضرت کیا خود صحابہ منافقین اور مرتدین بلکہ آپ کے ثلاثہ اہل مکہ اور مدینہ سی
 سنے پس جب شیعہ خود انہیں کے ضلالت و گمراہی بر لائل عقلیہ و قطبیہ
 آپ ہی کے کتابوں سے ثابت کرتی ہیں تو ان کی اخلاف اور ذاب
 کو بدرجہ اولیٰ فاسد الاعتقاد کہنگے اور خدمت شریف میں کمال غم و کسما
 اس مثل وارو سا کر عرض کرینگے کہ مارینا ہا شیطاں طیف بند راریہ یہ
 ایک بات ہی دوسری بات یہی کہ جہاں اپنے صفحہ اولیٰ میں فرمایا تھا
 کہ شیطان فی بعد ایمان لائیکے اکثر مسلمانوں کو بہکایا اور ان کی دلوں کو
 باطل عقیدوں سے بہرہ وادان اپنی اہل مکہ و مدینہ کو ستھ مینیں کیا بھتا
 کہ ان کو مکے شیطان نے نہیں بہکایا اور ان کی دلوں تک اعتقاد باطلہ کا گز
 نہیں ہوا اور جبکہ ہنسی مدخلت شیطان کی قرن اولیٰ میں بیشتر آیات روایات بخوبی
 ثابت کی اور لاریب وہ لوگ بھی اہل مکہ و مدینہ ہی سے تھی پس قرون مابعد
 میں کہ بقرآں آپ کے اسلام میں ضعف آیا بدرجہ اولیٰ شیطان فی عمار
 باطلہ کا اتقا کیا ہوگا تیسری بات یہی کہ اپنے صحاح اہلسنت میں ملاحظہ فرمایا
 ہوگا کہ جناب رسول خدا نے فرمایا یسعود الدین عنہ کیا کہا بد و غریبا
 اور نہایہ ابن اثیر میں باین لفظ ہے ان الاسلام بد و غریبا و یسعود
 کہا بد و غریب و لعنہ بار اور او کے معنوں میں فرمایا ہے یعنی جیسا
 کہ اسلام اول امر میں مثل او س غریب اور وحید کے تھا کہ جس
 اہل نون بہ سبب قلت سلیم کے واسطی طرح قریب ہی کہ بہرہ وادان
 اور مسلمان کم رچائمن کے پس نابراں منے کے کہ بڑی محقق اہلسنت

نے فرمایا ہی البتہ علوم دینیہ از دین حق اسلام لازم ہے اور سیغودین
 چونکہ سین قرب قریب پر دلالت کرتا ہی اور بلا ضرورت منہی حقیقی ہی معنی مجازی کی نظر
 جانا چاہی پس ضروری کہ محمول کیا جاویں اور اس ارتداد و رجوع بعد مرسو خدا کی واقع
 ہوا اور تائید بلکہ تخصیص اسکی حدیث لازماً اہل تہذیب مسند فارقہم کرتی ہی اسلئے کہ مذہب مذہب
 و مصلی ابتداء ہی مدت کی ہی یا مصلی جمیع مدت کی بنا بر اولی و ثانی مدت ارتداد کی اجزاء
 روز مفارقت رسول خدا ہوگا اسلئے کہ جمیع مدت ارتداد و استراحت اسی انتہا
 لیکن جمیع مدت مفارقت رسول اللہ ہوگے اگر چہ میں حدیث الثمور
 بیان جمیع مدت کی معنی نہیں ہو سکتے تھے نہ یہ کہ دین اور اسلام
 سے مراد بیان دین اور اسلام خاص ہے کہ ہم معنی ایمان ہے جیسا کہ
 ایمان کہے ہم معنی اسلام ہوتا ہی چنانچہ ایمان منافقین کا ہے بمعنی اسلام
 ہے جیسا کہ ہم نے سابق میں اشارہ کیا کہ دونوں کے مترادف ہی آتے
 ہیں قولہ انہیں دو جگہوں کو سب دنیا سے بڑھ کر عزت ہی اقول ہر شے
 کے عزت اور حرمت کی لئے وجوہ مختلفہ ہیں جائز ہی کہ بعض کی عزت
 بعض وجوہ سے ہو اور بعض دیگر کے بعض وجوہ دیگر مثلاً کہ مصلی یا میں
 جنت کہ ہمیشہ سے عبادت خالصتہ خدا اور مولد محمد مصطفیٰ علیہ السلام ہے
 مدینہ سے منسلک ہی اور مدینہ اس راہ ہی کہ ہر جگہ خاتم انبیاء اور دفن اشراف
 مخلوقات خدا ہے کہ سے رتبہ میں فضیلت رکھتا ہی انقض وجوہ فضائل
 پر نظر کرنے ہی معلوم ہوتا ہے کہ مراد اس سے تمام وہ فیض فضیلت میں جمیع اگو
 نہیں ہو سکتے پس کیوں نہیں جسا ئزی کہ بعض وجوہ زمین کر بلا کو زمین

کہہ دیجیے ہو بلکہ خود زمین کعبہ پر ترجیح ہو چنانچہ بعض احادیث ائمہ المہدیین میں
اس طرح کا مضمون صداقت بخون وارد ہوا ہے لیکن آکے اشال تو
ایسی باتوں کو منکر کمال سخریہ اور استہزا شروع کر گئے اور ستم ظریفان کر گئے
اور کیونکر نہ ہو کہ اگر ایسا نہ تو قول خداوند جل وعلا اتخذناکم معشرًا یام ذلغت
عنہم الابصار محض غلط ہو جائے لیکن چونکہ خدا نے موسیٰ بن کو
کافرن پر حجت غالب کیا ہی اسلئے ضرور ہو کہ ہم ترجیح ارض کر بلا کو افاض
کعبہ پر ایسے حجت قاہرہ ہی ثابت کر دیں کہ ہر منکر عرق خجالت میں نہاے
اور ہر جلد کی دانتوں تک پسند آجائی بیان اسکا بمقامات جلیہ برہینہ یونہی
کہ آئین کے شخص کو اہل اسلام میں سے جای کلام نہیں کہ سرور کائنات
اور مفر موجودات اشرف کمالات و فضل مخلوقات من الارض والسموات
ہیں اور اس امر بھی کو کچھ ضرورت نہیں ہے کہ اشال لولاک لما خلقت
الافلاک سے مستدل کریں اور ہمیں سے کچھ شک نہیں ہی کہ ابعاض
جسم شریف اور ہر پارہ جسد نریف شرف و عزت میں مثل کل کے ہے
جیسے ہر پارہ قرآن مجید عزت و احترام میں بعدیہ حکم قرآن مجید رکھتا
ہے اور کافہ علماء کا اتفاق اجماع ہے اس بات پر کہ جو موضع قبر شریف
اور حضرت کا ہے جمع بقعہ ہائے دنیا پر ترجیح رکھتا ہے چنانچہ تفسیر
اسکی شاہ عبدالحق دہلوی نے کتاب جذبا القلوب میں بیان حال
کہ وہ مدینہ میں کہ ہی حیث قال در ترجیح کیے ایزین دو لہجہ مہظہ بردگری
اختلاف واقع شدہ بعد از اتفاق اجماع کافہ علماء بر تفضیل انچہ ضم

بیان
تفضیل
کعبہ بلازمہ

اعضای شریفہ سید کائنات کردہ از موضع قبر شریف بر سائر اجزای ارض حتی لکبتہ
 المینفہ بعض علما گفتہ اند بلکہ سائر سموات حتی العرش العظیم انتہی اور بعد اثبات
 ترجیح کے سائر سموات پر فرماتی ہیں پس محصل کلام خان آید کہ قبر شریف حضرت
 سید کائنات علیہ افضل الصلوٰات و افضل التحیات افضل و اکرم بود علی الاطلاق
 و العموم چہ بر بلندہ مکرمہ مکرمہ و چہ بر خانہ کعبہ مشرقہ انتہی موضع الحاجۃ اور زمین ہے
 کوئی مسلمان سوای یزید بنی ثعلبہ نہیں کر سکتا کہ جناب سید الشہداء اشید کر بلا
 روحی لہ الفدا پارہ جگر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و سید بنی ہاشم
 گواہ ہیں اور گوشت اور خون اونکا ایک جزو ہی گوشت و خون او حضرت صلعم
 و بعض منہ و بعض من جسدہ شریف لان الفاطمہ بضعتہ منہ کما فی الصحیح البخاری و بعضہ
 بضعتہ و بعضہ ثانیہ میں بیان چکا کہ عزت و توقیر میں بعض کل کی ساتھ مساوی ہی ہوتا
 ثابت ہو گیا کہ ارض کر بلا جہت موضع قبر شریف حضرت سید الشہداء کہ بعض میں مولیٰ زمین
 ارض کہہ پر بلکہ کعبہ پر بلکہ سموات ترجیح کتنی ہی حتی العرش العظیم الحمد للہ رب العالمین
 واضح ہو کہ یہ تقریر یا بر مذاق اہلسنت کی ہے ورنہ وجہ ترجیح بنا بر مذاق
 اہل عرفان اور صاحبان ایمان کے و گیر میں کہ اگر مخاطب کی سامنے
 بیان کئے جاویں تو خلاف کلمہ الناس علی قدر عقولہم کی ہوگا حکمت کا
 ما ابوہ نے نہ بیان کرنا مصایا ہی حکما سے ہی قولہ ان دونو حکوۃ کے
 بزرگی ایسے ہی کہ کسی کوئی مذہب اہل انہیں پھر جاری نہ ہوگا اقول یہ بات
 ہے یا اقبیل خرافات ہی دعوا ہا ہی باطل بی حجت و دلیل کرنا اور
 تحت مسلمات کلمات کل مسلمین کذب و ضلع او کو حاصل کر دینا کام

مخاطب مالی تمام کا ہے اگر اس دعویٰ میں سچا تھا تو کوئی جوئے سی
 سے دلیل اور سپر قایم کے ہوتی کہ مقتضای شرف مسکانی یہ ہی کہ کعبہ
 وہابی کمین مالایق نہوسکین اور کینون کے مالایق ہو با نیسے شرف
 مسکانے ہل ہو جائیگا کیون حضرت یہ بات آپ کو معلوم ہی یا نہیں کہ شرف
 کعبہ حمد قدیم سے ہی از آدم تا حاتم ہمیشہ یہ مکان معزز رہا نہ حرمت
 اسکی عدا براسپیست تو منصوب علیہ مصحف مجید ہی کہ حبیبین کے سلمان
 کو جابی گفتگو نہیں ہو سکتے اور حضرت موسیٰ اور ہارون کے خلج یا شمر
 ہونیکے حدیثین جذب القلوب میں موجود ہیں بہر کیف ایسی مسکان عزرا و محرم
 میں جسکی شان میں خدا اطہارایتی للطائفین و العاکنین و الکویع
 الاستجدو فرما دی مشرکین جس لہین جس اوشان کو داخل کرین اور تین ہو
 ساٹھ بت اوسمین رکین اور کل اہل مکہ الامین حصہ اندا و سکوپرستس کرین
 پس اگر عرت مسکانے باعث عدم مد اعلت اہل ہل ہوتی تو چاہئے تھا
 کہ کعبہ میں کعبہ بت پرتی ہوئے فضل عن الکافیہ تا ذکر قبل اسلام کا اب
 بعد اسلام کے اتنی چند سطر پیشتر اس سے آخر دلیل ثالث میں آپ خود ہی
 فرما چکی ہیں کہ اگر اون لوگون کو جو بعد علیہ اسلام کی مسلمان ہوئے تم
 مناقق جانتے تو صبر آتا اتنی پس ظاہر ہی کہ اہل بدینین ایمان لاسے مگر
 ر فریح مکہ اور وہ روز لا رب رفر علیہ اسلام تھا پس اگر شیعہ ایمان اہل مکہ
 کو ایمان نف اتی کمین تو آپ کو حسب اپنی اقرار کے ضرور ہی کہ اسپر ابدل
 خواستہ یا ناخواستہ صبر کیجئے اور ہر ایمین کچھ چون و چرا زبان پر نہ لاسے ورنہ

اقرا صبر کی خدمت ہو پایگا اور جب آپ قرین اولیٰ سب کے بنی دینی اور
 اتفاق پر راضی ہو گئے تو ضروری ہے کہ اس قرن کے لوگوں کی بیدار
 پر مدد دے اور اولیٰ راضی ہو بنے اعلیٰ کہ بعد گزرنے قرن سطاوہ کے
 البتہ بقول آپ ہی کے اسلام ضعیف ہو گیا اور شیطان بنی بجا یمن کی مسلمانوں کو
 بیکار یا اور بیکار و لون کہ عطاء باطلہ ہی بہرہ دیا تاہر اگر اس زمانہ کی لوگوں کو آپ
 بیدینی سے بری کر لیں تو ترجیح بلا مرجح بلکہ ترجیح و حرج لازم آوے گی اور جب
 حال اہل مکہ یہ ہے کہ ان کی بیدینی پر ایکو حسب اقرار اسے علوٰیٰ کرنا
 راضی ہونا پڑتا تو حال اہل مدینہ ہی اسے برقیاس کر سکتے کہ اہل شرف
 و عزت بین دونوں مکان مساوی ہوں گو بعض کو من بعض اوجہ اشرفیت ہو
 اور اگر اس مساوات پر ایکو صبر نہ آوی تو آئیے بیدینی اہل مدینہ کے ہم
 بالخصوص سب سے اگلی لٹی ثابت کرویں اور وہ اس طرحی کہ کہ تب ہر شے
 روندہ آہ قا وغیرہ کے دہنی سے معلوم ہوتا ہے کہ سب ہر معاشان
 چند اہل ہر سے کہ سبکی افسر بڑی خلیفہ صاحب کی صاحبزادی محمد ابی بکر
 تھی وسطی قتل حضرت قتیل الدار کے جمع ہوئی اور چوٹی صاحبزادی سب سے
 بڑی خلیفہ صاحب کی باوازل بند فرما نیلے کہ اقلہ انتم اقلہ تسلل اللہ نعت لا
 کافی نہایت ابن الاثیر و فی السیر الضیاء او سوقت اہل شہر مدینہ فی کہ اونین
 مہاجر اور انصار اور بدرین اور صاحبان بیت و خوان بھی تھے شہر یک
 ہر معاشو کی ہو گئے آری بعض اعیان مہاجر اور انصاری اپنے دروازوں کو
 بند کر کے بیٹھ رہے لیکن تاہم اجل سکوتی میں تو نے شہر شریک ہوئی

والا قتل اجماع کل صحابہ علیہ السلام است اور پرچہ من نصرت کی تو بیشک وشبہ
 ہوا اسلئے کہ مقتول ہونا حضرت قتیل الدار کا مثل غلۃ بیعت بکری ایک
 امر انکا سامنے نہ تھا کہ وقتی اللہ میں ہٹ کر یا حسین پایا جاتا اور مثل شہادت
 عمری۔ کہ یہی چوری سچے ہی نہ تھا کہ شجاع الدین ابولولوونی دھوکے
 دہڑی میں مستحکم مبارک چہرہ اچلا دیا بلکہ علانیہ علی رؤس الاشہاد ہوتا
 ہاں تک کہ اتفاق ہو خدین میں دن سے زیادہ تک محاصرہ رہا اور
 آب و دانہ بند کیا گیا تھا مگر شرافت و مردی پسران ساقی کو ترکہ اپنے
 دشمن کو بھی پائے۔ یہی سب کر سکتے تھے بہر کیف اس مدت و راز میں
 کوئی ایسا مسلمان نہ ہوگا کہ جسکو غلیفہ صاحب کی محصور ہوئی کی خبر نہ پہونچے
 ہو گے مگر کسی نے غلیفہ اند کے اعانت پر کفر نہ باندھی یہ ہزاروں
 صحابہ اور مہاجر اور انصار خصوصاً اہل مدینہ کا چند بد معاشوں کی وضع پر تھا
 نہ کہ تھے ہی بیشک کہتی تھے مگر نیا بر اصول الہنت کلام ہی محض بیہی
 اختیار کے اور غلیفہ اند کو مارا اور دایا ہاں تک کہ لاشیں مبارک کی
 پانویں رست باند کی ہر ایک کوب اور گلی میں پھرایا آخر کار ایک فریاد
 پہونچا الہنت کی لٹی تمام کمال رقت تو یہی کہ تین روز تک لاشیں مٹھر
 اوس موضع نجاست میں پڑے رہی ہاں تک کہ کتوں نے اوٹھا لوٹ
 نے نہایت آسانی کے اور ایک ٹانگہ کا گئی کچھ لوگ یہاں گھومت
 مسرہ دندان ساکتی میں لیکن ہر اس سے کیا مطلب ہاں یہاں
 اسے تدبیر کہ اگر اسوقت میں اہل مدینہ عدم نصرت غلیفہ اند میں نہیں

حق پرست تھے تو نہ وہی کہ اب مذہب باطل پر ہون اسلئے کہ اثنا عشریہ بھی
 جانتے ہیں چہ جائیکہ ان کی قتل اور غارت پر رضی ہوں اور عزم
 نصرت ان کی سباحت بائین اور اگر اس وقت میں مذہب باطل پرستے اور
 اجماع اور عدم نصرت کی اجماع باطل تھا تو ایسی طرح اجماع خلافت بکری
 ہے اجماع علی الباطل ہو سکتا ہے گو مقتضا اس اجماع کا اتناک
 باقی رہے و کیف ماکان کہے جاری نہ وہ مذہب باطل کا اہل نہیں
 بہر تقدیر باطل ہو گیا اور اگر مخاطب کو اسپر ہی تسلیم نہوا و یسبر نہ آوی اور دوسرے
 دین باطل کے تناو لین لاوے تو ہم ایک دیگر مذہب باطل کی جاری
 ہونیکا نشان ہے مخاطب کو دیتی ہیں کہ آئین کچھ شک نہیں ہی کہ کل
 مسلمانان ہند ہوا و ہایون اور افغانیوں کے کہ یہ تقلید امام غزالی سے
 لعنت مکرار یزید کہتے ہیں سب یزید پیدا جن ولد الزناد من الخ کو
 اکفر کفر وہ وافخ فخر دستہ ہیں پس اس سے باطل تر اور کون مذہب ہوگا
 کہ سوائی اہمیت نبوی کی کل اہل مکہ اور مدینہ فی ایسی شتمی ترین اولین و آخرین ہی
 بیعت کی اور اس لعین کو امام اور پیشوا اپنا بھی اور انرا خلیفہ زادہ صاحب
 عبد اللہ بن عمر تھے کہ ایک رات ہی نے بیعت ایسی امانوی رہنا
 ان کو گوارا نہ تھا اور سب بیعت کی مرنا موت جاہلیت سمجھتی تھے کما
 فی شرح ابن ابی الحدید اور جبکہ بعض اہل مدینہ نے بعد شہادت
 خاسر آل عبا کے نقص بیعت یزیدی کرنا چاہا تو خلیفہ زادہ صاحب کو
 بہت ناگوار گزارا چنانچہ صبح الکتب بعد کتاب الباری صحیح بخاری کی

کتاب ہنرمین مذکور ہے لہذا اہل المدینہ یزید بن معاویہ جمع ابن
 عمر شہدہ و ولدہ فقال اسے سمعت النبی یقول فیہ کلمۃ عن اورد
 لوانہ یوم القیامۃ و اتا متدبا ینا ہذا الرجل علی بیت اللہ و رسولہ
 و اسے لا اعلم عندہ اعظم من ان یابح رجل علی بیۃ اللہ و رسولہ
 ثم ینسب الہ القتال و اسے لا اعلم احد اسکم علمہ و لا تابعہ فی
 ہذا الاموال کانت فیصل منی و مینہ اسے محصل یہ ہے کہ جب اہل
 مدینہ یزید بن معاویہ کو خلافت سے معزول کر نیکی تب ابن عمر نے
 اپنے اولاد اور اقارب کو جمع کیا اور کہا کہ میں نے سنا ہی جناب رسول خدا
 کو کہ فرمایا تھے کہ روز قیامت ہر غاور کو پہلی ایک جندہ اکثر ایک
 جائے گا تو ہر ترکیہ ہنہ بیعت کی ہے اس شخص کے یعنی یزید
 بن معاویہ کے بیعت خدا اور رسول پر اور میں نہیں جانتا کوئے
 عندہ اس سے زیادہ ترکہ جس سے ہنہ بیعت خدا و رسول پر
 بیت کی ہو پھر اس سے قتال و جدال برپا کرین پس جو شخص
 تم میں سے بیعت یزید کو خلع کر گیا پس در بیان ہمارے اور اس کے
 جدائی اور جدائی پر پکا اور صاحب فضل خطاب صحیح مسلم ہی نقل ہی تا
 حنہ لوانہ یزیدہ اجتہوا علی بن مطیع اماہ ابن عمر قتال لہ عبد اللہ
 بن مطیع اطو حو لابی عبد الرحمن و سادۃ قتال لہ ما جنک لا طیس
 اتیک لا جنک حدیثا سمعتہ من رسول اللہ یقول من خلع یزید
 من طاعۃ لے اللہ یوم القیامۃ ولا حجتہ لہ و من مات و لیس فی

عقبتہ بیٹہ مات بیٹہ جاہلیہ تھے جبکہ لوگوں نے بیعت یزید سے کو
خلع کیا اور ابن مطیع پر مجتمع ہوئے تو خلیفہ زرارہ صاحب ابن عمر زویا
ابن مطیع کے تشریف لائی اور سنے کہا کہ منہ بلا اور حسیافہ زرارہ
کے لئے بھاؤ اور اربعہ از و اترام او سر پٹاؤ یہ شکر حضرت سلالہ خلافت
نے فرمایا کہ میں مسند پر بیٹھنے کے لئے نہیں آیا ہوں بلکہ تیری وعظ
وضیعت کی لئے آیا ہوں اور جو بیت جناب رسول خدا سے سنی
ہی او کی بیان کر نیو آیا ہوں جناب رسول خدا فی فرمایا کہ جو
شخص ہاتھ کے کی بیعت سی او سٹاوی اور اطاعت خلیفہ سے
باہر جاوے تو ملاقات کر لیا خدا سی در حالیکہ کوئی محبت پیش
خدا نہ کرتا ہوگا اور جو شخص کہ مری اور او کی گردن میں پٹہ کے خلیفہ
کے بیعت کا نہ تو وہ موت کفر اور جہالت پر مہر ہوگا فقط بقول
اس کلام بلاغت نظم ام سی یہ تھا کہ لوگ خلع بیعت یزید پسید
مکرمین لیکن بہر مہذبیعت کے گرا اکثر وہ نے وعظ و پند کو اور حضرت
محمدؐ کا نام اور او کے سزا طریق سے پائی کہ یزید نے ہر واری
سلم بن عقبہ ایک لشکر واسطے قتل در غارت اہل مکہ و مدینہ کی بھیجا کہ
اونہوں نے تین روز تک تیغ بیدریغ اہل مدینہ پر جاریے کے
چنانچہ شاہ عبدالحق دہلوی کے کتاب جذب العلماء میں کہتے ہیں کہ
شکر یزید نے اس واقعہ میں کہ موسوم بواقعہ حترہ ہی ایک ہزار
سات سو شخصوں کو جو بتایاے مہاجر اور انصار اور علماء تابعین را خیار

لے دو ان کو
 اس کو اس شخص
 یہ کہنا بڑا
 ہنس کے
 کہانی کا خند زادی
 کرا کے
 غاف تھا اور
 وہ حقیقت
 بہ نرگسیت پیو
 و ملاوید تباہوں سے
 قتل بنایا یہ چٹھا
 ہی مولانا قتل
 دینے سے پہلے

تھے قتل کیا اور عامۃ الناس سے سوای عورتوں اور اطفال کے
بکے دس ہزار آدمی کو مارا اور سات سو سالان قرآن مجید اور تفسیر
بزرگوارہ کو تہہ قریش ہی تہ تیغ بیدریغ کیا اور فسق اور فساد اور زنا کو مسلح
کر دیا یہاں تک کہ ہزار عورتوں نے بعد اس واقعہ کے اولاد نہ کیا
اور گھوڑوں کو پیچھے تیر میں چلا دیا اور رونہ شریف میں کہ نام ایک
تھام کا ہے در میان قبراء رہنبر کے کہ جسکی حقین اور حضرت نے
ما بین قدری و مذہبی راوندہ من ریاض الجنة فرمایا تھا

اور بڑوں نے ہنگام اور متوا اور اگر ان سے بہت نیز پید پر عمد
عبر یہ کیا اسطرح کہ اگر چاہی نیز تہ تیغ ڈالی اور اگر چاہی ازاد کری اور اگر چاہی
خلاعت خدا کرے اور چاہی معیشت خدا کرے اور جو نام طاعت
خدا کا زبان بر لایا و سکندر اقل کیا اور اہل اخبار نے لکھا ہے
کہ اوس زمانہ میں مدینہ منورہ باطل آئی و نہ خالی ہو گیا تھا اور نہ
اور ثمرات او کی نصیب و جوشش و ہبائے ہوتی تھی اور کلاب اور
دیگر حیوانات نے مسجد شریف میں آرام گاہ اپنا قرار دیا تھا اتنی محصل
بعض العبارة ومن شاء التفصيل فليرجع اليه و ليرجع ما كنا بصدد
مطلب فی جو فرمایا کہ اہل مدینہ میں کہے مذہب اہل جارے نہیں ہوا
ہم پر چتے ہیں کہ یہ عین جو بعض بر صفا اور غبت اور بعض جو قمر
اہل مدینہ میں جارے ہوئے اگر کلبا مذہب حق تھا پس باوجود قتل
باجتماع تقبضین کے دنیا میں کہنے مذہب اہل نہیں جو کلبا اور اگر

عقہ بیہ مات سیتہ جاہلیہ تھے جبکہ لوگوں نے سیت یزید سے کو
 خلع کیا اور ابن مطیع مجتہد ہوئے توفیق زارہ صاحب ابن عمر زویک
 ابن مطیع کے تشریف لائی اور سنے کہا کہ مسند لاوا اور سیافہ زارہ
 کے لئی بجاؤ اور اعر ازوا حرام اور سر ہٹاویہ سنکر حضرت سلامہ خلافت
 نے فرمایا کہ میں مسند پر بیٹھنے کے لئی نہیں آیا ہوں بلکہ تیری وعظ
 و نصیحت کی لئے آیا ہوں اور جو حدیث جناب رسول خدا سے سنی
 ہی اور کی بیان کر نیو آیا ہوں جناب رسول خدا فی فرمایا کہ جو
 شخص ہاتھ کے کی سیت سی اور شاوی اور اطاعت خلیفہ سے
 باہر جاوے تو ملاقات کر گیا خدا سی در حالیکہ کوئی محبت پیش
 خدا نہ کرتا ہوگا اور جو شخص کہ مری اور او کی گردن میں پٹہ کے خایانہ
 کے بیت کا نہ تو وہ موت کفر اور جہا لیت پر مرا ہوگا فقط اتھو
 اس کلام بلاغت نظم سام سی یہ تھا کہ لوگ خلع بیت یزید پسید
 مگر میں لیکن ہر مذہب نصیحت کے گرا گزروں نے وعظ و پند کو اور حضرت
 کے نمازا اور اسکے شرا طیح سے پانی کہ یزید نے ہر واری
 سلم بن عقبہ ایک لشکر واسطے قتل و غارت اہل مکہ و مدینہ کی بھیجا کہ
 او نہوں نے تین روز تک تیغ بیدریغ اہل مدینہ پر جارے گئے
 چنانچہ شاہ عبد الحق دہلوے کتاب بذب الظلم بین ملکتے ہیں کہ
 شکر یزید نے اس واقعہ میں کہ موسوم واقعہ شتر ہی ایک ہزار
 سات سو شخصوں کو جو بقایاے مہاجر اور انصار اور علما و تابعین ان خیال

لے داغ ہوگا
 اس کی طرف سے
 بیگانہ باری
 بیت سی
 اس کی طرف سے
 کس کی طرف سے
 غارت و اور
 و بیعت
 یزید نے بیت یزید
 سلم بن عقبہ کی
 قتل جناب یزید
 ہی و اس کی طرف
 یزید نے

تے قتل کیا اور عامۃ الناس سے سوائے عورتوں اور اطفال کے
 کے دس ہزار آدمی کو مارا اور سات سو سالان قرآن مجید اور تاسوے
 ہند گوارہ کو تہ قریش میں ہی تہ تیغ بیدریغ کیا اور فسق اور فساد اور زنا کو مسلح
 کر دیا یہاں تک کہ ہزار عورتوں نے بعد اس واقعہ کے ارادہ زنا کو کیا
 اور گھوڑوں کو بھیغیر میں جلا دیا کیا اور روشہ شریف میں کہ نام ایک
 مقام کا ہے درمیان قبا و منبر کے کہ جسکی حقین اور حضرت نے
 مابین قتوی و منبر سے روضہ منہ ریا ضا لجنۃ فرمایا تھا

آرہوں نے ہکا اور توہا اور اگر کون سے بہت یزید پیدر عہد
 عبور کیا اسطرچہ کر اگر چاہی یہ نہ سچ ڈالی اور اگر چاہی زنا دہری اور گچا
 طاعت خدا کر اسے اور چاہی معیشت خدا کر اسے اور جو نام طاعت
 خدا کا زبان پر لایا اور سکھو فرما قتل کیا اور اہل اخبار نے لکھا ہے
 کہ اس زمانہ میں مدینہ منورہ باطل آئی ہوئے خالی ہو گیا تھا اور فاکہ
 اور فحرات اور سکی نصیب و جوش و ہب اٹھ ہوتی تھی اور کلاب اور
 دیگر حیوانات نے مسجد شریف میں آرام گاہ اپنا قرار دیا تھا اسی محل
 بعض العبارة ومن شاتق فیصل فلیرجح الیہ و لیرجح ما کتا بصد وہ جہا
 مخاطب نی جو فرمایا کہ اہل مدینہ میں کہے مذہب اہل جبارے نہیں ہوا
 ہم پر چتے ہیں کہ یہ عین جو بعض برصنا اور غبت اور بعض بحد و قہر
 اہل مدینہ میں جبارے ہوئے اگر لکھا مذہب حق تھا پس باوجود قتل
 باجماع نقضین کے دنیا میں کونے مذہب اہل نہیں ہو سکتا اور اگر

بعضہا مذہبِ اہل تہا تو قولِ ایسا عدمِ اجزائی اہل حرمین میں اہل ہوگا
 بلکہ اگرچہ پوچھتے تو اوس اہل کا نمونہ اہل کہ وہ مہینہ میں اتناک بات
 ہے کہ روزِ عاشورہ کو روزِ عیدِ سعید جیتی ہیں اور کس کس خوشیوں
 سی حرمین میں گاتے اور بجاتی ہیں اس سے اہلِ مذہب
 کیا ہوگا اور کیونکر سطرِ چتر میں کہ پیر و تسکیر غوث الاعظم اوکی فی کتاب
 غنیۃ الطالبین میں عید کرنے روزِ عاشورہ کا کم کس شد و مد سے
 دیا ہی اور پوشاک بدلنا اور سرمہ لگانا اور توسعہ طہامہ کرنا مستحبات سی
 جانا ہے گو بقول ابن حجر کے صواعق میں ایسا کرنیوالی نواصب
 سی ہوں لیکن حضرت غوث الاعظم کو نواصب سی ہوں گیرہ ہے
 اوکی ضرور ہے جیسا کہ بقول اوہنیں حضرت کی گواہِ ضیفہ مرحبہ میر
 سے ہوگا تطہیر اوکی لازم ہے سابق میں المہنت انکار ان مضامین
 کا غنیۃ الطالبین سے کرتی تھی مگر الحمد للہ کہ مطبوع ہو جانی غنیۃ الطالبین
 نے زبانِ درازی المہنت کو قطع کر دیا خلاصۃ الکلام حصر سے
 زمانہ سابق میں مذہبِ اہل نفاق کا متفقین اہل مہینہ میں جاری تھا
 و اهل المدينة مدون علی النفاق کا تعلیم بخن فاعلمہ اور درمیان
 میں سے بدولتِ اہل نفاق کے بہت سی بعیتیں مذاہبِ باطلہ
 کی اوس میں جاری ہوئیں اور بقول ابن حجر کی صواعق میں اب سے
 مذہبِ اہل نواصب کا یعنی عیدِ عاشورہ اوس میں جاری ہے طریح
 اگر اب بھی مذہبِ اہل حق و خوشی بعض منافقین صحابہ کا اوس میں

جاری ہو تو ہر خلاف عقل نقل نہیں ہے و ستطلع علی زیادہ تو وضع
 فی المثال آتے بعد اتی و ہلا تے قولہ و رد جال ملعون کا ہی
 گذرا و نہیں ہوگا اقول نے نفسہ اس خبر کی اقرار و انکار میں نہ بہب
 اہل حق کا یہ ضرر نہیں لیکن اگر مناسب تھا کہ مقابل خصم میں اپنے خصم
 سے کی کتب معتبرہ سے نقل اس مضمون کی کرتے کہ اقرب بقبول
 ہوتا لیکن حکمو اصل کلام میں بحث کرنے سے یہی حاصل نہیں ہی اسے
 کلام اوس غرض میں ہے کہ جسکی واسطی یہ کلام اپنے اس مقام پر وارد
 کیا ہے پس اگر غرض آپ کے یہ ہے کہ عدم مدانیت و جال سے ثابت
 ہو تا ہی کہ اہل ظل کا استیلا ایمین کے ہوگا تو یہ ظل اور غلط حجت
 ہی اٹھائی کہ گو بغرض تسلیم آپ کے کلام کی و جال کو ایمین و ظل ہوگا مگر
 بہت سی برادران و جال کو ایمین و ظل ہو چکا ہے از انجملہ
 بہ معاشان مصر کہ جنہوں نے خلیفہ ثالث کو جام حیات سرشما
 شہادت سی سیراب کیا و از انجملہ معاویہ بن ابی سفیان کہ سبلی حبت
 کو جا بر ابن عبد اللہ حبت ضلالت سمجھتی تھے کہ کافی جذب القلوب
 اہلبیت نبوت اسکو ایسا کراد سمجھتی تھے کہ قابل قتل جانتے تھے
 و کفافی من لا یرکبہ علیہ السلام یا علی حبیب عربی یو یائی من فارقی منہ
 قارق ابشون من ارتکب قرق فارقی منی کفافی از آلہ انھا
 و از انجملہ یزید بن معاویہ و قد فرمن جذب القلوب و از انجملہ قراطہ نعم اللہ
 کہ جنہوں نے مینا و کعبہ مادی اور حجر الاسود و کمار لائی چنانچہ اتفاق

مومنین میں برس تک جبر اسو مسجد کو فہمیں رہا و از انجملہ مہمانان عجبکہ
 جنہوں نے کل عجاز پر تسلط کیا اور سلطان روم سے کچھ بھی نہ ہو سکا
 آخر والی مصر غفر اللہ نے ان کی شر کو دفع کیا اور اگر عرض آپ کے عدم
 گواہی باشندگان وہاں کے ہی تو گو دجال کا گزرنہوگا مگر شیطان اور
 اخوان الشیاطین کا گزرتو بی شبہ ہمارے لئی کافی
 ہی اور اگر دجال وہاں نہ آئیگا تو وہ لوگ خود مذمت دجال میں مشرف
 ہو سکتی ہیں پھر دجال کے وہاں جانگی کیا ضرورت رہی اور بعید بین
 کہ یہ کلام اس قل الانام کا کوئے صاحب محمول بظرافت کرپن سہی
 ضرور ہی کہ ہم سدا سے بعض کتب معتبرہ اہلسنت سی دین کہ پھر سیکو
 جابی کلام نرسہ شاہ عبدالحق دہلوی کتاب جذب القلوب میں فرماتی
 ہیں کہ حدیث صحیح میں وارد ہوا ہے کہ ایک روز جناب رسول خدا فی
 یوم الاخلاص کو یاد فرمایا اور ذکر اوسکا مکر زبان معجزان پر آیا صحابہ فی
 یوم چاہ کہ یا حضرت یوم اخلاص کیا ہی فرمایا کہ وہ روز ہے کہ دجال دیکھا
 اور کوہ احد پر چڑھی نگاہ کرے گا اور اپنی صحابہ سی لگیگا کہ جاستے ہو
 یہ قصہ سفید کیا ہے یہ سجدہ ہے بعد اسکے قصد داخل ہونی مدینہ کا
 کہ لگا لیکن ہر سزاہ پر ایک فرشتہ موکل پاو لگا کلاو کی خط و مراست میں ہگا
 پس نواسے وادین کہ جانب مجمع سیول سنہ نیم سکر اگر گیا اور نیز
 میں تین مرتہ زلزلہ آو لگا پس جو شخص او میں جس کا فراد و منافق اور
 فاسق سے ہو گا وہ دجال کی طرف جاو لگا اور مدینہ ہر خست اور بجاست

مظهر و مژدہ ہوا و بگایا ہے یہ ہم اخص ہے کہ کتے کیوں حضرت ابی تو
 یہ ہم اخص نہیں آیا اسے اہل مدینہ کیونکہ نجاست کفر و فساد و
 فسوق سے پاک ہوئے پس اگر وہی اہل کفر و فساد و فسوق و فتنہ
 صحابہ کو مقتضائے جنس اسے چھین سبیل اچھا سمجھے و حقیقت اوی
 کہاں سے ثابت ہوئی تو الحمد للہ کہ ایک تو مظلوم و نادیدہ کا اہل کفر و
 فساد و فسوق سے روایت صحیحہ اہل سنت سے ثابت ہو گیا ہم الحمد للہ
 علی ذلک قولہ پس کفر و غرر کرنا چاہئے کہ ان دونوں شہروں کے
 سنی و اہل کفر و فسوق و فساد کی نسبت کیا اعتبار رکھتے ہیں اقول
 اہل کفر و فسوق و فساد و فتنہ و فساد و فتنہ و فساد و فتنہ
 میں اعتبار تھا قولہ جو کہ اہل کفر و فسوق و فساد و فتنہ و فساد و فتنہ
 اقول دعویٰ بی دلیل سنی نہیں ہے خصوصاً جب ثابت ہو گیا
 کہ اوی کے ابتدائی ایک کفر و فسوق و فساد و فتنہ و فساد و فتنہ
 اوی کی ثبوت نصبت کی کہ کافی ہی کہ اوی قولہ پس خدا کی فضل سی
 اقول خدا کی فضل سی کوئے جگہ شیعہ ان علی ابن ابیطالب سی
 تائے نہیں ہے کہ میں محلہ غرارہ اور جیل اعلیٰ اور مدینہ میں محلہ
 نبی خاوند اور محلہ مسجد قبا اور مسجد فدکس اور شہرہ ام المومنین اور عوامی
 میں نے حسین سادات فاطمی ہزاروں شیعہ میں کہ اوی میں نے
 نام کو بے نہیں ہے کہ اوی کفر و فسوق و فساد و فتنہ و فساد و فتنہ
 بلکہ خود میدانہ اہل کفر سے حسین اگر خطاب کفر و فسوق و فساد و فتنہ

منظور نظر ہے تو ہماری ساتھ ملی بشہ طیکہ دو چار روز اسے نہیں
 متہذب مذہب شیعہ کری تفتیہ کا نام تو اپنی سامنے لی نہیں سکتی کہ
 آپ کے تلوون سے لگی گے اور پھر بجی گے مگر بریاکاری تو یہ
 چند ہی دو چار کلمہ جو شیعہ کہتی ہیں اور سکوز بان پر لاسے تو پھر انکو
 دکلائے دی کہ کتنی شیعہ ہیں کہ تفتیہ صورت اہلسنت میں ہیں
 اور کتنے بنی حقیقے ہیں قولہ بلکہ تمام عرب کی باشندہ کا اقول
 جن لوگوں نے کہی کہ اسے قدم باہر نہیں نکالا ہے انکو ایسے
 ہی پندار مل ہوا کرتے ہیں کتبک و ام تحصیل دنیا میں پہنچے ہی گا
 ذرا قدم باہر نکالے سیر قرنی و بلدان عاقین، کتبے سیر ملک میں کجی
 ملک شام میں بل حال کے قری اور بلاوہ کو دیکھنے ملک حجاز میں
 ابو القبا کی سیر کتبے صحراؤں میں بنے اسداور بنی خزاعہ کو دیکھنے تو
 بنو سنے رانج ہو کہ تمام مالک، اب میں کتنے کروڑ شیعہ ہیں
 قولہ سہل مذہب اسلام پر زام آتا ہے اقول سہل مذہب
 اسلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک کے الزام نہیں آتا ہے ہر سر
 اپنی غلو آئے ہی مسلمانوں کا یہی اعتقاد ہی کہ اگر کل بل دنیا کا فوجا میں
 جب ہی مذہب حق مذہب اسلام ہی و من ینقلب علی
 عقبہ فلن یضرا اللہ شیئاً
قولہ یہاں اپنے نبی کو پیدا کیا اقول ہو سکتا ہے کہ
 کوئی کہے کہ بدترین بتائیتی اور کافر ترین دنیا وہ ہے لوگ تہی جاہ

نبی کے پیدا کر رکھی اور نبی کی مبعوث کرنیکی احتیاج پڑی اور وہ
 اسے کافرتی کہہ اگر تھے اور کسین مبعوث ہوتے تو وہ ظاہری
 ایمان سے بے غلط تھے اور سابق میں بیان ہو چکا کہ شرف مکان
 کی لئے شرافت کمین لازم نہیں ہے اور شرافت اصنافی کی لئے
 ہی ایمان شرط ہے ورنہ ابوہل اور ابولہب کو بقول آپکی اپنے
 سے بہتر سمجھتی وعلہ لایرضیٰ بهذا قولہ جن جگہ نکو خدا نے عرش و
 کرسی کے برابر تہ دیا اقول واقع میں منافقین امت فی ایسے
 ایسے مقابلے متبرک کی عزت اور حرمت کچھ نہ سمجھی خانہ رسول کو
 کاریوں نے جلا دیا مسجد رسول کو آرجاس و نجاس نے جابی
 کلاب بنا دیا خانہ خدا کو سنجینقوئے گرا دیا اور زمین آگ لگا دی
 جن جگہ نکاصغیرہ کبیرہ تھا کما فی جذب القلوب بشیکر ہشتاکبیرہ
 کفر تھا مگر ظالمان اور عاصیان امت فی کچھ خوف خدا نکلیا اور خو و خباب
 رسول خدا نے ان فتنوں کے نیروی تھی اور فرمایا تاہا بدروا بالاعمال

فتننا کفیل المناظرین الزب۔ سل مؤسسہ اویسی کافرا

اویسی مؤسسہ اویسی حج کافر تہج احمد وینہ بن زبیا کما فی
 اذکارہ مخاکین حضرت یہ دین کو ساتھ دنیا کے پیچھے والی سوای
 اہل کبہ اور مدینہ کے کسی اور جگہ کی لوگ تھے اور یہ واقعات
 ہا بلہ سوائے مقامات تبرک کے کسی اور جگہ پر واقع ہوئی تھے
 یہ اور مخاطبین باین خطابات سیاحی صحابہ کے اہل کبہ کی لوگ تھے

منظور نظر ہے تو ہماری ساتھ ملی بشرطیکہ دو چار روز اسے نہیں
متہد بہ مذہب شیعہ کری تفتیہ کا نام تو اپنی سامنے لی نہیں سکتی کہ
آپ نے تلوؤں سے لگی گے اور سر نہ چھی گے مگر ربکاری تو یہ
چندی دو چار کلمہ جو شیعہ کہتی ہیں اور سکوز بان پر لاسے تو ہر آپ کو
دکلائے دی کہ کتنی شیعہ ہیں کہ تفتیہ صورت اہلسنت میں ہیں
اور کتنے ہی حقیقہ بین قولہ بلکہ تمام عرب کی باشند و سخا اقول
جن لوگوں نے کبھی گھر سے قدم باہر نہیں نکالا ہے ان کو ایسے
ہی پندار ہل ہوا کرتے ہیں کہ تک دام تحصیل دنیا میں پہنچے ہی گا
فراقدم باہر نکالے سیر قری و بلدان عاقبت کبھی سیر ملک میں کبھی
حک شام میں بل مال کے قری اور بلاو کو دیکھنے ملک محاذین
ابو القبا کی سیر کبھی صحراؤں میں بنے اسد اور بنی خزاعہ کو دیکھنے تو
بنو سنے واضح ہو کہ تمام ممالک اب میں کہتے کرور شیعہ ہیں
قولہ سبل مذہب اسلام پر الزام آتا ہے اقول سبل مذہب
اسلام رسوای لڑنا نہ سنے یہاں نزدیک کے الزام نہیں آتا ہے سیر
آپ کی غلط فہمی ہی مسلمانوں کا یہی اعتقاد ہی کہ اگر کل بل دنیا کا فوجا میں
جب ہی مذہب حق مذہب اسلام ہی و من ینقلب علی
عقبہ فلن یضر الله شیئاً
قولہ ہاں اپنے نبی کو پیدا کیا اقول ہو سکتا ہے کہ
کوئی کہے کہ بدترین غلطی اور کافر ترین دنیا وہ ہے لوگ تہی جاو

نبی کے پیدا کر رکھی اور نبی کی مبعوث کرنیکی احتیاج پڑی اور وہ
 اسے کافر تھی کہ اگر نے اور کسین مبعوث ہوتے تو وہ ظاہری
 ایمان سے ملاتے اور سابق میں بیان ہو چکا کہ شرف مکان
 کی لے شرافت مکین لازم نہیں ہے اور شرافت انسانی کی لے
 ہی ایمان شرط ہے ورنہ ابو جہل اور ابولہب کو قبول آپ کی اپنے
 سے بہتر سمجھتی و لعلہ لاریضیٰ ہذا قولہ جن جگہ کو خدا نے عرش و
 کرسی کے برابر تہ دیا اقول واقع میں منافقین امت فی ایسے
 ایسے معاف ہائے تبرک کی عزت اور حرمت کہ نہ بھی خانہ رسول کو
 کاریوں نے جلا و یا مسجد رسول کو اور جاس و نجاس نے جابی
 کلاب بنا دیا خانہ خدا کو سنجینقتو نے گرا دیا اور زمین آگ لگا دی
 جن جگہ نکاح صغیرہ کبیرہ تھا کما نے جذب القلوب بشیکھ و ہاشم کبیرہ
 کفر تھا مگر ظالمان اور عاسیان امت فی کہ خوف خدا نکلیا اور خو و جناب
 رسول خدا نے ان فتنوں کے خیر ہی تھی اور فرمایا تھا بادروا بالاعمال
 فتناکم فی لیل المنظر الیہ ربہ سل منہم من او ایسی کافر

و ایسی مومنات و ایسی کافر تھیں کہ ہم دینہ بن بن دینہ لکھانے
 اور انہی کثرت میں دین کو ساتھ دنیا کے پیچھے والی سوای
 اہل مکہ اور مدینہ کے کسی اور جگہ کی لوگ سے اور یہ واقعات
 ہا ہلہ سوائے مقامات تبرک کے کسی اور جگہ پر واقع ہونی سے
 یا اور مخاطبین باین خطابات سیای صحابہ کے اور ان کی لوگ سے

رکنا ہے اور بعد اس جبر کی نظم و جور عذاب بھی کرتا ہی چنانچہ
 صاحب سلم الثبوت اعتقاد اشاعرہ میں نصیر کج کرتا ہی کہ الحق انہ یقولون بل
 لیکن نابرسک حق پس خدا نہ اعتقاد باطل کیسے دیتا ہی نہ او سپر
 قائم رکنا ہی بلکہ متقدمین باطل خود اعتقاد باطل بسود اختیار اختیار
 کرتے ہیں اور خود او سپر قائم رہتے ہیں آری خداوند نہ او سپر جبر
 نہیں کرتا ہی کہ بہشیت الجانی عقیدہ باطل کو او سکے دل سی نکال دی
 اسلئے کہ خلاف حکمت اعتبار و امتحان ہے بلکہ بعد ہدایت اور
 رہنمائی کے اور اتمام حجت کے او نکو او سکے حال پر چھوڑ دیتا ہی
 کما ہو منا وقولہ تعالیٰ ترکھم فی ظلمات لا یصرون ودرہم فی سگہ
 یبھون۔ پس اس ترک کرنے کو تعبیر کرنا ساتھ قائم رکھنے کی اور غما
 باطل کے کہ مشعر جبر ہے سراسر زیات اور غایت ہے قولہ گمراہ
 رکنا اور گمراہ ہے پراونکا خاتمہ کیا اقول نابزمہب اشاعرہ جبر کہ یوں
 نہ دلاتے ہیں یہ سب ٹھیک ہی کما سبق لیکن نابزمہب اہل حق پس
 نہ خدا کیسے گمراہ کرتا ہے نہ گمراہی پر رکنا ہے نہ کیسے کا خاتمہ گمراہ
 پر کرتا ہے گمراہ کرنا کار شیطا طین جن وانس ہی قال اللہ تعالیٰ
 فنفخ فی الصور فاستجاب لہم ولقد اضل منکم جبلاً کثیراً وقال
 اضلھم السامری وقال اضل فرعون قومہ و ماہک پس گمراہ کرنا جو کار
 شیطان اور سامری اور فرعون ہے معاذ اللہ وہ فضل خدا کا
 نہیں ہو سکتا اور جان کابین تعلیات میں نسبت اضلال کی طرف

خداوند ذوالجلال کے وارد ہوئی ہے وہاں ہرگز معنی گمراہی نہیں ملو
ہیں بلکہ معنی دیگر مراد ہیں کما فسرہ اہل الحق نے مکتبہم اور معنی گمراہ ہے
ہر جگہ پر سمجھنا عین کمر اس ہے ہی قولہ ایک مومن کا گزربھی وہاں نہونید یا
اقول لاکھون مومن کا گزربھو اگر آپ سے جو ٹوٹکا گزرو میں ہو گا
جہاں جو ٹوٹکا مقرر ہے قولہ وہی اصرار ہے اقول کیونکہ اصرار ہو
کہ عادت قدیمہ حضرت احدیت اسی پر جاری ہوئی ہے کہ کفار اور
منافقین کو ان کی حال پر چوڑ دیا ہی اور اون پر خبر نہیں کرتا دلن
تجدلسنہ اللہ تبدیل دلن تجدلسنہ اللہ تحویلا قولہ
کوئے مومن پاک بی تقیہ کے اقول اگر مومن نجس مشرکین کو
پاک سمجھنی والا اس نے تقیہ کیا اور کوئی مومن پاک مشرکین کو نجس
سمجھنے والا با تقیہ کیا تو نہ اس کی نجاست حساست میں کچھ گٹ گیا و نعم
ما قبل سے خیر عیسیٰ اگر جگہ رود چون بیایہ نو زخر باشد
سک بدریای ہفت گانہ بشوی چونکہ ترشد پلید تر باشد
اور نہ اس کی طہارت ظاہری اور باطنی میں کچھ خلل آگیا اگر صحیح بخاری
کو جگہ کتاب الباری کو سنبت عثمان نے جلاوچھی تو البتہ التقیہ اس نے
یوم القیامت اہل الان تقوا منہم قہاہ اویتہ کا نشان نہ ہے
غرض ذکر تقیہ سے اگر تعرض بحال مومنین ہے تو تعمیل حکم خدا
ورسل میں کوئے قباح مومنین کے لئی نہیں ہے
بلکہ حقیقت میں یہ تو ہیں و ذلیل اور فاسق و نجس کی ہی جگہ

ظلم و ستمی مومنین کو استیاض پہنچے ہوئے ہیں اور ان مسلمانوں
 سے بخدا کہ صاحبان انصاف نصاریٰ ہزاروں تہ بہ تہ ہیں کہ کسی کو
 یہ تعصب مذہبی ایذا اور آزار نہیں دیتے مین جہلانات اور
 مسلمانوں کے جو طبع دنیا مسلمانوں کو ہوسٹے ہیں اور بحیلہ تعصب
 مذہبی ایذا نہیں پہنچاتے مین میں حقیقت میں دولت و خواری دنیا و
 آخرت کی اور نہیں ظالموں کے لئے ہے نہ مظلوموں کی لئے حال
 امیر المومنین علیہ السلام فی جواب کتاب معاویہ علی نقلہ الطبری
 وابن اسحاق الحدید قلت انی کنت اقا و کما یتا و الجمل الخثوش
 ختمہ البایع و عمر اندلقد اروت ان تدم فموت وان تفضی ففجعت
 و ما علی المسلم من غناضہ نے ان کیوں مظلوموں کو مارا کہیں شاکہ نے
 دینہ و لا مرتابا فی یقینہ یعنی اس معاویہ تونی کہا جی کہ میں بعیت
 ابو بکر کو علی اس طرح چرک پر کیا جیسے بنی شتر میں لکڑے واکر
 لہنجی مین قسم ہی خداے عمر و حیات بخشندہ کی کہ اس کلمہ سے
 مذمت میری چاہے تونی لاکن درحقیقت میں میری کی تونی اور
 بے فضیلت کر نیو چاہا اور درحقیقت تو خود فضیلت ہو اور مسلمانوں کی
 کیا عیب اور نقصان اس بات سے کہ وہ مظلوم ہو اور وہ ظالمین ظلم و ستم
 کریں چاہے کہ مومن اپنے دین میں شکے کسی والا اور اپنے
 یقین میں شبہ لایا انہو قولہ قیامت تو قریب آگئی اسے قولہ کہ کو
 پاک نہیں کرتا اقول قیامت کی قریب ہو مین شک نہیں

ایضاح

علامات

اشراطہا اور اپکا وجود فریضہ ہی شاید انہیں اطمینان سے
 ہو لیکن ابھی گہر کے پاک کرنا وقت نہیں آیا اسلئے کہ پاک ہونا
 کا ار جاس اور انجاس سے آپ سن چکی ہیں کہ یوم الخلاص میں ہوگا اور
 یوم الخلاص بقول رسول اللہ بعد از فرج و جال ہوگا پس اگر آپ سے
 ہو سکی تو اسی یوم الوقت المعام صبر کیجئے اور اگر صبر نہیں ہو سکتا ہے
 اور آپ کو نہایت تعجیل طہارت خانہ رسول کے منظور نظر ہے تو
 اور کوئی تدبیر جائے خیال میں نہیں آئے بجز اسکی کہ اپنے عالم
 سی چند روز کی رخصت لیکر کوئی جہاز و خانی چرب زر و جال تک
 جائی اور اگر نشان معلوم نہ ہو تو احادیث جامع الاصول سے جہمین
 ذکر اون لوگوں کا ہے جنہوں نے و جال سی ملاقات کی ہے
 اور حدیث جتنا سہی جو کتاب الفتن صحیح مسلم میں ہے اور اوس میں
 ایک مہینی کے راہ جزیرہ و جال تک لکھی ہے اور پتہ بانہ
 مشرق کا دیا ہے پتہ لگانے اور اوس پتہ سی وہاں جاکی اوس فتنہ
 خوابیدہ کو اسے تدبیری جگائے اور اوسکو اپنی ہمدانی پس
 وقت یوم الخلاص ہی اجا پکا اور امام صدیقی ہادی علی اللہ علوہ وہی خود
 بخود وسط و جال اور ہر ایوان اولی کے ظاہر ہو جانے کی اس کا
 بہتر کوئے تیری وسطی جلد ظاہر ہونی مرید کی ار جاس اور انجاس سے
 نہیں ہے آئیہ و اگر اختیار ہے قولہ جسد زمانہ نبوت کا اقول حقیقت
 حال یہ ہے کہ جسد زمانہ نبوت کو قرب تھا اور خزان علم نبوت اور عباد

وحی والہام موجود تھے امتیاز امت نبی اوسیقہ رخاندان نبوت کے
 مساوی میں سعی و کوشش کی یہاں تک کہ کر بلا میں خاتمہ اوسکا کر دیا مگر
 خداوند تعالیٰ نے ذات واحد آدم ال عبا علیہ الاف التحیۃ والثناء سے پہلے
 اوس خاندان کو ترقی دینی شروع کے اور دین حق رسول خدا تمام عالم میں
 پہلنا شروع ہوا یہاں تک کہ آج لاکھوں ہر ہر قریہ اور ہر ہر لہو میں اوس
 دین حق کی کلمہ پڑھنے والی موجود ہیں پس زمانہ ضعف اسلام حقیقی قریب
 انقضای زمانہ نبوت تھا اور ترقی مذہب باطلہ اہل جوہرین ہوئی تھی تب
 اوسکی چونکہ ظلم کی لئے بقا قلیل ہی ظاہر ہوئی ظلم کو خدائی ایسا غارت کیا کہ
 آج نشان اوسکی قبر وں تک کا دنیا میں پیدائش ہے اور مشاہد خاندان
 نبوت خانہامی عبادت خدا ہو گئی ہیں دیکھو اسر جا لا و علی کل ضامیر
 یتین من کل فج حقیق فاعتبروا یا اولی الالبصا قولہ اور ما و شاست و سلطنت
 بھی نہیں ہوئی اقول الحمد للہ و شمنو کی آنکھوں میں خاک قولہ بالہ نیمہ کہ اور
 مدینہ میں اقوال سابقین بیان ہو چکا ہے کہ مشیت خدا مستحقنے اسکی نہیں ہوئی
 کہ قبل یوم النہاس کہہ اور مدینہ کو راجس سی پاک کچی لیکن وسطی رجم اناف
 مخالفین کے خدائی جہنڈ ایمان کا دست سلاطین سادات مغربہ سی کہ
 اور مدینہ میں کاڑ دیا کہ ہر ہر درو دیوار خانہامی راجس نقیش و نگار تہذیب
 ہو چکا ہے کافی تاریخ طبقاتم قولہ جو دین پیغمبر خدا کی وقت میں تھا قول غلط
 محض اور کذب بحت ہی جناب رسول خدا کی وقت میں ہر گز دین یزیدی کا
 تھا اور اب کہہ اور مدینہ میں دین یزیدی جاری ہے اور عید عاشورہ منائی

جاتی ہی آپ سنی کہتے ہیں ہم دیکھی سے شنیدہ کی بودا تندریدہ الغرض بلا
 لحاظ حرمت حرمین اعمال مشق و مجور عمل میں لاسے ہیں روز عاشورہ گاتی
 بجاتی ہیں ہر ہر مقام پر مصل نشاٹ جاتی ہیں یزید کی ہریان تک ستر گئیں مگر
 اوکی خوشی کا طریقہ اب تک یزیدیوں نے جاری رکھا ہی ہے ہست مصل
 بران قرار کہ بود ہست مطرب بران ترانہ ہنوز، فاضل بخیر الملک ما کنت
 ببصیرہ قولہ ایک مسلمان پاک اعتقاد ہوا قول ایک یا سو یا ہزار مومن
 پاک اعتقاد کی ہونے غلو مدنیہ ارجاس اور انجاس کفار و منافقین اور اہل
 فسوق سے نہیں ہو سکتا ہی جب تک یوم انخلاص نہ آوی کما قولہ کہ ہوتا
 تمام ہوگا جہان کی رہنے والی مومن اور مسلمان ہونگی اقول وہ مقامات
 اس زمانہ میں کر بلا اور نجف اور کا طین اور مشہد طوس اور ہزاروں قری
 اور بلاد عرب اور عجم میں گور کے کیڑی کو کیا معلوم کہ دنیا کی چیز ہی قولہ
 خدا کی گمراہ رسول کی گمراہ اقول مگر گمراہ شش ہلو کہ بابت شتیا امت فی
 بیت خدا کو جلا دیا اور بیت رسول میں آگ لگا دی تب اہلبیت خدا و رسول
 سرسیمہ اور متفرق ہوئے پس جہان جہان پہنچی اور نور ہدایت اور نیکار تو
 آفتن ہوا دین و ایمان ہی وہاں چلا گیا اور بعض اہلبیت جو اس خرابی تہ
 سوختہ میں بضرورت خاکستر نشین ہوئی آج تک اوکی مرقد ہا ہی مظہرہ کوئی
 چراغ جلانی والا نہیں ہے کیا عدوت ہی ارجاس اور انجاس کو اہلبیت
 نبوت سی حیف ہی کہ عبدالعزیز جلانی کہ بافادات ابن حجر مکی صواعق میں
 ماصیبت اوکی غنیۃ الطالبین سی ثابت ہی قبر اوکی بعد اسیودین بظلاو

فقر دہائی باوی اوشیح کا فوری جلائی جاوی اور قبور اہلبیت نبوت پر
 ایک ضریح چوبی کا بھی مصالفت ہو، ورنہ کوئی ایک تیل کا چراغ بھی نہ بلانی
 پاوی سے این چہ شوریت کہ درد و رنجی میں ہطوق زرین ہمہ گردن غم
 می نیم، یہی دین اور ایمان اہل مدینہ کا محل الشہ طور ہا سن الار جاس طور
 اشرف الناس قائم ال محمد علیہم السلام قولہ ای ہایو قول ای مخاطب
 سنی ہایو اگر اسلام کی کچھ عزت اور حرمت رکھنا چاہتی ہو تو اول اہل
 مکہ اور مدینہ سی جنہوں نے بطع دنیا ی چند روزہ خاندان نبوت کو
 مساویانہ صواب و لوک جو مصداق اول من اسس اساس نظم و الجور
 ہیں اونسے بیزاری کرو تاکہ یہ وہ نصاریٰ تہا دین اور ایمان پر نہیں
 اگلے سوا کوئی دوسرا علان نہیں ہے قال المخاطب المقام
 ہر اہل اللہ سبل السلام شواہد نقلی و سماعی کی فضیلت میں ہم صحابہ کرام
 رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی فضائل کی ثبوت میں ہمیں کئی شہادتیں
 بیان کرتے ہیں اول وہ شہادتیں جو توریت اور انجیل میں مذکور ہیں
 دوم وہ شہادتیں جو قرآن مجید میں مذکور ہیں سوم وہ شہادتیں جو ائمہ کرام
 علیہم السلام سے کتب امانیہ میں منقول ہیں توریت و انجیل کی شہادتیں
 صحابہ کی فضیلت میں اتنی بات تو امانیہ مذہب والی ہی جانتے ہیں
 کہ بطرح پراشدہ جاب شانہ فی کتب ہاوی میں ذکر پیغمبر خدا کا بطریق پیش کی گئی
 کیا ہی اوسط حضرت کی یار و نکاہی مذکور فرمایا ہی اور انکی صفات اور
 حالات کو مثالوں میں بیان کیا ہے اور اس سے انکار کئی نہیں کرتی

کہ خدا نے خود فرمایا ہے کہ محمد رسول اللہ والذین معہ اشداً
 علیٰ کفار رحماً، بینہم ترکہم رکتہً شجداً یتبعون فضلاً من اللہ ورضوا
 سیماہم فی وجوہہم من اثر سبحور ربک مثلہم فی التورۃ و مثلہم
 فی الانجیل کذریع اخراج شطاہ فآزرہ فاستغلظ فاستوی
 علی سوقہ یعجب الشراعی لیغیظ بہم الکفار ...

معنی محمد رسول اللہ کا ہی اور جو لوگ ساتھ اونکی میں سخت ہیں اور پر کفار
 کی رحم دل ہیں درمیان اپنی دلیلیا ہی تو اونکو رکوع کرنیوالی سجدہ کریں
 چاہتی ہیں فضائل خدا کا اور رضا مندی اونکی نشانی اونکی اونکے
 چہرہ پر ہی اثر سے سجدہ کی یہی صفت اونکی بیچ توریت کے اور
 او صفت اونکی بیچ انجیل کے جیسی کہتی بکھانے اکو اپنا پس قوی
 کری او سکوپس موٹی ہو جائیں پس کھڑی ہو جائیں اور چہڑی اپنے
 کی خوش گنتی ہے کیتی کرنیوالی کو تو کہ غصہ میں لاوی اللہ بسبب
 اون سلمانوں کی کافرو کو اب ہم اون شانوں کو جو توریت و انجیل میں
 مذکور ہیں اور انکی خبر خدا کی جلتا نہ فی اس آیت میں دی ہی بیان
 کرتی ہیں یقول لہستک بولایہ علی ابن ابریطالب علیہ السلام
 سابق میں بے بیان ہو چکا ہی اب ہی ابتدای دلائل نقلیہ میں بیان
 ہوتا ہی کہ عرض الہنت کی کل صحابہ کی بیان حسن و خوبی سی اثبات حسن
 خوبی حضرات ثلاثہ و اتباع عم کی ہی اور شکیہ کی منکر ہیں اور حضرات ثلاثہ و اتباع عم کو
 اچانہیں سمجھتے بلکہ اصل ایمان سی بے بہرہ جانتی ہیں اور اونکے

ایمان کو ایمانِ نقاتی ثابت کرتے ہیں پس یہی امر مل نزاع در میان ہل
 حق اور اہل ہل کے ہی چنانچہ صفحہ ۲۷ میں خود مخاطب فرماتی ہیں کہ ان
 فضائل کے مصداق صرف وہی اصحاب ہیں جنکو علمای شیعہ اچھا
 جانتی ہیں اور اکثر مہاجر و انصاریہ خصوصاً خلفائے ثلاثہ اس سے خارج ہیں سو
 اسکا دعویٰ کل علمای شیعہ فی کیا ہی اور یہ صفحہ ۲۷ میں فرماتی ہیں کہ
 ما بہ النزاع در میان ہماری اور حضرات کی صفت یہ امر یہ کیا کہ مراد اس سے
 تمام مہاجرین و انصار ہیں یا نہیں بلکہ اصل تصفیہ منحصر اس امر پر ہے کہ خلفائے ثلاثہ
 ہی ہمیں داخل ہیں یا نہیں انتہی برابر اسکی شہادتیں عقلی یا نقلی مطلق ہو
 کی فضائل میں بیان کرنا محض لغوی اس لئے کہ مطلق صحابہ کو شیعہ کب برا
 کہتے ہیں خود آپ محترم ہیں کہ کل علمای شیعہ فی اسکا دعویٰ کیا ہے
 کہ مصداق فضائل وہی اصحاب ہیں جنکو شیعہ اچھا جانتی ہیں پس فر
 کل شواہد عام کا واسطی اثبات دعوائی خاص کی بیکار ہی وقد تقرر فی المیزان
 ان لا دلالتہ للعامة علی الخاص باحدی الدلالات الثلث جو فضیلت عام آپ
 ذکر کرینگے ہم جواب میں کہینگے کہ مراد اس سے علی ابن ابیطالب اور
 اصحاب اوکی امثال سلمان و بوزر و عمار و مقداد ہیں نہ آپکی ثلاثہ اور تابع
 اوکی امثال ابو عبیدہ و عبد الرحمن و سعد و خالد پس یہی ایک جواب
 اجمالی شواہد عام میں کافی اور وافی ہے اور جب آپ تطبیق کے
 فضیلت کے خلاف پھر کرینگے تو ہم کہینگے کہ لاریب باتفاق و یقین مختار
 اسکی مصداق نہیں ہیں پس ضرور ہی کہ پہلی ایمان ثلاثہ ثابت کرو اور

عجائب
تفصیل

اؤ کمزور منافقین سے خارج کر دے تب ہم نظر کریں گی کہ یہ فضیلت اور منطبق
ہی یا نہیں اب ہم جواب تفصیلی فرخزات مخاطب بیان کرتی ہیں قولہ اول
وہ شہادتین جو تورات اور انجیل میں مذکور ہیں اقول بزعم باطل اپنے
ایک شہادت تورات کی بیان کی اور ایک شہادت انجیل کی کیا کی اور کھانا
شہادتین تورات کی اور شہادتین انجیل کی کیا ایک ایک شہادت پر طلاق
شہادتین بلعطف جمع معلوم نہیں کہ کس راوی کیا سواے خلع اور فریب
کی جو کاذبین غادرین حائنین سے علی مانی صحیح المسلم ہاتھ آیا ہی کس بات
پر قبول کیا جاوی قولہ دوم وہ شہادتین قولہ سوم وہ شہادتین اقول اول
دوم و سوم تینوں مثل ثلاثہ کے باطل ہیں اور شہود و ہم پر غیر منطبق کما سیطر
عقرب انشا اللہ تعالیٰ قولہ اتنی بات تو امامیہ مذہب والی ہی اقول
اتنی بات تو سنی مذہب والی ہی جانتے ہیں کہ سطح پر اسجیل شانہ نے
کتب ہماوی میں ذکر غیر خدا کا اور اونی یا ران و فاد کا بطور شکیوئی
کی کیا ہے اس طرح ان حضرت کی پارون باکارون بشعارون عاکر وادو
دنیا طلبو کا بھی تذکرہ فرمایا ہی اور اونی رذائل صفات اور حالات
تفاوت سات کو کتب ہماوی قدیم میں بالتصريح بیان کیا ہی اور اہلسنت
اس سے انکار اسے نہیں کرتی کہ خدائی خود فرمایا ہے قد افلح من
تذکی و ذکر اسم ربہ فصلہ ہل تو شرون الحیوة الدنیا والاحرة خیر
وابقی ہا ہذا لفی الصحف الاولیہ صحف ابراہیم و موسیٰ
ذکر صلوة اور مذکورہ سی ثابت ہو کہ مخاطب امثال اچیل اور بولس نبین ہیں

اسی کہ از کوصلوۃ اور زکوۃ سی کیا واسطہ اور اسطرح روی خطاب طرف
 مومنین مخلصین کے ہی نہیں ہی اسلئے کہ انکی شان سی نہیں ہی کہ
 دنیا کو آخرت پر اختیار کریں پس مخاطب قشرون الحیوة الدنیا کی نہیں
 ہیں مگر منافقین صحابہ کہ انکی شان میں دوسری جگہ فرمایا ہی ارضیۃ
 بالحیوة الدنیا من الآخرة فما متاع الحیوة الدنیا فی الآخرة الا قلیل
 مگر جب ایسی مخاطبوں کو ساتھ خطاب تریدوں عرض الدنیا کی تالیف
 تو صاف معلوم ہوتا ہی کہ مراد منافقین مہاجرین و انصار میں سے
 اس وئیں خلیفہ اول میں کیا فرز کردہ سیاتی پس تحصیل کا ایم خداوند علام
 اتمام پر بانضمام قرآن آیات دیکر یہ ہوا کہ بدستیکہ رنگار ہوئی وہ لوگ
 کہ مہنون نے فصلوۃ اور زکوۃ بہ نیت خالص ادا کی لیکن ای منافقین صحابہ
 تم ایسی نہیں ہو کہ تم دنیا کو آخرت پر اختیار کر سکتے ہو حالانکہ آخرت بہتر
 ہی اور باقی تری اور یہ وہ باتیں ہیں جسکا ذکر مشیر مصحف ابراہیم و موسیٰ میں
 میں ہی ہو چکا ہے پس اگر تورت اور بائیل سی بقول آپکی بعض صحابہ کی
 فضیلت نکلی تو مصحف ابراہیم اور موسیٰ ہی بعض دیگر کی زریت ہی نکلی قولہ
 اسطرح حضرت کی یارونکا ہی تذکرہ فرمایا ہی اقول آیہ وانی ہایہ میں نصیر
 یاران و صحاب کی نہیں ہی بلکہ خدائی والذین معہ فرمایا ہی پس اگر
 سینت سی صحابت مراد لیاوی تو اس میں شک نہیں ہی کہ صحابہ بتاوی
 ہوگی نہ اصطلاحی الہنت یعنی من رائی البنی ہو ملو لخطۃ اور ظاہر ہر
 کہ کمال اس صحابت انویکا الہیت رسالت میں ہی وارنہماست کہ حدیث

نجوم میں لفظ اصحاب مفسر بالہدیت ہوئی ہے گوگل اور کی مصداق اصحاب
 اصطلاحی امانت منون لیکن خدا و رسول پر واجب نہیں ہی کہ اطلاق انکا
 میں تابع اصطلاح امانت ہوں جیسا کہ عقرب جواب حدیث نجوم میں
 آورچکا پس صریح اصحاب سی جناب رسول خدا فی مراد بالہدیت لئی اوسطی طرح
 سی کیون نہیں جائز ہی کہ خدا فی والد ذی معہ سی الہدیت رسالت کو مراد
 لیا ہو سکتی کہ معیت سی یا معیت ایمانی مراد ہی جیسا کہ بعض مفسرین نے
 والد ذی معہ کی تفسیر بر الذین آمنو معہ کی ہی یا معیت نصرت و اعانت جیسا کہ
 ان الله مع الذين اتقوا وان معي في سبيلهم الذين آمنوا فليست
 مشارکت فی الذات یا مشارکت فی اوصاف یا معیت زانی یا معیت کانی
 غرض کہ قسم کی معیت کہ قابل مع ساتھ جناب رسول خدا کی فرض کیجاوی
 اکمل افراد اور کی الہدیت رسالت ہیں لیکن معیت ایمانی پس ظاہر ہے کہ
 اکمل فی الایمان الہدیت علیہم السلام ہیں کہ اور انکا ایمان مثل ایمان رسول خدا
 کے برابر نہارت ہی طرفہ عین ہی سبوق کفر نہیں سب و لو عیدوا
 صدقہ پس انہیں کو مومنین مع رسول اللہ کہہ سکتی ہیں کہ من حیث الایمان
 ہمیشہ مع رسول اللہ تھی اور ہی ساتھ مخالفین خدا و رسول کی تھی اور بخراگی
 کسی صاحب پر یہ بات نہیں صادق آتی کو مومنین دیگر ہی فی الجملہ
 یا یعنی مع رسول اللہ ہوں اور جب معیت ایمانی مراد لیجا سکتی خواہ بروجہ کامل
 خواہ فی الجملہ تو سوائے مومنین کی منافقین و الذین معین کس طرح فعل ہی نہیں
 ہو سکتی پس انکی ثلث اس سی خارج ہو گئی اسلئے کہ اور انکا ایمان ابھی تک

ثابت ہی نہیں ہی بلکہ نفاق ثابت ہی ہم اؤنکو والذین آمنو معہ میں داخل
 نہیں جاتی کہہ والذین ناھوا کا اس درجہ سمجھتی ہیں لیکن معیت اعانت
 ونسرت پس البیت علیہم السلام ہی بزرگ کہ جن میں دودگارا ونصرت کا ہوگا
 اٹلی کہ ادیان امانت اور نصرت کی نہ تھی مگر تریج دین اور حفظیہ اسلمین
 دین اور تریج دین اسلام بزرگ بشیرہ اللہ ہی ہوئی جن جن وقتوں میں رفیقان
 وفا شمار سے سداق غولیم مرزین ہوئے ہم اسلام کا باقی کرنی والا اور غیر خستہ
 کی حفاظت کرنی والا سوا ہی حیدر کرار صاحب ذوالنہار کی کون تھا اور جن
 لوگوں کو البیت میں سی حکم پہاؤ بیعت نہیں ہوا اؤنوں نے ہوا خطا با منہ
 مجاوات حسنہ سزا و جبار بمقتضای تہائی اعلنت لھو واسر لھم اسلام را
 تریج ایمان کل جہانین کی اؤنیں کی بدولت آج اؤنوں میں تینوں بنا
 میں ہر ہر ملا و لواحق میں موجود ہیں اور یہ عظیم انواع جہاد تہا جو البیت سی
 مل میں آیا چنانچہ نصرت شاہ ولی اللہ پر شاہ عبدالغفریز دہلوی کتاب الہام
 کی صفحہ نمبر مطبوعہ میں فرماتی ہیں و از عظم انواع جہاد است مکررون خلیفہ
 بمعروف ونہی و از سبکبر خیر خروج اوسبیت و می باید کہ بطلعت باشد و ن
 و در خلوة باشد و ن الجلوة آفتہ بر خیز و تہی الحمد للہ الذی اجری الحق علی سائر
 اب کل اعتراضات و تعرضات نصاب نسبت بانیہ اطیاب و بارہ علم
 خروج بیعت حقاء و استکار از اشارہ بطل ہو گئی الغرض معیت نصرت کا نہ
 مخصوص بالبیت ہی اور نصرت فی الجملہ اور یونین کی الٹی ہی ہی لیکن آپ کی
 تلامذہ اول تہو نیت ہی سی خارج ہیں دوسری کس مقام پر نصرت رسول خدا

کی اور کس روز سب اشرب و ضرب ہوئی کس کا فزی لڑی کس کو مارا پہلا ایک
 کا نام تو بتلاد بھی ہاں سوا و لشکر میں مثل نبیؐ بقا تو کی بطمع مال غنیمت شریک
 ہوئی اور جب برا وقت پیش آیا ہاک کمری ہوئی کتاب و ضمتہ تصفایں
 علی باطل نگہا ہی کہ ملو اور حضرت عمرؓ کی سات باشت کی لابی سے تہا و
 ایک باشت کی پوزی تھی مگر سی لڑی میں اتفاق و علی میان سے
 نکلنی کا نہو لیکن معیت مشارکت فی الذات پس سوای اہلبیت کی کون
 ایسا ہی کہ گوشت و خون او سکا گوشت و خون رسول اللہؐ ہو کہ بعض میں
 دیگر ہی مثل حمزہ و عبیدہ و جعفر و عباسؓ کی فی اہلہ مشارکت نبیؐ کرتی تھی
 مگر شل مشارکت محکم و مکرم وانا و اوس علیؓ من نور واحد
 .النا س من شجر نثی وانا و اوس علیؓ من شجر واحد و علیؓ من ولدا
 من علیؓ کما اخرج الطبرانی و احمد و الترمذی و النسائی و ابن ماجہ و تہی
 تھی اور آپ کی ثلاثہ تھی و عدوی و اموی جو شجرہ ملعونہ فی القرآن میں یا وکو تو پیو خذا
 سے کہ واسطہ ہی نہیں ہی اور ظاہر تر اس ہی کا ملو نہو مشارکت اہلبیت
 کا فی اصفاۃ چنانچہ موہبین اور محافلین فی مشارکت حضرت نبوت و
 حضرت ولایت میں کتابیں ہیں اور جنہل متصنّب جامی فی کتاب
 زین لطفی میں ہیں یا نوین مساوات ثابت کی ہی و جناب مولانا شوہری
 و ام ظہریؒ فی روائح القرآن میں او سکو با سٹہ تک پہنچا یا ہی اور حقیقت یہ
 کہ دلیل انصاف و پر مساوات کلی کی ولالت کرتی ہی الا انحصار لعل و لعل
 من البیۃ و خصا انصافا و مشارکت فی اصفاۃ لکل القرۃ الولد تر لایہ

سی ظاہر ہی لیکن معیت سکائی پس کافی ہی واپسی اور کی طبیعت البتہ ہونا
 سوای طبیعت کی کون ایسا تھا کہ جسکا گہر جائز نبوت ہو لیکن معیت زمانی
 پس عالم انوار سی اہل بیت کی لمبی ثابت ہی عقل عن فردوس الدہشتیہ
 مثال رسول اللہ کنت امام علی بن ابی طالب علیہ السلام علیہ السلام
 یسبح اللہ ذلک النور و معیت دہشتہ قبل ان بحسب لوق
 آدم با ربوبت الف عام منما خلق اللہ آدم کرب زکاک
 النور فی صلبہ لم یزل فی شئی واحد ہستی
 افسر قفا فی صلب عبد المطلب فخرنا و جبرئیل علیہ
 یعنی فرمایا جناب رسول خدا کہ ہم اور علی سامنی خدا کی ایک نور تھی ایسا نور
 کہ ظاہر تھا فی نفسہ یا پوشیدہ تھا نظر کل خلائق سی یا ہم مساوی تھا یا عام شامل
 تھا ہم دو تو کو یا شامل تھا انوار و گیر اللہ علیہم السلام کو اور یہ نور شیخ و تقدیس
 خدا کرتا تھا قبل پیدائش آدم کی چار ہزار سال پس ہر گاہ خدائی پیدا کیا
 آدم کو اس نور کو او کی صلب میں رکھا پس ہمیشہ ہم ایک جا رہی یہاں تک
 کہ صلب عبد المطلب میں متفرق ہوئی پس ایک جزو اس نور کا میں ہون اور
 ایک جزو علی اتھی ہر چند معیت سکائی و زمانی قابل تعرض نہ تھی اسلئے کہ
 برہی ہی اور کلام خدا سی ہی ثابت ہی کہ یہ معیت بین المؤمنین و الکافر ہے
 نہی ہوئی ہی مگر جو کہ سنتوں فی چند پہر ابو بکر کا غار میں ساتھ رہا کہ در حقیقت
 موجب عار و شامہی مایہ بابات و تمنا رجا نا اور اتنی ہی معیت سی ابو بکر کو
 مصداق و الذین معہ شرابی ہن بلکہ خیر از سی فی اسکو دلیل صحت خلافت امیرا

ایسی معنی اس معیت کو بھی اہمیت میں بروجہ کامل بیان کیا سب تا کہ
 معلوم ہو کہ اگر معیت پسند پر کسی ایک غارتیر و تارین موجب خلافت ہی تو
 معیت مکانی عمر بہر کی ایک کہ کی اور معیت زمانی بدو فطرت سی لے
 ظہر لاکھوں برس کی کیون نہ موجب خلافت ہوگی پس خلاصہ کا بیان
 مقام پر یہ ہوا کہ اگر مراء معیت سی معیت تمام ہی تو یہ آیت خصوصاً اہمیت ارام
 ہوگا اور اگر معیت کو عام تمام اور فی الجملہ سی معیت تو ساتھ اہمیت ارام کے
 بعض مومنین مومنین ہی داخل ہونگی لیکن منافقین پس ہرگز مصداق اس
 آیت کی نہیں ہو سکتی تہی کہ کو ظاہر میں مع رسول اللہ ہی مگر حقیقت میں
 لوگ مع اعداء رسول اللہ ہی اور بدترین کفار میں سبب ہی اور یہی مال
 ہی مرتدین کا کہ کو چند ہی مع رسول اللہ ہی مگر انجام کار او نکاہی مع اعدای
 رسول اللہ ہوا پس مخاطب اپنی ثلاثہ کو پہلی تفاق تہ راوی کو آیت و صف
 عنوانی موضوع میں داخل کری پہاوں اوصاف کو را فی الشریعہ یا جانا میں
 ثابت کری ہر قضیہ مطہ تاخرین کی ملازمت ساتھ کلمہ کی ثابت کری تب
 طبع ثلاثہ کی اس آیت میں داخل کر نیکی کرے و ساتھ ثلاثہ و وہ
 حسنہ طاعت و قولہ مثالون میں بیان کیا ہی اقول اگر عرض مخاطب
 کی مثالون سی لفظ مثلہم فی التقرۃ اور مثلہم فی الانجیل
 ہی تو نہایت خوش فہمی او کی ہی اس لئے کہ باتفاق مفسرین اور اہل لغت
 مثل کی معنی اس تمام پر مثال کی نہیں ہیں بکہ معنی مثل کی صفت کی میں ناچہ
 خواہ مخاطب فی لائن شعور کسی ترجمہ میں و میکہ ترجمہ آیت بصفت کیا ہے

حیث قال صفت او کی بیج توریت کی اور صفت او کی بیج انجیل کی استقامت
 اور اگر غرض مخاطب کی شانوں سی و تیشیل ہی جو کاف تشبیہ کزرع سی
 سمجھی گئی ہی پس اگر یہ شار الیہ ذلک کافی قولہ ذلک شلم صفات مذکورہ
 بالا ہین اور وقت او پر شلم فی اللیل کی ہی جیسا کہ آپ کے مجاہد مفسر نے
 کہا ہی تو اس صورت میں کزرع ایک کلام متانف ہو گا چنانچہ تفسیر صباوی
 میں اسی احتمال کو مقدم کیا ہی اور کزرع کی تحت میں تیشیل متانف
 لکھا ہی پس بنا براس تفسیر کی کلام خدا سی ایک مثال کا ہونا ہی توریت و
 انجیل میں نہ ثابت ہو گا چہ جائی انیکہ آپ فراوین کہ مثال کو بیان کیا اور
 در صورت استیانف حنی کلام خدا یہ ہوئی کہ جناب باری فی اول بیان فرمایا
 کہ محمد رسول اللہ اور او کی حقیقہ ساتھی موسوف باین صفت ہین کہ استثناء
 علی کفار رحماء بینہم ہین رائے اور ساجد اور خوا بان بفضل و رضا مندی خدا
 او کی پیشانیوں میں نشان سجود ہی یہ تعریف او کی توریت اور انجیل میں
 ہی پیرا نیا تشبیہ سی جناب رسول خدا کو اور پہلینی اسلام کو او کی سعی او
 کوشش سی ساتھ زراعت کی ضعف و قوت میں جیسی کہ ابتدا میں زراعت
 ضعیف اور دقیق ہوتی ہی اور جب اوس میں سے شاخیں نکلتی ہین تو بعد
 چندی او کو ایسی قوت حاصل ہوتی ہی کہ تمام فروع او سے بہرہ جاتا ہی اور فراہمین
 کو پہلی معلوم ہوتے ہی ایسی طرح اسلام ابتدا میں ضعیف تھا یہ بعد چند سے
 جناب باری فی سلمانوں سی باعتبار اکثر شعوات بلاو کی فروع دنیا کو بہرہ دیا
 بعد اسکی جناب باری فرما تہ ہے کہ وعد اللہ الذی امنوا و عملوا الصلحت

خلاصہ یہ ہے کہ وعدہ کیا ہی خدائی مسلمانوں میں سی اور نہ لوگوں کو جو ایمان حقیقی
 لائی ہیں یا ایمان حقیقی پر مرتی و متکبر باقی رہی ہیں کما فترہ بعض المفسرین
 اور اعمال صالحہ کی کئی ہیں یعنی ازاد و ادب کا حسن حیث الاسلام ہی نہیں ہماری
 مغفرت اور اجر عظیم کا پس شیعہ حنفی نزدیک نہ آپ کی ثلاثہ ایمان حقیقی لائے
 نہ ایمان حقیقی پر مرسد و متکبر ہی نہ اوستی کچھ اعمال صالحہ قابل قبول ہوئی
 عرض خدمت بناب مخاطب میں یہ ہے کہ شیعوں کی احادیث کی نقل
 میں تو آپ خیانت کرتی تھی کہ اہل اور آخر فراموشی تھی اب کلام اللہ میں بھی
 خیانت کی تھی کہ آخر آیت کو جو بیای استشنا کی تھی او کو اور طوایا القربوا
 الصلوۃ بدون اتم سکاری کی رکعہ یا بیٹھا بیٹھا پ اور کڑا کڑا تو جو کہ تو جو نہ
 خدا کرتی اور پوری آیت تو لکھ دیتی مگر جو کہ مضرا پی مطلب کا بھی او کو جو بیاید
 ملحات شیعہ سی سمجھ لیا اور جو آپکی میضامی صاحب اس تمام پر کر کے لائی ہیں
 کہ من بیانیکلی اپنا من سجھ لیا ہی او کو شیعہ بنا براس تفسیر کی کہ جو خود او نہیں
 کی بی حجت و دلیل غیر مسلم کہتی ہیں قال ابو علی سینا من تعودن تیصد من غیر مل
 فقد تلخ عن افطرة الانسانیۃ الحمد للہ کہ شیعہ مثل اہلسنت کی منسلخ عن افطرة
 الانسانیۃ نہیں ہیں جو بی حجت و برہان کسی تا کو مان لین سے مخفی نہ ہی کہ جن
 اہلسنت فی اس مقام پر ایک ایسی پوچھ اور پھر تقریر کی ہی کہ حضرت مخاطب کو
 بھی او کی ذکر کرنی سی شرم آئی اور اپنی تین غافل نہ کی او اس سی کر زکیا
 طرہ تریہ ہی کہ ایسی لغویات کو بجا پرہ ابن عباس کی کلی سند ہی چسپاں
 شاہ ولی اللہ صاحب انالہ پنجاہین فراتی ہیں عن عباس محمد رسول اللہ

والذین معہ ابوبکر استناد علی الکفار عمر و حماد بن عقیل عثمان تراجم رکعاً سجداً علی
 میتون فضلاً من اللہ و رضواناً علیہ وزیر سیما ہم فی وجہ ہم من اللہ و عبد اللہ بن
 ابن عوف و سعد بن ابی وقاص و ابوعبیدہ بن جراح الی آخر مات التحصی
 اس تقریر فی نظیری بوجہ ولید پر باقیلے از مسج و نک یہی کہ الذین معہ ابوبکر
 ہیں کہ غایبہ و قاریں مثل ماربع رسول اللہ تہی اور استناد علی الکفار عمر
 ہیں جنکی تلوار گہرین ڈیڑہ بالشت میان سی ہر وقت باہر رتی تہی اور
 بقول مخاطب او کہو خدائی کا فرشتہ کیوں سطلی پیدا کیا تاگو اتفاق ایک کہی اور
 کا ہی او کو نہیں ہوا اور رحمان بنیم حضرت عثمان ہیں کہ اپنی غریزون اور
 اقربا پر ہر ارحم کیا کہ ولید بن عقبہ سابق فی التزیل کو جو عثمانکی مان کا جاتا تہا نہ
 اونکی باب کا اوسکو ایسا سرفراز فرمایا کہ حکومت کو فہ غایت فرمائی پس
 اونسی صبح کی نماز چار رکعت پڑھائی اور مصلای مسجد پر شراب کی تہ کی
 اور کہا لوگوں سی کہ اگر تم لوگ چاہو تو کچھ اور رکعتیں میں پڑھاؤں لوگوں
 فی عرض کی کہ حضور اسقدر کافی ہی اور مروان اور حکم جنکو رسول خدا
 فی شہر پر کیا تہا بسبب اسکی کہ وہ منافق چلنے میں جناب رسول خدا
 کی نقل کرتی تہی اور وہ طرید رسول اللہ کیلانی تہی حضرت عثمان نے
 او کو بلا کی سرفراز کیا اور لاکھوں روپی مال خمس و زکوۃ کی بالخصوص خمس
 از زقیۃ بقول شخصی مال مفت دل بیرحم دی ڈالی اور رکع اور ساجد بچا کہ
 حضرت علی ابن ابیطالب تہی کہ جو سوای نماز و روزہ کی اور کسی کام کی
 سنتے اس مفسر فی نظیری کلام اللہ کو غارت کیا کہ مبتدا و خبر تک و کا

بجا رڈ والا باتفاق مفسرین الذین معہ مبتدا و یا خبر مبتدا ہی اور ہشدا
 علی الکفار اور رد ما بنیم خبر مع خبر ہی پس سنائی کلام یہ میں کہ جو لوگ
 مصداق الذین معہ میں او نہیں میں صفات اشد اور رحاوی پانچویں
 میں نہ یہ کہ ایک ایک شخص میں ایک ایک صفت پائی گئی ہے اور
 جب بالاتفاق ترکیب میں یہ فقہ موضوع اور محمول ہی تو اگر الذین معہ
 ابو بکر میں اور اشد اور عمر میں کو یعنی کلام یہ ٹہری کہ ابو بکر عمر میں اور عمر
 میں پس اگر حمل جزئی حقیقہ بر جزئی حقیقہ جائز ہو تا تو شیعوں کو ان
 معنوی مان لینی میں شاید کہ تردد نہوتا کیونکہ شیعہ بھی فی الجملہ اتنا
 ملاشہ کی قائل ہیں اور ابو بکر کو عین عمر اور عمر کو عین عثمان جاتی ہیں مگر فقط
 کفر و نفاق میں نہ ذات میں گستاخی معاف یہ اپنی اپنی سمجھ ہی علاوہ اسکی
 ایک امر ادبی بیان قابل لحاظ ہے کہ الذین سی ابو بکر مراد لینا اور
 اشد اسی عمر اور رحاوی عثمان یہ عینہ اطلاق جمع علی الواحد ہے
 جسکی حضرات اہلسنت آیر ناما و لیکم اشد میں منکر ہیں اور جب اطلاق جمع علی
 الواحد اس جگہ بزرگ کیا تو ہم کہتی ہیں کہ کیون نہیں جائز ہی کہ کل صیغہ ہی
 سی بیان فقط جناب امیر علیہ السلام مراد ہوں پس الذین معہ اور ہشدا
 اور رحاوی سی مراد فقط ذات واحد و حضرت کی سی جس طرح الذین
 معہ سی فقط ذات واحد ابو بکر مراد ہی اور نظر باستیاف تمثیل کردہ یہ
 احتمال نہایت چپان ہی اسلی کہ اسمی ذات اور مجامد صفات و حضرت
 کا کتب سامی میں ہونا مشہور اور معروف ہی کما لا ینحی باقی تعلقات

اس ایہ دانی ہدایہ کی رو اقوال مابعد میں معلوم ہونگی فاصبر و انظر قولہ اب
ہم اون مثال کو کجی خبر خدای جل شانہ فی اس آیت میں دی ہے
اقوال محض غلط خدائی ایک مثال کی بھی خبر نہیں دی ہی بلکہ مثل کی خبر
دی ہی جو بیچ سے صفت کی ہی اور مثل اور مثال میں فرق ہی کما تر
فتاۃ الخاطب المقام ہدایہ السبل السلام پہلی شہادت
توریت کی توریت کی کتاب استشنا کی تیرہویں باب کی چھٹیں میں
میں لکھا ہے کہ اگر تیرہ بائی یا نبیا یا جو رو یا دوست کوئی سبجہ پہلا وی او
کسی کہ او غیر معبود کی بنیگی کرو تو تو او سکے موافق نہونا اور او سکے بات
نہ سنا اور او سپر رحم کی نگاہ نہ کرنا اور او کی رعایت نہ کرنا اور وی پوشیدہ
نہ کرنا بلکہ او کو ضرر و قتل کر دانا او کی قتل پہلی تیرہ ہاتھ پڑے پس
غور کرنا چاہئے کہ جو کچھ حضرت موسیٰ فی اپنی قوم سی کما صاحب کرام نے
او سکے کہ دگلا یا اور جیسی کچھ شدت اور سختی کافرون پر چاہی اوس کا
ظہور صرف پیغمبر صاحب کی یارو کی ہاتھ سی ہوا ایسی وہی خدائی اشکے
شان میں اشدا علی الکفار فرمایا اگرچہ صحابہ کرام کی شدت اور صلابت
کا جو دین میں تھی امامیہ انکار نہیں کر سکتی مگر ہم ان کی اطمینان کے لئے
حضرات شیخین کے حالات کو جو بڑی دشمن شیعوں کی اور جو غمی قریش
کر کی اونہیں مشہور ہیں بیان کرتی ہیں اور زیادہ تو نہیں کہہ سکتی اتنا عرض کرتے
ہیں کہ اپنی ہی کتابوں کی روایتوں کو نہیں اور ہر او سکے توریت کی مضمون سی
اور قرآن شریف کی آیت سی ملا دین اور خود ہی انصاف کریں اور اگر

حیا و شرم مانع نہ ہوئی تو تعصب اور عناد کو چھوڑ کر ان کی فضیلت کا اقرار کریں
 اور اپنی باطل عقیدہ کو چھوڑ کر جماعت میں داخل ہو جاؤں یہ قول الہی متمسک
 بولائیہ علی ابن ابی طالب علیہ السلام برین عقل و دانش
 بایہ گریست، خدا یا اس بالیخویای مخاطب کا کیا علاج ہی شروع کلام
 میں دعویٰ کرتا ہی کہ اب ہم اون مثالوں کو جو توریت و انجیل میں ہیں بیان
 کرتے ہیں یعنی فضائل صحابہ کی مثالوں کو کچھ عبارت توریت و تہذیب کرتا
 ہی کہ ہمیں یہ صحابہ کا نام نشان ہی نہ مثالوں کا کچھ ذکر ہی بلکہ ایک
 مسئلہ شریعت منسوخہ کا بیان ہی کہ وہ ہرگز اس شریعت میں نہیں ہے
 شاہی حضرت خلیفہ نے اسکا حکم دیا ہو کہ مجھ کو اسکی کہ تیرا باپ تجھے
 پہنلاوی کہ غیر خدا کی عبادت کرتا ہو سکوار ہی ڈال اور اسکو اتنی بے
 مصلحت نہ دی کہ کوئی دوسرا دوسرا ہاتھ اوٹھانی پاوی بلکہ پہلی تیرا ہی ہاتھ پڑا
 یہ حکم صریح خلاف نص قرآنی کی ہے قل اللہ تعالیٰ وان جاهدک
 علی ان تشرک بی مالیس لک بہ علم فلا تطعہما و صاحبہما فلا تسمعہما
 یعنی اگر مان باپ کو شمش کرین کہ تو شریک گردان ساتھ میری او اس
 چیز کو کہ جسکے استحقاق محبوبیت کا علم تجھی نہیں ہی پس نہ اطاعت کر
 انکی اور ساتھ دی دنیا میں اونکا بحسن و بیکر قال البیضاوی اے صحابہ
 معروف علی یا رضیہ اشترع یقینیہ الکرم یعنی صحبت نیک حسب ضای
 شرع و مقتضای کرم قال بعض المحشیین طبعہا ولیبہا و قیودہا اذ امر ضا و
 دیوار یا اذ مالہ یعنی اذ کو طعام اور لباس دی اور انکی عبادت وقت

مرض کری اور بعد نیکی کا فوہن کری پس اگر تودیت کو محرف نہ سکے تو
 لا اقل حکم تورتی کو اس شریعت میں نسخہ کبھی پس اس مسئلہ منسوخ نہ کہ صحابہ کی
 فضائل کی مثالوں کی واسطہ مارین گھٹنا پہوٹی انکہ قولہ جو کہ حضرت
 موسیٰ نے اپنے قوم سے کہا اقول آپ تو اقل کلام نہ ہیں حضرت
 موسیٰ کو کیوں کہتے ہیں شاید تودیت کو افترا ہی حضرت موسیٰ
 سمجھتے ہیں قولہ یہی کہ شدت اور سختی کا فوہن پر اقول محض غلط ہی کہ
 اس قسم کی سختی مسلمانوں کی دین میں ہو کہ جو مسلمان ہو وہ اپنی باکپواروں کے
 تب ایمان کامل پاوی قولہ انکی شان میں اشد علی الکفار نہ آیا
 اقول اسو علی اشد علی الکفار نہیں فرمایا کہ ان باکپواروں کی تے
 بلکہ اسو علی فرمایا کہ سونین مومنین جو بے ضرب میں کفار سے مثل ثلاثہ
 کی سونہ نہ ہوڑتی تھی اور اثر شدت و رخصالت یہ تھا کہ قدم انکی
 معرکہ میں ایسے گر جاتی تھی کہ پھاڑ اپنی جگہ سے ٹل جاتی مگر اونکے
 ثابت قدمی میں نہ ٹل آئے اور جو سر پر گزرنی ہو گزرنے کی خواہ زخمی
 ہون خواہ مرین مگر آؤں پیچھے نہ ٹھین یہ لوگ اشد تھی نہ وہ ہزردی کہ
 مادہ زکوہی کی طرح پھاڑ نہیں چلین قدر قولہ امامیہ انکار نہیں کر سکتے
 اقول امثال علی بن ابیطالب اور حمزہ اور جعفر اور عبیدہ اور تابع انکی
 کا نہ امامیہ انکار کرتی ہیں نہ اہل سنت انکار کر سکتی ہیں اسے کمال
 کا شصت باہن صفات ہونیکا امامیہ علانیہ و جہراً انکار کرتی ہیں اور
 اگر مثل اہلسنت کی امامیہ بھی منکر کلام اشد ہو جاتی تو بیشک انکار کر سکتی

لیکن مجبوری ہی کہ امامیہ فہم برین کی شکر نہیں اور منکم من یرید الدنیا
 ومنکم من یرید الآخرة کی قائل ہیں اور حتیٰ اذا فسلتم
 وتنازعتم کا اقرار کرتی ہیں قال فی النہایۃ الفصل الفرع والحبس وافت
 اور خلاف عقل ہی کہ بگورسی ڈرنیوالی نامر ضعیف القلب دنیا طلب
 مصداق اشد اعلیٰ الکفار ہوں قولہ حضرات شیخین کی حالات اقول
 اب آپ سید ہی راہ پر آئی اور کل کو چھوڑ کر شیخین کو منصب و کلمہ پر آپس میں
 شیخین اور انکی اتباع میں ہماری آپکی لشکر سے کل ہی کچھ واسطہ نہیں
 گوانہیں کی شامت اعمال ہی کل پجاری کیسے جاتی ہیں سے نہ منی
 کہ گاوی و علف زار بیا لایہ ہمہ گاو ان وہ راہ قولہ خود ہی انصاف کہ میں
 اقول آپکی سر مبارک کی قسم کہ آپکی حکم کی سب سے تعمیل کی اور عبارت تورت
 کو جو آپ نے عقل کی اور عبارت کلام اللہ کو ملایا اور انصاف کیا تو دونوں عبارتوں
 میں کچھ واسطہ اور سیطرہ کی مناسبت نہ پائی اور آپکی حق میں شہر موند نامی روم کو
 درگاہ جناب باری میں عرض کیا ہے اسی خدا عزوجل و دین بگاہیت
 انکی عقلش بدہ دیوانہ است بابت ار اپنی دعاوی کا وہ کئی پہلا یہ کہ تورت
 میں شاملین فضائل صحابہ کی ہیں و دوسرا یہ کہ قرآن میں ہی خدائی فرمایا ہے
 کہ تورت میں شاملین میں حالانکہ نہ تورت میں شاملین ہیں نہ کہیں خدائی
 فرمایا کہ تورت میں شاملین ہیں یہ دونوں آخری تو خدا پر نہیں مفسر ادعویٰ یہ کہ
 مصداق آیت کل صحابہ ہیں یہ بھی جھوٹ کلمہ بیاد اور بعد ان کذبات
 تلامذہ کی یا جنوں سرشار جو میں آیا یا کوئی گلاس کسی صاحب کی

صاحب دانتبہ اوسی بڑہ گیا اور اتنی ہی غل میں باقی نری کہ در میان مسئلہ منوخذ
 کی او تھیل فضائل صحابہ کی تیز کر سکین مسئلہ کو تھیل تھیل کیا آئی تے بہا
 مخاطب کی اگر لکھو کہ یہی شرم اور حیا اور غیرت ہی تو ایسی دیوانہ
 باتیں چپ چاپ کر کیوں اپنی تین فضیلت کرتی ہو اور کیوں نام اسلام
 کو ہنسائی ہو مخالفین اسلام کہیں کی کہ مسلمان ایسی ہی کٹری ہوئی ہوتی ہیں
 کہ جب کو مسئلہ اور مثال میں فرق نہیں معلوم ہوتا ہی افسوس ہی تمہاری
 بی حیای ریکہ فحول علما کی سامنی کثرت عورات اپنا مثل خواہش باری
 کی کرتی ہو اور لکھو کہ یہی حیای عثمانی ہر نہین ملا حالاکہ حیا او کی حیا
 ابکاری بد اسج بڑی تے اگرچہ راوی جیانی اس مثل تھیں کہ
 نسبت طرف جناب رسول خدا کی دی ہی مگر غلط کیا اونہی تھائی کہ حیا
 رسول اللہ حیا و ایمانی ہی نہ حیا و سنوائی کہ پیاس اندام نہانی ہی آپ
 اس سیاکہ مقام مخصوص ذات عثمانی ہی نہ ذات حضرت عمر کہ وہاں اف
 سا پر وہ درہی آئی حضرات میںوا اگر مرد ہو تو بزدلوں کا ساتھ چوڑ کر دامن
 شاہ مردان کا لو اور جماعت موعیہ کی کل کر جماعت موعین میں غل
 ہو جاؤ مثال مخاطب القمقام ہواہ استیل اسلام
 پہلی روایت کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فی اپنی باب کی قتل کا
 قصہ کیا امام عظیم شیخ عوی حضرت شیخ علی تذکرۃ الفقہاء کی چھوٹیں فصل
 میں لکھتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق فی احدی دن اپنی باب کے
 قتل کا ارادہ کیا مگر حضرت فی منع کر دیا اور فرمایا کہ تو جانی دی اور کوئی یہ

کام کر لیا پس ای بانیو خدا کیواسطی ذرا اپنی امام عظمیٰ کی تصدیق کو دیکھو کہ وہ
 صدیقیت صدیق اکبر کو کسی تصدیق کرتی ہیں اور جو کچھ تورات میں کفار پر
 شدت کرنیکا ذکر ہے اور کوشان میں حضرت ابوبکر صدیق کی کیسا قیلم
 کرتی ہیں کیون یا رواست علی الکفار کا مصداق کیا سوا ای اوکی کوئے
 دوسرا ہوگا جاپنی باپی قتل پر آمادہ ہو اور تورت کی اس مضمون کا
 کہ غیر مجرود کی بندگی پر پلانیوالی کو اگرچہ بہائی یا بیباچہ و یا دوست ہو تو
 قتل کر ڈالنا او پہلی اپنا ہاتھ اوکی قتل پر اوٹانا اطلاق کسی اور پر
 ہوگا تجب ہی شیون سی اور اوکی امام عظمیٰ کی ایسی روایت کو
 تصدیق ہی کریں اور صدیق اکبر کی مستعد کیو باپی قتل پر قبول بھی
 کریں اور پراونکی صدیقیت سی انکار فرماوین دوسری روایت کہ حضرت
 عمر فاروق رضی اللہ عنہ منی رشتہ داروکی قتل کا شہود دیا تفسیر مجمع الیاء اور
 منج الضادقین اور خلاصہ تفسیر جرجانی میں آہستہ مذہب کی تفسیر منی تلہا ہی
 کہ جب بدر کی لڑائی فتح ہوئی اور بیت سی لوگ مکہ کی قید ہوئی بن میں
 اکثر ماجرین کی عزیز اور قریب تھی اور نہرت فی اوکی معاملہ میں بایہی شہود
 کیا تب حضرت عمرؓ فرمایا کہ بو کوئی جسکا رشتہ دار ہے وہ اوکی حوالہ کیا
 جامی تاکہ وہ اپنی ہاتھ سی اپنی کا ورشتہ دار کو قتل کری اور خدا کی محبت کی
 سانی رشتہ اور قرابت کا خیال نہ کری اسکی شیل علی کو اور نفل سب محاور
 فلان فلان کی حوالہ کیا جادی واسطی قتل کی آہی شیبیان پاک
 ذرا اس روایت کو اپنی تفسیر میں دیکھو اور انصاف کرو کہ اشار علی الکفار کا

مضمون حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہاں یہی نہیں اور جو حضرت موسیٰ نے کفار پر شدت
 کر کے لکھی فرما وہ انکی حال سی مطابق ہی یا نہیں اور اس پر ہی نہ سمجھو تو خدا تعالیٰ
 تجھے یقول کہ تم تک بولائیہ علی ابن ابیطالب علیہ السلام
 حضرت مخاطب کی خوش فہمی اور خوش خلقی سب نینوئی بڑھ گئی ہے
 کہ انکو بغیر روایات نئیہ اور روایات شیعہ میں نہیں ہو سکتی ہی بیکر مومن
 حدیثیں صحاح ستہ کی ہماری علماء فی بغرض صحیح اپنی کتب میں مندرج کی
 ہیں اور مقتضای ائمہ نقل کفر کفر نباشد مصدق او کی نہیں ہیں انکو لازم تھا کہ
 پہلی ان دونوں روایتوں کی تصدیق کلام سی ہماری علماء کی ثابت کرتے
 تب او کو مقام استدلال میں لاتی تفسیرین کا دستور ہی خصوصاً صاحب
 تفسیر مجمع البیان کا کہ کل اقوال علماء تفسیر کو اور کل روایتوں کو جو متعلق تفسیر آیہ
 ہوتی ہیں بلطف قیل اور بلطف روی بیان کرتی ہیں من دون رد و قیاس
 کیونکہ کوئی کہہ سکتا ہی کہ فلان مفسر ان کل اقوال مختلفہ کا مصدق ہی آیا ہو سکتا
 ہی کہ کوئی تصدیق اضداد کری پس حلقہ اقوال مختلفہ سی مصدق ہو گا مگر ایک
 کا کہ او کو بلطف قال احسانا اور بلطف رویا تعبیر کرتا ہی کہی مصدق کی طرف ائمہ
 اثنا عشری نسبت دیتا ہی ان روایتوں میں ان انما تصدیق تفسیر سی کوئی لفظ
 نہیں ہی تو آپ کا فرمانا کہ علمای شیعہ فی انکی تصدیق کی محض جھوٹ اور
 غلط ہی قولہ امام عظیم شیعہ کی اقول ہماری مذہب میں کوئی عالم
 مقرب این لقب نہیں آری نینون فی ابی خلیفہ کو امام عظیم یا ائمہ طہارت
 بنایا ہی انکو اختیار ہی کہ جب کا لقب چھین کر حکو جی چاہی غایت فرمائے

لے
 بات ہی نہ
 بیل الدی
 درہ زرقی
 بین الودع
 قدیر و تکیا
 فی الامم

قوله تذکرۃ الفقہاء کی چوبیس فصل میں لکھتی ہیں اقول کتاب تذکرۃ الفقہاء
 چھپ گئی ہی نایاب نہیں ہی کہ تدریس الیسی کی اوسمین مجال ہو علامہ
 علیہ الرحمہ فی اس روایت سنتیہ کو الزاماً علی اہل السنۃ لکھا ہی جس تمام پر
 کہ روکیا ہی قول علمای اہلسنت کو اب قتال بغاہ میں کہ سپر قتل پر بدین
 ضرورت بلا کر اہت جائز جانتی ہیں حالانکہ یہ ہل ہی بدو میل ایک فی لیل
 تحقیق کہ وہ آیہ وان جاہداک النخبی جیسا کہ مبنی ابتدای قول میں بیان
 کیا دوسری دلیل الزامی کہ وہ روایت اہلسنت ہی کہ ابو بکر کو جناب رسول خدا
 فی قتل بدری منع کیا پس اگر یہ روایت اہلسنت نہوتی تو دلیل الزامی
 کیونکہ تمام ہوتی پس غرض علامہ یہ ہی کہ مذہب اہلسنت اس بارہ میں
 بدیل تحقیق و الزامی دونوں ہل ہی علاوہ اہل کیونکہ علامہ اس روایت
 کا ذہب کی تصدیق کرتے کہ جبکی غلط صریح اور تصحیف قبیح ہوئی خود بعض
 محققین اہلسنت تصریح کرتی ہیں چنانچہ علامہ نووی شامی صحیح مسلم کتاب
 تہذیب الاسماء واللغات میں شیرازی ہذا الزوایۃ فرماتی ہیں وہ غلط صریح
 و تصحیف قبیح پس غرض علامہ ذلر روایت سی الزام مخالفین سے ہے نہ
 اعتماد نہ ہوت و تصحیح و تصدیق روایت اب اہل انصاف ملاحظہ فرمائیں
 اگر ایک روایت اہل سنت کو کوئی الزام ذکر کری تو او کو صدق روایت
 میں پہلے ہیں مگر حضرت مخاطب کی حادث میں ہی کہ جو کہ ربط و یاس
 کے کتاب میں پایا و سکی مصنف کو او کا مصدق ٹھرا لینے میں قولہ
 امام غزالی کی تصدیق کو دیکھو اقول الزاماً علی الخصم ذکر کرنا تصدیق نہیں سکتے

جب تک کوئی دلیل اور تصدیق کی فتاویٰ نہ کی جاویں اور اگر قسط کتاب میں
درج کرنا باقی نہج کاں موجب تصدیق ہو جاویں تو اپنی ہی اسکو اپنے
کتاب میں درج فرمایا ہی پس آپ ہی مصدق الکی ہوئی بلکہ آپ کو صدق
کننا سزاوارتر ہے کہ اس روایت کو قرۃ العزب سمجھ کر آپ بغلین بجاستہ میں
اور جاسم میں ہوئی نہیں سکتی ہیں میں تحمل فاسد کہ ابو بکر کا اشداعلیٰ الکفار
ہونا خواہی بخوابی اس سے ثابت ہو گیا لہذا ہم اسید وارہ میں کہہ رہے ہیں
اجازت کہ بحث و محض کرینی اس روایت میں دیکھی مگر خبر و اکین ایسا
نہو کہ جب قرۃ العزب آپ کی دہن شریف میں قرۃ حم ظل دی تو آپ ہونہ
نکا لکرسنیک بچی اور فرامی کہ میں مصدق نہیں ہوں بلکہ میں ناقل ہوں پس
دو قول ہم آئیں لیتی ہیں اور ضمیر قولہ نظر الکی تصدیق کی آپ ہی کی طرف
پہنچتے ہیں اور اگر آپ رضی نہجی کا تو مرجع ضمیر کا راوی کو رو بھیجا کہ
حضور والا کو اختیار ہی قولہ اپنی باپ کی قتل کرینکا ارادہ کیا اقول ارادہ
امر قلمی ہی کہ بخیر خدا کی اسکو کوئی نہیں جان سکتا ہی اسی اظہار و کا زبان
بصدق دل و بکرو ضعی ہو سکتا ہی اور منافقین ہمیشہ فکریا دعوانہ
و رسولہ میں رہتی تھے پس ہو سکتا ہی کہ اظہار و کا بکرو فریب فقط خوفا
رسوخند اکیوسطی ہو اسٹی کہ اخلاق حسنہ حضرت سی معلوم تھا کہ ایسے
تفاوت اور قساوت قلبی پر رضی نہجی پس حضرت کی ولکو باظہار کمال
اخلاص بکرو فریب خوش کر دیا بچہ احسامہم وان یقولوا تمہم لقا
اور ہو سکتا ہی کہ بصدق دل ہو مگر حلا افعال منافقین چونکہ رضا اللہ

بلکہ طمع دنیا تھی اور برباد کاری تھی الٰہی کمال و ذات اور خواست ابو بکر رولا
 کر گیا یعنی ہماری حضرت کو ایسے طمع دنیا غالب تھی کہ اوسکی مدح علی جو شام
 رسول خدا ارادہ اپنی باپکی مار ڈالنی کا کیا اور دنیا میں بہت اشتیاقی
 گزری ہن کہ طمع دنیا اونہوں کی اپنی باپکو تسل کر ڈالا ہی قولہ مگر حضرت
 نے منع کر دیا اقول اولاً اسی منع کرنی صاف ثابت ہوا کہ ابو بکر نے
 ایک فعل قبیح کا ارادہ کیا تھا اور اگر فعل حسن اور قابلِ مَحْذُوہ تھا تو ہرگز
 وہ حضرت نے منع کرتے پس جب مقصود خدا شد اعلیٰ الکفاری
 باپ کا مارنا نہوا بدلیل منع رسول اللہ الٰہی کہ مقصود خدا سی حضرت کا مانع
 ہونا محال ہی تو کیونکر ابو بکر کو آپ ارادہ ایک فعل قبیح کی کہ وہ ہرگز مقصود
 خدا شد اعلیٰ الکفاری تھا تحت اشتداد علی الکفار و اہل کرسکتی ہن ثانیاً یہ
 ارادہ کرنا ابو بکر کا صاف دلیل ہی اور سیلان ابو بکر کی طرف یہودیت کی
 اسلئے کہ بقول آپ کی توریت میں حکم باپکی خودی تسل کر ڈالنی کا تھا اور خدا
 قرآن میں بقول خود و صاحبہما فی الدین معروفاً اوس حکم کو نسخ فرمایا تھا کہ اگر
 مگر حضرت ابو بکر نے منع خدا کو کہ نہ سنا اور اوسی شریعت نسخہ کی حکم پرستند
 ہوئی پس تصدیق قرآن کی یہی حال تھا کہ منافقین کا حضرت عمر کا میلان
 الی یہودیت تو ہم سابق میں احادیث مشکوٰۃ شریف اور نہایہ ابن اثیر اور
 ازالۃ النہاسی ثابت کر چکی تھی کہ جناب رسول خدا نے فرمایا انتھو کون انتم کما تھو
 کت الیہود - آہ یہی فرمایا والذی نفس محمد بیدہ لو بدء لکم موسیٰ
 کا بنعقوہ - اور یہی فرمایا ولو کان موسیٰ حنیاماً وسعداً لابتای

اور بھی فرمایا امتھو کون فیہا یا ابن الخطاب اب حضرت مخاطب کی لطف
 و عنایت سی حضرت ابو بکر کی یہی یہودیت بخوبی ثابت ہو گئی اگرچہ احادیث
 مشکوٰۃ اور نہایت کی صحیح جمع لافیل کہ ہم ثلاثہ پر محمول کرتی آئی کہ کلام عرب
 میں اطلاق جمع میں سے کم پر ہونا برخلاف حقیقت ہی مگر اگر کی روایت
 بقولہ سی جس پر آپ پہنچتی کو دلی میں تصریح ان کی اہم شریف کی سب سے معلوم
 ہو گئی ولقد صدق سے ذہب الحاکم لیتفید نفسه ہر قافات و بالذمان
 کیون حضرت امیر اعظم شعیان فی اکیوۃ من رب کلایا ایم خنظل
 اور زہر لائل پلایا اب اگر کچھ ہی شرم و حیا ہوگی تو کسی اس روایت کا نام
 یہ بھی گنا قولہ پس ای ہائیو خدا کی واسطی اقول ای سنی ہائیو خدا کے
 واسطی ذرا دیکھو تو کہ حضرت مخاطب اس روایت کی تصدیق کرتی ہیں
 کہ جس سے صدیقیت ایک طرف یہودیت صدیق الکر کی ظاہر ہوتی ہی
 قولہ جو کچھ توریت میں ہی الی قولہ کیسا تسلیم کرتی ہیں اقول کیونکہ یہ تسلیم
 کریں کہ یہودیت صدیق کی ان کی نزدیک تسلیم ہی اور حقیقت یہ ہی کہ
 دعویٰ تصدیق سب سے دلیل تصدیق کی تصدیق نہیں ہو سکتا ہی کیا مقرر
 قولہ ہوائی او کی کوئی دوسرا ہو گا اقول ماسا اسدہ بات تو کسی سنی کو
 نہ سوجھی ہوگی کہ مصداق اشدا علی الکفار ہوائی ابو بکر کی کوئی دوسرا نہیں
 ہو سکتا ہی بیچ سب سے کسی دوسری نی سب سے اگر باکی باز کا ارادہ کیا
 ہوتا تو وہ ہی مصداق ہوتا لیکن ایسا اتفاق نہیں ہوا یہ ایک کام مخصوص
 حضرت خلیفہ اول ہی تھا اور بیعت جمع جو اشدا کا ہی وہ فقط حضرت

ہے پر صادق ہی اور بیعت جمع کفار کا فقط آپ کی والدہ ماجدہ ہی پر صادق
 ہی اور توجیہ اکی یہ ہو سکتی ہی کہ ایک اشتداد بسبب کثرت شدت
 کی بجای چند اشتداد کی اور ایک کافریبب کثرت کفر کی بجای چند کفار
 کی ہو سکتا ہی اور یہ بعینہ مثل اسکے ہی کہ حضاجر بیعتہ جمع ایک جانور
 عظیم لیلین کو کہتے ہیں پس ایک عظیم لیلین کو بسبب عظمت لیلین
 کی بجای چند جانوران عظیم لیلین کی شمار کی اور کو حضاجر کہتے ہیں
 کیون حضرت یہ توجیہ وجیہ توکشا یہ خیال مبارک مین گذری ہوگی
 اور بنا براس افادہ جدیدہ کی کہ اشتداد علی الکفار سوائی حضرت ابوبکر کی
 کوئی دوسرا ہوگا حضرت عمر کو اور کا مصداق ٹھہرا محض بیجا ہوگا یا بستنے
 ہوگا اوپر اسی کہ دروغ و کورا حافظہ نباشد یہ کلام ہمارا بستنے اور بظاہر نظر
 کی تہا جب ہمیں آپ کے مقصود صلی مین غور کیا اور اپنی نظر جدیدہ کو آپ کی بکار
 افکار مین بزور گردویا تو معلوم ہوا کہ عرض آپ کی دوسری ہی قسط جناب امیر
 علیہ السلام مین معنی او نہون نے چونکہ اپنی باپ کی مار ڈالنی کا ارادہ نہین
 کیا تو وہ مصداق اشتداد علی الکفار نہین ہو سکتے اصل آپ کی خواہش
 ولی یہ تھی مگر شرم و حجاب انظار مطلب مین سی مانع ہوا یا اصولت شیعہ ان
 علی ابن ابیطالب علیہ السلام سی ڈری کہ انظار مطلب ولی موجب قضیہ حق
 ہو جائیگا کہ کبریت شیعہ زید النکاح، توفیر من صولۃ النکاح، ہر چند
 مقام نہ پیش آئیگا ہی مگر ہم نرمی آپ کی غلش ہانی کو دفع کئی دیتے
 ہیں کہ والدہ بزرگوار حیدر کرار شل پیرا بوبکر از خطبہ کفارتی بلکہ ذہب البیت یہ

کہ وہ اوصیای حضرت اسماعیلؑ سی تھی گناہ میں جناب امیر علیہ السلام فوت ہو گیا
 اور اہل بیت کو فرماتے اور اگر بطور فرض شریک الباری کی اور کافر فرض
 ہو تو قصد شستن پر خلاف نص صریح صاحبہما فی الدنیا معروف
 کی ہی گناہ میں جناب امیر علیہ السلام مثل ابو بکر جلیل کلام اللہ سنتے
 کہ قصد باکی مار ڈالتی کا کرتی بہر کیف نہایت مقام حیرت ہی اولیٰ سمجھ پر
 حضرات اہل سنت کی کہ اگر ہم روایت تذکرہ کو من جمیع الوجہ سلم ٹھہریں
 اور کی طرح چون و چرا لب پر ملاوین تو غایتہ ما فی الباب اس سے
 نہ ثابت ہوگا مگر اس قدر کہ ایک منافق فی نحو شام رسول اللہ کہ وہ
 ہی بطبع دنیا سی ایک کافر کی ماریکا نقطہ ارادہ کیا لیکن توفیق من اللہ
 والرسول اس کی واقعہ کرنے پر نہ ہوئی پس فقط اس ارادہ غیر واقعہ سی ارادہ
 کرنا والا ایسا مسداق استیلا علی الکفار ہو گیا کہ اب دوسرا کوئی نہ ہوگا اور
 جس یمن ہونے میں ہزاروں کفار نابکار کو بضر و انقار صاعقہ کروا دیا
 کو بیجا اور گناہ اور ذریعہ تمہاری زبانوں میں نہیں نکلتا افسوس ہی اس
 یحیائی اور بی غیر سے تیرے کو چلو بہر پانی میں ڈوب مرنا چاہئے کیوں ایرو
 احیدین لافتی الاعلیٰ لاسیف الاذی الفقار ابو بکر ہی کیو سطلی
 حضرت جبریلؑ پکارتے تھے جبر میں کہ اگر غیر قرار ابو بکر ہی کیو سطلی پیغمبر خدا
 نے فرمایا تھا خندق میں قد بنی الایمان کلمۃ الی الکھزملہ ابو بکر ہی
 کی جبر میں ارشاد ہوا تہابی شک تعصب اور عناد فی تمہاری آنکھوں کو اندھا
 کر دیا ہی وانہا لا تعی لا بصار و لا کن نعمی القلوب الی فی الصدق

کہ عقیقہ کی نزدیکی دشواری نہیں ہی اتنی کہ عمر تو اکثر شباب رسول خدا کو سکھایا
 پڑھایا کرتی تھی بلکہ وحی خدا ہی انہیں کی راہ پر نازل ہوتی تھی جیسا کہ اہل
 نبی فضائل عمری میں لکھا ہے مگر شکل یہی کہ نابراس روایت کی ترجیح عمر
 ابو بکر پر ہی لازم آتی ہے حالانکہ خود عمر متعین رہتی تھی کہ کاش میں ایک
 بال ابو بکر کا ہر شہرت ہندت جانتی ہوئی کہ کمان کی بال ہوئی تمنا تھی
 قولہ انی شہیدان پاک اقول شیعان پاک نزادنی روایت دیان
 پاک نہاؤ دیکھا اور روایاں خود خدا انصاف کیا کہ اگر ہم اس روایت
 کی کذب و فسق نظر کر کی دیکھیں تو غایت مافی الباب یہی کہ عمر فی حکم کیا
 کہ ہر شخص اپنے بستہ عزیز کو جو سیکو مار نہیں سکتی اپنے ہاتھ سر
 مارے اس قساوت اور شکنیں ولی کو خدا اور رسول فی پسند کیا اور اسکا کلمہ
 ندیا او کیونکر اسکا حکم دیتی حالانکہ باتفاق مجبور تو نہیں شیعہ و سنی میں
 اہل مین عباس عم رسول اللہ ہی تھی کہ سبب اسکی کہ شکنیں اسکی
 بستہ زوری کسی ہوئی تھیں وہ کر رہے تھے اور خواب رسول خدا کے
 کان تک اسکی کر رہے کی آواز پہنچتی تھی تو حضرت بستر خواب پر چین
 تھی اور نیند نہیں آتے تھی بعض صحابہ بنی یوحنا کہ حضرت آپ کو سونچتے
 ہی اور حضرت فی فرمایا کہ عباس کی کر رہے فی مجھی بی چین کیا ہی پس
 لو کون سے عباس کی شکنیں کو لدین تب حضرت سوئی پس جب کہ ایسی
 مرتبہ رحم و کرم میں ہو وہ کیونکر گوارا کری کہ کوئی اپنے عزیز کو بلا ضرورت
 داعیہ فوج کری پس اگر حکم عمر خدا کی نزدیک قابل مع ہو تو بیشک عمر فضل

رسول خدا صی ہو: اور جناب رسول خدا اشد علی الکفار ہوں اور
 عمر ہوں گواہنت اسکو ان لین مگر کوئی مسلمان با ایمان نامے گا بچل
 جب حکم عمر مقبول درگاہ خدا و رسول نہوا تو صاف اس سی ظاہر ہو گیا کہ
 غرض خدا اشد علی الکفار سی یہ تہی جو عمر کو سوجہی ورنہ قول عمر ضرور قبول
 خدا و رسول نہوا اور در صورت نہ قبول ہونیکلی نقض نہیں لازم آتا اور
 نقض غرض اپنے کا حکیم نہیں ہے پس جب کار عمر مقصود اشد
 علی الکفار سی نہوا تو عمر کو تحت اشد علی الکفار داخل کرنا بیجا ہوا یا قولہ
 حضرت موسیٰ بنی کفار پر شدت کر نیکی لئی فرمایا اقول اولاً تو بیت محرف
 کا اعتبار نہیں ثانیاً اگر یہ حکم واقعی تو رقی تھا تو جب یہودیت کو اسلام فی
 منسوخ کر دیا تو یہی منسوخ ہو گیا اور حکم منسوخ کی تہی کرنا دلیل اور پر سیلان
 خلیفہ ثانی کے طرف یہودیت کی ہی پس علاوہ اہل احادیث کی
 جو شکوہ اور نہایہ سی نقل ہوئی یہ حدیث ہی برکت قبول مخاطب سے
 یہودیت خلیفہ صاحب پر دلیل ہوگی و لہذا اقول یہ بیجا رد غرض
 تلاش دم کردہ نہایافتہ دم دو گوشہ کہ کر دتا اہل مخاطب اہل مقام
 ہدایہ التسلیم السلام دوسری شہادت بخیل کی ستے کی بخیل کی
 باب ۱۳ کی درس ۳۱ و ۳۲ میں لکھا ہی کہ ایمان کی بادشاہت الی
 کی دانہ کی مانند ہی جسے ایک شخص فی لکھ مسیحیت میں بویا و وہ
 سب بچوں سی چوٹا ہی پر جب اوتنا ہی تب سب تر کا بیون سی بڑا ہوتا
 ہی اور ایسا درخت ہوتا ہی کہ ہوا کی پربندی اوکلی ڈالیو پیرا کرتی ہن

اسی نشین کوئی کو اس آیت ہی ملانا چاہی جو اسی مذکور ہوئے کہ مثلہم
فی الانجیل کزرع اخروج شطاً فاستغلاظ فاستوی علی سوقہ لیحب
الذراع یعنی منہ داند تقاضا فرماتا ہے کہ پیغمبر کی یاروں کی مثال انجیل میں اس طرح
کسی ہی صبط ایک چوٹا سا دانہ کہ او میں اول تپتی نکلتے ہیں پھر وہ بڑھتا
جاتا ہے یہاں تک کہ بڑا درخت ہو جاتا ہے اور دامن والی کو تجب آتا ہے
پس اس آیت کی تفسیر کو اس عبارت سے انجیل کی جہنمی اور بیان
کو کیسے تصدیق ہوتی ہے اور اس سے بشاوت قرآن و بشاوت انجیل
صحابہ کی فضیلت بخوبی ثابت ہوتی ہے اور حقیقت یہ مثال باطل صحابہ
کی سال کی مطابق ہے اسی کہ وہ اول توڑی تھی آہستہ آہستہ بڑھ گئی اور
ایک بڑا شکر اور نچا ہو گیا جسکی جماعت اور کثرت کو دیکھ کر کفار تجب
کرتے تھے اور انکی قوت کو دیکھ دیکھ کر جلی مرتی تھی پس جو کوئی انکی
بزرگی کا قائل اور انکی فضیلت کا معتقد ہو وہ حقیقت قرآن اور انجیل
اور تمام کتب ہادی کا منکر ہی اسی صاحب اگر صحابہ رسول کی ایمان اور سلام
کی تم قائل نہیں ہو تو مہربانی کر کی ذرا ارشاد فرماؤ کہ والدین سب کیا مراد
ہی تھے وہ لون لگ حضرت کی مانند تھی جسکی صفت اللہ جل شانہ
اس آیت میں فرماتا ہے اور اس شہاد علی کفار کا مصداق بتلاؤ کہ وہ کون
ہے انہ تھے جو کفار پر سختیاں کرتے تھے انصاف کیا رہا سوای چارچہ کے
بے سبب منافق اور کافر نے نہ و نعوذ باللہ من ذلک تو وہ کون لوگ
تھے بے سبب ہی اسلام ایک دانہ سے بڑا درخت ہو گیا اور وہ کہتے

شخص تھی کہ جنکو کفار و دیکر غیظ میں آئے تھے کیا کسی کی قیاس میں اسکیا
 ہی کہ چارچہ شخصوں کو دیکر کفار جلتے ہوں اور معدودی چند کی ایمان لا
 پر تعجب کرتے ہوں اور اگر ہزاروں آدمی مسلمان نہیں ہو گئی تھے
 اور وی سبکی سب ایمان میں کامل نہ تھے تو اللہ جل شانہ فاستغظ
 فاستوی علی سوقہ کیوں فرماتا اور اگر ہزاروں شخص اسلام نہیں لائی
 تھی تو کن کو دیکر کفار کو غصہ آتا تھا پس جبکہ کوئی صحابہ کی فضیلت اور
 اوکی کثرت کو تصدیق نہ کری وہ ان آیتوں کو بہانہ بنائے کہ ہمیں کرسکا آئی یا وہ
 خدا کی قسم سچ جانا اور یقین کر کی ماننا کہ ہمارا یہ تعجب آتا ہے
 کہ جو لوگ ایسی آیتوں کی تصدیق کرتی ہیں اور جو مثال انجیل میں مذکور ہے
 اور سکو غیر خدا کی نبوت کی نسبت پیشین گوئی پر محمول کرتے ہیں اور
 یہ صحابہ کبار کی فضیلت اور کثرت سی انکار کرتی ہیں اور ایسی آیتیں اور
 پیشین گوئی کو صرف چارچہ شخصوں پر ختم کرتی ہیں اور صحابہ سی عداوت
 رکھ کر لعینہ ہم الکفار کی تہدید سی ذرا ہی نہیں ڈرتے ہیں اقول الممسک
 بولایہ علی بن ابرہہ علیہ السلام ہماری خیال میں نہیں
 آتا کہ آپ کو درق گردانی کتب منسوخہ محرفہ سی کیا فائدہ کیا تصدیق قرآنی آپ کو
 کافی نہیں آخر وی خطاب آپ کا طرف اہل اسلام کی ہی اور وہ لوگ اس
 توریت اور انجیل موجودہ کو محبت نہیں سمجھتے جتنی انجیلین سنو اتی میں خواہ
 تھے انکی خواہ تو فاقی خواہ اور یکی سکو اصلے انجیل نہیں جانتی بلکہ بتجسید و شیعہ
 اصلے توریت اور انجیل اور ہزاروں کتب اور صحف آسمانی حضرت عمرؓ

جلاوے اور مبینون حمات اون سی گرم رہی اور ہر خید جناب امیر علیہ السلام
 نے منع فرمایا کہ یہ کتب آسمانی کلام ربانی ہیں اور گواہ احکام الہی مفسوخ ہیں
 مگر واجب التحظیم ہیں اور انہیں کتابوں سی ہم حقیقت اسلام پر دلیل لاسے تہن
 انکا جلا ناجائز نہیں ہے مگر قائل سانی جہنا کتاب اللہ فی ایک ہی نہ بنا
 اور سکو جلو او یا فجر اہ اللہ بایستحقہ اور جب قرآن ہی سی ایسا مطلب نہ نکلا
 تو ان کتب محرفہ سی کیا نکلی گا و لاکن الغزین یثبت کل شیش قولہ
 شعی کی انجیل کی باب ۱۳ اقول آینی دعوی یہ کیا تا کہ جناب سول خدا
 اور ان کی یاروں کی فضائل اور صفات توریت اور انجیل سی ہم بیان کرتی
 ہیں یہ عبارت جو انجیل کی اپنے نقل کی آئین تونہ جناب سول خدا کا کبرو
 نام و نشان ہی نہ ان کی یاروں کا کہ ذکر نہ کوئی فضیلت اور صفت ہے
 بلکہ آسمانی بادشاہت کی مثال ساتھ اٹھ رائی کی ہی اور آسمانے
 بادشاہت اگر مخصوص بادشاہت الہی کی جاوی تو بادشاہت حضرت
 سلیمان اور داؤد و حضرت موسیٰ کی بعد غارت ہونی فرعون کی یہ سب
 بادشاہتیں آسمانی ہیں تخصیص جناب سول خدا اور ان کی یاروں کی کہانے
 نکلی اور اس عبارت سی پیشین گوئی اور پسین گوئی بھی نہیں نکلتے
 کیون اس محل اور پوچھ گوئی سی نام اسلام کو دانا یا ن فرنگ سی ہنسواتی ہو
 حضرت سلامت وہ عبارتین کتب سماوی کی جسین جناب سول خدا کا نام
 و نشان اور ان کی یاران با وفا کی صفات اور منافقین پر وغالی مذمت
 موجود تھی وہ یہ عبارتین نہیں ہیں جو آپ لکھتی ہیں وہ کلمین اب کمان ہیں

جو وہ عبارتیں ملین وہ کتابیں تو دوست تعدی حضرت عمرؓ جلاوس گئیں
 اب اونکا نام و نشان ہی نہیں ہی قولہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہی کہ پیغمبرؐ
 کی یاد کی مثال انجیل میں اقول سے نہتہ بہ از خداوند شرم
 از رسولؐ بوجہی میں آتا ہی دیوانہ کی طرح آپؐ کی گتی ہیں یہ کہانسی ثابت
 ہوا کہ مثال کز ربع انجیل میں ہے حسب تفسیر مجاہد کہ وقت تسلیم فی التورۃ
 پر نہیں کرتا ہی بلکہ فی الانجیل پر وقت کرتا ہی اور کز ربع کو کلام متانف
 کتاب ہی جیسا کہ بیناوی نے ازل اجمال اتیان ہی لکھا ہی کہ مگر ہرگز
 کلام اللہ ہی نہیں ثابت ہوا کہ تخیل کز ربع فی الانجیل ہی آپؐ حق تحریف
 آیت قرآنی وسطی مطابق کر نیکی ساتھ ایک کلام مخوف کی کرنے
 ہیں اور کچھ خدا سے نہیں ڈرتی عبارت انجیلی ہی ملا نیکی واسطے کہ
 اوہمیں رائی کا ذکر ہی کز ربع کا ترجمہ چوٹا سا دانہ کرنے ہیں سو ہی آپؐ
 کسی شکر ہی لغوی فی کز ربع کی معنی چوٹا سا دانہ نہیں لکھا ہی بلکہ تصریح کے
 ہی کہ کز ربع بعد الالباب ہی فہم جمع الزرع ماہتنت البذر قال
 حصہ الزرع اسی النبات ملائمت سے زرعا الاہمض طری آیہ قرآن
 میں کوئی لفظ ایسا نہیں ہے جسکو ترجمہ عبارت انجیلی یا بالعکس کہیں بلکہ
 یوجب الزرع کا اوہمیں مضمون ہے نہیں ہی آیہ طر سب ترکاریوں
 سے بڑی ہونیکا پرندہ کی سیر اگر شکار اوہمیں نہیں ہی آہا فی سلطت
 کا ذکر ہی اوہمیں نہیں ہے زبردستی کو طری سینے کو ملا کر ایک کر دینی
 سے بجز اخر اعلیٰ اللہ کے کیا فائدہ ومن بلام ممن افتری

کہ ذہباً قولہ بشہادت قرآن و بشہادت جمیل صحابہ کی فضیلت
 اقول تمثیل کز ربع میں اسلام کی ضعف اور قوت کا ذکر ہی دین مسلمان
 پر دنیا میں پہلے کا ذکر ہی صحابہ کی فضیلت اور زولیت ایمین نہیں ہے
 عرض تمثیل سے اس قدر ہی کہ دین اسلام کو بے ضعف کی اس سے قوت
 ہوئی کہ ہزاروں آدمی طوعاً و کرہاً و رغبتاً و رغبتاً داخل اسلام ہوئے خواہ مومن کامل ہوئے
 خواہ ناقص خواہ ایمان ظاہری لاسے خواہ ظہری یہ سب تحت ظاہر اسلام
 داخل ہیں اور اس طرح عبارت انجیلی میں نے کچھ کہیں صحابہ اور یار و نکاح ایک
 ذرہ ذکر نہیں ہی فضلاً عن فضیلتہم و زولیتہم عبارت انجیلی میں سو دای تمثیل فقط
 اس قدر ہی کہ بلا اسباب ظاہری ضعف ہی سلطنت کو قوت ہوتے ہی
 اور سلطنت خواہ آسمانی ہو خواہ زمینی ہو اسکی قوت کی یہی معنی ہیں کہ ہم
 سلطان طوعاً و کرہاً ملک سلطنت میں جاری ہو خواہ اہل ملک ضائع و غبت
 یا طمع و رہبت دین سلطان کو قبول کریں خواہ نہ قبول کریں بلکہ بجز انگریز
 اپنے دین پر مبنی تبرکات قوت سلطنت اسلامی کی اپنی ہر مسلمان کا
 مومن کامل ہو ناظر و نہیں ہے بلکہ بہت ناقصین تھی اور بہت منافقین
 تھی اور بہت مؤلفہ اغلوب تھی اور بہت جزیرہ گزار تھی اور آفت ارتداد بعد
 اسکے ہی ہم حیران ہیں کہ اس عبارت انجیلی ہی جواب فی ذکر کی اور صحابہ
 کی کامل الايمان ہونے سے کیا علاقہ ہی آپ کی انگوٹھ محبت لاشیائی یا پارہ
 وٹا ہے کہ اگر کس عبارت میں نبی اونٹ مونسے گدی دم دار کبری
 کا ذکر ہو گا تو آپ سنگی رح صحابہ بلکہ منج ثلث ہے بے سکر و جان و کار

چشم بیدار توئی، بہر کہ پیدای شود از دور نہاد توئی، قول کہ گفتہ
تعب کرتے تھی اقول کلام انہیں تو معجب الزراع ہی تفسیر زراع
بگناہ سنی نہیں کی بلکہ امر لہس ہی اسلئے کہ جان کلام انہیں عجب الکفار
نباتہ خدائی فرمایا ہی وہاں جن مفسرین نے لکھا ہی کہ مراد کجاری زراع
ہیں اسلئے کہ معنی کفر کی لغت میں تعطیہ کی ہیں یہاں کفر تاشی اسلئے
عظیہ و سترتہ و الزراع یغطف البذر فی الارض و سترتہ قولہ تس جب کئی
اذکی بزرگے الی قولہ کتب سماوی کا منکر ہی اقول جو لوگ صحابین
قابل بزرگی اور صاحب فضیلت ہیں الحمد للہ کہ شیعہ افکی بزرگے اور
فضیلت کی قائل ہیں مگر آتی اس مقام پر ایک ہی فقرہ بیان فرمایا اور دوسرا
فقرہ کہ تالی او سکا تا کیوں چھوڑ گئے یعنی جن لوگوں کی حدانی صفت
ابراہیم و موسیٰ میں مذمت کی اور کلام میں پایا و نہر لغت کی اور لعنة الله
على الظالمین اور لعنة الله على الکاذبین کہا اور ان الذین یؤذون الله و
رسوله لعنہم الله فی الدنیا و الاخرۃ واعد لهم عذابا مہینا
فرمایا اور پیغمبر نے جن موزیوں کی واسطے الفاطمہ بضعة منی من
اذاها فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی الله کما فی التصحیح البخاری
کہا اور اس طرح جو اشقیاء تجلف ازبش اسامہ مورعین خدا و رسول ہوئے
جو کوئی ان کو تابل لغت نہ بھی وہ ہی تمام کتب سماوی کا منکر ہی آپ
نامو ش نہوئی ہم کیسے کا نام لیکر نہیں کہتے ہیں قولہ والذین معہ
کیا مراد ہی اقول اس مقام پر آپ عبارت نہجلی ہی فضائل صحابہ کے

ثابت کرتے تھے والدین سے کھٹ کر کیوں ملے جو عبادت بخیلی اپنی
 نقل کے او میں تو والدین سے کھین نشان نہیں ہی اور اس ایک کا
 تو سابق میں آپ ذکر کر چکے اور ہم جواب ہی دیکھی پہر لپٹنے کی کیا معنی
 خیر معلوم ہوا کہ آپ کو مثل ناقہ تند و تیز رفتار کی قرار نہیں بار بار بارگرا سیکھاؤ
 پلٹ پلٹ جائیگی اور پرکار کردہ کی خواہشمند ہوئی بہت خوب ہم پر آپ کا
 پیٹ بہرہ دہی اور ہوک سناٹے کو حاضر میں سنئے کہ مراد والدین سے
 سے اہلیت اطہار اور اتیل عید کرار غیر قرار بلکہ خود صاحب ذوالنظار
 ہیں نہ منافقین اشارہ کہ بھجوع و فریب متقی و ابرارین کی ظاہر میں سے اور
 باطن میں مع الکفار تھی اور نہ مرتدین بد کردار کہ چند ہی سے اور انجام کا بدترین
 کفار تھی کو صغیر مقدار نے انکو صحابہ کبار بنایا ہو قولہ اور استدا
 علی الکفار کا مسداق بلا و اقول کہ چلی ہیں اور پرستی ہیں کہ مسداق
 استدا کرار غیر فراموشی نہ فرار ان معرکہ کارند جو بیچارے اپنی جان بچا کے
 بہا گئی ہوتی تھی خلاف عقل ہی کہ وہ استدا علی الکفار ہوں قولہ سوای
 چہ چار کی اقول سابق میں بیان ہوا کہ یہ چہ چار اکل اولیا اللہ سے
 تھی کہ نہ انکا ذہن کہے یک خطہ سبق شبہ ہوا نہ کہی کسی طرح کا ارتداد
 و لو سن حیث العمل نہیں پایا گیا آوریہ لوگ اون اصحاب کبار کی بقیہ سے
 تھی جنہوں نے اپنے جان قدوس پر رسول مختار کی شمار کی اور انحضرت نے
 مکر رشادت انکی حسن خاتمہ پردی بر خلاف اون کو کوئی جگہ حق میں فرمایا
 لا ادری ماتھون بعد سے شیخ عبدالحق دہلوی جذب باطلوب ہیں فرمایا میں بعد از

جای دیگر ریشہ داری دیگر بابت یاد فرمود انہما اصحاب مند کہ رفقایت
برایشان گواہی دہم ابو بکر صدیق گفت یا رسول اللہ ما نہ اصحاب تمام فرمود
بلکہ شما اصحاب منید و لیکن ندانم کہ شما بعد از من چه کنید انتہ قولہ سنا فتی اور
سب کا فرقی نخودا شد من ذلک اقول نخودا شد من ذلک اچکا گمان
بطل ہی کہ شیعوں کا یہ گمان ہی جیسا کہ یہ ہی اچکا گمان بطل ہی کہ سب من
دیندار تہی و قد مرر اقولہ تو وہ کون لوگ تہی کہ جنکی سبب اسلام اکیتانہ
سی بڑا سخت ہو گیا اقول وہی کار غیر فراتہی نہ فرار ان عرصہ کا زارہ قولہ وہ
کتنی شخص تھی جنکو دیکر کفار غیظہ میں آنے تہی اقول وہ اتنی سہ
شخص تہی جو ثابت قدم رہ جاتی تہے نوک مہا کتہ جاتی تہی تبسے
ہی کہ بگور ٹونسی کفار کیا غیظہ میں آئیں گے بلکہ انکی پیچھے تہریان بجائیں
گی جیسا کہ حارث و مرہب نی اپنی چین کی پیچھے کیا اور درود تہا بتایا
غظ کفار نہ تا مگر امثال قلع در اور فاتح خیر برہ ابو بکر پر و عمر پر قولہ کیسی
خیال میں آتا ہی کہ چارچہ شخصو کو دیکر کفار جلتی ہوں اقول اپنی خیال
میں نہ ائی تو نہ آئے عقلا کی عقل حکم کرے تہی کہ چارچہ تو بہت ہوتے
ہیں ایک مرد میدان شجاعت ایک شیر نیشان شہادت جو تیس تیس ہزار
کو باتن تہا مثل گلہ ہائی گو سپند بہکا دے جیسا کہ چین اور احد و خیبر میں
اتفاق ہوا جو جلتی کفار کا ہوگا اور ہزار نام و بزولی کہی موجب جلتی کفار کی
نہوگی اور حقیقت یہ ہی کہ چلتا کفار کا اور تعجب کرنا بسبب پہلی دین اسلام
کی تہا کہ یو فیو ما ترے پذیر ہوا بضرب ذوالفقار حیدر کرار طوعا و کرہا

لوگ سرجادۂ اسلام پر کستی تھی اور ہزاروں مسلمان ہوئی مگر ہر مسلمان کے
 لئی کامل الایمان ہونا کیا ضرورت تھا قالت الاعراب امتا قل لم قومنوا
 ولكن قولوا اسلمنا وما يدخل الايمان في قلوبهم قوله
 اور وی سب ایمان میں کامل نہیں ہوئی تھی اقول سب مسلمانوں کا
 ایمان میں کامل ہونا سوای آپ کے جسکو ایک ذرہ بھی عقل ہوگی وہ نہ کیگا اگر
 سب کامل ہی تھے تو تم تو منوں لئی تھا آپ عجب طرح کی باتیں خارج از
 عقل کرتے ہیں کہ جس سے خواہی خواہی علم کہ کچھ گستاخی کر نہ کیو چاہتا ہے
 مگر کیا کہیں کہ تہذیب اخلاق منع ہی قولہ تو اس محل شاہ فاس تغلط
 فاستوی علی سوطہ کیون فرما اقول فاستغلف فاستوی بہ نسبت
 دین اسلام کی پہلنی کی ہے تہ نسبت کل مسلمانوں کی کامل الایمان ہوئی
 اسلئی کہ کل مسلمانوں کا کامل الایمان ہونا بیسی البطلان ہی اور خلاف نص
 صحیح لم تو سنو اکی ہے اور آپ کو کچھ خبری کہ فاستوی علی سوطہ سی کیا مراد
 ہی حسن بصری سے منقول ہی کہ فاستوی السلام بیعت علیہم
 اور زنجبیری اور نیشاپوری نے کہا ہی فاستوی علی سوطہ بیعت
 اور حقیقت یہ ہی کہ جب سب صحابہ کبار کی ہباگ کٹری ہوئی تھی تو بقائی
 تمام اسلام خطوات بابرکات جناب میدانہ کرا غیر فراری ہوتا تھا اور مری
 سیف خدا حافظ نبی اور دین سے تھی شاہ عبدالحق دہلوی جذب تہلب
 میں بیان تہو لیجانی میں فرماتی ہیں کہ ایک رخت سی آواز آئی کہ ہذا علی یللا ویا
 وابلہ اللہ الظاہرین دوسری سی آواز آئی ہذا علی سیف اللہ کیون حضرت

جسکی سیف اللہ ہونکی نباتات تک گواہی دینا ہست و کائنات تک
 غضب کر کی خالہ بن ولیدہ ناکار کو سیف اللہ بناوین ان ہذا شئی عجاب
 قولہ اگر ہزاروں شخص اسلام نہیں لائی ہتی تو کن کو دیکھ کفار کو غصہ آتا تھا
اقول دیوانہ کی بڑے ایک ایک بات کو بن میں رفع کتہ میں
 حضرت سلامت ہزاروں کا ایمان ظاہری لانا سلمی کلام کامل لایان
 ہونیں کہ وہ بہت کم ہتی اور کفار و غیرہ ہی طبعی تھے ایک رواج دین
 کہ ہزاروں کو کلمہ پڑھتے سنتی ہتی خواہ کلمہ گو مومن ہوں یا منافق دوسری
 مرتبہ میں اسلام سی آوردہ اصحاب ثابت قدم ہی نہ بھگوڑی صاحبے ت
 اسلام کو کو دینی والی اور اکمل مرتبہ میں حیدر کر اگر غیر قرار تھے کہ انہیں
 کی شمشیر آبد صاعقہ کروارڈ و القار کی دھبہ ہی ہر کا خدا رو فخر غیظ و غضب سی
 بقرار تھا چنانچہ شاہ ولی اللہ اکی طری محدث تصحیح فیض اللمعات کی کہتی ہیں اور
 خدا نے فقط انہیں کی ذات بابرکات کو اس امر میں کافی اور وافی
 کیا تھا اور انہیں کے دست حق پرست کو اپنا دست قدرت بنا یا تھا
 سبحان اللہ کیا دست قدرت نامی قدرت خدا تھا ہی وہ دروازہ کہ جسکو ترس کر
 قوی ملکینہ کر تے ہتی ہرون اپنی ہاتھ پر کجاہ لیکر جا دیکھا جسوقت اس نے
 بغرض قلع کی گنج سی توکل وہ ہاٹھ سپر وہ قلعہ تھا ارزہ میں آلیا خود وہ حضرت
 فوائے تھی قلعہ باب خیر نقوۃ ربانیۃ لا تقوۃ بعدانیۃ واقع میں قوت اگر
 علیہ رب ہوتی تو قوت بشری سی ایسے کام انجہ ام پھل محال جانتی
 ہے بابر ایسے کہی کہا کہ مصداق صفات اس آیت کی قطعاً خالی ہر

علیہ السلام کو کنا چاہی اور اگر اہلسنت معاویہ عمو کرین کہ صیغہ جمع واحد پر
 نہیں منطبق ہو سکتی ہیں تو ہم یوں پھر ان کی سونہ میں دین گے کہ جیسے آیہ
 الکواضل میں ابو بکر کو انونایا ہی حالانکہ انو جمع ذوی پس سب سے ہی
 واحد کو مصداق جمع گردانا منافی جو اکم فوجا بنا وضع ہو کہ یہ کل تقریر پر
 مبتنی ہی اور پر اس بات کی کہ لیغظ ہم الکفار کو ہم متعلق باقبل کرین اور اگر لیغظ
 متعلق بعد کا یعنی وعدا شدہ کا کرین بیا کہ بیضاوی فی تصریح کے ہی تو
 قول مخاطب از مضمحل و ظل او طبع شد لال سی ظل ہو جاتا ہی قولہ
 پس حینک کوئی صحابہ کی فضیلت اقول صحابہ کی فضیلت اور ان کے
 کثرت اور آیتوں کی تصدیق سب مسلم ہی مگر منافقوں کا اور مرتدوں کا خصوصاً ثلاثہ
 کا صاحب فضیلت ہونا غیر مسلم ہی اور کثرت صحابہ ہی باعتبار ایمان ظاہری
 کی مسلم ہی اور باعتبار ایمان کامل کے کثرت نہیں مسلم ہی بلکہ طہت مسلم ہی
 اور آیت فی ہرگز اسپر نہیں لالت کی کہ صاحبان فضیلت اور صاحبان ایمان
 کامل بکثرت ہی و قلیل من عبادی الشکور قولہ خدا کی قسم سچ جانا
 اقول خدا کی قسم سچ جانتے ہیں اویضین کر کی مانتی ہیں کہ آپ نہایت
 چوٹ فرماتی ہیں اور تعجب آپ کا غل و باغ سے ناشی ہی ہم لوگ بجان و
 دل مصدق ان آیتوں کی ہیں اور ثلاثہ کو دوسل موضوع نہیں جانتے فنا
 ملک بالعمولات بلکہ جیسا جانتے ہیں و یا آپ ہی خوب جانتے ہیں قولہ تہ
 سی نور ہی نہیں ڈرتے اقول البتہ اہلسنت کہی کسی تہدیری نہ ہے
 مگر ان دین شل بنی امیہ بنی عباس ہی ہمیشہ عیت کر کے اور کو طبع جانا

قزو جان دین کو قتل کر دیتی ہے کہی ہو کہ ائمہ اہلبیت سی بیعت کرتی ہیں
 بیت کی مثال بزرگ و معویہ اور مروان سی کی کوئی اُنے پوچھی کہ اہلبیت
 بنو ت بصرہ محال بنصوص نہیں ہے مگر او نہیں کیا بی لیا تھی نہی
 پائے تھی کہ ایسی فساق و فجار کی بیعت کو دوڑی تیر عداوت ائمہ اطہار
 اور شیعیان حیدر کرار کی کس امر پر محمول ہو اس تمہاری سمجھ پر غصہ سی
 بچے ان شاء اللہ تعالیٰ **قال الخاطب العثمی**
 ہواہ ان شاء اللہ اسلام قرآن مجید کی شہادتیں صحابہ کی فضیلت میں پہلی آیت
 لکنتم خیر امتی اخرجت للناس تامرہن بالمعروف وتنہون عن المنکر و توضع
 باللہ ولوا من اهل الكتاب لکان خیرا لہم منهم
 المومنون والکثرہم الفاسقون معنی تم بہترین امت ہو چن لی گئی ہو ویکون
 کی الہی حکم کرتے ہونیک باتونکا اور روکتی ہو بری باتوں سے اور ایمان لاتی ہو
 خدا پر اور اگر ایمان لاتی اہل کتاب تو بہتر متواتر کے حقین بعضے زمین سی
 موسیٰ میں اور اکثر ہاق اس آیت میں ان شاء اللہ جل شانہ صحابہ کی فضیلتوں کو
 اور انکی بزرگیوں کو خود انسی بیان فرماتا ہی اور اونسے مخاطب ہو کر ارشاد کرتا
 ہی کہ تم بہترین امت سی ہو اور تمکو مینی اور مخلوق سی منتخب کر لیا ہی تاکہ
 لوگوں کو ہدایت کرو چنانچہ تم جس کام کو اسطی مقرر ہوئی وہ کرتی ہو اور جو حدت
 تمہاری سپرد ہوئی اسکو ادا کر رہی ہو تامرہن بالمعروف وتنہون عن المنکر
 کہ لوگوں کو نیک کام سکھاتی ہو اور بری باتوں سے بچاتی ہو جو شخص ذرا غور اور
 انصاف سی ہوگی تو نے ایک آیت تمام شیعیان عباد اللہ میں باکی

بطلان پر کافی ہے کہ خداوند کریم جبکہ صحابہ رسول کی نسبت فرمادی کہ وہ جنت
 امت سی ہیں اور رسولی ہدایت بنی آدم کی پیدا کنی گئی ہیں اور انکی افعال حسنہ
 کی تصدیق کری کہ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتی ہیں اور باوجود اسی
 حضرات شیعہ و کمبود ترین امت سی جانین اور انکی بزرگی اور فضیلت سی انکار
 کرین ہم نہایت تعجب کرتی ہیں کہ ایسے صریح آیتوں اور ایسی صاف شہادتوں
 پر ہی وی اپنے عقیدہ کی فساد پر خیال نہیں کرتے اور فرما ہی قرآن مجید کی
 لفظوں کو نہیں دیکھتی اگر آداب کبار ترین امت سی نہیں ہی تو خدا کا یہ خطاب کہ
 کہ تم خیراتہ یعنی بہترین امت سی ہو کس سی ہی اور انکی اعمال نیک سننے تو
 اللہ جل شانہ کا یہ ارشاد تاہر و ن بالمعروف و نہی عن المنکر کہ تم نیک کام اور نہ کو
 بتلاتی ہو اور ربی کا سنوئی منع کرتی ہو کسی طرف ہی اگر وی سچی دل سی ایمان
 نہیں لائی ہی تو خدا کی اس تصدیق کی کہ تو منون باشد کہ تم خدا پرستی و سی ایمان
 رکھتی ہو کیا معنی میں یہ آیتیں تو ایسی صاف ہیں کہ انہیں کوئی تاویل اور کلام
 بناوٹ ہو ہی نہیں سکتی سید ہی سید ہی لفظ نہیں اللہ جل شانہ صحابہ کی ایمان اور اعمال
 کو بیان کر رہا ہی اور کمال غایت سی انہیں سی مخاطب ہو کر انکی تعریف میں
 کر رہا ہی لیکن کھوسخت یہ ت ہی کہ شیعہ ایمان پاک کی نزدیک اس آیت کی
 انفاظ کیا مصل میں جبکہ کہ معنی منون یا یہ کوئی لغز و پھلی ہی جو اسکا مطلب ہے
 سمجھ میں نہ آوی یا کوئی دقیق معما ہی کہ وہ اوسکی حل نہو کی یا آوکی عقیدہ میں یہ انفاظ
 قرآن نہیں میں اور جامع قرآن نی آپنے اولیٰ پنی بھائیوں کی بزرگی ظاہر کر نیکی
 لئی بشاری ہیں کہ اوپر ایمان نہوا آخر ان باتوں میں سی اگر کوئی بات نہیں ہی

تو یہ کیا بات ہے کہ اسکا اقرار کرتی جاتی ہیں کہ یہ آیتیں خدا کی کتاب کی ہیں
اسکو تصدیق کرتی جاتی ہیں کہ صحابہ کی شانیں نازل ہوئی ہیں اور یہ صحابہ کی
خصیلت پر عقائد کہنی کا کیا ذکر اونکی ایمان اور اسلام کی ہی تصدیق نہیں کرتی
اور جو خداوند کریم خیر امتہ فراموشی اور کوشش کرتے ہیں اور جسکی نسبت خدا
تأمر و ان بالمعروف و نہی عن المنکر کسی اونکی حق میں یا مروا بالملک
و ینہون عن المعروف کا عقائد کرتی ہیں اگرچہ یہ آیات مینات قرآنمندی کی
ایسے صریح اوصاف ہیں کہ تفسیر مکی کی حاجت نہیں ہے لیکن ہم حضرات شیعہ
کی اطمینان خاطر کی ایسی اونین کی معتبر تفسیر و مکی سند لاتی ہیں اسی بابائے مثنوی تفسیر
مجمع البیان طبرسی میں جو کہ ہماری تفسیر و نہیں سی بہترین تفسیر ہے اور مسئلہ
میں بقام طہرین دار السلطنت ایران چپی ہی اونکی سنفہ ۲۰ میں لکھا ہے کہ پہلے
خداوند تعالیٰ نے امرونی کا ذکر کیا چپی اونکی اون لوگوں نمایان کیا جو کہ امر
بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتی ہیں اور اسو سطلی اون لوگوں کی تعریف کی تاکہ
اور لوگ اونکی پیروی کریں اور اسو سطلی اونین سی مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم بہترین
امت سی ہو اور اسو سطلی کہ گیسو شبہ نہری کہ یہ خطاب کنتم خیر امتہ کا کس سی
ہی اوسی تفسیر میں فرمایا ہے کہ مضمون فی لکھا ہے کہ مراد اس سی خاص مہاجرین
ہیں اور مضمون نے دیا ہے کہ یہ خطاب صحابہ سی ہی لیکن اور امت سب
شامل ہیں اسے یا رو اس تفسیر کو دیکھو اور اپنی مفشکی تصدیق پر غور کرو کہ جو
اقرار کرتا ہے کہ خدائی ان آیتوں میں صحابہ کا ذکر اسے لکھا کہ اور لوگ اونکی
پیروی کریں تو کیا یہ پیروی اسکا نام ہے جو تم کرتی ہو اگر پیروی تمہاری

اصطلاح میں بمعنی پیروی ہے تو شک تم خدا کی کلام کی تصدیق کرتی ہو
 ورنہ صریح کذب فیہ لہ مقام رجا ہو لکن تم کی لفظ پر ایک شبہ پیدا ہو سکتا ہے
 کہ خدا صحابہ ہی فرماتا ہے کہ تم بہترین امت سی تھی اس سے یہ ثابت
 نہیں ہوتا کہ وہ بخیر تک وہی ہی ہے ہون شاید بعد و بدترین
 امت سی ہو گئی ہوں لیکن او نہیں کہو علامہ طبرسی نے اس کا بھی جواب دیا
 نیا غمخیز تفسیر میں علامہ موصوف لکھتی ہیں کہ کفر خیر امتہ اللہ جلالتہ فی وہی
 تا کیسکی فرمایا کہ ضرور ایسا ہی ہوگا اور وہی وقوع میں کہ شک نہ ہوگا اور
 صحابہ میں بہترین وہی ہی رہے اور اسکی مثال یہ ہی کہ خدا اپنی نسبت
 فرماتا ہی و کان الله عفو رحيم صبا تو کیا اسکی معنی یہ ہیں کہ خدا تہا بخیر مولا
 مہربان اور اب نہیں ہی یا آئندہ نہ ہوگا غرض کہ جب ان آیتوں اور تفسیروں
 سی صحابہ کی فضیلت ثابت ہو گئی اور کوئی موقع انکی بزرگی کی انکار کا نہ
 تھا بعض حضرات نے اپنا قدم دوسری راہ پر ڈال دیا اور قرآن مجید کی تحریف
 کا اور کیا نیا نیا چمکے جنہوں نے فرمایا ہی کہ بجای کفر خیر امتہ کی خیر امتہ تھا اور یہ
 خدائی الامون سے کیا تا کہ کفر خیر امتہ سے تم سب الامون ہی بہتر ہو
 مگر جان قرآن نے بجائی امت کی لفظ امت کا بنا دیا اگرچہ اوطامی شیعہ
 کو کس قدر حیانی سن کر کیا اور انہوں نے اس جواب کو نہیں کیا مگر
 جانی والی جانتی ہیں کہ اثر اسکا اب تک باقی ہے چنانچہ جناب میرضاب
 قبلہ ہی اپنی حدیث سلطانہ کی باب شوم میں اسکا ذکر کرتے ہیں اور اپنے
 پر ہرگز گیارہ کی صلا م کا خالہ ویکریون ارشاد فرماتی ہیں کہ تفسیر نقصان قرآن

منصرف و چار چیز است کی تبدیل لفظ لفظ آخر مثلاً اینکه گفته شود بجای کنتم
 خیر اتمه خیر اتمه بود و لیکن بعضی از امدای الہییت آنرا تبدیل نموده اند و بر
 اخیر ریخ فرما و یا ہے کہ وجہ اول بعید است ہماری نزدیک بجای اسکے
 کہ خیر اتم کی تصدیق کر کے صواب کی خیر اتم ہوئی انکار کرین شیمان
 پاک کی حق میں یہ بہتری کہ بجای خیر اتمہ کی خیر اتمہ ہو چکا اقرار کرین اور
 تحریف قرآنی کے عذری اپنی انکو صریح شکر آیات نیت کا نہ بناوین
 افسوس کہ جناب میر نصاحب قبلہ اور انکی والدہ ماجدہ انتقال فرما گئی ورنہ
 میں اور اس حدیقہ سلطانیہ اور صوامع کولٹی ہوئی خدمت میں حضرت کی حاضر
 ہوتا اور بوجہا کہ کنتم خیر اتمہ صحیح ہے یا کنتم خیر اتمہ اگر فرمائی کہ کنتم خیر اتمہ صحیح
 ہی اور خیر اتمہ تحریف جاسمین قرآن کی ہی تو بندہ عرض کرتا کہ او وقت او
 اتمہ کرام سوائی علی مرتضیٰ کی کون تھا اور کس فی اور بالمعروف اور نے
 عن المنکر کیا تھا جسے خدایہ خطاب کرتا اور جسکی فضیلتیں بیان کرتا اور اگر فرمائی
 کہ نہیں خیر اتمہ صحیح ہی تو کترین التماس کرتا کہ پراس گروہی جسکو خدا خیر اتمہ فرما
 ہی اور جسکی آپ ہی تصدیق کرتے ہیں میرا ہی گفہی یا نہیں اور انکی آگے
 اونہیں کی کتاب کہو کہ انکی صفحہ ۸۶ کی یہ عبارت نکال کر پوچھا کہ حضرت
 اسکا کیا مطلب ہی وہاں از انجملہ است انچہ حضرت صادق علیہ السلام ماثورت
 کہ فرمود ان ہذا القرآن فیہ منار الہدی و صانع العبد یعنی قرآن انوار
 ہدایت و راغما ہی دور کنندہ تاریکی ضلالت و غیبت روشن ہست اتمہ
 دیکر بوجہا کہ کنتم ہے اجمادی کی قسم ہی کہ جس قرآن کو امام صاحب فرمائی ہو

کہ او میں نور ہدایت اور چراغ روشن میں او میں صحابہ کی نسبت کیا لکھا ہوا ہے
 اگر کتب خیرۃ اللہ از حجت الناس لکھا ہے تو ہر آپ کیوں اس سے انکار کرتی ہیں
 اور کیوں روشنی چھوڑ کر تاریکی میں پڑے ہیں اور یہ اسی کتاب کی یہ عبارت
 نکالا کہ آنحضرت محمد باقر علیہ السلام منقول ہے کہ در شکار میکہ فتنہا برپا ہوتے
 شود و اند پارہای شب تا پس رجوع آری و قرآن کہ شفاعت کنندہ و مقبول
 است شفاعت است ہر کیسہ از پیش بند شد و برابرہ جنت میبرد و اور یہ کہ کتاب
 قبلہ و کتبہ نیلے کجیل کوئی فتنہ اس سے بڑھ کر نہیں ہے کہ ہم صحابہ کو بہترین امت
 سی جانتی ہیں اور آپ بدترین امت سی اور نہ آپ ہماری مائتہ ہیں ہم اکی اب
 آپ ایی امام محمد باقر علیہ السلام کی قول پڑھ لیں اور قرآن ہی رجوع بھی اگر
 او میں کتب خیرۃ صحابہ کی نسبت ہو تو بسواہ جنت کی اختیار بھی دلا تا نہ ہر بیوہ و یتیم
 او میں کتب خیرۃ انبی کی نسبت تو کلامی نہ ہر میں بھی اور تاریکی سے کجا معلوم نہیں کہ اگر حضرات
 موصوفہ نہ ہو تو کیا جواب دہی اور خیر نہیں کتاب مذکور کیا جواب دہی یعقول
 المستنک بولایت علی ابن ابیطالب علیہ السلام مخاطب عالی
 مقام فی عنوان بحث میں ذکر شہادت تفضیل صحابہ یعنی ثلاثہ کیا اور او کی
 تحت میں آیہ خیر امتہ کو ذکر فرمایا اور اس آیہ شریف میں نہ ذکر صحابہ ہی نہ ذکر
 کلمہ بلکہ لفظ امتہ کا ہی اور یہی ہی کہ امتہ ہی کل امت مراد نہیں ہی اسلامی کہ
 کل میں منافقین اور مرتدین اور جبلا اور فاسق اور فجار اور اشال یزید اور
 ابن زیاد اور شمر کی سب میں کہ ہرگز مصداق نقیضون باللہ و نامردون
 بالمعروف و منہون عن المنکر کی نہیں ہیں قال البیضاوی تحت قولہ تعالیٰ

یا مروان بمعرفت و بینہون عن المنکر لا یصلح لکل واحد و المتصدی الشیروط
لا یشترک فیہا جمیع الامتہ کالعلم بالاحکام و مراتب الاحساب و کیفیۃ اقامتہا و کمترین
من القیام بہا مخاطب الجمیع و طلب فعل بعضہم الی اخرہ قال مختصر یہی کہ ہر شخص
امت میں ہی لیاقت اسکی نہیں رکھتا ہی کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر
کر سکی اسلئے کہ ہمیں بہت دشمن ہیں کہ جمیع امت میں نہیں پائی گئیں ہیں
مثلاً علم بالاحکام کی اور علم مراتب احساب کی اور کیفیت اقامت اور عزت
اور قدس برافاست اور یہ باتیں ہر شخص میں نہیں پائی گئیں ہیں پس
جناب باری فی خطاب کل امت کی طرف کیا اور مراد اس سے بعض کو لیا ہے
اور خود مخاطب فی حاشیہ صفحہ ۳۰ میں ہی کتاب کی فرمایا ہی کہ خطاب
کل سے کرنا اور بعض مراد ہونا کلام عرب میں جاری ہی ہے ستنہ باقی رہی گنگلاب
بعض میں کہ کون سے بعض مراد ہیں الہیت میں ہی اشال مخاطب ہنرات
مثلاً گو گنتی ہیں اور بعض حضرات اور گو گو گنتی ہیں شیعیان علی ابن ابیطالب
ائمۃ الہبیت گو گنتی ہیں مصرعہ ولاناس فیما یشقون منابہب ایسی آیت کو
جسکی تفسیر میں متعدد اختلاف ہی نص صریح صحابہ علیہ السلام کی فضیلت پر کہنا کار خطاب
خوش فہم اور اسکی اشال کا ہی قولہ اس آیت میں اقول آیہ وافی ہایہ کہ تم
خیر امتہ کی مصداق ہاری نزدیک الہبیت طاہرین ہیں چنانچہ صاحب مجمع البیان
فی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ہی روایت کی ہی و لکن منکم ائمۃ
و کنتہ خیر امتہ خواہ اس طرح کہ ائمۃ تحریف ہو کر امتہ بنا ہو ہر چند یہ ضعیف ہی
خواہ اس طرح کہ خدائی و علی طاہر کرینی اسلئے کہ امتہ وہی ائمۃ ہی تبعہ اہل

ائمه فرمایا تا مگر سارق و دزد و محرق قرآن نباشد اوت را اجماع و اتفاقاً حفظ
 ائمه را که یا خواہ اسطرح کہ مراد ائمه سی است مخصوصاً یعنی ائمه علیہم السلام مگر
 فوہب فی تفسیر بائست غیر مخصوصہ کیا جتیا کہ انہیں و نو و اتوا لکم ہاری علمانی
 قوت دی ہی اور بنا بر احتمال اخیر کی تحریف القرآن نقطہ سن حیث المعنی ہوگی اور
 بنا بر و نو احتمال اول کی تحریف سن حیث اللفظ و المعنی و نو ہوگی اور تفصیل
 اسکی بہ بیان و اولہ ہاری کتب کلامیہ میں ہو چوہا اس مقام پر مقصود ہمارا رد
 کلام خصام ہی تحقیق توفیق کہ کس قسم کی ہی آری وضع اوہام و رفع خیالات ظلم
 مخاطب اسکی رد و کلام میں ہم کردنگی یا نشاء اللہ تعالیٰ پس مقصود اصلی
 اس مقام پر بحث فخص کرنا ہی تفسیر المننت ہی کہ آیا اوکی حضرات ثلاثہ اس است
 کی تحت فین و دخل ہو سکتی ہیں یا نہیں پس جاننا چاہئے کہ کفیرین اہل سنت
 تفسیر میں یہ کی باہم خرفشا و عظیم رکنتی ہیں کوئی صاحب خرافاتی ہیں کہ صاحب
 اس آیین فقط ماجرین ہیں خاصۃً چنانچہ یہ قول ابن عباس و سعدی کا
 کوئی صاحب ارشاد کرتی ہیں کہ یہ آیت مرد باب ابن مسعود و ابی بن کعب
 و معاذ ابن جبل و سالم مولای ہلال حدیفہ کی نازل ہوئی ہی وہی لوگ مخاطبین
 یہ قول حکمرانہ کا ہی جو بڑی جی متفرع و عدت المننت کی ہیں کوئی صاحب فسطحہ ہیں
 کہ خاصۃً صحابہ رسول اللہ و مراد ہیں جیسا کہ قول شماک و مشرکابی کوئی صاحب
 کی رای یہ ہی کہ خطاب تو خدا فی خاص صحابہ ہی کیا ہی گرا شامل سائر است کہ
 ہی میں آساہون کہ مکنون خاطر ان مشرک صاحب کا یہ ہوگا کہ سوائی شیخا و
 شیعہ کل است ملود ہیں کہ از انجلیزید و مویہ و اشباہم و اوہا ہم شمل

دیگر خلفای نبی امتیہ و بنی عباس کی ہن خجکویت کر کی وسطی قتل اطمینت
 کی خلیفہ نایا کیا کرتی تھی بہر کیف یہ اقوال جو ذکر ہوئی سب اقوال منہجین امت
 ہن اور ان کل اقوال کو حسب اب اپنی کہ امتیہ خلیفہ اقوال منہجین ہن ہے
 صاحب مجمع البیان فی بیان فرمایا ہی بطور نقل کی نہ بطور تصدیق کی مخاطب
 عالی مقام فی ایک تو کمال روایت یہ کیا کہ ان اقوال میں بعض ہی کو نقل
 کیا اور بعض کو چورار کہا ہی دوسری بعض کذب و افتراء یہ بیان فرمایا کہ علامہ
 طبری منی صاحب مجمع البیان اسکی مصدق ہن اگر آپ بڑی سچی تھی تو کوئی
 چوٹی سی ہی دلیل تصدیق بیان کر دی ہوتی فقط کتاب میں نقل کرنی سی
 اقوال مختلفہ کی مقتضائی ائمہ نقل کفر نہ باشد کو بعض مصدق نہیں ہج
 ہی افسوس کہ انصاف نیاسن نہیں ہی کوئی مخاطب خوش فہم ہی پوچھے
 کہ جب ناقل نے چند قول نقل کئی ہن تو بعض کا مصدق اور بعض کا غیر مصدق
 ہوتا اپنی کہلے ٹھرا لیلے ہج خجرا سکی کہ فقط بخواسن نسانی اپنی دسے ترجیح
 بلا مرجع کر لی ہی کوئی بات خیال میں نہیں آتی بہر کیف اب ہم مخاطب کی
 ہند ہرمیون افحق پوشیون سی قطع نظر کر کی بحث اصل مطلب میں کرتی
 ہن کہ ان جملہ اقوال منہجین ہن کہیں حضرات ثلثہ کا نام موجود ہی نہیں ہے
 باقی رہا بزور تحت میں کسی قول کی مثال کرنا پس قول ثانی میں ان حضرات کی
 منہجین فی نسل درود کی کہی کی نکال لکھنیک تھا باقی ہے تین قول پس قول آخر
 میں جن میں زیاد و غیر ہی داخل ہن ان حضرات ثلثہ ہی داخل ہوئی تو شیخ کو کونسا
 مقام عذر کا ہو سکتا ہی چشمہ روشن دل شاد باقی ہے دو قول منی مبارک

اور صحابہ مخاطب ہیں پس واسطی تحقیق مصداق خطاب کی ہم رجوع کرتی ہیں
 طرف اوں صفات کی جو مذکورہ فی الایہ ہیں سلی کی یہ صفات بجای شروط
 کی ہیں تبصیر کہ بعض صحابہ ہی مقول ہی کہ من اراد ان یکون خیر منہ الامۃ فلیود
 شرط اللہ فیہ من الایمان باللہ والاد بالمعروف والنہی عن المنکر یعنی جو چاہی کہ خیر
 اس امت کا ہو وہ شرط و طخذ اکو او کری اور وہ شرط یہ من کہ الایمان باللہ والاد
 بالمعروف والنہی عن المنکر وروی انا علیہ السلام من خیر الناس فقال امیر
 بالمعروف وانہا ہم بالمنکر و اتعالم اللہ واصلحہم للرحم کما فی البیضاوی سیعنی
 خیر الناس وہی ہی جو امیر بالمعروف اور نہا ہی عن المنکر ہی اور پرہیزگار تر اور
 صلحہ رحم بخارندہ تر ہی پس صفت اولی اس آیہ تشریف میں تو نمونہ باللہ ہی گو ذکر
 میں مؤخر ہی مگر من حیث الذات مقدم ہی آئے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر
 نہ ہوگا مگر بعد الایمان اور کافر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ ہوگا اور اگر چاہو تو کہو
 کیا سفید ہوگا چنانچہ بیضاوی صاحب فرائی ہیں کہ تو نمونہ باللہ ہی فقط اللہ ہی
 کا ایمان لانا اور ان میں ہی بلکہ ایمان باللہ میں ایمان کل اوں چیزوں کا کہ بس حکم ایمان
 کہنے کا ہی دخل ہی نہیں ایمان کل ماجاوبہ محمد وانا آخرہ وحقہ ان ہیست تم
 لانہ قصہ بذکرہ الذلالت علیہم امر بالمعروف والنہی عن المنکر
 ایمان باللہ و تصدیق باللہ و اطاعت باللہ یعنی صفت یونمونہ باللہ
 کا حق یہ تھا کہ مقدم اوصفات پر ہو مگر جناب باری فی بعض اسکی مؤخر کر دیا کہ اولت
 کری او پر اس بات کی کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرنی کی علت ایمان باللہ
 اور تصدیق اسکی اور نظار دین اسکی کا ہی تینے علت گو وجود مقدم ہے

مگر بایں دلیل میں موخر کر دی جاتی ہے پس ثابت ہوا کہ جوامر بالمعروف
و نہی عن المنکر سبب ایسا ایمان باشند نہ کہ سبب او کا خلع اور فریب اور یہ کہ
ہو تو وہ مفید نہیں ہی پس اول گفتگو ہماری اسی صفت مقدمہ میں ہی کہ آپ
مدعی ہیں اس بات کی کہ حضرت ثلاثہ تو منہن باشند میں داخل ہیں ہم کہتے
ہیں کہ لا انکم کہ تو منون باشند انکی صفت ہو وہ حقیقت میں نہ ایمان بخدا لائے
نہ ایمان برسول خدا لای فاطنک با جاوہر محمد کو ظاہر میں شل جملہ منافقین کی
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتی رہی فقط اتنی کہنی سے ایمان
نہیں حاصل ہوا تا پس اگر آپ کسی دلیل سے ایمان اونکا ثابت کریں تو تحت اس
آیہ تشریف کی داخل کریں و دو نہ خط القاد اور بعد اکی ہم بحث کریں گی اور جنات
میں اور اشغال جہلا سے کلامہ و اباب اور قائلین کل الناس اقصہ من عمرتی الحدیث
فی الحال کا علم مسلم کو کبھی پس تجسس بیناوی او کی لیاقت و سطلی امر بالمعروف
و نہی عن المنکر کی ثابت نہ ہوگی پھر داخل ہونا اونکا اس آیت میں کہ انسی سے نکلتے
ہر نہ مقتضای مقام یہ تھا کہ کفر و نفاق اور جہالت حضرت ائمہ بیان کیا وی تاکہ
عدم و دخل تحت آیہ تشریف بخوبی عیان ہو جاوی مگر چونکہ مخاطب خوش فہم سے
فضیلت ثلاثہ ہی ہلکو تفسیر اوقات کنسی کیا فائدہ ہم مانع ہیں ہلکو فقط لا انکم کافی
ہی مدعی پر لازم ہی کہ پہلی ایمان اور اوصاف ثلاثہ ثابت کریں تب ہوں داخل ثلاثہ
آیہ مذکورہ میں کریں و نہ نہ ذلک قولہ لگو کو کو ادنیک کہلاتی اقول اگر جنس
نہ جاہ باین صفت متصف ہوئی تو انکی ثلاثہ کو کیا وہ خود قابل اکی ہیں کہ دوسری
افو کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کریں سے او خود کم است بلکہ اگر ہبری کندہ

فن یدھی الی الحق الحق ان یقبح امر من لا یجھدی قولہ شیعیان عبداللہ بن
 سبا اقول اہلسنت معاویۃ العاویۃ الذی احدثی امیہ باغیہ واخری ہادیہ کیرور
 کماؤمین غادرین خائنین اثنین زبان نیرامہ سی ہین کیا صرح بہ مسلم فی صحیحہ لطلحان
 عطاء شیعیان علی ابن اربطالب نہیں کر سکتے جب تک کہ ثلاثہ کو مصداق خیر
 امتیہ نہ ثابت کریں انی لہم ذاک قولہ بدترین امت سی جاتی ہین اقول ہرگز
 بہترین کو بدترین سی نہیں جانتے بلکہ ثلاثہ کو بدترین امت بلکہ بدترین لوہن اور
 آخرین سی جاتی ہین اور خدانی اس آیمین تو ثلاثہ کی طرف نہیں خطاب کیا ہے
 ہان اگر کسی مصحف میں مصاحف سوختہ عثمانی سی یا تباہ ثلاثہ ائمہ خیر امتیہ ہو تو البتہ
 اچکھو کس قدر مقام کلام ہو سکتا ہی بہر چند شیعہ کہین گئے کہ ذات منونہ ہی یا وہ
 تحریف ہی کہ قابل جلادینی کی ہی قولہ ایسے صحیح تینوں اقول صرحت
 کا حال پیشتر گذارش ہو چکا کہ اچکی سچے منہ سریرہ فی منرات ثلاثہ کو کمال پہنچا
 ہی بیجاری شیعہ کا کیا تصور قولہ اگر صحابہ کبار اقول خجوا پ صحابہ کبار مجتہ
 ہین شیعہ او کو صغایرین نہیں گئے بلکہ سنا فقیر کفار میں جاتی ہین والدہ اکبر
 منہ قولہ نباوٹ ہو ہی نہیں سکتی اقول نباوٹ کا حال اچکی کا یہ منہ خوب
 جانتے ہین جنہوں نے ثلاثہ کو بدکر دیا قولہ شیعیان پاک کی نزدیک
 اقول پاک فی مہل نہیں کیا ہی بلکہ ناپاکوں نے مہل کیا ہی جو ناپاکوں کے
 شان میں سمجھتی ہین قولہ لغز یا سپنے یا کوئی فقیہ متاہی اقول اس بات کو اون
 تمنا سی پوچھو جو آپس میں گل خپ کرتی ہین ایک کہتا ہی کہ یہ مرا وہی دوسرا کہتا
 ہی انہیں یہ مرا وہی تیسرا اور ہی کہے کہتا ہی چوتھا اور ہی راک گاتا ہے ہونہی

پوچھو کہ لغز ہی یا معما ہی یا پتہ یا ہی تیس بیان علی ابن طالبؑ تو بکار بکاری
 کہتی ہیں کہ الہدیت میں الہدیت میں الہدیت میں الہدیت میں الہدیت میں الہدیت میں
 نہیں بوجہی ہیں قولہ جامع قرآن فی اقوال البتہ جامع قرآن ہی ایک غلط
 ہو گئی اور کجا ہی تھا کہ سطح جزعوت واحد سیدہ عرف قرآن کو حلا یا کہ میں
 لفظ ائمہ بہ جل کہ اسطرح ایہا الثلثہ کو نثر باکی کہ نمیزانہ کہ انباتا کہ گوشہ
 نانتی گزینیو کی تو بکار آمد ہو جاتا اور تفسیر اثنتین واولان ڈول نہ بہرتی قولہ
 تصدیق کرتی جاتی ہیں کہ صحابہ کی شان میں نازل ہوئی اقوال لغز
 علی الکاذبین کسی شیعہ فی ثانیہ کی شان میں نہیں تصدیق کی ہی بلکہ الہدیت
 کی شان میں تصدیق کی ہی کلام قولہ ایمان اور اسلام کی ہی تصدیق نہیں کرتی
 اقوال جنگی ایمان اور اسلام حقیقی کی تصدیق نہیں ہی اور انکی صحابیت حقیقہ
 کی کب تصدیق ہی نہ اور انکی شان میں ان آیتوں کے تصدیق کب ہوگی آپ
 ناطق علامہ طبری پر تمت تصدیق کر کے شراۃ کو خبر اتمہ باقی ہیں قولہ جنگو
 خداوند کریم خیر اتمہ فرماوی اقوال کلام ہی کہ دیوانو کی بیسی بات ہی کہ گوشت
 ہے خیر اتمہ اور ہی لوگ ہیں شراۃ اور ہی لوگ ہیں کون احمق ایسا ہو گا
 کہ جنگی خیر اتمہ ہو نیکی تصدیق کری اور گوشت اتمہ ہی قولہ صفحہ ۲۰ میں لکھا ہی الی آخر
 عبارتہ لہجہ اقوال ای سینو ملکوانی ثانیہ کی قسم ہی بیج تبار کہ اس عبارت میں
 میں صحابہ کا ائمہ کا ذکر ہی مختل اس عبارت کا سیہ ہی کہ خدائی آمین بالقر
 سی خطاب کر کی فرمایا کہ تم بہترین امت ہو اور وہ آمین بالعرف الییک صالت
 میں صحابہ میں بالاثبات میں آمین ہی نہیں نکلتے ہی اگر مقصود و انکا آمین بالعرف

سی صحابہ یا ثقات ہوتی تو حدیث امام جعفر صادق علیہ السلام کو حسین ائمہ کی جگہ ائمہ
 ہی کیوں نقل کرتے قولہ اوی تفسیر میں فرمایا ہی اقول تفسیر موجود ہے
 انہوں نے چار یا ریوی کی تفسیر میں کی چار قول اس جگہ نقل کی ہیں مقتضای آنکہ
 نقل کو کفر نیا شد آون چار قول میں سی و دو قول کو جو مفید مطلب اپنی جان اپنی
 اس تمام نقل کیا ہی اور دو قول کہ شاید مفید مطلب سمجھی آپ نے چرا کر اس
 افسوس کہ حضرت عمر موجود نہیں ہیں کہ سارق کا ہاتھ اپنی جہالت سی کہی زمین سی
 اور کہی مرق سے قلم کرتی ہر کثرت اس کذب اقرب کی کو دیکھتا چاہئے کہ نقل
 قول کو قائل قول بنائیں آون دو پہر انہوں میں خاک ڈالتی ہیں اور کہ خدا اظہر
 سی نہیں شر مانتے ہیں یہ دلا اور است نزوی کہ کثرت چراغ دار حصین
 برین سید یانی قولہ ای یارو اس تفسیر کو دیکھو اقول اگر دیکھنا نہیں تو حضور والا کافر
 اور خیانت اور کذب اور خد کہ تباہی کا زمین عا درین خائنین کی ہی کیونکر معلوم
 ہوا قولہ تصدیق پر غور کرو اقول جوئی کو گناہک جہا لیش مثل مشہور ہی کہ اللہ و
 قد یصدق گم ہاری حضرت کہی ہی سچی بانک نہیں بولتی قولہ اس مقام پر جاہلون کو
 اقول انکی سے جاہلون کو ہر تمام پر نقل شخصے چوری داری میں شکا اس
 طرکی خیالات خام ہوتی ہونگی اسی سبب سی ہنوں کی مغسروں نی اسکے دفع ہونگی
 واسطے کثرت کی پانچ ماویس کے ہیں چنانچہ آون پانچون ماویس کو علامہ طبر
 علیہ الرحمہ فی قیل فیہ اقال لک نقل فرمایا ہی کہ زیچ بعض کی کان ناقصہ اور بعضے
 میں تامہ اور بعضے میں معنی صارا اور بعضی میں کان زائدہ ہی مخاطب خوش فہم
 فی معلوم نہیں کہ کس وجہ سی آون پانچون ماویس میں سے فقط چوتھی تاویل

اس مقام پر ذکر کر کے منسوب طرف خود علامہ کی بکذب و افتراء کی روپاسی آشوبہ اگر
 خیر امتہ سی صحابہ و اہل بیت تو اذکر کیا عرض تھی کہ خواہ مخواہ ایسی تاویلین کر کے
 مرتدین صحابہ کو داخل آیہ کہتے بلکہ کہتے کہ اکثر صحابہ جو ایک زمانہ میں مروج تھے
 بقول آپ کی جبکہ شیطان فی اکثر مسلمانوں کو بہکایا تو وہ بھی بہک گئی آتے
 جب شیعوں نے خیر امتہ سی اہلبیت پر مصیبتیں مراد لی تو ان کو ضرورت حفظ
 داعی ہوئی کہ جیسے روایات قرآنی کو انبیاء کی عصمت کی واسطی جو بلائیں
 عقلیہ و نقلیہ ثابت ہی تاویل کرتی ہیں اس آیت میں بھی تاویل کنتم کی ساتھ
 احدی من التاویلات الخ سے کی کر دینی پس گو یا عرض اصلی علامہ طبری کی
 نقل اقوال شیعان سی اس مقام پر یہی کہ لا ینحی اعلیٰ من ذکر صائب
 فی کتبات المقاصد و المآرب قولہ تب بعض حضرات نے اپنا قدم دوسری راہ
 پر اٹھایا اقول اولاً سکر بزرگی ثلاثہ توکل شیعان جہان ہیں پس بعض کو قدم
 دوسری راہ پر مارنی کے کوئی وجہ خیال میں نہیں آتی جنہوں نے اس
 دوسری راہ پر قدم نہیں مارا شاید وہ بزرگی ثلاثہ کی قائل ہو گئی تو وہ مثل آپ کی
 شیعہ گری سے نکل گئی اور داخل امنوا تم کفر و اکی ہو گئی اور اگر بزرگی کے
 قائل نہیں ہوئی تو سوائی اس دوسری راہ کی کوئی اور راہ چلی تو اس راہ کو
 ذکر کر کے پہلے اویس کا جواب آپ کو دینا تھا تب دوسری راہ کی جواب پر آتی
 لیکن بظاہر اس راہ کا جواب آپ نے انبی کا نفسی باہر سمجھ کی اور سکا ذکر ہی
 کیا اور بالکل غیبی چراگئے اس اوکٹری کپڑی باتوں کا کچھ نہ سکا ماہی کہ پہلے
 راہ کا کچھ ذکر ہے نہیں دوسری راہ پر چٹ سی اوکٹ آپ نے ثانیاً گس

عالم کی کس کتاب میں جواب استدلال سنیاں یابیں آئیے مستنبط اور تحریف
قرآن کی کیا ہی اگر آپ چچی ہیں تو بتیہ اور نشان دیکھ جہتہ نظر قاسم سے
گنہ راہیت صد ہی کہ تفسیر میں فرمایا ہی کہ مخاطب ائمہ طاہرین میں اور اسکو بدر
عقلیہ ثابت کیا ہی اور عین اسکا ہی جو بعض انبا میں ائمہ بجای ائمہ ہے
لیکن جواب میں استدلال سنیاں کی یابیں آئیے محسن و خوبی ثلثہ ترمیم قرآنی کا
ذکر نہیں کیا ہی بلکہ بتقریرات مختلفہ کفر و تفاق اور جمل ثلثہ کو انہیں کے
کتا بولسی بوجہ اتم ثابت کر کی ثلثہ کو مصداق خطاب ہی خارج کر دیا ہی قولہ
چنانچہ بعضوں نے فرمایا ہی اقول غلط ہی کسی نے علما میں ہی جواب
سنیاں میں یہ نہیں فرمایا ہی بلکہ حدیث صادق علیہ السلام کہ بظاہر ذوات
کر فی ہی کہ بجای ائمہ ائمہ تھا گو تاویل پذیر ہی بجای خود نقل کیا ہے
نہ جواب سنیاں ہی قولہ او انہوں نے ہی اس جواب کو پسند نہیں کیا اقول
اس جواب کو تم کی طرف نسبت دینا ہی تا طری پسند اور ناپسند کی کیا سمجھ
بہلا جنہوں نے اس داب کو انکی نزد باب ناپسند کیا ہی فرمایہ ہی تو بتلایہ کہ
ارنہوں نے کیا بات ایسی کی ہی کہ نہ ہی سی شہادت شامہ کی راہوں پر
جو گئی اور اس آیت کی تحت میں شامل ہو قولہ نہا ذکر ہی ہی اقول ہر نزد جواب دینا
بہ نسبت اس آیت کی حدیث میں نہیں ہے بلکہ بحث تعمیر نقصان قرآن کا
ذکر ہی کہ سیکڑن احادیث منیہ اور تفسیر اور تحریف او نقصان کی ذوات کہتی
ہیں چنانچہ خارج شہر ہی صاحب اشعشا ایدہ اللہ و صاحب نزہتہ رحمہ اللہ
نے نقل کئی ہیں اور کچھ حدیث مذہب شیعہ ہی اس پر ذوات کرستہ ہیں

پس حقیقہ سلطانیہ میں مثل دیگر کتب کلامیہ کی تحقیق اور تخریج اہل کی ہی کہ مراد
تخریف اور نقصان سی کیا ہے اور کس قسم کی تحریف اور نقصان کا پایا
جانا ممکن اور کس کس قسم کا نہیں ممکن ہی اس بحث کو جواب استدلال میں
بآیہ دیکھتے ہیں کہ سی کیا علاقہ آری اگر اس قسم کی تحریف کو تسلیم کر لیں تو ایک
جواب اور بی شبہوں کا علاوہ جوابات دیگر کے نقل رائے کا اور یہ امر دیکھ ہی
اور جواب میں ذکر کرنا اور دیکھ ہی قولہ فرمایا ہی نہ وجہ اول بعید است
اقول آئی جگہ سی کذب آپکا ثابت ہو گیا اسٹی کہ سب احتمال کو علمائے
بعید نہیں گی اور سکو مقابل نصام کیون ذکر کر رہی قولہ ہماری نزدیک
اقول توجہ و عندیہ توجہ آپ کس کسیت کی موی میں جو آپ کی ضرغرات اور
نہر علیات کی طرف کو فی نظر کری یہ آپکا پندار اہل ہی کہ خبر ائمہ لا جواب ہی
توضیر وہی کہ شیخ خیر ائمہ کی قائل ہوں بلکہ خیر ائمہ کی ہم تصدیق کے
جواب دندان شکن آپکو دیکھ چکے جب آپ ایمان تہ کو ثابت کیے گی گا اور
نفاق سی اور کو بری کر دیے گا اور اذنی تہ اور اوٹل اور بدیہی منوں باتہ
داخل کر دیجی گا اور بعد اسکی عالمیت اور یاف امثال کل رتاس ائمہ
من عمرتی المحدثات فی الحال کے ثابت کیجیگا بعد اسی ائمہ اسما آپ کا
رضاء اللہ ہونا ثابت کر دیجی گا تب ہم یا سجا ہی ائمہ ہونیہ یا اقرار بری
آپکی نصیحت کو کہ یا وہ اتی لکھا من الناصحین ہی قبول کر کے ہوں
آپکی مرضی کی ہی یہ ہی ثلثہ کو برا کہیں گی یہ اور کوئی نہ دیکھ لیں گے
مگر یہ معلوم نہیں ہوتا کہ ان مراحل میں تہ ایک ہر ایک آپ کی مرضی

اور مطاعن ثلاثہ سی حمدہ بلا ہو سکتا کہ کہتم خیر امیہ صحیح ہی یا کہتم خیر امیہ اقول
 جواب یہ ہی کہ خیر امیہ ہی صحیح ہو سکتا ہی اور خیر امیہ ہی صحیح ہی مگر خیر امیہ انت
 مخصوصہ ہی مینے ائمہ اطہارہ انت ذمہ مینے امیر علی رضی عنہ الی التار قولہ
 تو بندہ او سوقت عرض کرتا اقول اولاً اس عرض ہی کہ عرض اگلی معلوم
 نہیں ہوتے کہ کیا ہی بالیقین فرمایا ہوتا کہ سوامی علی رضی کی موجود ہونا
 دیگر ائمہ کا صدق کہتم خیر امیہ کو کیا ضرر پہنچاتا ہی تا او کا جواب حدیث شریف
 میں اس طرح عرض کیا جاتا کہ تناسی حصول ملاقات اہل قبور ہستی اور اگلی مایوسی کمائیں
 الکفار من اصحاب القبور لاصل ہوتی ثانیاً ہم جو خود کرتی ہیں تو نبطا بہر تن امر
 خیال میں آتی ہیں کہ ذہن شریف میں کہتے ہوگی ایک یہ کہ مسدق آیت
 جناب امیر علیہ السلام نہیں ہو سکتے اسی طرح مع منع محل علی الواحد میں تیسری
 اور ائمہ علیہم السلام او سوقت موجود ہتی اور توجہ خطاب طرف حاضرین
 ہوتی ہی نہ طرف غائبین کی تیسری یہ کہ جب کل ائمہ علیہم السلام موجود ہتے
 تو افضل امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کون تھا جیسا کہ آپ فرماتی ہیں کہ کس
 فی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کیا تھا ان میںون باتو کا جواب ثانی ہم سے
 سن شیخے لیکن امر اول پس اطلاق جمع کا اوپر واحد کی کلام عزیز میں غیر عزیز
 ہی اتانحو نزلنا ونحو الوافون یا ایہا النبی اذا طلعت النساء رات
 راجعون تعجب ہی کہ ایہ لایا مل انوفضل انونی ابو بکر میںون او اطلاق جمع اور
 واحد کی صحیح ہو جیسا کہ امام فخر رازی فی الکما ہی او جناب امیر علیہ السلام اطلاق
 کہتم اور تارمرون اور تنون نسوکی علاوہ اکی حنین علیہما السلام تو موجود ہتے

اور اہل سنت میں صحابہؓ ہری ہی ہی، بعد وہی پہر اطلاق جمع کا کیسے مانے
 ہی خصوصاً عتقاد شیعہ پر کہ صغیر و کبیر اہلبیت علیہم السلام فاضل و کمال و مہدی میں
 کیساں ہیں اور اگر شیعین باہلبیت ہی خصوصاً فیسی لوگ جو تاروا اہل البیت
 میں ہیں بتعداد خل خطاب ہوئے تو مصداق جمع کثرت بہم پہنچ جائیگا انا امرانی
 پس اولاً بعض مخالفین کا موجود ہونا و اعلیٰ توجہ خطاب کی کافی ہے ورنہ
 جمیع خطابات قرآنی اور احادیث نبویؐ سوای حاضریں کی کسی پر جاریے
 نہوتی اور شاید اسی جہت ہی حضرت مخاطب اپنی متین مخاطب بختاب ائمہ
 الصلوٰۃ نہ مسجد کی تارک نہ ہوئے ہیں اور نہ تارک تہمیر سائتہ میں تو پر کی کر سنے
 ہیں جیسا کہ بعض پرچای اخبار تہذیب الاخلاق میں نظر سے گزرا انا بسطرح
 بعض مفسرین نے کہا ہی کہ خطاب کثرت اگر صحابہ کی طرف ہی گشتال کل است
 کو ہی او میطرح ہم ہی کہتے ہیں کہ خطاب بعض ائمہ کی طرف ہی گشتال کل است
 کو ہی ناگہانی اپنی بجز میزان اور مشتبہ کی کہ پڑ ہائیں اکیو علم فصاحت و بلاغت
 کی کیا خبر ہی اس علم کی بھی پیر کر یا ضروری تاکہ معلوم ہو کہ ہی غائب کو حاضر
 اور حاضر کو غائب اور مکرر کو مکرر اور مکرر کو عالم کو جاہل اور جاہل کو عالم وار
 دیتی ہیں باعتبار امارا و لازم اور دلائل اور امارات کی کہ ہر مقام پر مختلف ہیں
 را بقا ہم خدمت شریف میں مسافرتہ عرض کرتی ہیں کہ حدیث نجوم میں جیسا کہ
 عنقریب آوگی آپ کی زغم ہل میں کل اصحاب حاضر ہیں پس نابار کسی کل صحابہ مقتدا
 تھی اور ظاہر ہی کہ خطاب اقتدایم اہدیم کا طرف مقتدی ہی ہے پس اگر مخاطب
 مومنین حاضر ہیں تھی تو وہ صحابہ ہی اور مقتدا تھی نہ مقتدی اور اگر غائبین ستے

بجاء بعض
 بیچ بعض
 بیچ بعض

تو تو خط اب طرف غائبین کی لازم آتی ہی نما ہو جاوے کہ فوج اپنا لیکن تیسرا
امر پس مستحب ہی اوپر اسکی کہ صیغ مضارع بمعنی حال ہیں والا سلم ذلک بلکہ
مضارع مشترک بین الحال والاستقبال ہی کہ محبت نثار تہ بین آپ ایسا مستقر
ہیں کہ شاید میزان و مشعب ہی ہو لی قولہ خیر ایچہ صحیح ہی اقول مگر کہا گیا
کہ صحیح ہی مگر خیر ائمہ ابرار میں نہ ائمہ اشرار میں اگرچہ قولہ حسبی آپ بھی
تصدیق کرتے ہیں اقول حسبی ہنہ تصدیق کی ہی باتفاق ائمہ
بیزاری اوس سی کفر ہی اور جسکی تھے تصدیق کی ہی بیزاری اوس سے
عین ایمان ہی یا ایہ الذین امنوا الا تنقوا قومہم خضب اللہ علیہم
اور غضوب علیہم ہونا اور بنکا کہ نہ کو تم مصداق آیہ سمجھتی ہو عنصیت بنا فاطمہ سی
ایسا ظاہر ہی کہ عیان راچہ بیان قولہ اسکا کیا مطلب ہی اقول اکا مطلب
یہ ہی کہ انوار قرآن نے صاحبان بصیرت کی نئی موجب ایت ہیں لیکن تم ایسی
بی بصیرت کو فوری کیا فائدہ ہی جب تم ٹوٹو کی تو ٹھہری ہی کہ معلوم ہو گے
قولہ تم کو اپنی اجتہاد ہی کی قسم ہی اقول تم کو ہی اجتہاد و اوصیہ بلکہ معویہ اور اجتہاد
عائشہ طائشہ ہی کی قسم ہی کہ آیا صاحب کسبت اس قرآن میں تردید و
عرض الدنیاء ثرون الحیوة الدنیاء استرون الیہم بالوعدۃ اخریتہم
بالحیوة الدنیاء ان الذین ینادونک من وراء الحجاب اتکثرہم
لا یعقلون ما کلن لکم ان تؤذوا رسول اللہ ان الذین یؤذون
اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیاء و الاخرۃ و یلعنہم اللہ عنون
و لعنہ اللہ علی الظالمین خضب اللہ علیہم لعنہم لکما ہی کہ نہیں اگر کہا ہی تو اوپر عمل کرو

اور اگر کہیں ہی قرآن آیات قرآنی کو ہی نسبت عثمانی جلاو و قولہ اگر اس میں
 خیر ائمہ صحابہ کی یہ نسبت ہو اقول سو مرتبہ کہیں گی ہزار مرتبہ کیسے کہ کاؤن
 قادریں خانیں انہیں کافی صحیح اسلم کے نسبت ہرگز خیر ائمہ نہیں ہے بلکہ
 ائمہ یسوعون الی آثارہی اور انہم اشقی الذیاء والاخرۃ ہی آپ چاہے راہ ہدایت
 پر آئی چاہے راہ ضلالت پہ جاسی قولہ اپنی مذہب میں لم یسجد اقول بسم اللہ
 ائمہ اسلم کفر تو ہو چکا ہی اب ہر اسنو اہولیکین ہر کفر و اثم اور کفر و اثم
 نہویا ہی اپکی بات کا کیا شکنا ہی قولہ معلوم نہیں اقول اب تو خوب
 معلوم ہو گیا جو جواب وہ دیتی اب تو کوئی تمنا اپکی دل میں نہ ہے ہوگی اب اگر
 کوئی تمنا ہو تو اسکو بھی کہہ دلیٹی ہم اپکی غلشہای باطنی کی مٹانی کو موجود ہیں
 حتی المقدور اپنی تسکین کی لئے بہت عرق ریزیاں کر چکی لیکن اپکی خاطر
 خاطر و یا معطر کا میلان تو طرف منت افتحان راہ پوری ہو چکا ہی آپ
 ہماری کب سنتی ہیں مجبوری و ناچاری ہی کہ اس بیماری کی دوا نہیں ہی ہذا و
 لیس لہ دوا و الا مار الوصال بقاصد البال مطلب الرجال قال الخاطب
 التمام ہذاہ السبل السلام دوسری آیت فالذین ہاجروا و اخرجوا
 من ديارهم و اذنی سبیل قاتلوا و قتلوا الا کثرۃ عنہم سیتاتہم
 و لا دخلتہم جناۃ تجری من تحتہا الانہار ثوابا من عند اللہ واللہ غنی
 الثواب اس آیت میں اشحاب شائہ مہاجرین کی تعریف کرتا ہی اور انکی
 جنت ہونکی بشارت دیتا ہی اور فرماتا ہی کہ جن لوگوں نے میری پیچھے وطن
 امداد اور کنبہ اور قلیلہ کو چھوڑا اور میری اور ایمان لائے کلینین ہونچیں اور

جنگو میری راہ میں ایذا میں دیکھیں تو میں نے اپنی ایسی سچی ایمان لائیوں اور
 پتی سلمانوں ہی بڑی مہربانی ہی پیش آؤنگا اور افکی محنتوں اور مصیبتوں اور
 جان فشانیوں کا اؤنگو اچھا بدلہ اؤنگا افکی گناہوں سے درگزر کرونگا انکے
 بھول چوک کو نہ دیکھو گناہوں کی گناہوں کو نہ دیکھو نے بدلہ اؤنگا اور بی بیچے
 بتلائی اؤنگو ایسے جنتوں میں جگہ دیکھو جگہ نیچے نہیں جہنم ہی ہاں اؤنگو
 دیکھو غم پہ گناہ نہ گنج نہ کوئی فکر اؤنگو سب کی نہ کٹنگا اور یہ ثواب اؤنگو اپنی طرف سے
 دیکھو اؤنگو اپنی نسل اور مہربانی ہی اؤنگی اعمال ہی بہت بڑے اؤنگو درجہ عطا
 کرونگا اب ان ایتو کو دیکھو مہاجرین کی فضیلت اور بزرگی پر خیال کرنا چاہی
 کہ کس محنت اور پیاری خدای غرور اؤنگا ذکر کرتا ہی اور افکی مہاجر اور اہل
 کا کس خوبی ہی اظہار فرماتا ہی اور اؤنگی قطعے جنتی ہونیکا اقرار کرتا ہی اور اؤنگی
 گناہوں اور سیئات سی دیکھو کرنگا اور نیکیوں ہی بدلہ دینی کا وعدہ کرتا ہی اور
 اؤنگے اعمال کی جزا میں جو کچھ دیکھا وہ تو ایک طوط اپنی طرف سے بڑے فضلات
 ثواب ہی کا بیان کس مہربانی ہی فرماتا ہی پس اب ان ایتو کی دینی والوں نے
 ہم عرض کرتے ہیں کہ جن مہاجرین کی نسبت خدائی یہ وعدی کئی ہیں اؤنگی
 سنتے ہونیکا ذکر فرمایا ہی وہ کون ہی کیا وہ لوگ مہاجرین ہی جسکا نام اؤنگو اور
 عمر اور عثمان ہے اور کیا گمراہ چوڑی والوں میں وہ شخص نہ ہی جنگو شیعہ برجاتی
 میں اؤنگی یہ لوگ اس آیت سی سنتے کر دئی کئی ہیں اور کیا یہ شخص لاکھ فر
 عنہم تپا تم کی وعدہ ہی خارج کر دئی کئی ہیں اسے ہائیو اس آیت کو پڑھا
 تم مہاجرین کی گناہوں کی دھوڑ ہے میں اموات صنایع کرو اور افکی برائیوں کی

تماشہ میں اپنی عمر نہ گناؤ اگر دو چار عرب لوگوں کی ڈھونڈو بھی لئی تو سے
 بچک تم مہاجرین میں ہو نیسے انکار نہ کرو گی اور چٹک تم اونکی ہجرت کا
 اقرار کرتی کہ ہو گی تمہاری حیثیت جی اور کتہہ چنے کیہ کام نہ آویگی اور اس
 اونکی یقینے جنتی اور قطعی بشتہ ہونین کہ ضرر نہ ہوگا اسلئے کہ وہ خود فرما چکا ہی
 لا کفر جن عہد تم شیا تم کہ میں اونکی گنا ہونسی درگز نہ کروں گا اور ضرر نہ رواؤ کو بخت
 میں دخل کروں گا اسلئے کہ وہ میری سچے گہروں سی نکالی گئی میری بدولت
 بخون اور مصیبتونین گرفتار ہوئی اپنے دوستوں کو چھوڑ کر میری دوست کی
 ساتھ ہوئی اپنی محبوبہ سے جدا ہو کر میری محبوب کی شریک ہوئی پس اس کا
 ہجرت ہی کرنا ایک ایسا عمل ہی کہ ہزار اعمال اور لاکھ عبادت اور کروڑوں کیوں
 سی بہتری بقول لہتسک بولالہ علی ابن ابیطالب علیہ
 السلام یہ آیت ہی مثل آیات دیگر فضیلت مومنین مومنین پر دلالت
 کرتی ہی مثل علی ابن ابیطالب اور جعفر بن ابیطالب حمزہ و علیہ کہ جمع صفات
 مذکورہ فی الآیہ خصوصاً قاتلوا و قتلوا کی ہیں نہ ثلاثہ فاربن بن النضج بنی و ہیں
 فقد باء بغضب من الله و ملوا جہنم و بیش المصیر ہی آپکی بڑی تعصب
 مفسر برضی اوی صاحب تحت میں فالذین باجرا علی فراتی بن المنی فالذین باجرا
 الشکر والادوان والعبث والذین یعنی جن لوگوں نے اپوزا شرک کو اور
 وطنوں کو اور قوم قبیلہ کو و سلی دین کی انتہ شیعہ قاطبہ کی قائل ہیں کہ آپکی
 حضرات ثلاثہ فی شرک اپنی کو مرستے دم تک بنین چھوڑا اور پیشہ شاکین
 اور رہا میں فی البتوچ سے تے بلکہ بعضی صاحب سبب تنگ ظنی سے

بعض اوقات زبان ہی اوسکا اظہار ہی کر دیتی تھی چنانچہ صلح حدیبیہ میں حضرت
 عمرؓ نے خود اپنی زبان صداقت بیان ہی اظہار کر دیا کہ جیسا کہ آج مجھ کو شک نہ تھا
 میں ہوا ایسا کہی نہیں ہوا پس اسے لوگوں کا ترک کرنا شرک ظاہری کا
 اور ترک وطن اور ترک عشا لانہم کہ الذین تھا بلکہ شخص بغرض حصول جفیہ دنیا
 تھا و قد مروا فی قولہ ہاجرین کی تعریف کرتا ہی اقول مومنین ہاجرین
 کی تعریف کرتا ہی یا منافقین اور مرتدین کی تعریف کرتا ہی صد آیہ میں تو
 خطاب طرف مومنین ہی کی ہے چنانچہ جناب باری فرماتا ہی انی لا اخرج
 علی عامل منکم یعنی اسی مومنین تم میں ہی کسی عامل کی عمل کو میں خارج
 نہ کروں گا قال البیضاوی فالذین ہاجر و اخرج تفصیل لاجل الکمال و ما اخرجکم
 من الثواب یعنی فالذین ہاجر و اخرج تفصیل ہی و علی عمل کشتگان کے لو
 اوس ثواب کی جو و علی اونکی ہتیا ہوا ہی اتنی پس جس تفصیل اعمال مومنین
 میں ہی تو منافقین اور مرتدین کو اس آیت ہی کیا علاقہ ہا قولہ فرماتا ہے کہ
 جن لوگوں نے میری پیروی اقول یہ عبارت جہتیت کذائی دہ اسکو ہم ترجمہ کہہ
 سکتے ہیں یہ تفسیر پس بجز انقری علی اللہ کی کیا کہیں ترجمہ ہونا ظاہری اسلئے
 کہ الفاظ ظہری ہوتی ہی ہیں اور جو مطبوع خاطر خاطر تھی وہ کٹی ہی ہیں جسے قاتلوا
 اور قتلوا کا ذکر ہی اوڑا دیا ہی فقط اس ڈر ہی کہ شیعہ چھینکی کہ اصحاب ثلاثہ
 کس لطائی میں مصداق قاتلوا ہوئی کس معرکہ میں دست لات و عزائے
 پرست میں ہتیار پر کس کا فر کو مارا تے کہ ایک کا نام قاتلوا بھی جس لطائی میں
 انکی ہباک کٹری ہوئی اسی کا نام قاتلوا ہی اور یہ بھی چھینکی کہ مصداق قاتلوا کہاں

ہوئی کہے معرکین یا گھر کی جو سہلے میں آؤ تفسیر الفاظ مناسبہ ہوتی ہی نہ بی جوڑ
 جیسا کہ حضرت مخاطب فرماتی ہیں بی پوچھی بتلائی اس لفظ بی پوچھی بتلائی کو نہ کو
 کہیں لفظ سی ملاوہ نہیں معلوم ہوتا ہی حضرت مخاطب کو ذرا ہی خوف خدا نہیں تھا
 کہ خود الفاظ معلومہ تصنیف فرماتی ہیں اور کہتی ہیں کہ خدا فرماتا ہی ومن اظلم منک
 افتقری علی اللہ کذباً قولہ میری پیچھے اپنی وطن کو الی قولہ چوڑا قول
 نہ وہ لوگ جنہوں نے طلب حقیقہ دنیا کی پیچھے اپنی وطن کو چھوڑا قولہ میری پیچھے
 ایمان لانے سی کاغذین پہنچیں اقول نہ وہ لوگ کہ غلبہ طلب دنیا میں نہیں
 پہنچیں قولہ ایسے سچے ایمان لانے والوں اور پکی مسلمانوں ہی اقول نہ بھوٹے
 ایمان لانے والوں اور نہ سچی مسلمانوں ہی کیا ہم شعور حضرت مخاطب ہی کہ جن باتوں کو
 شبہ بہ دلیل ثابت کرتی ہیں لاسن شعور خدا و سکا اقرار فرماتی ہیں مشہور ہے
 کہ میری خود میری کی پاس جاتی ہی اب صاف صاف میں بھی کہ جو لوگ
 سچی مسلمان اور بھوٹی ایمان لانے والی اور طلب دنیا وطن کو چھوڑنی والی تھی اور حقیقت
 میں شرک کو چھوڑا اور کسی کام اور نکادین کی سوطی نہ تھا بلکہ دنیا کی سوطی تھا ایسے
 لوگ ہرگز مصداق اس آیت کی نہیں ہیں اور وہ حضرات ثلاثہ اکی ہیں کہ جن کو یہ
 اس آیت کی خارج کر دیا قولہ کیا وہ لوگ مہاجرین نہ تھے اقول اگر وہ مہاجرین
 ہی مہاجرین شرک اور مہاجرین اوطان الدین ہیں جیسا کہ بضایہ صاحب فی ذہاب
 تو ہر گز شکا آپ نام لیتی ہیں وہ مہاجرین نہ تھے اور جو سکا دعویٰ کری کہ وہ اپنے
 مہاجرین تھے اور سپر واجب ہی کہ دلیل ثابت کری ورنہ اصل کل حواش میں ہم
 قولہ کیا وہ لوگ اس آیت سی مستثنیٰ کر دی گئی اقول کچھ حاجت بابت شنا

نہیں ہی اسلئے کہ آشنا و متصل میں داخل ہونا مستثنیٰ کا مستثنیٰ نہیں شرعی
 اور جب خود قیود آہنی اور کو خارج کر دیا تو محل استثنایاتی نہ رہا باقی رہا استثناء منقطع
 مثل جابر القوم الاحار ایس اگر گدہ یا تبعیت قوم مع القوم ہو گیا تو کبھی شرف قوم
 حاصل ہو گا پھر استثنائی کیا حاجت ہی تو نعم قبل سے فریضے اگر کتبہ رود و چون تبا
 ہنود خرباشد و علی الترتیل سب مقامات پر دلیل عقل و نقل مستثنیٰ عن الاستثنایاتی
 ہی اور حاجت با استثنائین یہی ہی جیسے ان اند علی کشتی قدیر پس عقل حکم کرتے
 ہیں کہ اگر شے کو عام لین تو شریک الباری اور جبل الباری اور بحر الباری کل شی
 سی مستثنیٰ ہی کو حرف استثنائین ہی نہیں سے اس طرح منافقین اور مرتدین
 بیل عقل مستثنیٰ ہیں اور کوئی حاجت استثنائی نہیں ہی قولہ حکیم تم اونکی ہجرت
 کا احوال قول شیون کو ہرگز ثلاثہ کی ہجرت معتبرہ فی شرع کا اقرار نہیں ہی اور قول
 صنہ صحیح بخاری میں موجودی کہ ہجرت ہی معتبرہ جو بصدق تبت ہو چنانچہ بخاری
 فی خود حضرت خلیفہ ثانی ہی روایت کی ہی کہ جناب رسول خدا فی فرمایا کہ انما الاعمال
 بالنيات و انما العمل امری بانی فی من کان حبرہ تالی دنیا یصیبہ الاولی
 امرہ تنکما فحبرہ تالی ما ہجرت لیسہ یعنی نہیں ہیں اعمال
 کہ یہ اتہ نیت کی اور نہیں ہی واسطہ شخص کی اگر وہ چیز کہ جسکی نیت کی ہی پس
 جس شخص نے کہ ہجرت کی طرف دنیا کی کہ اپنے او کو یا ہجرت کی رغبت طے
 نہ کی کہ نکاح کری اوس سے پس ہجرت اوکی طرف اوی چیز کی ہی جسکی طرف
 ہجرت کی اتہی قولہ میں اونکی گنا ہونے و گناہ قول یہ وعدہ اودن ہمین
 سی ہی تصوف باین صفات پہنچ جو آیت شریفین مذکور ہیں نہ منافقین اور مرتدین

اور نہ اصحابِ ثلاثہ ہی کہ سرگرداؤں میں جا چلے یہی کہ اگر فقط بظاہر ہی بہ اسم
 مہاجر اور انصار سے نام فیہ حصولِ جنت ہوتا تو جنابِ باری ایدہ قہرہ فرما تا کہ کل مسیح
 مہاجر اور انصار اراکفرین عنہم سیدنا ہم پر اس تطویل کی کیا حاجت تھی کہ اخراجوا
 من میادہم واودانی سبیلہ فقاتلوا وقتلوا بکفر یا ہستی تھا کہ تنبیہ سے تم پر کی جاتی
 تاکہ مقامِ اشتباہ نہ رہتا اور یوں فرما کہ سواء فقاتلوا وقتلوا و فرما من الذین
 فاقفوا اور نہ الا کفرین عنہم سیدنا ہم یہی فرمیدہ تھی فی الآیۃ اللہ تعالیٰ قال انما اطاب
 التمساح ہذاہ السبیل السلام تیسری آیت والسابقون الاولون من
 المهاجرین والانصار والذین اتبعوہم باحسان رضی اللہ عنہم ورضوا
 عنہ واعدلہم جنتِ تجری تحتہا الانہار خالد میں
 فیہا ابداً۔ اس آیت میں اللہ جل شانہ مہاجرین اور انصار کی
 نسبت اپنی رضا مندی ظاہر فرماتا ہے اور اولوں کو اور ان کی پیروی کرنے والوں کو جنت
 کی خوشخبری پہنچاتا ہے ہمارے نزدیک اگر کوئی شخص اس آیت پر ذرا ہی غور کری
 اور اسکی مطلب کو سوچی تو وہ ہرگز نہ جانے کیا اور مہاجرین اور انصار کی نسبت سے ایسی
 فضیلت اور بزرگی کی دوسرے عقائد کو ہی اس لیے کہ جب انکی شان میں نہ ایسی جلتانہ
 فرماتا ہے کہ رضی اللہ عنہم ورضوہ عنہ کہ میں انہی رضی اور وہ مجھ سے رضی اور انکی حق میں
 تبارک و تعالیٰ ارشاد کری کہ اقدام جنت تیار کر کے گئی ہیں اور انکی جنت تیار کر کے گئی ہے
 انکی وسطیٰ شمشین تو پہر کون ہی کہ انکی فضیلت کا حامل نہ ہو پس شیعیان پاک کو صرف بقدر
 غور کرنا چاہیے کہ مہاجرین اور انصار میں صحابہ کبار میں سے وہ حدوت رسکتے
 ہیں داخل ہیں یا نہیں اگر میں تو پہر انکی جنتی ہونے میں کیا شک ہی اور اگر نہیں ہیں تو

یہ خطاب خدا کا کسی ہے اسی بانیوں نے اسوچہ کہ قرآن مجید پر ایمان اسی کا نام ہے
 کہ جسکی حق میں اللہ اپنی رضا سندی ظاہر کری اور جسے تم ناراض ہو اور جسکی جنتی ہونی
 کی خدا خبر دی اور کو تم مسلمان ہی نہ سمجھو اور اگر اس آیت پر ہی کوئی ایمان غلاوی
 اور یہ شبہہ کری کہ ہمیں خلفای ثلاثہ کی نام تو مذکور ہی نہیں ہیں اس سے
 اولیٰ فضیلت کا انکار مستلزم انکار آیت نہیں ہی تو اوسے شبہہ کہ دور کرینکی
 لئی ہم امام باقر علیہ السلام کی شہادت پیش کرتی ہیں اور سطح پاونوں فی خلفاء
 ثلاثہ کو داخل حکم اس آیت کی بیان کیا ہی اوسکو ہم بیان کرتی ہیں اوسکو ذرا دل
 سی سنو اور اپنی مذہب کی کتاب سی اوسکی سند لو وہو نہ صاحب الفضل نے
 امام باقر علیہ السلام سی روایت کی ہی کہ ایک روز حضرت امام باقر علیہ السلام
 کا گذر ایک جماعت پر ہوا جو کہ خلفاء ثلاثہ کی خیب جوئی کر رہی تھی اپنے پونچھا کہ
 مجھی بتلاؤ کہ تم اون مہاجرین میں سے ہو کہ خدا کی لئی گہری مسکالی لئی اور خدا کی
 لئی اونکا مال بٹا گیا اور جنہوں نے خدا اور رسول کی مدد کی اونوں نے کہا کہ نہیں ہم
 اون میں سی نہیں ہیں تب اپنی پونچھا کہ پہر کیا تم اون لوگوں میں سی ہو کہ جنوں نے
 دار ہجرت اور دار ایمان میں گہر بنایا تھا اور مہاجرین کو آرام دیا تھا اونوں نے
 کہا کہ نہیں تب اپنی کہا کہ خود تم بیزار ہوئی اور نہیں چاہتے کہ دو نو فرقی میں سے
 ہو اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ تم اون میں سی ہی نہیں ہو جسکی نسبت
 خداوند تعالیٰ فرماتا ہی کہ جو لوگ بعد ان مہاجرین اور انصار کی آدینگی وہ ایسی
 مسومن ہونگی کہ یہ دعا کیا کرینگی کہ اتنی ہماری اگلی بانیوں کی جو ہم سی ایمان میں سبقت
 لیکئی ہیں مغفرت کرو اور ہماری دونوں مسلمانوں کی طرف سی کدینہ مت رکھیں

نہی کہ نسوا لامر بان ہی اسی بابت تو تم اپنی آپکا واسیہ کہتی ہو اور اسے کلام کی اقوال کو
 کم از آیات نہیں سمجھتے مگر نہیں معلوم کہ ان اقوال کو جو صحابہ کی فضائل میں ہیں
 کیون نہیں مانتی اور کیون اپنی امانوں کی پیروی نہیں کرتی اور کیون ان کو صحابہ کی
 فضائل بیان کر نہیں جو بڑا جانتی ہو غرض کہ اس حدیث ہی امام باقر علیہ السلام
 کی ثابت ہو گا کہ ان کی نزویک خلفاء ثلاثہ اس آیت کی حکم میں داخل ہیں اور جو
 وعدی جنت وغیرہ کی خلافی مہاجرین اور انصار کی اُن میں وہ شریک ہیں
 اور یہی ظاہر ہو کہ جو لوگ انکی عیب جوئی کرتی تھی انوی حضرت امام موصوف
 بیزارتی اور ان کو اسلام اور ایمان سی خارج سمجھتے تھے پس ہوا ی تفسیر کی دوسر کوئی
 جواب ہو ہی نہیں سکتا ہی لیکن نہیں معلوم کہ کتنا تک تفسیر کا عذر کیا کر سکی اور تکب
 تفسیر کو ڈال بنای رہینگے انہوں جب خدا صاف صاف مہاجرین اور انصار کی
 تعریف کری اور انہ علیہم السلام خلفاء ثلاثہ کی صاف فضیلت بیان کریں اور یہ سب
 حضرات شیعہ قائل نہون اب معلوم نہیں کہ مہاجرین اور انصار کی فضیلت کی
 انکی کسی دلیل چاہتی ہیں بقول المستحک بولایۃ علی بن ابیطالب علیہ
 السلام یہ آیت ہی مثل ایہ سابق کی فضیلت مومنین مومنین میں ہی نہ منافقین مومنین
 میں خواہ مہاجرین ہو علیہم انصاری کہ مراد سابق مومنین سی یا سبقت فی الایمان ہی اور
 آپ کے حضرات ثلاثہ کی ایمان ہی میں کلام ہی سابق اور لاحق ہونیکو کون پوچھا ہی
 یا سبقت فی الخیرات والطاعات مراد ہی جیسا کہ فرمایا ہی فاستبقوا الخیرات
 و سابقوا لی المخفۃ اور او میں ہی ایمان مشہر طہی علی کہ اعمال کثرت
 کسرا بقیہ میں او صدق نیت اور تقا کہ انما یتقبل اللہ من المتقین

سہی ثابت ہی علاوہ اسکی ہی اور خاتمہ ہی یا آخر ہونا بعد ان سب کی ہی اور حضرت
 ثناء کا یہ ایمان ہی مسلم ہی نہ صدق نیت نہ سبقت کرنا عبادت میں ایسے ہر کہ
 جنگی ایک نہ سب بہتر اور عبادت تعلیم بھی اور نہ خاتمہ یا غیر ہونا اور حکم مسلم ہی ہفت
 الی البتہ مراد ہی بتیسا کہ بعض خوشی بیضاوی میں ہی اور اس ہفت کی الی ہفت
 فی کل الامور لازم ہی پس جن لوگوں کی ہفت فی بعض الامور بھی مسلم میں ہی تو ان کی
 فی کل الامور کو مسلم ہی یا ہفت فی البتہ مراد ہی اور اس میں ہی وہی ایمان شرط
 ہی اور کا اور بنافق کی ہجرت مفید نہیں چنانچہ ثبقات میں لکھا ہی کہ عبداللہ بن
 الرقیطہ دلی کہ ایک کافرتا وقت ہجرت لیل رسول اللہ تھا اور وہ ہی ثل ابو بکر
 کی بہر نشانہ ہی راہ ہجرت تھا گو احد ہا کفر ظاہری اور دوسرا کو باطنی رکھتا تھا فتح
 ہو کہ جو کافر و لیل رسول اللہ تھا اسکی حلیہ نام و نسب میں کہ سید ان خلیفہ ہے
 شاہ عبدالحق دہلوی جذب القلوب میں فرماتی ہیں بعد از ان شخص را انبی میل
 کہ نام اور قیطہ بود و در کار ہدایت و بدرنگی ماہر و بامانت و حفظ اسرار مشہور بود و جو
 گرفتند بعد از سرور ہر دو اشتر را بیل شور حاضر آورد و این رقیطہ محمد و بکر کا بود
 انہی و قریب منہ مانی صحیح بخاری و اساجر رسول اللہ جلالتہ نبی و یل باو یا
 و ہر علی دین کفار انتہی الامضا علاوہ اسکی سابق میں بیان ہوا کہ کل اعمال میں
 صدق نیت شرط ہی چنانچہ پنچھو ص ہجرت میں حدیث صحیح بخاری ہی
 گزرے کہ من کان ہجرتا لی دنیا یصیبھا اوالی امرہ تکھا فہجرتہ الی ما جبر الیہ بلکہ یضاک
 سی بیان ہوا کہ منہ ہجرت میں ہجرت من الشکر ہی یا خود ہی بلکہ حدیث مشکوٰۃ
 میں ثابت ہوا ہی کہ ہجرت ارجمہ نہائی خدا ہی بخود ہی چنانچہ جناب رسول خدا

منقول ہے کہ فرمایا کہ مسلم وہ ہے کہ سالم بین مسلمین ہاتھ اوکی سی اور زبان اور سانس
 سی اور مہاجر وہ ہیں کہ ترک کریں نہ اہی خدا کو سنتے پس صاف اس
 ثابت ہوا کہ قہر ترک وطن اگر اولاد نیا صدق مہاجر کی اہی کافی نہیں ہے
 اور جب ان جنوں کی راہ سی: با اکی مفسرین اور مخیرین بیان کرتے ہیں
 صدق مہاجرین اکی ثلاثہ پر مسلم نہ تو سابق ابلاق ہرمانی المہاجر تک مسلم
 ہو گا علاوہ اس سب کی اکی مفسرین میں باہم خود اختلاف عظیم ہی کہ مصداق
 سابقین اولین مہاجرین کون لوگ ہیں بعضوں نے کہا ہے کہ وہ لوگ مرو
 ہیں جنہوں نے قبلتیں کی طرف نماز پڑھی اور ظاہر ہی کہ مرو نامی وہ مائینین کہ
 جسکی حقین یراون الناس ہی بعضوں نے کہا ہے کہ اہل بدر مرو میں اور یہی
 ہی کہ اہل بدر میں قابل تعریف وہی ہیں جو مصداق ترین عرض اللہ مائینین
 ہیں بعضوں نے کہا ہے کہ اہل حدیبیہ مرو میں اور یہی ظاہر ہی کہ اہل حدیبیہ میں سی
 جنگو شک نبوت جناب رسول خدا میں واقع ہوا وہ قابل تعریف نہیں ہیں
 بعضوں نے کہا کہ ہجرت سابقہ اولی وہ ہی جو بنی ہاشم نے مکہ میں اپنی گھر سے
 طرف شعب ابی طالب کے اور اہل تواریخ متفق ہیں کہ اس ہجرت میں کفار بھی
 بحیثیت جاہلیت شریک تھے اور مع نہیں ہو سکتی ہی کہ مائینین کی اور بعضوں نے کہا
 ہی کہ ہجرت سابقہ اولیہ وہ ہی جو طرف حبشہ کی بعیت حضرت جعفر طیار واقع ہوئی
 اور اتفاق اہل تواریخ اکی سابق ملاقا میں نہ تھی پس ایسے اختیاف فیما کہ
 نص طلعی اور چرس و خوبی حضرات ثلاثہ کی سمجنا بخیر خوش فہم مخاطب کی کس
 چیز پر محمول ہو سکتا ہی قولہ پس شیعین پاک کو صرف مقدمہ کرنا چاہئے

اقول شیطان پاک اعتقاد کی نزدیک یہ مقرر نہیں ہی کہ حاجت غورو
 فکر کرتا ہو بلکہ مثل آفتاب نصف النہار روشن و آشکار ہی کہ جن منافقوں سے
 ہم عداوت کرتے ہیں ان کی سایہ کو ہی برای نام سرسود اخلت اس آمین نہیں ہے
 حتیٰ یبلغ انجل فی ستم الخیاط قولہ دخل من ین ینین اقول نہیں نہیں
 اہل علی کہ جنت مقام مومنین ہی نہ جای منافقین فانما المنافقین فی الدار
 ۱ لا سفل من النار قولہ اگر نہیں ہیں تو یہ خطاب خدا کا کسی طرف ہے
 اقول کیا خوب سوای ثلاثہ کی کوئی دنیا میں قابل خطاب نہ تھا اس چوٹی
 سی آپ کی ہی ثابت ہوا ہی کہ آپ کی پندار میں انحصار مہاجرین فقط حضرات
 ثلاثہ ہی میں ہو گیا ہی سوای ان کے اور کوئی مہاجر نہ تھا نہ علی بن ابیطالب علیہ
 السلام فی جو حقیقتہ اقول مہاجرین میں تھی ہجرت کی تھی نہ حضرت جعفر طیار فی
 ہجرت کی تھی نہ حضرت عمرہ فی ہجرت کی تھی نہ عبیدہ فی نہ او کی اتباع فی ثل
 ابوذر و عمار و غیر ہم یہ کوئی مہاجر نہ تھے اور اہل قلیتین تھی اور اہل ہدی
 بلکہ جو کچھ تھی فقط ثلثہ ہی تھی لقد حق القول حب النبی و حب
 و انہ لا نغی الا بصاروا لکن نغی القلوب لشی فی احدی قولہ اے منہ تم
 ناراض ہوا قول جسے خدائی اپنی رضا سندی ظاہر کی ہم اوشی ناراض نہیں
 ہیں بلکہ ناراض فقط اونہیں لوگوں سی ہیں جبکہ خدائی انہم اللہ فی الدنیا
 و الاخرة واعدتہم عذاباً مہیناً کہا ہی تمام اسکا ہی کہ ہم ہی ثلثہ ہی
 پوچھیں کہ کن ہونی کی حق میں خدائی یہ فرمایا ہی ثلثہ سی بڑ بڑ کہنے پیغمبر کو اور
 الہیبت پیغمبر کو اوتیت ہی تھی جسے حق میں یہ نازل ہوا قولہ اس آیت پر

۲۱۵

بھی کوئی ایمان نہ لای اقول اس حدیث پر بخوبی ہم ایمان لائی ہیں مگر ان کو
ایمان پر مثل کی نہیں ایمان لای ہیں، مثلاً اللہ تعالیٰ بخت کما شق تو کہ یہ شبہ کہ اقول
کیسا یہ امر تو یقینہ ہی کہ لاشہ کی نام آیت بن نہیں ہیں اہل بصیرت تو ہرگز
نہ کینگی کہ لاشہ کی نام آیت میں ہیں آپو شاید ٹوٹنی سی لمباتی ہوں لیکن
حقیقت یہ ہی کہ آپکو ہی باوجود ٹوٹنی کی نٹلی ورنہ آیت قطعے چھوڑ کر روایت
مذخوف کی طرف کیوں مڑے کہ تصدیق او کی اتنا کہ کسی شیعہ نے نہیں
آوردہ خود سے تصدیق کرنا او کا عبارت شیعہ سے ثابت ہو کا قولہ تسلیم
انکار آیت نہیں اقول حقیقت میں ہی ہی کہ تسلیم انکار آیت نہیں ہی تاہم
یہ ہی کہ تسلیم انکار ایک روایت بی سرو پا کا ہو گا پھر معلوم نہیں کہ کس پہوٹی نہوا
سی نکلا کہ کوئی آیت پر ایمان نہ لاوی حقیقت میں تم ایمان آیت کا نہیں لائی
کہ جنکی حق میں آیت ہی اون کا ذکر نہیں کیا سنا فقہین پر او کو معمول کر لیا قولہ
صاحب الفضول فی امام باقری روایت کی ہی اقول ہم فی فضول کو جانیں نہ
صاحب الفضول کو جانیں کہ کون صاحب ہیں آیا کوئی شخص معقول ہو کوئی
بہ الفضول ہیں کتاب غیر مشہور کی توش کلام علماء سی لازم تھی مائل محتاج السلیمن
کہ ساختہ شاہ عبدالغفر زید پوری ہی نہوتی اور بعد اسی ضرورت اسکا ثابت نہا
کہ صاحب کتاب مصدق روایت ہی کیوں نہیں جائز ہی کہ اس روایت کو ثابت
سی نقل کیا ہو و مصدق او کا نہوا چکا حال یہ ہی کہ صاحب مجمع البیان کہ مائل
اقوال مختلفہ مفسرین اہل سنت ہوتی ہیں آپ او کو قایل اور مصدق سمجھتی ہیں ہر
ایسی اولیٰی صحبہ والو کا کیا اعتبار ہی پس جب آپ ولایت ابراہیم کا کتاب دیگی اور

تائیا بوقت تصدیق صاحب کتاب بی یقینی تو ہم جواب ادھکاریوں دین گئے
 کہ چونکہ مخالف یکڑوں مادیات اور آیات کی ہی جو حدیث ثلاثہ پر دلالت کرتی ہیں
 اور مخالف مجمع علیہ ایہ کی اور موافق مذہب عامہ کی ہی ضروری کہ محمول
 بر تفسیر ہوئی خصوصاً بنظر اسکی کہ لفظ حاضر اولالت کرتی ہی اوپر اسکی کہ وہ بیعت
 جملہ شبہ بیان میں سی انتہی اسکی کہ شیعوں کو در باب ثلاثہ حوض اور غور کی کیا جاتا
 ہی حضرت ثلاثہ کانی بہرہ ہونا دین و ایمان ہی تو انکی اجمالیات و تفصیلات
 اور ضروریات مذہب سی ہی ایسے اور مدعی میں ان کو امتیاج حوض وغور کیا
 ہی بلکہ اگر نظر داخل دیکھئے تو آخر حدیث بی سرواپی ہی پر دلالت کرتا ہی
 اسکی کہ نہ مصداق ہونا آئیہ ربنا اغفر لنا و لاخواننا کا مخصوص نہیں ہو گونگی
 و سہلی ہی جو ثلاثہ کو اخوان مومنین میں سی سمجھتے ہیں اور پھر انکی مناسب ہی
 بیان کرتی ہیں سبھی حدیث قرطاس اور حدیث فہک اور حدیث شک فی
 المنوۃ و حدیثیہ اور امثال اسکی کہ صاف صاف دلالت اور کفر و نفاق خستہ
 ثلاثہ کی کرتی ہیں لیکن وہ فرقہ جو ادھکار اخوان مومنین سی نہیں سمجھتا بلکہ اخوان
 الشیاطین جانتا ہی وہ ہرگز غیر مصداق آئیہ ربنا اغفر لنا و لاخواننا کا نہیں ہو سکتا
 اسو سہلی کہ وہ اپنی اخوان مومنین کی حق میرا تمدن و عاکرتی ہیں کو اخوان الشیاطین
 کیو سہلی نکرین بلکہ بدو عاکرین کہ خداوند ان کو اپنے رحمت اسمہ سی دور رکھ
 یہی حق بین تبری کی جکو اہل نعت بہت و شتم تفسیر کرتی ہیں مخفی نہ ہے
 کہ اگر مراد مخاطب کی کتاب اصول سی فصول منہ ہی تو وہ کتاب الہنت کی
 مذہب کی ہی اور ابن صباغ مالکی کی ہے شیعوں سے اس سے کچھ

وہ مطہرین اندر بطریق سیالیت فی اپنی صلاح مقام میں سیکڑوں ہزاروں افراد
 جناب رسول پر گئی ہیں اگر ایک افتہ امام محمد باقر علیہ السلام پر بھی ہو تو جاسے
 تعجب نہیں ہی قولہ تم اپنی آپکو امامیہ کی ہوا قول قطعاً ہم اپنی آپ اور ہمارے
 ان آپکو امامیہ نہیں کہتے بلکہ تم ہی ہکلو امامیہ کی ہوا اور اپنی آپکو امامت معاویہ
 کہتی ہو قولہ اور امامت کی اقوال کو کم از آیات اقوال بلکہ بشیخ از آیات علمی
 کہ یہ صحیفہ اطلوح صحیفہ صامت کی مفسرین اور وجوہ فراموشی ہیں بیشک و شبہ
 مراد خدا کلام خدا سی و ہر ہی ولین یفتقر قاضی یزد علی لیسو سخن قولہ کہ
 نہیں معلوم کہ ان اقوال کو اقوال اگر نہیں معلوم تو ہم مکتوبات دینی ہیں و جبہ کی
 یہ ہی کہ ایسے اقوال مثل ابوال کو کلام امام نہیں سمجھتے بلکہ یہ مجتہبی ہیں کہ جیسا
 شیون فی جناب رسول خدا پر بلکہ خدا پر افترات کہی ہیں ویسا ہی اماموں پر بے
 افترات کہی ہیں قولہ جھوٹا جاتی ہوا قول ہرگز اماموں کو جو مانعین جاتے
 بلکہ جھوٹا جاتی والی پر تین حرف کہتی ہیں آری حضرات امامت کو سلفاً عن
 خلق جھوٹا جاتی ہیں کہ تابع کا ذہن غلوین غائین آئین کی میں علی سلف
 صحیح اسلام قولہ اس حدیث میں امام محمد باقر علیہ السلام کی ثابت ہوا قول کلام
 اس حدیث میں نہ ابھی ہی اور نہ ابھی ہی اور ولانہ بھی ہی ایسے حدیث
 قابل حجت نہیں ہو سکتی خصوصاً اس وقت میں کہ قتل اور سکا کوئی سنی ہو قولہ
 پس سوای تفتیہ کی اور تو کوئی ہو و سر جواب ہو ہی نہیں سکتا اقوال جب آپکو
 معلوم تھا کہ جواب بقیہ ہو سکتا ہی تو پھر یہ بات کس طرف کی سونہر سی نکلی تھی
 کہ نہیں معلوم ان اقوال کو جو صحابہ کی فضائل میں ہیں کیوں نہیں مانتی تھے

قولہ کہ ایک تہمت کا ذکر کیا کرے اقول جہانک کہ صحیح بخاری ہی آپ
 البتہ الیٰ یوم القیامت کو نکال کر یہ جلا دیئے قولہ تہمت کو ڈالنا ہی رہے
 اقول یہ ڈالنا خدائی آلا ان تلقوا منہم نفاقاً و تفتتہ سہ بنانی ہی
 اور شیعہ کو کہ تہمین یہ ڈالنا اور شیعہ تہمت الیٰ یوم القیامت دی ہی اسی بہت
 سی ہمیشہ شیعہ کی وارط جاتی ہیں اور مخالفین کی اٹلی سی اسفل تک پہنچ جاتی
 ہیں حال الخاطب المقام ہذا السبل السلام حضرات شیعہ بعض مرتبہ
 یہ شبہ بیان کرتی ہیں کہ اسٹہ جٹ اننی اون مہاجرین اور انصاری کے
 تعریف کی ہی جنھوں نے خاص خدا کی الٰہی ہجرت اور نصرت کی تھی کہ لاکھی
 جنھوں نے دنیا کی طمع سے ہجرت اور نصرت کی تھی اس شبہ کو ہم میں طرح
 سے روکتی ہیں اول یہ کہ جب مہاجرین نے ہجرت کی اور انصاری نصرت
 کی بلو سوقت دنیا اور دولت کہاں تھی جسکے طمع ہوئی ہو جب مہاجرین نے کہ
 سی ہجرت کی تب کیا مدینہ میں کسے خزانہ کی نکلی کی خبر اور کوئی تھی جسکی کوٹنی
 کی لٹی لٹی ہوں یا جب انصاری مہاجرین کی خاطر کی اور فو کو اپنی گھر بھرا یا تو
 کیا مہاجرین کو بہت سال اپنی ہوا لیکر گئی تھے جسکی چین یعنی اولاد
 یعنی کی نیت سی اونھوں نے اوسکے مدد کی ہو اگر مہاجرین نے خدا کے
 الٰہی ہجرت اور انصاری ہاں کہ کو علی نصرت نہیں کی تو پھر انکی ہجرت اور
 نصرت کا کیا سبب تھا وہ ہری اگر تمام مہاجرین اور انصاری ہجرت اور نصرت
 دنیا کی طمع پر کی تھی تو یہ کہ مہاجرین اور انصاری تعریف کرنا معاذ اللہ
 ضعیف اور کم ہوا جاتا ہی ہے کہ جب نبی خدا کی الٰہی ہجرت اور نصرت

نہیں کی تو خدا کی شان میں والتابعون الاولون من اللہ اکبرین ولا نصفا
 فرماتا ہے اور جب سب کی سب منافق تھی تو کبھی نسبت لقد رضی اللہ
 عنہم ورضوا عنہ ارشاد کرتا ہے اور اگر بعض کوئی ہجرت اور نصرت خدا
 کی لئی اور بعض کوئی دنیا کی لئی تھی اور کثرت ان پر بھی کہ وہی کتنی صاحب
 تھی بنون فی خدا کی لئی ہجرت اور نصرت کی جب نام لینا اور نشان دنیا
 شروع کرو گی تو سواری تین چار کی اور کوئی نہ نکلیگا اور تین چار کی ہجرت اور
 نصرت کی ثبوت سی کہ فائدہ حاصل ہوگا تیسری اللہ جل شانہ فی خود اپنے
 کتاب پاک میں اس شہ کو دور کر دیا ہے اور اپنی مہاجرین اور انصار کی طرف
 بواب دیدیا نہ چھوڑ دیا تین اللہ جل شانہ فی اس امر کو تصدیق کر دیا کہ مہاجرین
 اور انصار کی جو کچھ کیا وہ میری وسطی کیا ہے چنانچہ ہم دوا تو نکو ایک مہاجرین کی
 نسبت دوسری انصار کی نسبت بیان کرتی ہیں پہلی آیت اللہ جل شانہ مہاجرین کی
 نسبت فرماتا ہے الذین اخرجوا من ديارهم بغیر حق الا ان يقولوا ربنا الله
 کہ جو لوگ نکالی گئے اپنی گھروں سے اس لئے کوئی قصور نہیں ہوا تھا سواری اسکی
 کہ خدا انکو اپنا پروردگار کرتی تھی اور کفر کو چھوڑ کر مسلمان ہو گئی تھی پس اس آیت ہی
 صاف معلوم ہوتا ہے کہ مہاجرین کی ہجرت کا باعث سواری اسکی دوسرے تہا کہ
 کفار اور کفر اسلام لائے نہ تھا ہو گئی تھی اور انکی خدا کو رب کہتی ہی ناراض ہو گئی
 تھی کہ اپنے قصور میں انہوں نے ایذا دینی شروع کی اور مجبوری اوکو گمراہ چھوڑنا
 پڑا اب اس آیت کو ہی فکر مضامین میں کہ مہاجرین فی طمع دنیا ہجرت کی
 تھی تو انکو زیاری ہاری تو مومنہ سی ہے بات محل ہی نہیں سکتی دوسرے

آیت اللہ ملت شانہ انصار کی شان میں فرمائی و الذین یقبولوا الذار
 ولا یمان من قبلهم یحبون من ہاجر الیہم ولا یجدون فی صدورہم
 حاجۃ ممّا اوتوا یوفون علی انفسہم ولو کان بہم خصاصۃ ومن
 یوف شئ نفسه فاولئک هم المفلحون کہ جو لوگ مہاجرین سے پیڑھینہ میں ہستی
 مین وہ چاہتے ہیں اون لوگو کو جو ہجرت کر کی آدین اون کی پاس اور جو کچھ
 مہاجرین کو دیا جاتا ہی اوسکا کچھ خال نہیں کرت اور اس ہی رعیدہ نہیں
 ہوتی اگرچہ وی خود ہی محتاج ہیں اور اپنی جاذن ہی زیادہ مہاجرین کو چاہتے
 ہیں اور کچھ ہی حرص و طمع نہیں کہنے اور جو ہے مین وہ فلاح پاؤنگی پس
 ویکنا چاہی کہ خدا انصار کی نصرت کی سکے تعزیت کرتا ہی اور اس امر کے
 کہ اون کی نصرت سرف و مطلق نہ اکی ہی سکے تصدیق فرماتا ہی پس اب ہم حیران
 ہیں کہ جب اللہ جل شانہ مہاجرین کی ہجرت کو سرف اپنی و مطلق فرماوے
 اور انصار کی نصرت کو فقط اپنی لئی تصدیق کری اور پیشہ منوی موندہ سے یہ
 بات نکلی کہ اون کی ہجرت اور نصرت دنیا کیو مطلق تھی ای یار و ذرا تو ہو چو کہ تم خدا الی کلام
 کی تصدیق کرتی ہو یا کذب اللہ کی حکم کو مانتی ہو یا اوس ہی مقابلہ کرتی ہو خدا
 تو فرماوی کہ مہاجرین اور انصار اچھی تم کو کہ نہیں دی بری ہی بری وہ کہے
 نہ مین اونسی رضی وی نہ ہی رضی م کہہ کہ نہیں بالکل غلط نہ خدا اونسی رضی
 نہ وی خدا ہی رضی اللہ فرماتے کہ اونوں نی ہجرت میری لئی کی اور نصرت
 میری و مطلق کے اور تم کو کہ نہیں وہ دنیا کی طمع سی سکے حرص دولت
 کی پیچھے پیچھے کی نصرت دین شریک ہو وی آخر تو فرماو کہ کہ کیا کئے

اور کیا کرتی ہوا تھی بانیوں ایک آیت ہو و آیت ہوں تاویل ہو سکتی
 ہی اوسکے معنی بن سکتی ہیں جب سارا قرآن مجید مہاجرین اور انصار کے
 ذکر سے بہرہ اہوا ہی تو کمان کمان تاویل کر کے کس کس آیت کی تخریص
 معذوی فراؤنگی سے تنہا داغ داغ شدہ پنہ کجا کجا بنی حقیقت یہ ہے
 کہ مذہب توحید اللہ بن سب کا اختیار کر لیا کہ آج کوئی بات بن نہیں پڑتے
 نہ قرآن مجید ہی انکار ہو سکتا ہی نہ اوکی تصدیق کیجاتی ہی ہے شوق چہ
 آسان نمود آہ چہ دشوار بود در بحر چہ دشوار بود یار چہ آسان رفت بقول
 اہتمک بولالایہ علی بن ابیطالب علیہ السلام یہ چاہ فرماتی ہیں
 کہ حضرت شیخ بعض مرتبہ یہ شبہ کرتی ہیں اس عبارت سے بھجا جاتا ہی کہ مرتبہ دیگر
 دوسری طرحی کرتے ہیں پھر اوکی بیان کریمین کیوں آپنی مونہ چرا یہ حقیقت
 یہ ہی کہ شیعہ نہ یہ کرتی ہیں نہ وہ کرتی ہیں بلکہ ہمیشہ ہی کہتے ہیں کہ خدا
 فی مومنین موقنین متقین مہاجرین اور انصار کی تعریف کی اور نہ انہیں اور
 فاضلین اور غابریں کے او مرتدین کی مذمت کی خواہ ظاہرین مہاجرین
 میں سی ہوں خواہ انصار سی خواہ طمع غرت و مال و مال دنیا ایمان لا ہوں احد
 مصداق ترید و ان عرض اللہ یا ہوں خواہ خوف جان ایمان لائی ہوں ہجرت
 کو ان کا بھی طمع دنیا چاہل ہو خواہ طمع دنیا سی اہل مینی دنیا سی مرخو حصول ہو خواہ
 بخوف جان از دست کفار مینی چو کہ ظاہر میں طمع دنیا سی مرخو حصول اولے
 شہادتین کر چکی تے تو البتہ تمام ہکاتہا کہ کفار یا بن جرم کہ کیوں کلمہ گو و لطفے
 ان ظاہر ہوئی مارڈالنے اس دُرس کی کچھ کہ مرتبہ کو کئی پس کی شبہ سلسلے

لوگوں کی ہجرت مذنی اندہنتی اور ایسے ایمان والی نہ حقیقت میں مومن ہیں علم سے
 اور نہ حقیقت میں ایسے ترک وطن کرنے والی مہاجر تھی گونا گویا ہر مین او کو مسلمان
 اور مہاجر کہیں مگر خدا نہیں تعریف کرتا مگر مومنین اور مہاجرین سے تنقید کی اور اس طرح
 اہل مدینہ میں طمع دنیاوی مروجہ بحصول ایمان لائی اور لڑائیوں میں طمع حصول مال
 غنیمت بظاہر شریک ہی اور وقت پڑی پر مہاجرین قاریں کی ساتھ ہیاک
 کھڑی ہوئی اور تقسیم غنائم کی وقت کہتی تھی رحمہ اللہ نتیجے سے قریش اور سیوفافظ
 من دو انہم کما فرسکے لوگ حقیقت میں انصار سے تھے نہ ہی اور خداوند تعالیٰ
 فی او کی حق میں منہم من یلمزک فی الصدقات نازل کیا پس ایسی
 مہاجر اور انصار کی خدا فی تعریف نہیں کی بلکہ او کی مذمت سی قرآن ہر اہوا
 ہی اور خدا فی ایسوں کو عقب بقب مہاجر و انصار نہیں کیا ہی بلکہ ایسی لوگوں کو
 بنا فیتن تعبیر کیا اہست زبردستی منافقین کو عقب مہاجر و انصار دیتی ہیں اور
 کل آیات کو انہیں منافقین کی طرح ثنائیں ٹھہرائی ہیں اگر کسی اچھی سے
 تو آیات مذمت کی شان میں میں حسب مخرج اہل اہست شیون کی نزدیک تو
 سبلا دو چار قابل محب ہی نکلتے ہیں پس آیات مرح انہیں کی شان میں ہوتی
 ہیں لیکن نابزد ہب میان کہ صحابہ علیہ السلام ہیں دو تین ہی قابل مذمت
 نہیں نکلتے پھر خداوند تعالیٰ فی ثبوت قرآن مذمت منافقین سی بہرہ دیا ہی
 لوگ کا صدق کون تھا اور اگر حاضرین صحبت سی نہ ہی وہ لوگ علی حق میں
 یوفون اللہ ورسولہ و لعنہم اللہ فی الدنیا و الاخرۃ فرمایا ہے
 تو شام و دروم اور فارس کی لوگ اپنی گھر بیٹھے بیٹھے رسول خدا کو تو تین

دیتی تھی چکی خداوند متعال کراہی حقیقت یہی کہ نینو کی قول پر جتنے آیات
 مذمت ہیں سب نمودار اندھیل ہیں اور المسنت ہرگز اون آیات کا ایمان نہیں
 لائی جسطرح تھے کہا ہم یہی کہتے ہیں کہ آیات مذمت کی کمان کمان دھیل
 کرو گی کس کس آیت کی تحریف منوے کرو گی سے تن ہمہ دغ و دغ
 شدہ پنبہ کجا کجانی حقیقت یہی کہ از ابو بکر تا یزید توسیع کر کی خلیفہ نالیا گرب
 کوئی بات بن نہیں پڑتی نہ قرآن مجیدی انکار ہو سکتا ہی نہ او کی تصدیق کیا
 ہی سے عشق یہ آسان نمود آدھ دشوار بود، ہرچہ دشوار بود یا چہ آسان گرفت
 قولہ و سوقت دنیا اور دولت کمان تھی اقول یہ وہی شہ پارہ ہے
 جو دلیل اول میں اپنے ذکر کیا اور ہم جواب دیچکی اور بعد اکی ایمان ابو بکر میں
 ہی بیان کیے گئے گا کمانک اس خرقہ نجس کو مہر و ہو کی آیت اب دیچکی گاہ
 گز ارشش ہو چکا قطع دنیا کی لٹی دولت دنیا کا موجود ہونا ضرور نہیں ہے بلکہ
 بسا ہی کہ باسید ہو موصول دنیا کوک کار ہای عظیم پر سادرت کرتی ہیں چاہی
 ایک حصول دنیا بعد چند روز کی منظون بقرائن حال و تصدیق مقال کا نہیں فی
 الاستقبال ہو قولہ کیلذہ بین کسے خزانہ کی کلنی کی خبر از کوئی تھی اقول خزانہ
 فی کلنی کی خبر تو نہیں ملی ہے مگر سلطنت تھی خلافت ملی کی خبر کا ہونسی سے تھی
 قولہ بہت سلال ہوا لیکر گئی تھی اقول مسلم ہی کہ مال ہوا لیکر نہیں گئے
 تھی مگر انکی سب سے طمع حصول مال کی دلائل آئندہ میں تھی اگر یہ طمع تھے تو کیوں گزرتی
 تھی کہ یہ قریب او بیونفا تقطرن۔ ثم قولہ توہر او کی ہجرت اور نصرت کا کیا
 سبب تھا اقول سو میں متوین کی ہجرت اور نصرت کا سبب رضای خدا تھے

اور منافقین کی ہجرت اور نصرت کا سبب طبع حصول دنیا زمانہ آئندہ میں تھے کامر
 قولہ اگر تمام مہاجرین اور انصاری اقوال اگر تمام مہاجرین اور انصاری ہجرت اور
 نصرت نہ کی تھی تو خدا کا مہاجرین اور انصاری مذمت کرنا معاذ اللہ فضول اور
 مہمل ہوا جاتا ہی اسلئے کہ جب کہیں دنیا کی ایسی ہجرت اور نصرت نہیں کے
 تھے تو خدا کے شان میں ترمید و عن غرض الدنیا فرماتا ہی اور کبھی شان میں بہرہ
 الیم بالموۃ فرماتا ہی اور کے شان میں مقتدر سواد اہل فرماتا ہی اور کے
 شان میں من تو لہم نواک ہم ظلمون فرماتا اور جب سبھی سبھی ہوں تھی تو
 انکی انیب لعنہم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعدلہم عذابا مہینا ارشاد
 کرتا ہی اور اگر بعضوں کی ہجرت اور نصرت خدا کی ایسی اور بعضوں کی دنیا کی ایسی ہی ان کا
 نشان دیکھئے کہ وہ کہتے مناسب تھی جنوں کی دنیا کی ایسی ہجرت اور نصرت
 کی جب نام لینا شروع کر دی تو تین چار صاحب ہی تھو گئے اسلئے کہ تمہاری
 نزدیک صحابہ کرام مدول ہیں پس البتہ اقوال خدا سب مہمل اور فضول ہیں معاذ اللہ
 من ذلک قولہ اور تین چار کی ہجرت اور نصرت کی ثبوت ہی کچھ فائدہ حاصل
 نہوگا اقوال برفائدہ حاصل ہوگا کہ صدق محمد و حسین خدا پیدا ہو جائیگا اور نبیوں
 کی زبان دراز جو کذب و افتری بہ مازہ بی تکلف قطع ہو جائیگی پھر نہ کہہ سکیں گی
 کہ خدا کا تعریف کرنا فضول اور مہمل ہوا جاتا ہی ہم نہیں سمجھتے کہ غرض اس شخص
 کی فائدہ حاصل ہونی سی کیا ہی اگر یہ غرض ہی کہ رسول خدا کو تین چار کی ذات
 سی کچھ فائدہ ملیگا تو حقیقت یہ ہی کہ جنوں کی ہجرت کی اور دین کے مد
 نصرت کی اور دین کی ذات کو فائدہ دین و دنیا کا کتاب رسول خدا نظر و تہاد کی

علاج نہ تھی اور اگر نظر ظاہر احتیاج فرض کیا دی تو ایک سیف بدلتی واسطے
 حمایت دین حسین کی کافی اور دانی تھی کہ جب سب بگڑی بہاگ کمر می ہوتی
 تھی تو دین خدا و زمین کی زور شمشیری قائم رہ جاتا تھا پس وہی تنہا کافی تھے
 جہ جاسی ایاںکہ او کی ساتھ دیگر مومنین و فین ہی اشال حمزہ و عبیدہ اور جعفر طیار
 اور دیگر اہل ع اصلاص شمار ہی شریک ہو جاوین اس کذب و افتراء کے ہی
 کہ انتہا ہی کہ سیکڑن شہدای بدر و احد و خنین و خیبر کو شکلی ناتہ باغیر ہوگی شہادت
 رسول خدا و تھی اور او کی مصداق قاتلو و قتلو ہونین کینے آج تک
 شک نہیں کیا ہی ہمارے حضرت مخاطب بکذب و افتراء فرماتی ہیں کہ شیعہ
 بخیرین چار کی ان سب بزرگوار و مذکور مصداق ماجرین و انصار مدوحین
 جانتی آری حضرت مکئی اس جھوٹ پر آپ کے سر پر آسان نہ بہٹ پڑے
 ماسیان دین حسین کا تو کہہ ذکر ہی نہیں فقط دو تین منافق کی حق میں سب آیتیں
 کلام اللہ کی محمول کی جاتی ہیں کہ وہی منافق مصداق قاتلو و قتلو ابے تھے
 اور مصداق رضے اللہ عنہم ہی تھی اور وہی سابقون اور وہی اولون اور وہی
 ماجر اور انصاری جو کہ تھی وہی ثلاثہ تھے باقی سب ہیچ نہ ہی عقل و
 نہ ہی دانش نہ ہی ہوش قولہ ماجرین اور انصار کی طر فی جواب دی دیا
 اقول پہر آپ کی ثلاثہ کو کیا ملا بایمان ہی او کا بطبع دنیا تھا تو او کی ہجرت
 اور نصرت ہی بی شبہ بطبع دنیا تھی اور ایسے لوگوں کو نہ ہم مومنین میں سمجھتی ہیں نہ
 ماجرین اور انصار میں بلکہ ہم اور ہمارا خدا بھی ایسے لوگوں کو منافق کہتا ہے
 قولہ ماجرین اور انصاری جو کہ کیا میری ہی واسطے کیا اقول محض غلط

اور اقرنی علیٰ امہی کے آیت کا قرآن میں یہ مضمون نہیں ہے کہ کل مہاجرین
 اور انصار نبی جو کہ کیا و میری ہی واسطی گیا اور کنیز کا حبل قبول کر ہی کہ افعال
 منافقین مضمون اور اگر بغرض محال ہم تسلیم ہی کر لیں کہ کے آیت کا یہ مضمون
 ہو تو مرد مہاجرین اور انصار حقیقتے میں نہ وہ منافقین کہ خلو ہست فی مہاجر اور
 انصار نام کہ لیا ہی قولہ مہاجرین کی نسبت فرمایا ہی کہ الذین اخرجوا من اقول یہ
 شان من مومنین متاعین کی ہی چنانچہ ابتدائی آیہ وانی ہدایہ یون ہی اذن للذین
 یقاتلون بانہم ظلموا وان اللہ علیٰ نصرہم لقد یلذین اخرجوا من ديارہم
 بغیر حق الا ان یقولوا ربنا اللہ — یعنی اجازت قتال دے گئے
 متاعین کو سبب اسکی کہ وہی متاعین ظلم میں اور یہ تحقیق کہ خدا انکی منصور
 کرنی پر قادر اور توانم ہی اور وہ متاعین جبکہ اذن جہاد ملا وہ لوگ ہیں کہ کٹائی گئی
 اپنی گہروں سے باقی فقط اس بات پر کہ ربنا اللہ ہی تھی قتال البیضا وے
 وہی اول آیت نزول فی القتال بعد انہی عنہ یعنی یہ قول آیت ہی جہاد اجازت قتال
 شکرین میں نازل ہوئی بعد اسکی کہ ابتدائی امیرین اوس ہی نے لگائی تے
 انتہی آپس اس آیہ شریفہ میں جناب باری بیان فرمایا ہی کہ مومنین متاعین
 فی سبیل اللہ کراہے ہی اجازت قتل و قتال شکرین دی سبب اسکی کہ ان پر
 مشرکین نے بہت ظلم کیا اور انکو جلائی وطن کر دیا فقط اتنی ہی بات پر کہ وہ ربنا
 اللہ ہی تھے ایسے ایمان نجد الائی اور لا الہ الا اللہ کا حاصل آیہ شریفہ یہ ہے
 کہ جہاد قتال سے فتنہ امر مرغوب نہ تھا مگر ہنے اسکی اجازت اٹھی ہے
 کہ خود کفار نے ظلم و جور سلیمان و پیکر انہی کی کیا یا تک کہ انکا گمراہچین لیا اور وارہ

وطن کو یا تب سزا میں اور ن ظلموں کی سہنے ہی مسلمانوں کو اجازت دی کہ تم
 ہی کا فرقہ کو مارو اور اونکا مال و اسباب چھین لو جیسے اونہوں نے تمہارا چھین لیا
 پس عرض قبیح قبیح نہیں ہی بلکہ سن ہی اور جب مائل آیت شریفہ معلوم ہو اتو
 جانا چاہئے کہ بیان ذکر و قسم کی فعل کا ہی ایک تو وہ جو کفار نے مسلمانوں کے
 ساتھ کیا یعنی ظلم کیا اور گروہوں کی نکال دیا دوسری فعل مسلمانوں کا کہ اونہوں
 نے ربنا اللہ کیا تھا سب نے مسلمان ہوئی تھی اعم اس سے کہ بصدق دل ربنا اللہ کیا
 ہو جیسے کہ مومنین مومنین یا طبع دنیا ربنا اللہ کیا ہو جیسے کہ منافقین پس اپنی
 جو فرمایا کہ دو آیتوں میں اللہ جل شانہ نے اس امر کو تصدیق کر دیا کہ مہاجرین اور
 انصار نے جو کچھ کیا وہ میری واسطی کیا ہے اس آیت ہی تو ایک کام کا کرنا ہی
 خدا کی واسطی نہ نکلا چہ جائے اینکه جو کچھ کیا وہ میری واسطی کیا انحضرت ظلم کرنا اور گھر
 سے باہر نکال دینا کار شرع نہیں تھا نہ کار مہاجرین اور ایمان لانا کار مہاجرین تھا مگر
 بصدق دل گل کا ایمان لانا یا بعض کا بصدق دل اور بعض کا بطح فضا اس
 آیت شریفہ کو اس پر ہرگز اہم نہیں ہی آری صریح گہری نکالنا کار شرع نہیں تھا
 اس صریح کہہ سکتی ہیں کہ گہری نکالنا کار مہاجرین تھا لیکن آیت میں تو گہری نکالنی کا ذکر
 ہی نہیں ہی بلکہ نکالنی کا ذکر ہی باقی رہا نکالنا فی نفسہ کیا امر تھا گوہر آیت
 سے اس سے کہ واسطہ نہیں پس مومنین مومنین تو مہاجر اہل اللہ و الرسول
 نکالی تھی اور منافقین دنیا طلب مہاجر اہل اللہ نکالی تھی پس اس آیت کو جو نشان
 متعلقین میں ہے مطلب مخاطب ہی ہے واسطہ نہ ہر ایک کی نکالتو کہے
 متعلقین میں ہی جو بصدق آیت میں کہ صریح داخل ہو سکیں آپ ہی فرمائی کہ کس

لڑائی میں تمہاری حضرات متاقلین میں سے تھے کمان قتل کیا کس کا فر کو مارا
 سمجھنے تو اونکا بخیر فرار کی قرار بھی کسی ہر کر میں نہیں منافضاً عن القتال قولہ کفار
 اونکی اسلام لائے خواہو گئے اقول سچ ہی کہ یونین کی ہی ایمان حقیقتہً ایسی
 خواہو گئی تھی اور منافقین کی ہی ایمان ظاہری لائے خواہو گئی تھی اور دونوں کو کفر میں
 سی نکال دیا تھا لیکن یونین حقیقتہً کی تو غن کی پیاسے تھی اور یمن میں ہی اونکی
 عداوت نہ تھی مگر حب ہی انہیں باہر سے پھانسی دے دی تھی اور یہ امر ہی
 بہ نسبت انہیں منافقین کی تھا جو کفار سی چندان میل ملت نہ کرتے تھے لیکن دلوگ جو کفار سی
 زیادہ لگی لٹی رکتے تھے انہی انماض ہی کر جاتی تھی چنانچہ حضرت عثمان جب وقت صلح حدیبیہ
 کی پاس پہنچے گئے تو اونکو کفار نہ کیے بے اذیت نہیں دی اور اونکو اطمینان تمام
 تھا کفار کی طرف ہی پس ایسے لوگوں کو البتہ کفار نہ نہ نکالا ہوگا لیکن ایسی لوگ
 فقط بطمع دنیا خود کل گئی ہو گئے قرین قیاس تو یہی بات ہی آگئی مخاطب کو اپنی
 سمجھ کا اختیار ہی قولہ اونکو زیبا ہی اقول اور مگو یہ زیبا ہی کہ کوکہ منافقین نے
 ہی خاص اسلئے خوشی خدا ہی کی ہجرت کی تھی اسلئے کہ ظاہر میں وہ ہی تو
 رہنا اللہ کہتے تھے اور اگر تم یہ نہ کہو گئی تو انے ملائے کو کیونکر داخل محاجرین
 کر فگے اور شیعہ ایسی محاجرین کی شان میں اگر بطمع دنیا ہجرت کرنا کہیں تو
 کون بڑی بات ہی دے تو ایسے ایسے باتیں افمنی قہ میں کہتے ہیں کہ اہلسنت
 کا بکر جسکے نشی ہی جل بنکر کباب ہو جاتا ہے قل ہو تو اعظم قولہ ہماری توہونہ
 سی ایسے بات نکل ہی نہیں سکتے اقول سچ ہی کیونکر ایسے بات نکلی کہ
 جس حضرات ثلاثہ کو ضرر پہنچے مگر جو کچھ شیعہ کوئی ہونہ ہی خدا نکلتا ہی انکے

الٰہی کافی ہے آپ کی مونسیت نکالنے کی کیا ضرورت ہی قولہ دوسری آیت
 والذین بتوا لداسرا قول
 بکلیہ دانی ہدایہ ذکر تقسیم فی ثمن ہے چنانچہ پیشتر اس ہی جناب باری فرماتا
 ہی للفقراء المهاجرين الذین اخرجوا من ديارهم الى ان قال والذین
 بتوا لداسرا ولا یمان من قبلہو یعنی مال نے وسطی فقرہ مہاجرین
 کی ہی جو اپنی گمرو نے نکالی گئی اور وسطی اور ان لوگوں کے ہی جنہوں نے جگہ کی
 ہی وار ہجرت میں اور دار ایمان میں یا خالص کیا ہی ایمان کو قبل ہجرت
 مہاجرین کی علی اختلاف تفسیر قال البیضاوی تحت قولہ والذین
 بتوا لداسرا عطف علی المہاجرین وادھر ادھم الانصار الذین ظہر صدقہم نے
 والذین عطف ہی اور پر مہاجرین کی اور مراد ساتھ اسکے وہ انصار میں کہ جنکا
 صدق ایمان ظاہر ہو گیا ہی اتنے اور کہا ہی بعض مفسرین نے کہ مراد وہی
 انصار ہیں جو قبل از ہجرت مہاجرین ایمان لای تھے اور کہا بعض آخری کہ مراد
 اصحاب بیت عقبہ ہیں کہ وہ تشر آدمی تھے انصار میں سی کہ عقبہ بنی میں جہان
 جمرہ حج میں کیا جاتا ہی اونہوں نے بیت رسول خدا کی تھی اور چرب کل بعض
 اور احمکی اور وہی لوگ دوست کہتی تھی یا وکوجاؤ کی طرف ہجرت کرتی تھے
 الغرض قول بیضاوی ہی خصوصیت اس آئی کی ساتھ فقرہ انصار کی اور ساتھ
 فی الایمان کے کہ جنکا صدق ایمان ظاہر ہوا تھا معلوم ہوتی ہی اور قول دیگر
 مفسرین ہی خصوصیت اور انصار کی جو قبل ہجرت مہاجرین ایمان لائی تھے یا
 خصوصیت ساتھ اہل بیت عقبہ کی معلوم ہوتی ہے پس مخالف بحث مہکا دانا

۱۰
 ۱۱
 ۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰
 ۵۱
 ۵۲
 ۵۳
 ۵۴
 ۵۵
 ۵۶
 ۵۷
 ۵۸
 ۵۹
 ۶۰
 ۶۱
 ۶۲
 ۶۳
 ۶۴
 ۶۵
 ۶۶
 ۶۷
 ۶۸
 ۶۹
 ۷۰
 ۷۱
 ۷۲
 ۷۳
 ۷۴
 ۷۵
 ۷۶
 ۷۷
 ۷۸
 ۷۹
 ۸۰
 ۸۱
 ۸۲
 ۸۳
 ۸۴
 ۸۵
 ۸۶
 ۸۷
 ۸۸
 ۸۹
 ۹۰
 ۹۱
 ۹۲
 ۹۳
 ۹۴
 ۹۵
 ۹۶
 ۹۷
 ۹۸
 ۹۹
 ۱۰۰

کہ اس آیت میں یہ مجاہدانہی کہ کل انصاری جو کچھ کیا وہ خدا کی ہمتی کیا یہ کمان سی
 سمجھا گیا اب ہم اہلسنت کی منتہی کی قول کو دیکھیں کہ وہ باعلیٰ مذاہب کا رستہ
 ہیں کہ انصار مخصوص مراد ہیں یا قول حضرت مخاطب کو دیکھیں اور منتہی کو جھوٹا
 سمجھیں اور اگر پیاس خاطر مخاطب ہم یہی کہہ کر تب ہی جس میں غم کرتی ہیں تو حضرت
 ثلاثہ مخاطب کو کچھ فائدہ نلیگا بلکہ اوہی حق میں بیعت ابو بکر سے کرنا بعض انصار
 کا مثل قیس بن سعد و سعد عبادہ وغیرہ کا ضرر پہنچا بیگا خصوصاً حضرت خلیفہ ثانی کو
 کہ جب نہ بیعت کرنے سے عبادہ ہی ناخوش ہوئی تو فرمایا تے تے قتلوا سعدا
 قتله اللہ فانہ صاحب فتنۃ یشیر ضیا کہ نہایا بن اثیر میں کہ بڑی عمدہ کتاب اہلسنت
 کی ہی موجود ہے اور خود صاحب نہایہ فی اور دیگر اہل لغت کی تصریح کی ہے کہ
 قتله اللہ بنے لعنہ اللہ ہی پس آیا۔ پس انصار کو جسکی حق میں خدائی بقول تھا
 فرمایا ہی کہ جو کام اونے نہ ہو اور نہ قطع میری ہی واسطے ہوا تو بیعت بکری نہ کرنا اس
 بیچارے کا حفظ نہ ہی کیوہی تھا ایسے کار عمامہ مذی خداوندی پر اس قدر ناخوش
 ہونا کہ حکم اسکے قتل کا دیا اور اسکو موت کرنا اور ایسے نیکو کار کو صاحب شر و
 فساد کہنا کار زیدار نہیں ہے قولہ خدا انصار کی نصرت کی کیسے تعریف کرتا
 ہی اقول اگر مراد انصاری انصار حقیقہ میں تو مسلم ہی اور اگر مراد علم انصار حقیقہ اور انصار ظہر
 سی ہی کہ حسین بن النخعی دخل میں جیسا کہ جناب باری فرمایا ہی ومن عل المدینۃ
 مراد وعل النفاذ کا معلوم تو ہر گز مسلم نہیں ہے کہ خدائی کہیں اوہی تعریف
 کی ہو قولہ ہر شیونکی مونہ۔۔۔ یہ بات کلی نہ اوہی حیرت اور نصرت دنیا
 کیوہی تھی اقول شیونکی مونہ سی البتہ یہ بات کتنی ہی لیکن سعاد اللہ

کہ نسبت مہاجرین اور انصار پر حقے کی یہ بات نکلے بلکہ منافقین کی نسبت نکلتی
 ہی آپ کیوں شیخوپور فرمائی کرتی ہیں آپ نے نہیں سنا ہی کہ بہت جھوٹ بولنے
 سی سونہ سی بواتی ہے قولہ خدا کی کلام کی تصدیق کرتے ہو قول خدا
 کی کلام کی تصدیق کرتے ہیں مگر تمہاری کلام کی تکذیب کرتے ہیں اور تم کو
 مغتری علی اللہ جانتی ہیں قولہ یا اوس سی مقابلہ کرتے ہو قول اوس سی
 تو نہیں مقابلہ کرتی مگر اونکی طرف سے متقابلہ کرنا کیو موجود ہیں کہ کیوں خدا تعالیٰ
 کرتے ہو قولہ خدا تو کہی کہ مہاجرین اور انصار اچھے اقوال ہم ہی کہتے ہیں کہ
 جو حقیقت میں مہاجرین اور انصار میں وہ سب اچھے اور منافقین سب ہی قولہ
 وہ کی کہ میں اوس نے رضی اقول ہم ہی کہتے ہیں کہ ہم ہی اوس رضی
 اور ہمارا خدا ہی رضی لیکن منافقین سے رضامندی بالکل غلطہ خدا اوس
 رضی نہ وہ خدا سے رضی لہذا ہم ہی اسے نہایت ناراض ہیں اور جو انکی حقین
 ہیں آپ خوب جانتی ہیں قولہ اللہ فراوی او نہوں نی ہجرت میری لئی کے
 اقول خلی حق میں اللہ فرماتا ہی او کو ہم ہی دوست جانتے ہیں لیکن تم جن کو
 کہتی ہو وہ دنیا ہی قطع میں نکلے حرص غنیمت کی پیچھے پیچھے نصرت
 میں شریک ہوئی اسی باعث ہی جب کہیں جان پر نی تو دم و باکی بہاگ
 کٹری ہوئی اور جن لوگوں کے نصرت شدتی او نہوں نی یا مالا یا مر گئے جان
 بچا کی بہاگنا تو وہ جانتے ہی تھی اور انہیں بہاگنی والوں کی حق میں نازل ہوتا تھا
 فقد باء بغضب من اللہ وما وہو جہنم و بشا المصیر مگر سنت خدا
 مقابلہ کرتے ہیں کہ وہ تو اوجہ ہم فرماتا ہی یہ کہتے ہیں کہ نہیں وہ جتنی ہیں آخر

ذرا تو غور کرو کہ کیا کہتے ہو اور کیا کرتی ہو قال الخاطب تم مقام ہاؤ اللہ
 سبل السلام چوتھی آیت لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک
 تحت الشجرة فاعلم ما فی قلوبہم فانزل السکینۃ علیہم وابتاہم فتحاقبوا
 ومغانم کثیرۃ یاخذونها وكان اللہ عزیزاً حکیمًا وعدکم اللہ
 مغانم کثیرۃ یاخذونها فجعل لکم مذلۃ وکف ایدے
 الناس عنکم ولتکون ایۃ للمؤمنین ویہدیکم صراطاً مستقیمًا و آخری لم
 تقدیر علیہا وقد احاط اللہ بہا وكان اللہ علی کل شیء قذیراً سبب نزول آیت کا
 یہی کہ حضرت صلعم فی ارادہ کیا کہ عمرو ادا کریں پس اعراب اور بادیشین کی ہر اہی کی
 لئی اس سفر میں دعوت فرمائی اسلئے کہ اندیشہ تھا کہ کفار مکہ میں لڑائی کریں اور اند
 مکہ کی نہ جانی دین لیکن اکثر اعراب فی حضرت کی دعوت کو نہ سنا اور اس سفر
 میں آپکے ہمراہ نہ ہوئی مگر وہی خالص غلص کہ جو سراپا ایمان سی بہری ہوئے
 تہی حضوری میں پہلے جبکہ مکہ کی نزدیکی پہنچی قریش مانع ہوئی تب حضرت
 فی حراش کو اہل مکہ کی پاس بھیجا مگر لوگ اوکی قتل کے در پی ہوئے
 وہ لوٹ آیا تب حضرت فی حضرت عثمان کو بھیجا کہ اہل مکہ فی حضرت عثمان کو
 قید کر لیا اور اوفی قتل کی خبر مشہور ہوئی تب حضرت فی اپنے یاروں کو جو آپکی
 تہی جمع کیا بنکے تعداد باختلاف روایات چار سو سی لیکر وہ ہزار تین سو تک
 تھے اور حضرت فی ایک درخت کی نیچے بیٹھ کر ان سب سی ہجیت لی کہ
 قریش لڑیں اور کسیطرح پر ہونہ نہیرین چنانچہ ان سب فی خوشی سی ہجیت کی
 ۱۰ سوای قید ابن قیس منافق کی کہتے تھے اس ہجیت ہی نہیں کیا

چونکہ اس سفر میں منافقوں کا اتفاق اور غلوں کا اخلاص ظاہر ہوا اور بیعت میں صحابہ
 کی مضبوطی اور ایمان کا حال کمال گیا اسلئے اس بیعت کا نام بیت الرضوان ہوا
 اور انہیں بیعت کرنے والوں کی شان میں خدائی فرمایا کہ لقد رضى الله عن المؤمنين
 اذ يبايعونك تحت الشجرة کہ خدای رضی ہوا ان ایمان والوں سے
 کہ جنہوں نے درخت کی نیچے تجھے بیعت کی فخر مافی قلوبہم اور ان کی دلوں
 کا اخلاص اس سے ظاہر ہو گیا اگر وہ منافق ہوتے تو اس سفر میں ساتھ نہ آتے
 اور کبھی ایسے وقت پر بیعت نہ کرتے فاذنزل السکینہ علیہم اور ان کی دلوں کو
 طمانیت اور سکین دے دی تاکہ بی خوف و خطر لڑائی پر مستعد ہوئے اور مرنے اور
 پرتیری ہاتھ پر بیعت کی واثما بہم تھا قریب اور ان کی شکست کے دور کرنے کے لئے
 بہت ہی جلد بہت غنیمتیں دین اور آئندہ بڑی بڑی فتوحات اور غنائم
 کا شل دوم اور پارس کی وعدہ کیا پس ان آیتوں سے ہاں سب اصحاب کے
 جنہوں نے حضرت کی ساتھ درخت کی نیچے بیعت کی بزرگی ثابت ہوتی ہی
 اور ان کا اخلاص و ایمان میں کمال ہونا ظاہر ہوا ہی کوئی لفظ کوئی حرف خدا
 نے ان آیتوں میں ایسا ذکر کیا جس سے کوئی موقع کوئی محل انکار کا ہو بلکہ اپنی
 رضامندی کا اظہار اس طور سے کیا کہ جس کا کہی زوال نہوا اور فتوحات کا وعدہ
 کیا جس کا ظہور انہیں صحابہ کی ہاتھ سے ہوا اب ہم شیعیان علی سے پوچھتے ہیں کہ وہ
 اول یہ فرماویں کہ یہ آیت قرآن مجید کی ہی یا نہیں اگر ہے تو یا وہ نہیں لوگوں کی
 شان میں ہی جنہوں نے پیغمبر خدا کی بیعت درخت کی نیچے کی تے یا نہیں
 اگر انہیں کی شان میں ہی تو انہیں حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر وغیرہ صحابہ

اکرام داخل تھی یا نہیں اگر تھی تو جو کچھ خداوند نے معیت کرنا ان کی حق میں فرمایا ہے
 کہ لہذا رضی اللہ عنہم میں اونسے رضی ہو تو اس رضائین وی لوگ ہی آگے
 یا نہیں اگر نہیں آئی تو اونسے مستثنیٰ ہونی پر کیا دلیل ہے اور اگر وہی آگئی
 تو جسے خدا رضی ہو اور جبکی شان میں خود لہذا رضی اللہ عنہم فراموشی نامہ اس
 ہونا اور نہ کو برجانا انکار آیات قرآنی ہی یا نہیں اگر یہ کیونکہ وہ منافق تھے
 تو اسکار وہی خدائی خود کرو یا کہ فرمایا ہے فعلم ما فی قلوبہم فانہم لا یسکینون
 علیہم کہ میں نے اونسے دلون کا امتحان کر لیا اور سمجھ لیا کہ یہ بڑی سچے
 مسلمان اور سچی ایمان والی ہیں اسی لئے میں نے اوں پر نازل کی تھے درود
 اوں کو فتح اور اگر وی لوگ منافق ہوتے تو کیوں خدا اونسے ایمان پر شہادت
 دیتا اور کیوں اوں کو فتح اور علیہ عطا کرتا ان آیتوں کو دیکھ کر اگر کسی شیعہ کو خطیرہ
 پیدا ہو کہ جب ایسی آیت صریح صحابہ کی فضیلت میں خدا کی کتاب میں موجود
 ہی تو ہر کیا سبب ہی کہ ہماری مذہب کی علمانی صحابہ کی فضیلت ہی انکار کیا
 ضرور کوئی ننگوئی سبب ہو گا ورنہ کیا سبب عالم سبب تو کسی سبب قائل سبب محمد
 ہماری مذہب کی نادان تھی کہ ایسے آیت ہی ایسا صریح انکار کیا اور باوجود
 اسکی ہی صحابہ کو برجانا اسلئے ہم انہیں کی مذہب کی متبغیر وں ہی اپنے
 دعویٰ کو ثابت کرتی ہیں اور یہ امر کہ انکی عالم اور مولوی نادان تھی یا دانا ایمان
 والی تھی یا بی ایمان منصف تھی یا متعصب انہیں کی عقل پر چوڑتی ہیں اونسے
 تفسیر و کو دیکھ کر جو کچھ وہ انصاف ہی مناسب جانیں وہ کیا ہمیں ای ہائیسو
 کہ تمہاری یہاں کی مفسر وں نے اس آیت کی تفسیر میں کیا لکھا ہے کاشانی اپنے

تفسیر میں لکھتے ہیں کہ آنحضرت فرمود مذکور مذکور کس اذان ہونے کا
کہ در زیر شجرہ بیت کرد و این را بیت الرضوان نام نہادہ اند بحسب آنکہ مقتضای
در تن ایشان فرمود کہ لقد راضی اللہ عن المؤمنین اذ یأبوا عنک تحت الشجرۃ
یقول لہم تک بولایۃ علی بن ابیطالب علیہ السلام یہ
وافی ہا یہی مثل آیات سابقہ کی ہونیں موقوفین ہی کی شان میں ہے
نہ منافقین قرابین کی شان میں کہ آیات دیگر سے سیرج تری کہ لفظ مونین
کی تصریح خود آیت میں موجود ہی پس جناب باری جاثانہ فرامای کہ تحقیق کہ
ندارشی ہوا۔ بین سے نہ منافقین ہی جوت کہ انہوں نے شجرہ بیت یا اس سے
کہ انہوں نے نہ شجرہ بیت کی جاثانہ کہ انہوں نے جاثانہ ہی یا تعلیم ہے اور
بیات سی یا مہی کہ جن مونین سے کہ نہ دارشی ہونہو رہی کہ موقوفین ہوں
نہ وہ کہ جو قالوا امنا بافواہم و لو توفوا قلوبہم کا صدق ہوا اور کہ اگر دارش
خدمت شریف ہوا کہ آپ کی حضرات لشہ کوشیدہ گز ہرگز مونین ہی نہیں سمجھتے
پہر تک پہلے آپ ان کا ایمان نہ ثابت کر لیتے تب تک ہم حضرات لشہ
کا تحت اس شجرہ کی دہل ہونا مسلمین آرسکتے آپ خود انصاف فرما کر درمیا
خود خدا کسی کہ بخارن اس بیت کی صلح یہ بتیہ واقع ہونی پس جو لوگ کہ خود اپنی
زبان صدق ترخان سی ارشاد فرمائیں کہ جو ایسے صلح سی اصل نبوت ہی
میں وہ شک چا جو کہی نہ پڑا تھا پس ایسے کو ہم مونین موقوفین کہیں کہ شاہین
مراہین کہیں یا رو کیسے میاگ ہو کہ شیعو کی ساسنی بیت خدیجہ کا ذکر کر کے
یاد و نفاق عمری ہوتی ہو کیا انکو کوئی دنیا ہے مون موقن غلامو ایسے شاہین کو اپنا

پیشوا بایا اگر کیہ ہی غیرت ہو تو پھر پانی میں ڈوب مرو قولہ سبب نزول اس سبب
 کا یہ ہی اقول سبب نزول کو کسی تغیر تبرکی کتاب سببری مقابل اپنی خصم کے
 بیان فرمانا اور نہ ایک خصم ان قصہ کہانہ کو تو نہ مایہ کاشل ہی کہہ کہانے سے
 جوئی بات ایسی مٹی نیکن اپنے تو بات ہی بدشتی کر دی کر دی ہی قولہ
 کر دی خاص خاص اقول اپنے فرمایا کہ اکثر اعراب فی حضرت کی دعوت
 دینی اتنے سمجھا گیا کہ بعض اعراب فی سنا پس کیوں نہیں جائز ہے کہ وہ بعض
 اعراب وہی ہوں جو اشد کفر و خفا ہوں اس دعویٰ کو کسی دلیل ہی ثابت
 کرنا ضرور تھا کہ جتنے ساتھ ہوئی تھی فقط وہ خالص مخلص ہی تھی کیوں نہیں جائز
 ہی کہ بعض وہ منافقین بھی ساتھ ہوئی ہوں کہ جبکہ کسیتہ رکھنا ہی اطمینان ہو کہ وہ
 ہو کہ چھوڑ نہ پنچا ننگے جیسے آگنی ثالث بالخیر کہ بالکل اطمینان مت اور بعض
 وہ لوگ بھی ساتھ ہوئی ہوں جبکہ کچھ غیرت و حمیت بتیار رکھتی ہیں اور پشت
 دینی میں نہ تھے اور وہ اپنی جی میں ہمیشہ ٹھانی رہتے تھے کہ اگر خدا خواستہ
 برا وقت پیش آجیگا تو ہم پیغمبر کو تنہا کافر و من چھوڑ کر باک کڑی ہوئی پس اگر کچھ
 ایسے لوگ بھی ساتھ ہوئی ہوں تو عقل اسکو تجویز کرتی ہی یا تو آپس احتمال کی نفی پر
 کوئی دلیل قائم کرتے یا سب ہم ہوئی خالص مخلص ہو سکا دعویٰ نہ کرتے اور
 اگر کوئی دلیل عقلی دیتی تو کہے کہ کتاب سببری کا نشان ہی قولہ ان کی قتل کی
 خبر مشہور ہوئی تب حضرت ہی اقول اگر قتل کی خبر مشہور ہوئی تب حضرت ہی
 بیعت لی تھی تو پھر حضرت عثمان کی طرف سے اپنے ہاتھ پر کیوں ہاتھ رکھا تھا کیا
 حضرت ہی ہر دون کی طرف سے بیعت لی تھی اگر آپ بیعت عثمانی کو تسلیم کر سہیں

تو ضروری قتل کی مشور ہوئی خبر کو محض غلط جانی اور یہ فرامی کہ حضرت نبی
 بیعت اور کسی صلحت سی لی ہوگی مثلاً حسب ذالنا کفار پر قولہ سوای قید بن قیس
 منافق کی اقول ابھی پانچ سطوی قبل آپ نے اشارتا فرمایا ہی کہ اس مغیرین آپ کے
 ہمراہ نہ ہوئی مگر وہی خالص غلط کہ جو سراپا ایمان ہی بہری ہوئی تھی اتنی اب قید بن
 قیس منافق کہا ہے ہمراہیوں میں نکل آیا حقیقت یہ کہ نفاق ایک امر طبعی ہی بسا تو ایسا
 بتوای کہ اکثر لوگوں کو اس سے خبر نہیں ہوتی یہاں تک کہ جناب سمیع ابھی نہیں کو نہ
 پہچان سکتی تھے چنانچہ جناب باری نے خود فرمایا ہی کہ لا علمم نحن بعلومهم پس اگر مخاطب
 کو بعض منافقین کا حال معلوم نہ ہو تو ہو سکتا ہی لیکن یہ طبع حضرت مخاطب کو ایک
 شخص کی نفاق کا حال معلوم ہوا اور وسیط سے ہم کو بھی اور دو تین منافقوں کا حال
 معلوم ہوا ہی کہ وہ بھی اس مغیرین ہمراہ تھی قولہ جو کہ اس مغیرین منافقوں کا نفاق اور
 مخلصوں کا اطلاع ظاہر ہوا اقول ایک پانچ بات مطلق عبارت میں آپ کیا کیا
 رنگدائی بوقلمونی بدلتی ہیں پہلے کہا کہ سب اہل سفر خالص غلط تھے پھر کہا کہ
 نہیں ایک منافق ہی تھا پھر فرماتی ہیں کہ اس مغیرین منافقوں کا نفاق ظاہر ہو گیا کیون
 حضرت اس مغیرین منافقین تو سنا تھے ہی نہ تھی پھر نفاق کہنا ظاہر ہو گیا اس سے
 ثابت ہو گیا کہ جب آپ نے خالص غلط سمجھتا اور نہیں میں منافق ہی تھی مگر آپ نے
 نہ چاہتا لیکن شیعہ تو یہی تھی ہیں قولہ فی الحاشیہ یہ روایت موافق روایت شیعوں
 کی ہی اقول کیوں جو ٹپکتی ہو قولہ فیہا بسکاشت اللہ ہے کیا ہی اقول
 یہ ایک جوڑ پروردگار جوٹ ہی قولہ فیہا اور ترجمہ کشف اللہ سے ہی روایت کو
 نقل کیا ہی اقول یہ نیز جوڑ ہی ایک خطا و خطا سے ہی خطا کو ہم کیا کیوں ولایت

ترجمہ شفاء الغمہ میں نقل کی ہے جابر بن عبد اللہ سی اوس روایت کا نقطہ
ایک فقرہ اس روایت سی فی الجملہ موافق ہی کہ نقطہ قید بن قیس نی بیعت شکنے
کی کہ جسکو اس روایت میں تعبیر مختلف از بیعت کیا ہی حالانکہ تباہ مختلف از بیعت
سی بیعت نکرنا ہی نہ بیعت تو ظاہر کہ ایک فقرہ کی باہر متعارف ہوئی ہے
باوجود مخالف ہوئی کل فقرات کی دو روایتیں ایک نہیں ہو جاتی ہیں پس اس
روایت اور اس روایت کو ایک کنا دروغ غیر مرغ ہے اور اس روایت
میں ہی جو کلام ہی اسکی تمام سلوم ہوگا قولہ سلیمی اس بیعت کا نام اقول کیا خوب
و تبیین بیان کی اس تخط کو ملاحظہ فرمانا چاہئے کہ ہذا مضبوطی سے ولفظ رضوان
سی کون مناسب ہی اور کیا علاقہ ہی ہاں اگر یہ کہتے کہ چونکہ خدائی بعد بیعت ضعی
اللہ عن المؤمنین کہا آئے نام اسکا بیعت رضوان ہوا تو ایک بات ممکن کی کہ
ہوتی نہ یہ کہ مضبوطی اور ایمان سی رضوان نام ہو گیا قولہ خدا رضی ہو او ان ایمان
والہ نے اقول نہ نقیض بیعت کرنوالو نے کہ ضمیمہ اپنی تلمہ ہی ہین قولہ
اور اؤنکی دلونکا اخلاص اس سی ظاہر ہو گیا اقول سو تو مکی دلونکا اخلاص اور
منافق مکی دلونکا مدام اخلاص دونو کو خدائی جان لیا اسطرح کہ یہ بیعت موجب
اسکی ہوئی کہ غار مرعوب ہو کہ صلح پر رضی ہوئی پس جو لوگ اتباعا لام اللہ و رسولہ
صلح سے راضی رہی وہ مومن کامل تھی اور جو لوگ اس صلح سی نیزار ہوئے
اور او کو نبوت ہی میں شک پڑا کو بعضوں نے نسبت تک ظنی اور نہایت
بعض کی ظاہر کیا و یا اور بعضوں نے نہ ظاہر کیا وہ منافق تھی قولہ اس
سفر میں ساتھ نہ آئے اقول کیون نہ ساتھ آئے قید بن قیس کیونکہ آیتا

قولہ بیت کرتی اقول منافقین تو مومنین سی بڑا کھڑا ساز ہی کرتی تھے اکثر
 افعال منافقین جو بریکاری تھے افعال مومنین سی ظاہر میں بڑھ جاتی تھے
 مثل ہی کہ جوئی موتو کی چمک۔ سچے موتو کو مانڈ کرتی ہی مگر جو بڑے جھوٹی ہیں اور
 سچی سچے ہیں اسکو جوہری جانتے ہیں اما مری کب پپنتی ہیں قولہ اور انکی
 دلو کو طمانیت اقول انزل التکلیف علیہم کی نیمیر مومنین کی طرف پر تے ہی
 نہ حلق بہا عین کی طرف خواہ مومین ہوں خواہ منافق قولہ لڑنی پرستہ ہونی
 اقول مومنین تو لڑنے پرستہ ہوں اور منافقین ہمیشہ اسی پرستہ ہے
 کہ اگر خدا نخواستہ برا وقت پیش آئیگا تو پیڑ پر کو تنہا چڑھ کر ہمارا کہہ ہی ہوئے
 اور ہار پڑو پھر شل رویہ ایک کر ٹہری ہو جائیگی اور دیکھیں گی مال کار جسکے فتح
 ہوگی اوی۔ سے طمانین کی کفار بیت کرنگی سوچاں جتیاں مار لیں اسکے
 کچھ غیرت اور پرہیزگاری سے بلکہ سری مٹی بڑھائیگی قولہ اور مرنی مارنی پرستے اقول اگر
 بھی فی مرنی پرستے کی تھی تو سیر اور جنین سے پہر کیوں ہلاک نہ کری
 ہوئی وہاں کیوں نہ لڑی اور مرن نکشت میں داخل ہوئی کیا سچی قولہ فتحا قریا اور
 انکی شکست کے دور کرنگی ہی اقول ناطقہ منط و ایجا و ہلا انا ہم فتحا و گیا کو جس سے
 طوبی اتفاق فتح خیر فتح کہ ہی شکست کے دور کر نیسی کیا علاقہ ہی کاش اسکو تحت
 منام کثیرہ کی لکھتے تو کچھ مناسب ہی ہوتی لیکن خلل دماغ کا کا علاج ہی قولہ نہ
 بڑی بڑی غیبات اور غایم کاشل ہم فارس اقول بڑی بڑی فتوحات کا
 ذکر عبارت کلام اللہ ہی نہایت ہی آری غایم کا ذکر کرس مقام پر ہی پس معنوں ہی
 غایم خبر کہ ہی اور معنوں ہی غایم ہوا ان نہا ہی جو بعد فتح جنین ہاتھ لگے

اور مضنون فی مقام اول میں اقل اور مقام ثانی میں ثلث کہا ہی اور بیضا دے
فی ثانی کو تحت آخری کہا ہی اور مضنون فی آخری سی قریہ انری مراد لیا ہی یعنی
مکہ جیسا کہ قوادہ مفسر فی کہا ہی اور مضنون نے غام آخری کہا ہی اور مراد اس سی
کل غنایم الی یوم القیمہ لیا ہی یہ قول مجاہد مفسر کہا ہی اور مضنون نے فارس و قوم
مراد لیا ہی جیسا کہ قول حسن اور جثالی کہا ہی بہر کیف اقوال مفسرین ستیان
شیونہ خیرت نہیں ہو سکی صحیح مسلم میں ہے عن رسول اللہ قال اذا فتحت علیکم

فارس والروم اثم قوم اثم قال عبد الرحمن بن عوف نقول كما امرنا الله قال

رسول الله او غير ذلك متناضون ثم تحاسدون ثم تبدا برون ثم متباغضون او نحو

ذلك ثم متطالقون في ساكن المهاجرين متجلبون مضمر علی رقاب بعض اوصاف

حمید بن حضرت خطابین کی اس حدیث میں جناب رسول خدا فی بیان فرما

یعنی حرص اور تکالب جفیہ دنیا پر اور تحاسد اور قاطع اور تباعد اور بغض اور تنگنا کی گردن پیر

سأطهونا اگر ایسے دنیا روں کی لمبی وعدہ فتح روم اور فارس تہا تو یہ بات کی طعن کی

عقل قبول نہیں کرتے مگر یہ کہ خدائی واسطی مومنین مومنین کی یہ فتوحات اور غنایم

عنایت فرمائے تھی جیسا کہ فرمایا زینۃ اللہ علیہ السلام اخراج لعباده والطیبات

من الترنی قل ھل للذین امنوا خالصۃ یوم القیامۃ پس مومنین مومنین ہی

منتفع ہوئے اور منافقین دنیا طلب ہی مثل کفار کی بلکہ ساتھ جاری اور سنیہ زوری

کے دیاں منتفع ہوئی اور عرض میں او کی روز آخرت نہای الھی مخصوص

بومنین مومنین ہوئی فذلک متاع الحیوة الدنیا وما متاع الحیوة الدنیا

فی الاخرۃ الا قلیل قولہ پس ان آیتوں نے ان سب اصحاب کی جنوں فی

درخت کنجی بیت کی بزرگی ثابت ہوتی ہی اقول سب مومنین مباہیین کی
 بزرگی ثابت ہوتی ہی نہ مطلق مباہیین کی اگرچہ منافقین ہی ہوں آری اگر خدا یہ فرما
 کہ لقد رضى الله عن المباحثین تحت الشجرة تو بظاہر یہ شبہ ہو گا کہ مراد
 مومنین ہی ہوتی لیکن خدا فی تو تصریح فرمادی ہی کہ عن المؤمنین اذ یأبسونک
 قولہ اوراد کا اخلاص اور ایمان میں کامل ہونا ظاہر ہوتا ہی اقول آری مومنین
 مباہیین کا ایمان اور اخلاص ظاہر ہوتا ہی نہ مطلق مباہیین کا اگرچہ منافقین ہوں
 قولہ کوئی لفظ کوئی حرف ایسا نہ ذکر کیا کہ جس سی کوئی موقع کوئی محل انکار کا ہو
 اقول المؤمنین ایک لفظ ہی کہ جہن ائمہ حرف ہیں کہ اسی ہی موقع اور محل انکار کا
 دوسری دخل ہوتی حضرات شراک کی کتابی قولہ بلکہ اپنی رضامندی کا اظہار اس طرز ہی
 کیا کہ جس کا کسی زوال نہوا قول محض غلط کوئی لفظ کوئی حرف ایہ میں دال اوپر
 عدم زوال رضامندی کی نہیں ہی بلکہ سترام بنفس سرچ زوال رضامندی بعد مطلقا
 شرط موجود ہے پہلی کہ پیش از آئینہ شریف جناب باری فرماتا ہی ان الذین
 یأمنونک انما یأمنون الله الی ان قال فمن نکث فاما نکث علی نفسه
 ومن اوفی بعهده علیہ الله فیسئیتہ اجر عظیم ایمنی جن لوگوں نے تجھ سے بیت
 کی ہی اور انوں نے خدا ہی سے بیت کی نے عہد و پیمان کرنا تجھے حقیقت میں خدا ہی
 عہد و پیمان کرنا ہی پس جس شخص نے اس سے بیت کو توڑا پس نہیں توڑا ہے مگر
 وہ اصلی ضرر اپنے نفس کی یعنی عہد شکنی کی کہ ضرر خدا کو نہ ہو گیا بلکہ ضرر خود
 ذات عہد شکن کو ہو گیا اور جس شخص نے وفا کی ساتھ عہد و پیمان خدا کی پس قرب ہے
 کہ دیگا خدا او کو اجر عظیم لے گا پس یہ آیت شریفہ ہی حقیقت مدینہ میں نازل ہوئی

چنانچہ آپکی بیضاوی صاحب فرماتی ہیں واللہ نزلت فی بیۃ الرضوان تعنی آیت
 نازل ہوئی بیعت رضوان میں کہ وہی بیعت حدیثیہ ہی بلکہ بعضے معتبرین نے
 تصریح کی ہے کہ یہ آیت اگرچہ ترتیب عثمانی میں مقدم ہی مگر تیزیل قرآنی میں موخر ہی
 پس اس آیت شریفہ سی صاف صاف ثابت ہو گیا کہ بعض مبایعین بیعت شکنی کر چکی
 ورنہ ذکر نکث کرنا خداوند تعالیٰ کا محض ایک امر لغو ہوتا اور یہی سمجھا گیا کہ مبایعین
 مومنین موقنین نہ تھے بلکہ اس مقام پر بعض منافقین بیعت شکن بھی تھے پس کل کا
 نالغص مخلص اور کمال الایمان کننا محض لغو ہو گیا اور یہ ہے سمجھا گیا کہ رضامندی
 دائمی عدم زوال پذیر نہ تھے بلکہ شروط تھے بعد م نکث پس یہ کننا مخاطب کا کہ اظہار
 رضامندی اس طور سے کیا کہ جس کا کبھی زوال نہ ہو محض غلط فہم اس لئے کہ زوال یہ
 نکث ناکثین ہو گیا قولہ اور فتوحات کا وعدہ کیا جس کا ظہور اونہیں صحابہ کی ہاتھ
 سی ہوا قولہ لا نسلم کہ اونہیں ناکثین کی ہاتھ سی ہوا اس لئے کہ وہ منافقین تو
 کبھی مدینہ ہی باہر ہی نہیں نکلے و علی الترتیل سلنا کہ اونہیں کی ہاتھ سے ہوا
 مگر ان اللہ یؤید ہذا الذین یزجل فاجب ہی صحیح بخاری میں آیا ہی قولہ
 اب ہم شیعیاں علی سی پوچتے ہیں اقول شیعیاں حضرت علی علیہ الصلوۃ
 والسلام کہتے ہیں کہ اہلسنت معاویۃ العاویۃ النواویۃ جانین کہ یہ آیت بیشک قرآن
 مجید کی ہی صریح آیت قرآن مجید کی آیت ہی گورہ شان میں اور مومنین کہ
 ہی جنہوں نے بیعت درخت کی تیغ کی تھے صریح آیت میں نکث شان میں
 اور منافقین کی ہی جنہوں نے درخت کی نیچے بیعت کی تھی اور حضرت متقی
 اصداغ کی بڑی رفیق میرے اول و ثانی بلکہ ثالث و ثانیہ ہی تحت آیت ثانی مدخل

ہن اسے تحت ناکشین نہ تحت موسین قونین قولہ جو کہ خداون
 بیت کرنے والوں کے حق میں نہ رہتا ہی اقول بیت کرنی والی دو
 نہ رہتی ہن ایک کے حق میں تو مستدر سے اندہ نہ رہتا ہے
 یعنی موسین اور دوسرے کی حق میں فن نکث نہ رہتا ہے یعنی
 منافقین اور اسٹال ٹلٹ ٹاٹ نے ہن داخل ہن داخل
 میں قولہ تختی ہونے پر کیا دلیل ہے اقول اولاً محابا بتاؤ
 نہیں ہے اسلئے کہ استثنائین مستثنیٰ کا مستثنیٰ نہ ہن داخل ہونا
 شرط ہی اور انکم ٹلٹ ٹاٹ نہ رضی اللہ عنہم داخل ہن کیونکہ داخل
 ہونی والی موسین ہن نہ منافقین ثانیاً معاذتہ ہم کہتی ہن کہ فن نکث
 سی مستثنیٰ ہونی پر کیا دلیل ہے باوجود فرار کے غیر موسین سے
 کیا ہے ثانیاً اگر ہی استثنائین مخاطب کی تسکین نہ تو کسی طیب
 کا گھر دھوڑے کے شادی کی شتری کی کام نکل جاوی قولہ اور
 اگر کو کہ وہ منافق تھے اقول ہم تو بتاتے ہن کہ ہری نہیں سنتے
 قولہ تو ادیکار دسبے خدا نے خود کر دیا اقول نحن غلط ہرگز خدا ہی
 کہیں روئین کیا اسلئے کہ قلوب ہم ادیب ہم کی ضمیر طرف موسین کی
 پہرتی ہے نہ طرف مطلق بسا ایسین کی بان اگر نہ رضی اللہ عنہم
 نہ رہتا بلکہ بعضہ اندہ عن اللہ بسا ایسین فرماتا تو بظاہر اسکا شہ ہوتا
 گو حقیقت میں رخصت ہی مطلق بغیر ایمان کے نہیں ہو سکتے قولہ کہ یہ بڑی کٹی
 مسلمان اور سچے ایمان واسے ہن اقول کیا بیتلے ہی کہ باوجود نہ رض

کرنے اتفاق کی پہلوئیں کو کوئی چکا سلمان اور چاہیان والا سمجھے لہجہ خدا
 تو ضابطہ مومنین کی پیری اور مخاطب منافقوں کو چکا سلمان کی قولہ اگر وہ
 لوگ منافق ہوتی اقول اگر ان لوگوں میں سے منافق نہ ہوتی تو کیوں جن
 فتن گت ذیبا قولہ تو کیوں خدا انکی ایمان پر شہادت دیتا اقول ہذا اول
 بحث کہین شدائت کی ایمان پر شہادت نہیں دی بلکہ ہر حکمہ انکی خفاق پر شہادت
 موجود ہی اور سبکہ ہی آیت فتن گت ہی کہ سبب فراعن التبع یوم خنن خمیر
 شہادت علی النفاق ادا ہوئی قولہ فتح اور غلبہ عطا کرنا اقول فتح اور غلبہ
 کہے لیسائتہ نفاق کی ایسے ہو باہی و بعض الظالمین بعضنا قولہ
 ان آیتوں کو دیکھا اگر کسی شیعہ کو یہ خطہ ہوا ہوا قول استغفر اللہ کہ کسی شیعہ
 کو اسکا وہم و خیال ہی گری ایسے خطرات شیطانی اور مبین مخفا کو پیدا ہوتی ہیں کہ
 جنگاگان فاسد یہ ہوتا ہی کہ یہ آیت الاجاب ہی اور شیعہ اکی جواب ہی عاجزین
 ایسے خطرات موای لاذہبون کی کیونہیں ہوتی مخاطب سب شیعہ کو اپنا
 ہی سا گمان کرتا ہی آری کہ کافر ہمہ را کہیں خود میدانہ قولہ ایسے آیتیں
 اقول سب آیتیں آپ کے نزدیک صریح ہیں تخصیص اکی کیا ہی لیکن اب تک
 معلوم ہو گیا ہو گا کہ صراحت فضیلت پر ہی کہ رذلت پر ہی کہ جبکہ خدا چشم نیا
 ہی نہیں عنایت فرمائی ہی تو کیا خاک معلوم ہو گا اب ہم تماری تقریری کہتے
 ہیں کہ جب ہم ردائل اور فضائل صحابہ مناقبین کی آیات اور احادیث سی ثابت
 کرتے ہیں تو جب مینوں کو کہہ جواب نہیں ہو جتا تو کہتے ہیں کہ ضرور کوئی نگوئے
 سب ہو گا کہ ہائے علما ان فضائل ہی انکار کرتی ہیں ورنہ کیا سب عالم سب

سب اولیا سب پیر مالک سب دیوانی مجذوب سب ریشائیل سینوں کے
 مذہب کی نادان تھے کہ ایسی دلائل صریح کا انکار کیا اور باوجود اسکے بھی تلاش کو
 اچھا سمجھا جلتی تھیں اونہیں کی مذہب کی تفسیر نہ دیا اور کیا بونسی اپنا دعوے
 ثابت کر دیا اور یہ اور کراش کے عالم اور پیر اور پیران پیر احمق نادان تھی یا دانا اہل علم
 تھی یا بی ایمان بنصف تھی یا ناصبی تھی یا ذہین کی عقل پر چوڑا اب اپنی کتابوں نے
 قابلہ کر کے بیدنیوں اور بی ایمانوں کو جو مناسب ہمیں کہیں ای سینوں کی ہدایت اگر تھی
 ہو تو نہ کہ جو کہ پہلے تھاری تفسیر ونسی کل آیات کی تفسیریں لکھا وہ مطابقت ہی انہیں
 ہی قولہ کاشانی اپنے تفسیر میں کہتے ہیں اقول دروغ خاص ہی تفسیر کاشانی
 بیان موجود ہی اونہیں اس عبارت کا کہیں نشان ہی نہیں ہے اور اگر عبارت
 انہیں ہوتی ہی تو کمونین معلوم ہوتا ہی کہ مخاطب والا مقام کو کیا نفع اس سے
 پہنچتا آئے کہ اس میں تو مثل کلام اللہ کی تصریح ہے مومنان کی تفسیر مومنان
 بیت کنندگان و درخمین بنجائے نہ یہ کہ منافقان ہی بیت کنندگان اور نہ کہ مطلق
 بیت کنندگان و درخمین بنجائے خواہ مقتضای بیت پر باقی رہیں یا نکث
 عہد و پیمان کر کے من نکث میں داخل ہوں جب تہنط ہی کہ جو ایمان اصل مایہ نجات
 ہی او کی اثبات کی تو کجہ فکر نہیں ہی قطعیت پر پہونی نہیں سماتے اور بار بار
 اسے کافی ہونی راگ کو کافی ہیں قابل الخطاب التمام ہوا اللہ سبل
 اسلام اگر اس روایت پر اطمینان نہ ہو و حضرات شیعہ کو اپنے کلین اور
 متضیین کی جواب نئی کا اشتیاق ہو تو اسکو بھی نہیں کہ او کی علمائے اس
 آیت کو دو طرح پر رد کیا ہی بعضوں نے یہ فرمایا ہی کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہی

کہ خداوند تعالیٰ اس فعل خاص ہی سے بیعت سی رضی ہو اس سے نہیں لازم آتا
 کہ خداوند کی سب کاموں سی رضی ہو اور آئندہ ہی رضی رہی اور مض کا قول یہ
 ہی کہ بعد اس بیعت کی صحابہ کبار نے وہ کام نہ کی جو مخالف اس بیعت کی تھے
 یعنی لڑائیوں میں بہاگ لگی خلافت خلیفہ برحق کی غصب کر گئی پس وہ اس آیت
 کی وعدہ سی خارج ہو گئی پس یہ بیعت امر اول کی ہم یہ جواب دیتی ہیں کہ خدا کے
 نسبت یہ گمان کرنا کہ وہ صحابہ کی اور کاموں سے رضی نہ تھا صرف ایک فعل
 خاص بیعت سی رضی ہوا اس لئے لفظ رضی اللہ عنہم نہیں فرمایا ایسی قیمت
 ہی کہ کوئی مسلمان اپنے ولین اور سکا خیال ہی نہیں کر سکتا کیا یہ ممکن ہے کہ اگر
 ندای غزوہ بل اور بیعت کرنا والوں نے ہر طرح پر رضی نہ تو تو وہ لفظ رضی اللہ
 عنہم نہیں صرف ان کی دل خوش کر لیا کہ براہ تدبیر فرمایا اور جن باتوں سے
 ان کی ناراض تھا ان کو تفتیح ظاہر کرتا اور یہ امر ہی غور کر نیکی لائق ہی کہ حضرت
 شعبہ کو کس طرح معلوم ہوا کہ صحابہ کی اور کاموں سے خدا ناراض تھا آخر کیونکر
 اوہ کی ناراضی کی حال معلوم ہوا نہایت تعجب کا مقام ہی کہ خداوند کی اور
 فعل کو جس سے رضی ہو لفظ رضی اللہ عنہم ظاہر کری اور ان کی اور انفعال کو
 بننے ناراض ہو سوا سی شیعہ بیان عبد اللہ بن سبا کی کسی پر اظہار غم وادی شاید
 شیعہ بیان پاک پیچوا بدین کہ اوہ قرآن میں جو امام مہدی کی پاس ہے
 اصحاب کی بڑائی ان لکھی ہوئی ہیں گام جب تک کہ اوہ کو اپنے انگریزی ملکین
 اور امام صاحب سی اوہ کی تصدیق نہ کریں اوہ کو قبول نہیں کر سکتے لیکن فرسوس
 تو ہے ہی کہ نہ امام صاحب کا کچھ نشان ملتا ہی نہ اس قرآن کا کچھ پتا چلتا ہے

ہزار برس تو گذر گئی اور نہ تو معلوم نہیں کہ ابھی کتنے دن امام کی غلو میں باقی
 ہیں۔ صد شب بھر گزشتہ و مہینہ پیدا نیست طر فہ عمری کہ بعد سال
 نہ دیم کیا ہمارو بہ نسبت اوردوم کی کہ صحابہ کبار اس آیت کی وعدہ سی بہ بیت
 بیعت کی خارج ہیں اور کابواب ہم اطرصر پتہ ہیں کہ اس اعتراض سی ہی اتنا
 ثابت ہوتا ہی کہ بیعت رضوان کی وقت تک صحابہ کبار اور مہاجرین و انصار سچی
 مسلمان اور سچے مومن تھی نہ منافق تھے نہ کافر اور انکی بیعت صادقہ تھی
 نہ منافقہ نہ چنانچہ یہ فقرہ صاحب تعلیب المکائد کا کہ ان کلام سحر نظام والہت سیکند
 بریکہ بعضے از اہل بیعت رضوان نکث خواہند کرد و دلیل اس پر ہی کہ جب بیعت کے
 تھی اور وقت تک نہ منافق تھی نہ کافر کہ تقدیر نے انہیں مومنین میں داخل تھی
 اور شیدائے ثلث نواشدہ شوستری کا یہ کلمہ کہ ملول آئے عند تحقیق رضای حق تعالی است
 ازان خل خاص کہ بیعت ست کوئی منکر این نیست کہ بعضے از افعال حسنہ مضیہ
 از ایشان واقع ہست تا ہا سپری کہ انکا بیعت کرنا خل حسنہ تاپس اسے
 سی یہ اعتقاد کہ صحابہ کبار اول ہی منافق تھی بل ہوا اور جب تک یہ آیت ہمیں نہ آئے
 اپنی رضاندی ظاہر کی نازل ہوئی اور انکا مسلمان اور با ایمان ہونا ثابت ہوا
 خیر اب انکی چلے اور بعد اس بیعت کی انکی حال پر نظر کیجئے کہ کیا کام کرنے
 ایسے ہوئی جس نے انکا نکث بیعت کرنا ثابت ہوا اور وہ کام سکوت ہوئی پیغمبر
 صاحب کی جیتے جی یا انکی وفات کی بعد چنانچہ انکی نسبت شیدائے ثلث اور
 صاحب تعلیب المکائد نے جو کچہ کہا ہی اور ہی ظاہر ہوئی ہی کہ بعد اس بیعت کی
 پیغمبر صاحب کی سانسے لے لئے نکث بیعت ہوا یعنی وہ جنگ خیر بر اثبات قدم

بلکہ ہاگ کسی اور کے نسبت ہم یہ جو ادیتی ہیں کہ اگرچہ قلعہ خبر صدیق الکبریٰ عمر کے
ہاتھی فتح نہیں ہوا لیکن فتح نہ ہواستلزم فرار نہیں ہی ہاگنا جنگ خیبر سی حضرات
شیعہ کی کمانشی ثابت کیا دربارہ عرض اگر وہ جنگ خیبر سی ہاگی اور انہوں نے
حکمت بعیت کیا تو مہلچہ پر پہنچے ان کی بعیت کو خدا کی کلام سی ثابت کیا اور خدا کی
رضامندی کا قدر سے اس نعم المومنین کی آیت پیش کر کی ثبوت دیا ہی طرح پر
حضرات شیعہ کی ذمہ سی کہ مقابلہ اس آیت کی اور ہاگنا جنگ خیبر سی اور کثرت
کرنا اور خدا کا اوسنے ناراض ہونا کسی آیت سی ثابت کر دین و اذالیں فلیس اور
ہم خوب یقین کرتے ہیں کہ اگر صحابہ کبار سی کوئی نفل بعد اس بعیت کی موجب
نارضا سندی خدا کا ہوتا تو ضرور وہ اس ہی خبر دیتا اور مہلچہ پر ان کی بعیت سی رضی
ہو کر قدر سے اسے فرما دیا ہی طرح پر فرار اور کثرت بعیت سی ناراض ہو کر قہ غضب اللہ
علیہم ارشاد کرتا اسلئے کہ لڑائی سے ہاگنا اور بعیت کا توڑنا آخر پیغمبر صاحب ہی
کی سامنے ہوا اور وقت تک مسلسلہ وحی کا جابائے تاجہ پیل کا آنا بند ہوا تا
پھر کیا سبب ہی کہ خدا ان کی سچے کام کو ظاہر کر سی اور بری کاموں کی خبر تک
نہی ان کے افعال حسنہ کی تو شہرت ویدی اور ان کے افعال قبیحہ کی پردہ پوشے
کر سی پس یا تو خدا اس نے ڈرتا کہ ان کی بُرائی بیان کر سکتا تھا یا حقیقت اونی
کوئی بُرا سے نہ ہوئی تھی بلکہ ظاہر کرتا یا اگر کوئی لغزش ہو جاتی تھی تو او کو معفو
کر دیتا تھا اور ان کی اور نیک کاموں پر خیال کر کے او کو براہ ستاری جیادیتا تھا اور
اگر یہ کہا بائی کہ بعد وفات پیغمبر صاحب کی صحابہ کبار نے ایسی کام کئی کیے جن سے
خدا ناراض ہو اشل خلافت منصب کرنی وغیرہ کی اس کے نسبت ہم یہ کہتی ہیں کہ

اگر انہ نے بعد وفات پیغمبرؐ کی کوئی کام ایسا ہو تو اللہ تعالیٰ جس کے خدا اراض ہو تو
 ضرور اس کی خبر دے گا اور کہے گا کہ میں اللہ کے لئے فرمایا اور جبکہ خدا نے اس
 آیت میں یہ فرمایا کہ ظلم مافی ظلویم کہ میں اس کے انوکھی بات جانتا ہوں اور فرمایا
 کہ فاذنزل النکینۃ علیہم کہ میں نے نازل کی اور پڑے تو کہو کہ قیاس میں آسکتا ہے
 کہ ایسے لوگ کبھی جادو تو ہی خوف ہوئی ہوں لیکن ہم حضرات شیعہ سی
 عرض کرتی ہیں کہ وہ کیوں سوال و جواب میں اپنے اوقات ضائع کرتی ہیں اور
 کیوں علامۃ کاشانی کی تفسیر کی ان لفظ کو مومن دیکھتے کہ انحضرتؐ فرمود
 بردنخ نرو ویک کس ازان سوسنان کہ در زیر شجرہ بیت کروند اس منہر فی تو کہ قصہ
 جگر اباسے ہی نہیں رکھا عام بشارت جنت کی اور ان کو کہتے تھے میں جو اس بیت
 میں شریک تھی پیغمبرؐ صاحب کی زبان سے تصدیق کر دی لیکن اگر اس ایک
 روایت پر اطمینان نہیں ہوتا تو اس کی تائید میں دوسری روایت سنیں کہ ترجمہ
 کشف الغمۃ میں لکھا ہے کہ از جابر بن عبد اللہ انصاری روایت است کہ اور ان
 روز ہزار و چار صد کس بودیم کہ در ان روز میں انحضرتؐ پیغمبرؐ صلعم شنیدم
 کہ آنحضرتؐ خطاب بہ حاضران نمود و فرمود کہ شاہترین اہل دیو زمینید و آہمہ در ان
 روز بیعت کر دیم کہے انا اہل بیعت نکث نہ نمود و کہ قیدیں تھیں کہ ان منافق
 بیعت خود را نکثت اس روایت سی چند غامضی حاصل ہوئی اول یہ ثابت
 ہوا کہ بیعت کی وقت چودہ و صحابی موجود تھے ان کے ایمان اور اسلام کے بعد خدا
 تعالیٰ کہ صلعم مافی ظلویم اور اس کے شان میں فرمایا ہی اللہ نے اسے اللہ تعالیٰ
 دوسری حضرت پیغمبرؐ خدائی اور اس کے انیت فرمایا کہ تم بہترین اہل زمین سی ہو

تفسیری ثابت ہوا کہ سوای ایک منافق کی اور کسی بیعت کو نہیں توڑا پس اسی
 سید بیان پاک اب تم انصاف ہی ان روایتوں کو دیکھو اور اسی شہادت
 اور صاحب تعلیق اسکا مذہبی ایمان اور انصاف پر خیال کرو کہ وہ محبت اہلبیت
 کی پروردہ ہیں کیسے خدا کی آیتوں کی تکذیب کرتے ہیں اور کس طرح ایسے صحیح
 نصوص سے انکار فرماتی ہیں لیکن اگر ہم صحابہ کی برائیوں کو تسلیم ہی کر لیں تب
 بھی کچھ فائدہ شہید ثالث کی تقریر کا نظر نہیں آتا اسلئے کہ جو علامہ کا شانے
 فی اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ آنحضرت فرمودند بروزِ زخِ زرد یک کس از ان منان
 کہ در زیر شجرہ بیعت کرو خدا کا کیا جواب ہی بغیر اکی کر یہ کہا جائی کہ حضرت نے
 تقیہ سے کہہ دیا ہوگا بقول التمسک بولائے علی بن ابیطالب ۳ ینک یہ
 جوابات شیعہ نوکی ہیں لیکن حقیقت میں تنبی اور پرتزل کے ہیں باین سہ
 کہ مومنین ہی مومنین حقیقہ نہ مراد ہیں بلکہ ہم اس ہی اور مومنین باقواہم مومن
 قلوبہم سے مراد ہیں پس اس صورت میں ضرور ہوگا کہ رضا کو مقتدرین ساتھ ہی
 قید کی مثلاً رضا غفل خاص اور رضا بشرط بغیر بیعت اور اگر قتل دالات ان قیود
 پر ہوتی تو لاریب کہ قتل اس پر دالات کرتی اسلئے کہ باب ۱۷ معلوم ہے کہ
 رضا مطلقہ جناب باری مومنین باقواہم ہی قطع بیعت کرنے سے نہیں حال ہوتے
 جب تک ایمان حقیقہ اور وفاء بعد بیعت او کی ساتھ منضم ہو پس حال ایسینہ
 مثل دیگر آیات عامہ اور احادیث عامہ کی ہوگا کہ مقتضائی مامن عامہ الاوتہ
 خضرم لیل قتل او پر تخصیص کے دالات کرتی ہی مثل ان اسلئے علی کی شہادت
 کہ خصوص بکلمات ہے کہ ما فراد مثل حدیث ابوہریرہ کہ کافی اشیخ البخاری من

قال لا اله الا الله دخل الجنة كمشروط بشر وطع عديده ہی چہ جای اینکه خود نقل
 دلالت کری اور تخصیص کے اور ماضی قتل ہو جاوی چنانچہ اس مقام پر جناب
 باری فی سنے اللہ عن المؤمنین کو مخصوص کیا ہی آتلا ساتھ اذ یا یونک کی
 پس اذ یا طریہ ہی تو سنے یہ ہوگی کہ رضا مخصوص بوقت بعیت ہی یا اذ تعلیہ
 ہی تو سنے یہ ہوگی کہ رضا مخصوص ہن حیث البعیت ہی پس و نون صورتوں
 میں رضا ایک امر خاص پر ہوئی جیسے حدیث مشہور میں ہی کہ التمتع حبیب اللہ
 و یوکان کانسہ یعنی نبوتی سخن میں حیث التمام ہے نہ میں حیث الکفر و
 النفاق وغیرہ اور ثانیاً اس رضا کو مخصوص کیا جناب باری فی بعد مکث احد بعد
 سنے اللہ کی فرمایا فن نکث فاما ینکث آہ کما قرانہا مؤخر فی التنزیل
 بہر کیف احتیاج ان تخصیصات کی نہیں ہے مگر اس صورت میں کہ لفظ رسنے
 اسدی رضائی مطلق مراد لیا وی بطور موضوع موجب کلیہ کے کہ مطلق الرضا بطور
 موضوع مہملہ کی اور چونکہ ظاہر ہی کہ کوئی لفظ بیان شمول اور عموم پر دلالت نہیں کرتا
 ہی کہ وہ موجب کلیہ ہو سکے نہ ضرور ہوگا کہ بطور موضوع مہملہ مراد لیا جائے اور نہ لازم
 جزئیہ کا ہی کما ثبت فی الزمان پس مراد رضائی ہوگی مگر بعض الرضا اور ظاہر ہے کہ
 بعض الرضا کفار اور منافقین سے ہی باعتبار بعض افعال حسنہ کی ہو سکتے ہی
 جیسا کہ انہی حبیب اللہ و یوکان کافرین گزر چکا اور لا ینفیک النجاة لعمد الایان پس اس
 تقریری ہماری ثابت ہو کہ جوابات شیعہ معنی بہر تنزیل علی التنزیل ہیں باینف
 کما ولا لاسلم کہ مراد مؤمنین ہی اعم از مؤمنین حقیقہ و ظاہری ہیں کیونکہ نہیں مانر
 ہی کہ مؤمنین حقیقہ مراد ہیں پس حضرت ثلاثہ اس ہی خارج ہو جائیگے کیونکہ انکا

مومنین حقیقی ہونا ہماری نزدیک ترین ثابت ہی اور ثانیاً مسلمان کہ مومنین سے
 اعم مراد ہی لیکن لاسلم کہ رضای رضای مطلق مراد ہی کیونکہ مومنین جائز ہی کہ مطلق التوا
 مراد ہو کہ وہ ملازم خبر سیر ہی اور عباد اور کثابت بعض الرضا ہوگا اور بعض الرضا کا کلمہ
 اور رضا حقین سی ہی ممکن ہے باعتبار بعض افعال حسنہ کی وہ بلا نفعہ ششیو مکر
 لعدم الايمان ثانیاً مسلمان کہ رضای ہی مراد رضای مطلق ہی لیکن مابعد اور کثا شخص
 ہی مبرخصیص کہ دلالت کرتا ہی احد ہا پر اویا یونک اور دلالت کرتا ہی ثانی پر
 فمن نکث کما ندوس جواب ثانی کہ بستہ برو و تنزل ہی آب اوی میں بحث لاطیل
 کرتی ہیں اور دو جواب اولی کی جواب سی اپنی دم چرایا اور پری دستور ہی حضرت
 الحسن کا کہ جب جوابات اصلی کا جواب نہیں سوجتا تو جوابات تنزیلی پر جان لڑا دیتی
 ہیں اور اصلے جواب کا جواب بالکل اور اسے تیسے میں اندر نہیں سمجھتی کہ جوابات
 تنزیلی تعلقہ ہوتی ہیں اگر فرض حال بزم ہل آکے ہل ہی ہو جائیے کھیم
 آپکا نظر جواب اصلی کی آکے جان چھوڑ گیا اور نہ بحث و جدال سی نہوڑے گا
 اب ہم بحث کرتی ہیں آپ کے جوابات اصواب سی قولہ بہ نسبت امر اول کی
 ہم یہ جواب دیتی ہیں اقول یہ جواب محض پوچ اور پوچ ہی اسلئے کہ بنا ہی دو باتوں پر
 ہی ایک تو یہ کہ خدائی نقطہ سے اسمن المومنین کہا اور سری یہ کہ سے اسمن
 عن المومنین سی رضای مطلق یعنی رضای کلی سے جاتی ہی کہ محض جہا ہی
 کہ ہر طرح رضای ہو اور دونو باتیں محض غلط ہیں اسلئے کہ خدائی نقطہ سے اسمن
 عن المومنین نہیں کہا بلکہ ساتھ اسکی اویا یونک ہی فرمایا یعنی خدا رضی ہو یا نہ ہی
 وقت جبکہ یہ سبب بیگ اور عیت ایک فعل محض ہی پس خدا نہ ہی مگر ایک فعل

خاص پر اولاً نسلم کہ رضا بقیل خاص مستلزم رضا بجمع افعال ہو اور سیلح خدا نے
 رضاے اشد رضا و مطلقاً یا رضاے اشد من کل الوجوہ نہیں فرمایا کہ مخاطب کے کہہ
 طرح یہ نہ ہی ہوا اور جب کوئی لفظ اور عموم شمول کی نہیں دلالت کرتا ہی تو ضرور
 ہی کہ رضا سی مراد رضا فی الجملہ یعنی وی اور رضا فی الجملہ سے رضا کی کئی مراد لینا
 سراسر جہالت ہی قواعد منطقیہ سی قولہ خدا کی نسبت یہ گمان کرنا کہ وہ صحابہ کی اور
 کاموں سے نہیں نہ تھا اقول اور کاموں میں نکث بیعت ہی ایک کام ہے
 اور یوں مسلمان خدا کی نسبت یہ گمان کر سکتا ہی کہ وہ جاث نکث بیعت سی بھی
 رضاے تھا اور اگر اسے تھا تو پھر نکث کیوں فرمایا قولہ ایسے تمت ہی کہ
 کوئی مسلمان اپنے دین خیال ہی نہیں کر سکتا اقول خدا تو فرمادی کہ میں جیت
 ہی کرنی پر رضی ہوا اور مخاطب کسی کہ نہیں ہر طرح پر رضی ہو کیوں یا رقت
 یہ ہے کہ وہ ہی فسوس کہ دنیا میں انصاف نہیں ہی خود خدا پرستیں کریں اور
 دوسروں کے گلی بٹھین سے چہ دلاور ہست زردی کہ بکف چراغ دار قولہ ہر
 طرح پر رضی نہ تھا اقول نقد رضا شکی سے ہر طرح پر رضی ہو یا سوای کے
 کا جواب مل گیا کہ نے مسلمان عالم کسی کا کلام لفظے میں تو کوئی لفظ ہر طرح پر نہیں
 دلالت کرتا ہی ان کلام فہمے میں ہو تو ہو لیکن مجبوری یہ ہی کہ شیعوں کو
 معلوم ہی نہیں کہ کلام فہمے سوای لفظ و معنی کی کس جانور کا نام ہی آیا اونٹ
 ہے یا امام رازی کی بکری یا آپ کے حضرت اوستا کی گردن ٹوڑی کر کے
 جیسا کہ پختہ تہذیب الاخلاق میں ہے قولہ صرف انکی دل خوش کر نیکو اقول
 الیقین کہ معاد ایسے ہیں کہ جو قیود اور شروط کلام خدا پر نظر نہیں کرتے اور ایسے

آیات ہی جنگ کی سطح مناجات منسرات کثرت ہی نہیں ہی اپنا دل خوش کیا کرتے
 ہیں لیکن صحابہ رسول خدا اس آیت ہی کہ اپنا دل خوش نہیں کرتی نے
 دلیل اس پر حدیث صحیح بخاری قبل کتاب الداری ہی عن العلماء بن سبتیب عن ابیہ
 مال یقیت وبرا بن عازب قلات طینی نکات است رسول اللہ و بالیقہ تحت الشجر
 فقال ابن سنانے انک لاتدری اللہ نا بعدہ فی ملاقات کی میںے برابر بن عازب
 سی پس کہا میںے طوبی ہی تیری واسطے کہ شرف صحبت رسول خدا پایا تو نے
 اوہ بیت کی تحت شجرہ پس کہا او نے اسی برابر اور اوہ میری تو نہیں جانتا کہ ہم لوگوں
 فی بعد اولی کیا کیا اور کون کون جنتین حادث کین انتہے پس اگر کل صحابہ حاضر
 خدا کو ایک فعل خاص پر نہ سمجھتے کہ نہ نہ ہی من کل الوجہ سمجھتے اور رضامندی
 دائمی سمجھتے اور مشروط بعد نکات فعل خداوند نہ سمجھتے اور مشروط بعد استابر
 مقتضای بیعت نجات تہ تو انک لاتدری ما اللہ نا بعدہ نہ کہنی انوس ہی کہ حضرت
 مخالف اوہ وقت موجود نہتہ و نہ برا بن عازب سی یون عتاب خطاب ماتی
 کہ تو یہ کیلک باز رہی خدائی تو رضامندی مانتہ تانتہ وائمہ میان فطائی ہے
 اور مشروط مانتہ کسی شہر طکی نہیں کی ہے ہر تو حادثا بعدہ کا کہوں ذکر کرتا
 ہی شاید تو فی مذہب المہنت و جماعت چھڑ کی اس اتیمین مذہب شیعہ اختیار
 کیا ہی قولہ براہ تہ لیس فرائی قول تہ لیس بظاہر تب ہوتی کہ خداوند تعالیٰ اس
 آیت کو یون فرمایا کہ اللہ نے اللہ عن المیامین بن کل الوجہ رضا و داتا دلو
 نکات و فجر و کفر لیکن جبکہ خدا نے تخصیص رضا یونین کی اور قید اذ یا یعونہ کی
 لکائی اور مشروط بلت بعد مذکک فرائی ان قیود و شروط و تخصیصات سے

قطع نظر کرنا تیس حضرات اہل بیت ہی نہ تیس خدا و رسول قولہ ادین ابون
 سی انکی ناراض تھا انکو تفتیہ ظاہر کرنا اقول جن باتوں سے ناراض تھا وہ یہ ہیں
 اور عدم وفا با عاہد طیارہ تھا انکے بیعت تھی اور زارعین الرحمن تھا اور محبت الہیہ تھی ان
 باتوں کو جو منافقین ہی سرزد ہوئے غلامی بیان فرما دیتے محل و مصداق تفتیہ کہاں تھی اگر
 ہونین میں انکار کرنا یا بالخصوص اہل حضرت شامہ کے تفتیہ انرشیعیان ہی تو
 منافقین میں انکار کرنا اور انہوں کو تفتیہ زنیان ہی اور انہیں عدم انکار نام کرام صمیم
 منسلک ہی تو وہ دو مقام پر ہی تفتیہ کرنے بیان وظل ہی نہ وہ ان کے حضرت مخاطب
 کو شخصین البتہ وظل سے وان تسخروا منافقا فانسختم منکم مکاتبتنا من
 قولہ غور کر لی لایق ہی اقول غور کرنے کے لایق حال رسانندی ہی کہ کن
 لوگوں سے ہی ہونین سی ہی یا منافقین سے اور کس بات پر ہی بیعت پر کمال
 دنیا کی کاموں پر درگاہ تک ہی تا بعد نکست بیت یا ابلاہین قولہ حضرات
 شیعوں کو سطح معلوم ہوا کہ سابعی اور کائنوسی نہ انراش تھا اقول حسب
 سی نکو حال رسانندی معلوم ہوا کہ ہماری زعم ہل میں فقط ایک سے اللہ
 سی حال رسانندی ظاہر ہوا اور شیعوں کو سیکڑوں آیتوں سے جو دریاہ
 منافقین میں حال نارسانندی خدا بعض صحابہ سی ظاہر ہوا قولہ کیونکر انکو اور کی
 نارسانندی کا مال معلوم ہوا اقول سطح معلوم ہوا کہ نہ انی فرمایا فمن نکست
 فانما ینکست علی نفسه اور یہ فرمایا فقد بلاء بغضب من اللہ وما واهم
 جہنم و بئس المصیر اور یہ فرمایا لعنہم اللہ فی الدنیا و الاخرۃ
 پس ان آیات اور کئی امثال سی کہ سیکڑوں ہیں کہ ان نارسانندی خدا معلوم ہو

خدا کرکشی کہ کہ ان آیات میں تشکی نام کی تصریح نہیں ہی تو ہم کیلئے آیہ تقدیری
 ائمہ میں ہی تشکی نام کی تصریح نہیں ہے عجیب اور نئی نکتہ بیعت اور طعن ائمہ
 اہل اہل ای خدا و رسول واقع ہوئی تو خود بخود مصداق آیات حسب خدا ہو گئی قولہ
 مقتجب کا تمام ہی اقول مقتجب کا تمام ہی کہ قدر سے ائمہ ہی تو رضامندی ظاہر
 ہوا اور متن نکتہ ہی نارضامندی نہ ظاہر ہو علاوہ اسکے تقدیری ائمہ سے تو مختص
 مومنین ہی سے نارضامندی ظاہر ہوئی نہ سرگروہ منافقین ہی پر کیونکہ اہل سنت
 مساویۃ العادۃ العادۃ یہ جو حکم کرتے ہیں اور نام اصحاب ثلاثہ زبان پر لاتی ہیں شامیہ بیان
 پاک کو باجان سب نپاک یہ جابین اگرچہ اس قرآن میں تصریح نام تشکی نہیں ہی کہ جس قرآن کو
 حضرت عثمان نے جلایا اور میں تصریح نام تشکی کی موجودتی لیکن چونکہ آیہ نکتہ ہی وہ ظلم نہ
 ہی ہو چکی تھی اسلئے عیاوشمانی مقتضی انکی جہانیکے ہوئی ہر باب اور کما ذکر زبان پر لانا
 اسی اسلئے کہ اگر تشدید اسکو دیکھیں گے ہی تو بسبب منسوخ التلاوة ہونیکے قبول نہیں سکتی
 قولہ لیکن افسوس تو یہی اقول الحمد للہ کہ شیعوں کو امام سائبان کا فخران
 لاہی اور اپنی امام زمان کو چھانا ہے تمام افسوس ہی کہ شیعوں نے سلب نام ان
 یہ چھانا اور بروت جاہلیت مری اور قبول خلیفہ زادہ عبداللہ بن عمر کی جنہوں نے
 بروت جاہلیت یزیدی اور حجاج بن یوسف کی باؤ کی بیعت کی انکا کہیں
 حکما منہوا نہ مری ہوئی اور نہ یہ کہا گئی قولہ ہزار برس تو گذر گئی اقول قریب
 تیس سو برس کی گزری کہ اہل سنت و جماعت میں کہ امام مہدی ستولہ علیہ السلام تو انکی
 اور بطریق شیعہ حضرت تشکی کی گردن میں ڈالا ہی اور کونکوں کو الین کو امام مہدی نے
 اس زمانہ معدوم دکان کی سبب تک کچا انکا اثر ہی نہ پیدا ہوا یہ افکار کو انتظام

فردا ہی قیامت سی کم نین شیخ نہایت مناسب تمام پیدایش امام ہی مصد
 شعب ہجرت و مہین پیدائیت طرفہ عمری کہ بعد سال ندیم یک ماہ آری
 بجای صد سال کی تیز و صد گنا مناسب تھا بکثرت و کیا چاہئے کہ وہ حضرت
 اوس طوق کا لنگر کچھ بڑا دے تھے ہین یا گنا دیتے ہین قولہ اس اعتراض سے
 بھی اثنا ثابت ہوتا ہی اقول یہ اعتراض نین ہی بکاہ سنو کی استدلال کا جواب
 اور حاصل اوسکا یہ ہی کہ بیعت حدیثیہ اوپر شرط عدم فرار کی تھی اور رضامندی خداوند
 اوپر ہی بیعت شرط شدہ طعدم فرار کی تھی پس بن لوگون سے ایفا بشرط
 کیا وہ داخل رضامندی خدا ہوئی اور بن لوگون نے بعد اس بیعت کی وفا بشرط
 نکی بلکہ بغیر از محاربات غیر و نین کاش بیعت کی وہ من نکث میں داخل اور شد
 سے ہی خارج ہین تا بر اسکے ناکثین پیشہ اللہ سے ہی خارج تھے چو کہ کہی
 وفا کنند بشرط بیعت نہ تھی پس جو رضا کہ موقوف او پر ایفا ہی شرط بیعت
 کی تھی وہ کیونکر تحقق ہونے و اذافات الشرطیات امشہر ہیں حضرت
 مخاطب جو فرماتی ہین کہ اس اعتراض ہی اثنا ثابت ہوتا ہی نہ بیعت رضوان کی
 وقت تک صحابہ کبار و مہاجرین و انصار سچی سلمان اور بنی مومن تھی جن غلط
 ہی ہرگز ناکثین نہ تھی سلمان تھی بنی مومن تھی اگر سچی سلمان اور بنی مومن تھی تو کہی او
 نکث بیعت علی میں نہ تا او نکث کر نہ تھی دلیل ہی او پر جو بنی سلمان ہونکی اور بنی مومن
 ہی اور بنی مومن ہونی کے قولہ نہ منافق تھی نہ کاذب تھی اس کے بیعت صادقانہ تھی
 نہ منافقانہ قول اگر کاذب کہہ نفا سے نہ تھی تو پیغمبر کو تہا کافرون میں چھو کر نہ
 بجا گئی اور اگر محمد پیمان عدم فرار میں صادق ہوئے تو منافق نہ تھی تو مرعاتی

اور فرار کرتی اور ہرگز کسی عاقل کے عقل باور نہیں کرتے کہ خدا کبھی ایسی منافقین
 ناکشیں قارئین ہی راضی ہوا ہوا آئے راضی ہونے ہوا جنہوں نے وفابہ بیان
 کے اور لڑی یا مری یا ارا قولہ چنانچہ یہ مسترہ صاحب تغلب المکا اقول یہ
 فقرہ ہرگز دلالت نہیں کرتا اور پر اس کے کہ بیعت کرنیوالوں میں منافق نہ تھے اس لئے کہ صاحب
 تغلب المکا نہ یہ فرماتے ہیں کہ آیہ فبکث اسپر دلالت کرتا ہے کہ بعض مبائعین بیعت
 مجبوعہ جو موسوم بہ بیعت رضوان ہے ناکشیں بیعت سے تھے اور بہت ظاہر ہی
 کہ ناکشیں تھے مگر منافقین پس خداوند علام الغیوب ان منافقین ناکشیں کیونکہ
 راضی ہوا اور وہ منافقین لقدر رضی عنہ المؤمنین المؤمنین ہونے کیونکہ ظل
 ہوئے قولہ اور شہید ثالث کا یہ کلمہ اقول یہ کلمہ شہید ثالث کا ہرگز اسپر دلالت
 نہیں کرتا کہ آپ کے صحابہ کبار اول سے منافق نہ تھے اس لئے کہ بعض افعال حسنہ
 کا ان سے سرزد ہونا دلیل اوپر ایمان کے نہیں ہے کیونکہ بعض افعال حسنہ
 لغار اور منافقین سے بھی واقع ہوتے ہیں جیسا کہ سابق میں ہم نے استخی حبیب اللہ
 ولو کان کافراً سے بیان کیا بلکہ یہ باتا شہید ثالث کا کہ بعض افعال حسنہ
 مرضیہ پر ایمان واقعیت دلیل ہے اور پرتفاق اونکی کے اہلی کہ اگر بقول آپ کے وہ بچے
 مومن ہوتے تو سب افعال اونکو حسنہ ہی ہوتے اور جب فقط بعض افعال حسنہ ہوئی
 تو بیشک وہ منافق تھے کہ بعض ظاہری افعال اونکے حسن تھے اور باطنی افعال
 اونکی سب کے سب قبیح تھے قولہ جب تک یہ آیت حسین خدا نے اپنی رضامندی ظاہر
 کی نازل ہوئی اقول محض غلط آیت رضامندی کے ساتھ یہ آیت فبکث
 نازل ہوئی کہ اونی منافقین کو رضامندی سے خارج کر دیا تو اخیر آیت کے طرز

اقول خیرین ہے آپ چاہیے آگے چلے چاہیے چلے آپ پیش و پس سب برابر ہے
 مطلع سے مطلع تک صاحب پڑا ہوا یہی ابتدا ہی حضرات شمشہ بکفرت پرستی تھی اور
 شراب پینا اور سور کھانا تھا اور وسط اور کانفاق اور خاتمہ اونکا باز رہا اور معصن
 المعانی تھا قولہ اونکی حال پر نظر کیجی اقول جب بنے اونکے حال پر نظر کی تو دیکھا
 کہ ہمیشہ اونسے افعال منافقانہ ہی واقع ہوئے کیا سامنے جناب رسول خدا کے کیا
 بعد انحضرت کے آئے سامنے کسی قدر ڈرتے تھے اور بعد انحضرت کے خلیع الغدہ
 اور بالکلیہ ستہ مہار ہو گئے قولہ جنگ خیر برپا بت قدم نہ رہے اقول صاحب
 تغلب الکائد حداثہ نے بعد خیر ذکر جنین بھی کیا ہے آپ نے خط خیر ہی کیوں پر کیا
 مگر یہ کہ جنین کا فرار لا جواب تھا اسلئے کہ جنین میں فرار صواب کبار مثل احد کے مخصوص
 فی القرآن والحديث ہے اور سچی توبہ ہے کہ اہل تواریخ کل لڑائیوں میں ہجر فرار کی نسبت
 قرار طرث ثلاثہ کے دی ہی نہیں ہے قولہ لیکن فتح نہ ہوا ستلزم فرار نہیں ہے
 اقول حضرات ثلاثہ کا فرار آپ کہاننگ چھپانگے اور چکنی چٹپی باتیں بنائے کہ کث
 بیعت خیر ہی سے بھاگنے پر موقوف نہیں ہے بلکہ جنین سے بھاگنا بھی قسم کا ہے
 کہ خود کلام اللہ میں نولیتہ مدبرین موجود ہے صحیح مسلم میں ہے کہ عباس عم رسول
 کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا اوس روز ایک بغلیہ پیٹا پر سوار تھے فلما انستے
 المسلمون و الکفار و فی المسلمون مدبرین فظفوق رسول اللہ ۳
 برکص بغلتہ قبل الکفار الے ان قال قتال رسول اللہ ۴ ۱
 عباس نادا اصحاب الشمرۃ فقال عباس و کان رجلاً
 صیناً فقلت با علی صوفی ای اصحاب السمرۃ یعنی ہر گاہ مسلمانوں نے اور

کفار کی صف بنک بنین باہم ملاقات کی سلمان مٹیہ پیر کر باگی اور جناب رسول خدا
 فی اور سوت نہیں نفسیں نصیب کیا اور اپنی بھلہ کو باوجود نہانی اور غدر و خائن کے کمال
 شجاعت و دلیری کاٹ کفار کی بڑائی سے تباہ اور رجز میں فرماتی تھی ان ابن عبد المطلب
 انا لنبی لا اکتذب جیسا کہ حدیث دیگر میں ہے پس عباس کتنی میں کہ اندھنرت
 فی فرمایا کہ امی عباس اصحاب عمرہ کو یعنی اصحاب بیعت رضوان کو جنہوں نے
 مرنے اور عدم فرار پر بیعت کی تھی پکارو کہ کیوں ہاگی جاتے ہو پس عباس کہ بہت
 بلند آواز سے ہاوا بلند پکارنے لگے کہ این اصحاب التمرہ نے کمان جاتی ہو لے
 بیعت کنندگان زیر درخت کیا لے ہاگنی پر بیعت کی تے لے تھے معتلا
 ان بیعتی صاف سمجھ لیا گیا کہ غارین روز عین ہی اصحاب بیعت رضوان ہے
 تھی کہ نکث بیعت کرنی ہاگی جاتے تھے اور عباس سا جووری الصوت او کو پکارتا
 تاکرو وجو ان مردان سحر کہ ونا کو بد غیرت اور حیاء تھی اب ہم حضرت مخاطب ہے
 پوچھتے ہیں کہ آپ نے نکث بیعت کو مخصوص بذاخیر کیا ہی اسکے کیا وجہ ہے
 کیون حضرت سواخی خیر کی کیا اور لڑائیوں سے ہاگنی کی اجازت لگتی تھی
 بہر بیعت چونکہ آپکی سوجہ میں نکث بیعت خیر ہی ہاگنے پر موقوف ہی تو بہت غیب
 ہم اوسکو ہی پسندوجہ ثابت کرتی میں اقل تو یہ کہ آپ فرماتی ہیں کہ فتح ہوتا ہمارم
 فرار نہیں ہے البتہ تسلیم فرار نہواجب آپ کسی کتاب ہی گوجوٹی ہی ہوئے
 ہوتی اوںکا قرار زیر پامی حصار ثابت کرتی لیکن بالانفاق کل کتابوں سے انکا
 پیرانا ثابت ہی پس ہم کہتے ہیں کہ جب جناب رسول خدا فی حکم فتح کرے قطعہ
 کا دیا پھتا تو واجب تھا کہ بائی حصار سے ملحق ہو جب تک قطعہ فتح نہواتر تھی یا عورتی

جان بچا کی پیر آئیگی کیا سنے پس بجز اکی کہ کمال جرأت سی تاب قابت
 نہی وجہ ملاحت کیا ہوئی بیت لڑتے مرنی پر ہوئی حوی یا بنوی سے دیکھ
 ہاگے پر ہم اسی عدم ثبات قدم کو بخلاف مقتضای بیت تائبک ہر ہزار
 تعبیر کرتے ہیں آری اگر لاش خلیفہ صاحب کی بجای خلیفہ صاحب کی زچہ
 سی پرتی تو ہم ہرگز او کو تعبیر ہزار کرے خواہ طبع فتح ہو یا نہ ہو تا وہ سری متواتر
 سی ہے یہ امر کہ جب دو خطیقین گرامی اور دو نوشج نامی بصد غامے بلکہ
 نہ بکھرامی بنا کامی خائب و فاسر ہری اور صدق خسار دنیا والاخرہ ہوئی تو خباب
 رسول رب تعالیٰ کو نہایت لال ہو گیا سچو امام محمد الدین رازی فرماتے ہیں کہ
 انہ طیہ السلام بات تک الیہ مسموات با و حضرت فی فرمایا لا عطلین الریۃ
 غدا تراجلا کسر لہ نیر منار یحب اللہ ورسولہ و یحبہما
 ورسولہ یفتح اللہ علیہ یدہ چاہے کچھ نہ لال اور نہ احمد بن حنبل اور صحیح نسائی اور سیمر
 لا یحین اور روضۃ الاحباب اور روضۃ الصفا اور بیت سی کتب متبرک اہل سنت
 میں متعارف لفظ و المعنی منقول ہی وعن عبد اللہ بن بریدہ قال سمعت ابی
 یقول حاضرنا خیر و اخذ ابو بکر لولہ فاضرف و لم یفہم لہ شواخذہا
 من الغد فرجع و لم یفتحہ و اصالی الناس یومئذ شدۃ و جہد فقال رسول اللہ
 انی دافع الریہ غدا الی راجل یحب اللہ ورسولہ کما ان غیر فؤاد یدرج حتی
 یفتح اللہ لہ الحدیث فی صحیحینا لا عطلین الریۃ جل جلالہ ورسولہ و یحبہما
 لیس فیما فی حدیث متصل ہی کہ ان حضرت فی فرمایا کہ کل ہم عطا کریں گی رایت ایسی شخص
 کو جو کہ از غیر فرار ہو گا اور خدا اور رسول او کو دوست رکھتی ہیں اور وہ خدا و رسول کو

دوست رکھتا ہو گا پس اس کا نام بلاغت نظام میں تصریح اس بات کی ہے کہ جناب
امیر علیہ السلام مخصوص باین صفات تھے اور جن حضرات کو پیشتر اس سے رایت ملتا
وہ صاحب ان صفات کے نہ تھے اور وہ لوگ دوست رکھنے والے خدا اور رسول
کے نہ تھے بلکہ دوست رکھنے والے اپنی جانوں کے تھے ہی سبب سے جان بچا کر بھاگ
کھڑے ہوئے پس اگر خاغان نے فرار نہیں کیا تو انحضرتؐ نے کیوں فرمایا کہ کل ایسے شخص کو
رایت دوں گا جو کرار غیر فرار اور لیس بفرار ہوگا یعنی بھاگنے والا نہ ہوگا اس سے تو صاف
صاف سمجھ لیا جاتا ہے کہ جس طرح سو خلفاء بھاگ آئے وہ نہ بھاگ آویگا یہاں تک کہ قتل
فتح کرے حضرات اہلسنت اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل فرار ثلاثہ چاہتے ہیں کہ قول
جناب رسول خدا شاہد او کو فرار کا ہے تیسرے اگر حضرت مخاطب کی تسکین ان لیلوں
سے نہیں ہوتی ہے تو نظر کرے طرف اس تصریح کے جو حدیث کثر النعال
میں مذکور ہے راوی عن علیؑ انہ سار رسول الله الى خيبر فلما اتاها بعث عمرو
معه الناس الى مدينتهم فقاتلوه فلم يلبثوا الى ان انهمز معا عمرو
اصحابه فجاءوا مجتہم ومحبونہ فساء ذلك رسول الله ———— محصل کلام
یہ ہے کہ جب جناب رسول خداؐ کو ان لوگوں نے خیر کے تشریف لگئے تب عمر کو واسطی لڑنے کی طرف شہر ہجو کو
بھیجا اور لوگ اونکی ساتھ ہوئے پس جب نوبت بمقابلہ پہنچی تو تھوری دیر گزری کہ یہود
عمر کو اور اونکے ساتیوں کو نہ ہمت دی پس آئے سب لوگ نہ ہمت کھائی ہوئے در حالیکہ
ہمراہان حضرت عمرؓ خود حضرت عمرؓ کو نامرد اور بزدلاکتے تھے اور حضرت عمرؓ انہیں
کہہ دلاکتے تھے پس اس نہ ہمت کھا کر پھر آنے سے جناب رسول خداؐ کو طاعل ہوا انتہی کیون
حضرت اس کو صراحت زیادہ بھاگتی پراور کیا ہوگی نہ ہمت لشکر بدون فرار بھی نہیں

ہو سکتی ہو اور جو لوگ کہ ثابت قدم رہیں اور فرار کریں اور کو کوئی کہہ سکتا ہے کہ انہوں نے
 شکست پائی اور ہزیمت کھائی علاوہ اسکے اگر فرار نہیں کیا تھا تو انکو لوگ بزدلا
 کیوں کہتے تھے ثابت قدم نہ ہو دنیا میں آجنگ کسی نے حیاں اور نام واد اور بزدلانہ
 کہا اور اگر نہیں بہاگ آئے تو جناب رسول خدا کو اونسی ہلال کرنیکی کیا وجہ تھی شخص
 جانفشانیان کرے اور جان لڑا وے اوس سے عطا خوش ہوتی ہیں کہ ناخوش
 ہوتی ہیں اور یہ ناخوشی جناب سولہ کی البتہ موجب و حضرت کی ایذا کے ہوئی
 یہاں تک کہ نوبت آتے تھے اللیلۃ مہمومہ کی پہنچی کما مر عز الزاری اور صحیح بخاری
 میں ہے کہ من اذانی فقد اذی اللہ پس جو لوگ مودعی خدا اور رسول ہیں بیشک خدا انہیں
 ناراض ہے یہ ناراضی علاوہ نکست بیعت کے جو پس ایسی لوگوں کی حقین خدا راضی شدہ
 عقل کسی عاقل کی قبول نہ کی اور ہر چند کتاب کثر التعمال بہت معتد کتاب الہست
 کی ہے مگر شاید حضرت مخاطب کے الطینان تام نہ حاصل ہو اور کچھ سلمان باقی رہا جو
 کو رفع غلش اپنی بڑے محدث کامل شاہ ولی اللہ دہلوی سو کرے جنگو شاہ عبدالغنی
 اپنی تحفہ مسروقہ میں آیت اللہ فرماتی ہیں اور اپنی ملاقاتیوں سے تھراتے ہیں گو حقیقت
 انکی والد ماجد ہیں اور انکی والدہ ماجدہ کی ملاقاتیوں سے ہیں چنانچہ محدث مذکور بھی
 حدیث بغاوت میں کتاب از الہ النخاعین بخط جلی اعراب دیگر لکھی ہیں سلسلہ
 رسول اللہ الی خیر فلما اتاہا کعبت عمر و بعت الناس الی مدینتہم و قہر
 فقاتلواہم فلم یلبثوا ان ھزموا و اصحابہ فحجاء یجتوہ و یجلبہم اخر جہ احاکو
 اور جب فرما دیا کہ جنگ خیر سے بدلائل واضح ثابت ہو گیا تو مصداق قرآن میں مذکور
 ثابت ہو گیا اور مصداق قرآن میں یلہم یومئذ بقولہ یضرب اللہ و اولادہم یشک المصداق

اور باعتبار ایزد ہی رسول کی صداق ہونا نعم اللہ فی الدنیا والاخرۃ کا سبب ثابت ہو گیا
 اور مصداق ان صفات کا ہو اتو ہر سر قدم پر ادن حضرات کی ثبی ثابت ہی ہم کائنات
 انکشاف کی گئی اور آپ کائنات چھاتی پہرنگی احدین کہ خیرین کہ خیرین کہ خیرین کہ خیرین
 قرطاس میں کہ قصہ فدک میں کہ تعلق پیش میں کہ سقیفہ بندی میں کہ غصب خلافت میں
 کہ احداث بدعات میں کہ زبانی تا سرشس بر کجا کہ می گرم کہ شمشاد میں بل میکند
 کہ جانیات، قولہ بالفرض اگر جنگ سی باگی اقول کیا عبادت ہی کہ بعد فرض قرار
 کی نہر غائب کتابی کہ کلام اللہ ہی ثابت کہ دوسری کو تنے فرض ہی کہ کیا پیراوی کی
 اثبات کی ہو کہ کیا ضرورت ہی اقرار کی لئی اثبات کیا اور اس سی یہی ترکیا ہو گا کہ قرار
 مفروض غائب تسلیم نہ گشت عہدی اور کث عند تسلیم از ایزد ہی اور از ایزد تسلیم عدم بیان
 اور عدم ایمان تسلیم عدم دخول فی سنۃ اللہ عن المؤمنین کا ہی قولہ اور کا باگنا جنگ
 خیر سے اقول باگنا جنگ خیر سی اقرار حد میں سی اور جنگ خیر سی اولیٰ تم ترین
 سی اور کث بیت من نکث سی اور عدم رضا فقد بآء بغضب من اللہ وعلیٰ اہم
 یجتنبونہن المہجیر۔ سی اور ملعون ہونا نعم اللہ فی الدنیا والاخرۃ
 ثابت ہی آپ اس سی زیادہ اور کیا چاہتے ہیں قولہ واذ یس غلب اقول واذا
 جاہ الایس یطل اللیس قولہ صحابہ کباری کوئی فعل بعد اس بیت کی موجب یا مضامین
 خدا کا ہونا اقول اگر کوئی فعل موجب نارضا مندی ہو تو الاوتام تو من نکث ہو کر تو نکث
 من نکث فرما مضامین ہو جا تا قولہ وضرورہ وادس سخی خبروتیا اقول بعد من نکث
 فرما دینے کی اب کیا ضرورت از سر نو بیان کر نیکی ہی قولہ قد غضب اللہ علیہم رشاد
 کرتا اقول اس ارشاد کی ضرورت توجہ ہوئی کہ من نکث نا تائیک فرمایا ہوتا

اور فقد بآء بغضب من الله وما لهم جهنم وبئس المصير **اور لعنهم الله**
 فی الذین اولا اخره نہ ارشاد کیا ہوتا اور جب یہ سب فرما دیا تھا تو تعد غضب استیلم
 کی کچھ ضرورت باقی نہ رہی تھی تو بلا ضرورت فرمایا ایک فعل لغو ہوتا ہے لکن تعد غضب
 نہیں فرمایا قولہ اور یہی کاموں کی خبر تک نہی اقول شاید یہ مخالف کی نزدیک
 فمن نکث اور فو لیتیم بہ برین بہت اچھی کاموں سی تھا اور منین افعال حسنہ سی تھا جس کے خدا
 کی سہرت دی حقیقت میں یہ غلطے حضرت عثمان کی ہی دور نہ اگر قرن نکث اور فو لیتیم برین
 کو نکال کر شل دیگر کلام اللہ کی جلاہتی تو چہتے ہو گئی ہوتے اور ان افعال حسنہ کے
 کا ہیگو شہرت ہوتی قولہ افعال قبیحہ کی پردہ پوشے کری اقول واقع میں بہت اچھی
 پردہ پوشی کی ہے کہ سر تا سر یہی منہم اللہ نے لایا والاخرہ کی اولی سبزی باہن تک
 اور ہائی اور اوکو پر گیا ان فقد بآء بغضب من الله وہ ما لهم بہتہ و بئس
 المصیر — سی گردانا ہی قولہ یا تو خدا اور نہی ڈرتا تھا اقول البتہ کہیتہ ڈرتا تھا کہ
 ان کی برائیوں نہ بیان کر سکا اور بقول آپ کی توفیق بہت کین اور انہیں تعزین سے
 فمن نکث اور فو لیتیم بہ برین ہے ہی لیکن شیعہوں سی بہت ڈرتا تھا کہ اون نہ دین کی ہا
 مستبرکہ نہ انہر نہ اسکا در نہ صاف صاء نہ کہ نہایتا عمار یا باکیر یا عثمان تعد سے نہ انکم
 کہ یہ جگہ اسی مٹ جاتا قولہ لغوش ہو جاتی تھی تو اد کو لغو کر دیتا تھا اقول شیعہ
 اسیدہ ازہرین لغو لغوش کی اسٹی کہ جب لغوشین کفر طفاق کی درگاہ خدا میں لغو ہو جاتی
 ہیں تو اگر لغوش تری میں کمال لغوش ہی ہو گئی ہوگی تو خدا نہ لغو ہو کر بجا ورنہ خلافت
 مدلل لازم آئیگا کہ بڑی لغوشین تو معاف کری اور چھوٹی لغوشیا نہ معاف کری قولہ
 اگر کیا جابی کہ بعد وفات غیر اقول قبل وفات ہی بڑے کام کی میا کہ ہم بیان کر

اور بعد وفات ہی کئی قولہ تو ضرور او کی خبر دیا اقول او کی خبر خدائی من کث سی
 ہی وی اور فان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم ومن یقلب علی عقبیہ
 لن یضر اللہ شیئاً سی ہی وی اور او کی پیروی نہ ہی مازالومرتدین
 من ذلک فافہم اور اردو اعلیٰ عقابہم افری ہی وی اور لا یضیع من لا یزنی بعد ما یفایقہ
 ایہا ما تجد ثون بعد ہی وی اور سيعود الدین غریبا کما بدع غریبا سے
 اور لکھ کر کن سنن من قبلکم وخذوا النعل بالنعل والقذۃ بالقذۃ
 سے اور اذا فحمت علیکم خزائن الریق والمفاسی ہی وی ہی لیکن
 گرنہ بنید بز شہرہ چشم چشمتہ آفتاب را چہ گناہ قولہ قدرنی اندو تا اقول کر
 بیان ہوا کہ اندر نی اندوین کی حق میں فرمایا نہ تائین کی اور شہرہ طاعہ مذمت فرمایا
 نہ بلا شرط قولہ ذرا یا فہم ماسے قلوبہم کہ میں ان کی دل کی بات باتا ہوں اقول
 جسطرے کہ زمین بر زمین کی دل کی بات کو بغیر وفا وعدہ جانا اور سیدہ پیشتین
 کی دل کی بات کو نکبت وعدہ جانا قولہ اور فرمایا نزل السکینۃ علیہم اقول تفسیر مژور
 میں مذکور ہے اخراج ابن ابی حاتم عن ابن عباس سے قولہ فہم ماسے قلوبہم فہم نزل
 السکینۃ علیہم قال انما نزلت السکینۃ علی من علم نہ الوفاء انتے یعنی سکینۃ نازل
 ہو اگر آؤنیں کو کو نہ خبر خدا نے بانا کہ وفا بعد کر نی اور نکبت وعدہ کر نی پس
 ہائشیں سکینۃ سی محروم اور سے اندر سی خاص میں کما تر قولہ سی لوگ جادو حق
 سی سخر ہوئی ہوں اقول ہی لوگ تو خوف نہیں ہوئی گمزن نکبت الی تو خوف
 ہوئی اور کی پشیمین فاتین عن الخیر و یمنین بل اللہ و یمنین ہائشیں میں میں قولہ
 لیکن ہم حضرات شیعہ سی عرض کر نے میں اقول لیکن ہم ہی حضرات اہل سنت

سی عرض کرتے ہیں کہ وہ کیوں سوال و جواب میں اپنی اوقات ضائع کرتی ہیں
 پہلی کسی آیت سی کسی حدیث سی ثلاثہ کا مومنین میں ہونا ثابت کر لین تب تحت
 رضی اللہ عنہ عن المومنین او کو مذکور کر کی بحث ہمیں کریں کہ رضا فضل خاص سے
 تھی یا عام سی اور مومن بنی مکث بیت بفرار عن الرقص کیا یا نہیں قولہ کیوں علامہ
 کاشانی کی تفسیر اقول گھایا ہوا راگ ہی ہم جواب دیکھی ہیں کہ تفسیر مرفوع اللہ کا کاشانی
 میں خوب تفسیر کیا یہ عبارت مبین ملی اور اگر ہم فرض بھی کر لیں تو مخاطب کی ثلاثہ کو
 کو مفسدین آئے کہ اس عبارت میں قید مومنان کی لگے ہوئی ہی سینے بفرار
 نزدیکی کس ازان مومنان انخ اور کاشانی ثلاثہ کا مومنان میں ہونا اول بحث ہی جو
 لوگ انکی نفاق کے قائل ہیں وہ کب او کو مومنان میں کہیں گی مگر عبادت
 کا کیا جواب ہی قولہ بیت میں شریک تھی اقول بشارت مومنین کو ہے
 نہ مطلق سببیں کو فضائلہ القوم لایکادون یفقهون قولہ
 دوسری روایت میں کہ تیرہ کثرت النعمۃ میں لکھا ہی اقول اسل اس روایت
 کی صحیح مسلم میں اور بعض فقرات ازالہ الخفایں موجود ہیں اور ہم کشف النعمۃ کو جانتے
 ہیں کہ ایک ایسی کتاب ہی کہ او کی مصنف علیہ الرحمہ فی او کی خطبہ میں لکھا یا ہے
 کہ میں نے اکثر حدیثیں ایمن کتب مخالفین سی الزام علیہ نقل کی ہیں پس وہ مخالفین حجت
 ہو سکتی ہیں نہ شیعہ و نہ باقی رہا ترجمہ اوسکا پس ہم نہیں جانتی کہ ترجمہ کوئی معتبر ہے
 یا غیر معتبر ہی محض ترجمہ پر اتکا کی سبب یا اپنی طرف سے کچھ بڑا یا گستاخا ہی پہلی اعتبار
 اوسکا ہماری علمائی معتبر کی قول ہی ثابت کرتی تب اوس سی استدلال کرتے
 تو قابل شنیدن ہوا قولہ اس روایت سی چند فارسی اقول خیالات فاسد

بہت فائدہ حاصل ہوتی ہیں لیکن بنیاد میں قولہ اہل یہاں ہاں کہ سبیت کی وقت
 چودہ سو سالہ موجود تھے اقول چار سو ہون یا پودہ سو ہون متداولہ سبوت حسنہ
 بین العرقین نہیں ہی پر اس کو کوئی کسی کیا فائدہ قولہ اشکی ایمان اور اسلام کی خبر
 خدا دیتا ہی کہ علم مانے غلوہم اور انکی نشان میں فرما ہی اللہ سبب اللہ عن المؤمنین
 جنوں ہی جنوں و جنوں جنوں کو سب سے عبارت روایت کی اس قول پر تمہاری ولایت
 کرتی ہی ہرگز اس روایت میں کہ فی لفظ کوئی حرمت غیر الایات نہیں کرتا کہ خدا ہی چودہ سو
 ایمان یا ایمان یا ایمان کہ کوئی خبر دی علاوہ اس دروغ پر راہی کی کی تفسیر یہی بات صحیح نہیں
 ہی آئے کہ غلوہم کی منہ طرف مومنین کی پہرتی ہی طرف چودہ سو مابین کے
 کہ جس میں منافقین ہی تھے پس صحیح جناب باری فی غلوہ مومنین میں ایمان و وفا کو جانا
 کہ صحیح جناب باری فی غلوہ منافقین میں نفاق اور عدم الوفا کو جانا اور سبب اللہ
 خدا مومنین کو فرمایا نہ چودہ سو مابین کو قولہ دوسری حضرت غیر خدا فی انکی نسبت
 فرمایا اقول روایت میں یہ نہیں ہی کہ چودہ سو کی نسبت فرمایا بلکہ خطاب کا خیران
 نمود فرمودہ اور جائز ہے کہ حاضرین ہی وہی مومنین حاضرین غلوہم کو بھی حق میں خدا
 نبی اللہ عن المؤمنین فرمایا ان اگر روایت میں لفظ کل حاضرین ہوتا تو بظاہر اہل
 جاتا کل چودہ سو ہی خطاب واقع ہوا کو بظاہر سبب اللہ عن المؤمنین کی ضرور ہوتا کہ
 خطاب مخصوص حاضرین مومنین ہی میں کیا جاوی علاوہ اسکے خود آپنی صفحہ ۳۱ کی ماہیت
 میں فرمایا ہی کہ خطاب کل ہی ہوتا اور بعض مراد ہوا کلام عرب میں جاری ہے پھر
 کہ انکی نسبت ہر کہ حضرت کل مابین کو حق منافقین کو ہر تروی زمین فرمایا قولہ تروی
 ثابت ہوا کہ سہای ایک منافق کی اور کسی نے سبیت کو نہیں تو اقول ایک

منافق کا بیت توڑنا قولِ راوی ہی نہ حدیثِ معصومی ہی اور جاہل شری کہ راوی کو
 اس وقت تک ایک ہی منافق کی بیت شکنی کا حال معلوم ہوا ہو کہ اسنی عاجلاً
 بیت کو توڑا ہو اور دیگر منافقین کی منافق کا یا بیت شکنی کا حال اسکو نہ معلوم
 پہنچے نہ پہنچے سے ایک منافق کی تفاق کا حال ہماری ایک راوی سی اپنی
 مان لیا حالانکہ صد کھلم میں اپنے دعویٰ کیا تھا کہ سو ہی خالص مخلص ایمان والوں
 کی اس سفر میں کوئے منافق ہم ادھتا اور بیطرسی دیگر رواۃ سی ہمارے اور
 منافقوں کا حال ہی دریافت کیجی اور اپنی دعویٰ کلی سے باز آئی اور اگر اسلپ
 راضی ہو جائے تو جانی دیجئے آپ اہلسنت ہی کی کتابوں سی اور مبارک حال
 خسران مال سن لیئے اور یہ نیز فرمائی کہ بیت کنندگان کہے جا رہے حق سے
 سرف نہوی پس از حبلہ بیت کنندگان تخت شجرہ عبدالرحمن بن عدیس اہلبوی
 العصری ہی کہ جبکہ حق میں صاحب استیاب ابن عبدالبرکہ بڑی مستبرین اہلسنت
 سی ہن لکھتے ہیں کہ کان قمر با بیع تحت الشجرۃ رسول اللہ قال ابو عمرو مہکان اللہ
 علی حبش العادین من مصر الی المدینۃ الذین حصر عثمان وقتلہ اسنتے یعنی
 عبد الرحمن بن عدیس مصری اون لہ گوئیے تا کہ جنوں نی تحت شجرہ رسول خدا
 سی بیت کی تھی اور وہ سہار تھا اس لشکر کا جو مصری طرف مدینہ کی آیا اور محصور
 کیا حضرت عثمان کو اور انکو قتل کیا ہم حیران ہیں اس بات میں کہ قاتل اور قتل دفع
 اہل بیت شجرہ ہی تھی تو ضرور ہوا کہ حضرات اہلسنت یاد دہانہ کو جتنے کہیں یا کلاہا
 فے النار اور اگر احد ہا کو جتنے کہیں تو ترجیح بلا مرج لازم آوے گی علامہ اسکی
 بنا پر دونوں شیخ آخر کی کلیت نجات اہل بیت شجرہ مائل ہر جا دیگی اور از حد

بیعت کنندگان تحت شجرہ ابوالخاضعہ یہی کہ جو قاتل عمار بن یاسر بن خناخجہ بن قیسہ نے
 رومناج الکرامتین لکھا ہے کہ ان قاتل عمار بن یاسر ابوالخاضعہ کان من بائع تحت
 الشجرۃ ذکر ذلک ابن سہم وغیرہ یعنی قاتل عمار بن یاسر ابوالخاضعہ اوں لگن میں
 سی ہی جنہوں نے تحت شجرہ بیعت کی تھی چنانچہ ابن خزم و خیرہ علماء اہل سنت نے ذکر کیا
 ہی اور پھر جواب برہان ثالث الامت جناب امیر علیہ السلام میں لکھا ہے کہ ابن خزم
 نے کہا ہے کہ عمار یا کسر قاتل کیا ابوالخاضعہ یعنی وان ابوالخاضعہ ہذا من السابقین الاولین
 ممن بائع تحت الشجرۃ انتے یعنی ابوالخاضعہ سابقین اولین مہاجرین سے تھا اور
 لوگوں میں سی تھا جنہوں نے تحت شجرہ بیعت کی تھی اور یہ حدیث کتب فریقین میں مذکور
 اور مشہور ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ یوحنا قاتلک الفتنۃ الباغیۃ او کذا لعل
 میں ہی قاتل عمار و سائلہ فی النار یعنی قاتل عمار تشش و دوح میں ہی اور ازجلہ
 بیعت کنندگان تحت شجرہ صاحب الجمل الاحمر تھا چنانچہ اسی کتاب کنز العمال میں
 مذکور ہے ایسے ظن محبت من بائع تحت الشجرۃ الاسحاب الجمل الاسمر و ایضا
 فی عن جابر بن عبد اللہ الاسحاب اہل الاحمر یعنی بیعت کنندگان تحت
 شجرہ و جمل بیعت ہوئی مگر صاحب الجمل احمر و ازجلہ بیعت کنندگان تحت شجرہ غیرہ بن
 شعبہ زانی ہے چنانچہ صاحب مدارج النبۃ لکھتے ہیں کہ وہاں لہذا میں ہی کہ
 کہ وہ یہ یہ غیرہ لہذا ہی ہوئی سر مبارک رسول خدا پر اتار دیا اور یہی فرماتی ہیں کہ
 اصحابیو کہ غیرہ اسلام آور دیشیں از حدیث و حاشیہ شیعہ بیعت و حاشیہ فرماتی
 ہیں کہ حضرت عمر نے اوسکو والی بصرہ کیا اور بعد چندی بسبب حد و زنا کا سے
 اوسکو موزول کیا اور لہذا ہی اوسکی زنا کاری پر ابو بکر وغیرہ نے گوشتہاوت بسبب

خاصہ شرح پوری بنین ہوئی اور بعد اسکی پہر والی کوفہ کیا او سکوا اور ہیشیہ والی کوفہ تھا
 یا ٹنگ کہ عمر بزرگ امیر عثمان بنی ہبی او سکوا اسی جہدہ پر اپنی زمانہ میں مقرر کیا اور ہیشیہ
 اچھی حال پر تھا یا ٹنگ کہ خلافت واقع ہوا اور میان علی اور معاویہ کی پس لاحت
 ہوا ساتھ معاویہ کی اور حبیبت معاویہ کی اور معاویہ بنی او سکوا والی کوفہ کیا اور وہی
 شمس بن کہ جسے تبرہ امارت یزید کی اور لوگوں کو مہتیا اور امداد کیا امارت یزید ملیہ
 کی اُنی اور مقتول ہی کہ کیا بسا معاویہ بنی او سکوا کوفہ سے طلب کیا پس تانیر کے
 اوسنی انہیں اور معاویہ بن جب تمام کیا تو کھل ہیجا کہ جب تاخیر حضور کی خدمت
 یہی کہ زمین مشغول ہوں تبرہ امارت یزید بنی اُنی اقال ومن شا التفہیل علیہ
 الی راجع الذبوة الغرض اصحاب بیت شجرہ ی وہ لوگ تھی کہ جوابی سبانی خلافت
 یزید ملیہ فاسق و فاجر بن مزن انحرکی تھی اور وہ لوگ تھی جو بائعین یزیدی اور
 جو بعد شدت جناب سید اہل ہدی نفع بیت یزید کیا نفع تھے کہ امرا و وہ لوگ
 تھی جو قاتل عمار یا سہی کہ بنکی شہادت ہوئی جنکی جناب محمد بنی دینی پس کو لوگوں کی کہ کتا ہی
 کنگان تحت شجرہ ہی خدا بر طر رضی تھا یا خلافت یزید ہی خدا رضی تھا یا قاتل عمار ہی خدا رضی
 تھا پس اگر ایسی ہی رضامندی مراد ہی کہ مانع دخول نارینین ہی تو ہم بطیب خاطر
 قبول کرتے ہیں کہ بیشک حضرت شمشہ سی ہی خدا نہایت راضی تھا قولہ لیکن اگر
 ہم محابہ کی برائیوں کو تسلیم ہی کر لیں اقول بعد تسلیم کر لینی برائیوں کی وہ شمار مومنین سی
 خارج اور منافقین میں داخل ہو جائیے تب شمشہ ثالث کو یہ فائدہ ملیگا کہ بعض
 مبایعین تحت اشجرہ کو مژہ شجرہ الزقوم چکاوٹگی قولہ اسکا کیا جواب ہی اقول اسکا
 ہی جواب ہی ہوتے سنا قولہ حضرت بنی تفتیہ کہ یا ہوگا اقول اگر تفتیہ نہ کہا ہوگا

توٹا بیخود منافقین تو یہ کہدیا ہوگا **قال** الخاطب لقتام
 ہواہ السبل السلاطین تمام یہ بامرہی لایق لکھنے کی ہے کہ اگر کوئی یہ شبہ کری
 کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بیعت میں شریک نہ تھے وہ بیعت
 الرضوان سی خارج ہیں او سکا باب یہ ہے کہ غیر خدا کو حضرت عثمان سی ایسے
 محبت تھی کہ باوجود نہ موجود ہوتی اوسکے وقت بیعت کی او کو شریک کر لیا اور کیا
 شریک کیا کہ سب سے او کو اپنا ہاتھ بنا یا چنانچہ اس مقام پر جو کہ مولانا و افضل اولانا
 مولوی علی بخش خاں صاحب فی ابی الیک رسالہ میں لکھا ہے اوسے کو پرچہ
 نقل کرتی ہیں وہ ہونہ اور وہ علی حصل شرف بیعت الرضوان کی زحل صلی اللہ علیہ
 وسلم فی عثمان غنی کی طرف سے ہی اپنی دونو ہاتھ سی وہ معاملہ فرمایا کہ دست حق پست
 اپنی کو عثمان کا ہاتھ قرار دیا و رضہ کلینی میں حدیث وار وہی کہ بیعت لی پیغمبر خدا
 فی مسلمانوں سے او ایک ہاتھ کو اپنی دوسری ہاتھ پر او علی عثمان کی کہ وہ
 لشکر میں شریک نہ تھے اس حدیث سی علاوہ قطعیت مغفرت و رضوان اسی کے لیک
 لطیفہ عمد ہاتھ آیا کہ دست نبی دست عثمان قرار پایا اور دست نبی وہ ہی کہ مجازاً
 دست خدا ہے یا اللہ فوق ایہ ہم اب دیکھی عثمان غنی کو یا اللہ یا اللہ اللہ کا لقب
 منصف مزاج عنایت کرتی ہیں یا اوس لقب کو پر ہی مخصوص واسطی علی ہر کسی
 کی کہی جاتی ہیں لہذا لفظ اللہ و اللہ و اللہ علی اللہ جبرہ او اس حدیث سی ثابت ہوتا
 ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی یار و یاری پر نہایت ہر وسالتا اور لگی
 استقلال یقین کامل تھا اسلئے کہ جب لوگوں کی گناہ کو خوش حال عثمان کا کہ
 او کو خانیہ کے بطاوت نصیب ہوا تو حضرت فی فرمایا مکن نہیں ہے کہ عثمان

سے عبارت
 و رضہ و علی
 اول الخاطب
 و ہر بابی
 یہی ہے کہ
 مشابہ

بنیہاری طواف کری آخر و سیاہی ہو کہ بغیر حضرت کی حضرت عثمان فی طواف
کیا لینا چھاس حدیث کی مضمون کو حلقہ چیری کی مرتف فی ہی نظم کیا ہی کما قال

طلب کرو پس اشرف دنیا	ار صحاب عثمان صاحب حیا
کہ ران پشتیہ گفتمہ بدایم	جو سیہ عثمان مین در زمان
حیو اور رفت صحاب و زور	بگفتہ چہ بین ہم خیر اشیر
کہ شمشاد حج بیت الحرام	رسولہ چون شنید این سخن
ہ عثمان نمازیم ما این گمان	کہ نہاں طواف آن آستان

اور بعد اسی ہی سوئے گفت کہ تا ہی کہ جب حضرت عثمان مکہ میں پہنچی اور ابو سفیان
کہا کہ پیغمبر خدا طواف کی لئی آنا چاہتے ہیں اوسنے کہا کہ یہ ممکن نہیں ہی مگر تمہارا دل
چاہی تو طواف کرو تب حضرت عثمان فی انکار کیا اور اس پر ابو سفیان فی اذوقید کر لیا گا

سال	جو شیدا کہ بدل مہر خون	ہ عثمان چنین گفت آن سرگود
کہ گریل داری تو طواف حرم	مکن باغت نیست کہ چشم	ولیکن محالست این بگراؤ
کہ آید مجھ برائے طواف	چو شنید عثمان از دین سخن	چنین ناویسچ آن اہرن
کہ طواف حرم بی رسول خدا	نہا شد بر سر و انشروا	ازین گفتہ سفیان اشعش
گووا مذا نسوی اوروی خویش	بفرمود پس با و گزشتہ کان	کہ عثمان این کہل نہیرون
نہا بدقت بہ زور رسول	اگر شاہد بشید زین گزول	چو عثمان این حکایت شنید
علاجی بجز صبر کردن نہید	مستند نمود زرش اعدای ہین	بیان نجاست کہم بعد ازین

غرض کہ ہم حضرات شیعہ سی الناس کرتی ہیں کہ وہی ذرا انصاف نہاویں کہ اوسنے
مفسرین اور محدثین اور مؤرخین صحابہ کی نسبت کیا کہتے ہیں اور انکی استقلال اور صلہ

ایمان اور اسلام کو کیا تسلیم کرتے ہیں اور یہ باتیں اور نئے مروت کہتی ہیں اور ایسے
لوگوں کو بھی ایمان اور اسلام پر بغیر صاحب کو اطمینان ہو دی اور جبکی لغزش کرنی کا
شبہ تک حضرت کی دلچسپی گزری اور جو باوجود مصیبتوں اور زخموں کی سر موٹا
نبوی سی باہر ہون اور جبکی اعتقاد اور سب کی خدا تعالیٰ میں کری منافق اور مرتد کہتی ہیں
و لغو و بائیں دنگ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ حضرات شیعہ کس طرح ایسی پتہ ملان
اور پکتی ایمان والوں کو منافق کہتے ہیں اور کہہ کر ایسے صریح آیات اور سنی روایات
سی انکار کرتے ہیں اسلئے کہ سب کو فی شخص ان آیتوں اور حدیثوں اور وائوں کو
دیکھی تو بلا ممکن ہے کہ وہ صحابہ کرام کی فضائل میں شبہ کر سکی یا ان کی نسبت تفاق
ہو اور تاد کا نظر ہی اس کے دل میں گزرے غور کر نکالے گا کہ خدا کی اذنی حالات
بیان کر نہیں سکتا کیا یہ اور اشارہ پر قناعت فرمائی بلکہ صاف صاف تصریح اور شہاد
تیں ایک پتہ اور نشان اور کتاب لایا اور ایسے صریح آیتوں کو نازل کر کر کی سنکرین کے
شہادت کو دور کر دیا اگر بغیر صاحب کی اور پڑیاں بلائیوں کی فقط خدا تعالیٰ اجالی
کر تا تو سنکرین کو تاویل اور شبہ کا موقع تھا مگر جب صاف کہہ یا کہ میں اور سلما نے
مضی ہوں انہوں نے بغیر کی ہاتھ پر بیت کی اور جب بھی بیت کی گئی تبادی کہ دخت
کی بھی امد یہ بھی کہہ یا کہ یہ لوگ بغیر کی ہاتھ پر بیت نہیں کرتی ہیں بلکہ میری ہاتھ
پر ثواب کوں شخص ہے کہ ایسی بیت کو قبول کرے ایمان اور اخلاص پر شبہ کر سکی مان
یہ شبہ پہ سکتا تھا کہ شاید بیت کر نیو ملی وہی مسدودی چند ہوں جو موافق اعتقاد
شیعوں کی قرار نہیں ہوں لیکن جبکہ علماء شیعہ نے اس امر کو تسلیم کر لیا کہ صحابہ
کیا چوڑا اس بیت میں شریک تھے اور یہی قبح قرار کیا اور انہیں کی شان میں

اس نہت کو خدا فی لمدل کیا اور اسکا بھی اقرار کیا کہ سوای ایک منافق کی اور کسی
 فی محبت کو نہیں توڑا تو ہر کوئی نہایت ہی تعجب آتا ہے کہ کیونکر ایسی بیعت کر لیا لوں گے
 حق میں یا یہاں فاسد اعتقاد گزرتی ہیں لیکن یہ خیال کر کی کہ حضرت مکتومہ خدا کی کلام پر یقین ہی
 نہ پیغمبر صاحب کی حدیث پر نہ اماموں کی قول پر تو کچھ تعجب نہیں ہوتا اگر ان میں سے
 کسی پر عمل ہوتا تو کبھی ایسا عقیدہ نہ کرتی ای بھائیوں ہماری حق میں ہم خدا سے دعا
 کرتی ہیں کہ اللہ جلالتہ تمکو ایک ذرہ بہرمان عطا کرے تاکہ تم لوگ اپنی حقیت دیکھ
 برائیوں پر خود ہی اقرار کر لینگے اور جو ہم تمکو سچائی میں تم خود ہی سمجھنے لگو ای یار ذرا اپنی
 عقیدہ و غیر خود کرو اور سوچو کہ انہیں کچھ بھی اثر ایمان اور اسلام کا ہے اگر ہی تو دو کلاموں سے
 تائید عزیمت کو آؤ آیت شنت کو ملاف عشق بازی پسند عشق انشا اینیاست بقول
 التمسک بولایہ علی بن ابیطالب علیہ السلام شبہ محبت
 عثمانی ہی شیعہ کو کیا واسطہ اسلئے کہ بیعت فغانی منافقین کا ہونا اور ہونا ہمارے
 نزدیک دونوں ساوی ہیں بلکہ ایسی بیعت کا ہونا بہتر ہے یا نہیں ہی کیونکہ بعد ہونگی
 کف یہ نہیں عزیز یادتی وبال اور نکال کی کچھ فائدہ نہیں ہی ایک بدیلی سے
 مثل ہی کہ ضم کیا بر کیا کر کی چھوڑ دیا اور کیا کبھی کسی شیعہ سے یہ اعتراض
 اپنی نہ سنا ہو گا بلکہ مفسرین خود حضرات اہلسنت ہیں جو تائید کو منوں جانتی ہیں اور
 اوکی دفع میں متافض باتیں بناتی ہیں اور انیادول سچائی میں شاہ ولی اللہ صاحب
 کتاب ازالۃ النجاسین آثار عثمانی میں فرماتی ہیں کہ قح کر دے درسا بقہ او بانکہ در شہد
 بدر حاضر شد و در احد قرار خود و در حیت رضوان غالب بود اور عبدالرحمن بن عوف
 کو بھی جملہ معترضین سے ٹھہرایا ہے کہ انہوں نے فی ولید بن عقبہ برادر اموی عثمان کہ بانی

حضرت عثمان کو پیغام دیا کہ میں نسل تیری فرما دے گا اور نہ تو بدستور ہو اور نہ
 ہمارے وقت عمر ہو الخ اقبال آدمی عبد الرحمن بن عوف حبشی شان میں صفحہ ۲۳۸
 میں فرمایا ہے کہ سیامہ فی وجوہہم من اذالہ سبحی نامی ثمان میں نازل
 ہوا ہی پس جب ایسی لوگ شتی قطعے معترض حضرت عثمان پر ہوں تو چلاے
 شیعوں کا کیا قصور ہے یہ اوی آثار عثمانی میں فراقی ہیں از انجملہ کلمہ چون شدید
 پیش آمد حضرت اور انکے فرستادہ بیت رسانیدن پیغام سلح و تسلیہ شخصین بگاہ
 آوازہ قتل او شایع شد و اینفہج بیت قال گشت حضرت یک دست با یک
 خود را عرض دست حضرت عثمان برداشتند کہ ہندید و بندہ عثمان ولین شریف
 عظیم و حضرت عثمان را و از خیمہ انداز بیت عنوان داخل شد استعہ بقطعہ اس
 تین منطری کلام کی اول و آخر کو ملاحظہ کرنا چاہئے کہ کیا ناقض ہی اول میں آپ
 گشتی ہیں کہ شایع ہونا خبر قتل عثمان کا بیچ ہوا اور حضرت کو بیعت قال ہی کا اگر
 اس خبر کو دے حضرت جہت ہی تو ظاہری کہ خبر کا وہ بیعت ہی بیت قال نہیں ہوتی
 مگر یہ کہ بفریب اور حضرت فی لوگوں سی بیعت قال ہی ہوا اور اگر دے حضرت بیچ
 سمجھتے ہی تو آخر میں یہ فرما کہ عثمان کی طرف سی بیعت کی محض غلط ہوا جاتا ہے
 مردہ کی طرف سے بیعت کرنا ایک امر غریبی ہرگز کوئی حائل باور نہ کرے گا کہ ایسا فعل لغو
 اور حضرت کی کیا ہو گا بکریف اقرض غیبت عثمان کو کوچہ خصوصیت بیت صلوات
 سی نہیں ہی بلکہ صحیح بخاری وغیرہ ہی ثابت ہوتا ہے کہ اقرض غیبت عن کل الشا
 لوگ حضرت عثمان پر کرتے ہی چنانچہ صحیح بخاری وغیرہ میں موجود ہے کہ ایک
 شخص مصری فی ابن عمری پہچا کہ بل تلک ان عثمان فریو احد قال نعم قال تلک ان

قتیب من بدو لم یسجد قال نعم قال قلما یتقیب عن بیعة الزهوان ظلم شد
 قال نعم قال لشدکبر یعنی تم جانتی ہو کہ شمار بہاگی جنگ احدی ابن عمری
 کہا کہ ہاں پہرا سے کہا کہ تم جانتی ہو کہ بدر میں ہی غائب تھی کہا کہ ہاں پہکا تھا جی
 ہو کہ بیعت رضوان میں ہی غائب تھی کہا کہ ہاں قحج ہے کہ سائل بنی خضیر اور حنین کو
 کیوں چوڑو یا نظامہرو منع حدیث کو چونکہ اسکا کچھ جواب نہیں سوجھا اسلئے چوڑو یا
 وکیف ماناں جو جوابات فرخرفات ان اعتراضات کی دیئے میں اور اعذار
 بارہ کئی ہیں اہل سنت بحسن ظن او سکوا البتہ مان لینگے لیکن شیعوں کو کیا غرض
 ہی کہ تسلیم کریں کیونکہ مرجع اکثر کا طرف اعذار بارہ و تصدقات نارودہ کی ہے ہر
 شیعوں کی سانسو ایسے مباحث کا ذکر کرنا بیکار ہی اسلئے کہ ظاہر ہی کہ جب
 بیعت اصلی سابقین منافقین کی حق میں بکار آئیں ہوتی تو بیعت فرضی بغرض
 صحت روایت کیا بکار آدہوگی بلکہ وبال و نکال نکش اس بیعت کا وبال و نکال
 نکش بیعت اصلی ہی بڑھ جائیگا کیونکہ اصلی بیعت فقط انہی سے ہوا تہ سے تھی
 اور یہ بیعت بدر ربانی و رشتہ رسول خدا تھی پس مراعات اکی اہم تھی لیکن نبی
 عثمانی فقط ایک بات سانی تھی کہ انہوں نے کچھ شرم و حیا خدا و رسول کی اور رسول
 خدا و رسول کی کچھ عزت و حرمت نہ کی اور ایسی بیعت کو بھی بغاوت و خیر و حنین توڑ
 ڈالا اور یہ امر عقیدہ شیعہ میں انکی لئی مستوجب قصاص و عذاب و نکال ہوا پس
 غرض جناب رسول خدا کی بغرض تسلیم ایسے بیعت ایسی صحیح تھی کہ حضرت عثمان اپنی
 اخوان ہی حصول ان مایع عالیہ عذاب و نکال میں سبوق نہ بجا میں اور محبت خدا
 انہی تمام ہو بلکہ اور ان سے تمام تر ہوا و نکش بغیر میں یہ چند پیش خدا کر سکیں

کہ میں نے یہ بیان ہمہ فرار کانیں کیا تھا اسلئے کہ اس غز میں کرنیکی وقت خدا فرمایا
 کہ گو تو نے اپنے ہاتھوں سے بیعت نہیں کی تھی مگر ہمنے اور وئی نے یہ تمہارے تحت نام کی
 تھی کہ ہر رعبہ دست پتیر تجھے بیعت لی تھی ہر تو نے کیوں فرار کیا قولہ او کموانا ہاتھ
 بنا دیا قولہ آگے سولا نا اولہا کافی تو بد و کام میں فقط عثمان کا ہاتھ جالب الہاتھ ہر لہا
 بمقتضای ہر کراہ برآن فریضہ و عثمان کو ہاتھ جناب رسول خدا کا بنا دیا خود نعت علی
 الطہور اب کوئی قیسری ثالث یا بخیر یا یونگی اور حضرت عثمان کو رسول خدا ہی بنا لگی
 قولہ فی العیارة انقولہ دست حق پرست اپنی کو عثمان کا ہاتھ قرار دیا یا قول قرار دیا
 نہیں ہی اگر فرض کر لیا اور فرض کر لینی سی وجود فرضی شی کا ہوتا ہی نہ وجود حقیقی بنا بر
 اسکی دست مفروض کی الہی حقیقت میں کوئی شرافت نہیں ہی اور وہ دست واقع میں
 دست بنی نہیں ہو گیا کہ شرافت دست نبوت او میں آبادی ورنہ مسود ہوتا کہ بعد
 بیعت نبوی کی خلیفہ اول عثمانی ثالث ہی سی بیعت کرتے اسلئے کہ دست خدا
 رسول کی سوجود ہوتی دوسری سی بیعت کرنا البتہ عقلاً میں گرا ہی بجا جاتا ہی اور سلسلے
 سبب ہی شاید اہلسنت کو جناب امیر کی دست خدا ہونیکا انکار ہی مولانا ی مخاطب
 یا سہتمین کہ دست عثمان کو دست خدا بنا کی نبوت خلافت شیعین کر یہ تعجب ہی
 کہ غلامی اہلسنت اسپر رضی ہوں پس علاوہ اسلئے کہ فرض میں شرافت حقیقی نہیں بل
 ہوتی ہم کسی میں کہ اگر نظر مال دیکھا جاوی تو کوئی شرافت فرضا ہی نہیں پائی جلتے
 ہی اسلئے کہ یہ فرض مستلزم ایک فرض دیگر کا ہی ہی جی نبوت و شکرت عثمان فرض
 کیا گیا اور وقت میں ضروری کہ دست نبی شرافت نبوت سی مغزی فرض کیا جاوی
 اسواسلئے کہ ساتھ شرافت نبوت کی دست نبی بیعت یعنی ہا لہا جناب خاص ہی بیعت

کہنوا لاہی جانب علق ہی اور اس دست فرضی بی جانب خلق سی میت کی پس فرود
 ہی کر اس اعتبار میں شرافت نبوت سی عاری فرض کیا جاوی لولا الاعتبارات
 بطلت الحکمۃ علی الناس من قبل ان یظہر عنہم ذلک اگر خواہی نخواہی
 کوئی شرافت حضرت عثمان کی ای خصوصیت فرض میں فرض کیا جاوی تو جس تک
 ہی کہ مقتضای فرض پر باقی رہ جائیں اس مقام میں جب مقتضای فرض پر سب کمالات
 کی خیر اور زمین میں باقی نہ رہے تو حضرت عثمان کی ای کوئی شرافت ہی باقی نہ رہی بلکہ ہر
 مرتبہ میں شرافت حتیٰ او سے مرتبہ میں نہایت اور نہایت پائی گئی قابل قولہ
 فیہاروضہ کلینی میں حدیث وارد ہی اقول حدیث روضہ کلینی اخبار امامی ہے
 جو مقام عقاد میں بکار آمد نہیں ہے اور دیگر روایات مطابق اسکے نہیں ہیں اور
 روایت موافق عامہ ہی ہی اور مسلسل اس روایت کے اہل سنت کی
 کتابوں میں مذکور ہے چنانچہ صحیح بخاری میں موجود ہی اولاً ثانیاً
 ولی اللہ فی چند مقام پر ایسا ذکر کیا ہی پس محمول علی التقیہ ہی ہو سکتی ہی اور اگر تاہم تقیہ
 سی حضرت مخاطب یا انہی اولانا مولانا کی پیٹ میں درلودی تو کتاب صحیح بخاری
 میں التقیۃ الی یوم القیامہ کو جب ہنم بناوین شاید شفا پاوین علامہ اسکی
 حدیث میں من ہیث الذل لا تہی کلام اسلے کہ ضرب احدی الیدین علی الآخرے
 کہی تحریر ہی ہوا ہی پس مناظر کہہ سکتا ہی کہ کیوں نہیں جائز ہے کہ ہنسوں کیا ہو
 واسطی کشتہ ہونی عثمان کی با واسطے بڑھتی عثمان کی کہ بہت ظاہری ہی ہی محرم
 ہے قولہ فیہا اس حدیث سی علامہ قطیعت مغفرت مدضوان الی کی ایک طبع
 ہاتھ آبا قول کوئی لفظ اس حدیث کا قطعیت نہایت پر دلالت کرتا ہی نہ ضوان الی پر

کہ اصل حدیث مقتدر ہی کہ جناب سوختانی جب حضرت عمر کو تکلیف طرف مکہ کی جانب کی دی
 اور وہ ان کی بخوف گفتار با بکار کا رکھتا تھا۔ ان حضرت بنی عثمان کو تکلیف دی چونکہ ان کو کفار
 ایمان تام تھا انہوں نے قبول کیا اور انہی پس بعد بانی عثمان کی اذن حضرت بنی سب ہی حیت
 اور عدم قرار اور موت کی بی اور شان کی جو سطلی اپنا ایک اندہ دوسری ہاتھ پر راس پس اس میں
 سفرت کا ذکر فیضاً عن القطیۃ نکسین رضوان الہی کا ذکر ہی پس بنی خزرج کی کہ ذکر ہی بیت
 سی مضمون آئیہ لقمہ عنہ اندہ جو خیال بلل میں سما یا ہوتا یا دگیا پس اور میکو طلب پس شد
 کا ٹھلایا اور کوئی بات خیال میں نہیں آتی ہے حالانکہ یہ شریفین ہی قطعیت سفرت کا ذکر
 نہیں آئی ذکر رضاعن المؤمنین ہی اور ہم بیان کر چکی کہ عثمان کا مومنین میں ہونا ہماری نزدیک
 نہیں ثابت ہی بلکہ ہم ان کو منافقین میں بانتی ہیں اور علامہ اکی رضا امر خاص ہی سے
 دایم عام ہی اور رضا جزئی ہی نہ رضای کلی اور شرط بعد نکات ہی جیسا کہ یہ فرنگت دوسر
 ولالت کرنا ہی اور اکی ثلاثہ اکثین ہی ہی کما فی فیض القوانین ست بنی دست عثمان قرار پایا اور
 بنی وہی کہ مجاز دست نہ ہی اقوال لاشاء انہ اکی اولانا مولانا کی ہم ہی تعریف کرتی ہیں کہ
 ابو جودیکہ کیوں برس ہو چکی کہ یہ حدیث صحیح بخاری وغیرہ کتب اہلسنت میں موجود ہی مگر
 سنے کو یہ بات نہ ہو ہی جو انکی مولانا کو سو ہی اکبر کی بکفرنی یہ نتیجہ پیدا کیا کہ عثمان کو سب
 بیت فرنی کی یہ شدہ ناوی اور ایسا قیاس منطقہ اوپر حجت لاوی کہ دست عثمان
 ہی اور دست بنی دست خدا ہی شکل ثالث یہ نتیجہ حاصل ہوا کہ دست عثمان دست خدا ہی
 اور یکس صغری طرف شکل اول بدی الاناج کی ہر جائیگاہی دست عثمان دست بنی ہی
 اور دست بنی دست خدا ہی پس دست عثمان دست خدا ہی یقین ہی کہ اکثر اہلسنت ایسی
 استدلال کو نہ کر قص میں آوین اور جاب میں ہولی نہ تاویں مگر حقیقت حال یہ ہی کہ آپ کے

موی صاحب اس مقام میں چند شوکرین کہا فی ہین اور بی تالی و ستر ہین بنائی ہین کہ جس
 سی کمال جہالت اونکی ہو دیاسی ماضی قلعے پیدہی اول یہ کہ نہ حال کیا ہی قضیتہ قضیتہ
 و ہمتہ کہ مقام واقعہ میں وہ قد نصوا علی ابطالہ فی کتب المیزان اور بیان او کا اسطرح پری
 کہ دست عثمان دست نبی و خراسی کما ترو اور دست نبی دست مجازی خدا ہی واقعہ میں
 اسلئے کہ حقیقت اور مجاز دونو امور واقعہ سی ہین نہ امور و نہ شئی مثلاً الحيوان المفترس
 وز حیراسد یعنی رطل شجاع دونو امور و قطع ہین مثل زید شریک الباری کی فرضی ہین
 پس ترخیصتین مثل اسکی ہی کہ زید شریک البار و شریک الباری حال فرمایاں مع کونہ ممکن
 ہین ولا قیل مثل اسکی ہی تصویرہ انقوشہ علی الجدار فرس و الفرس عزال فی العدد
 مع کونہا غیر محرم کہ ہین مثل اسکی ہی حمار زید قداد و قداد علی رقاب اللوک فحمار زید علی
 رقاب اللوک و ہر اسفستہ ثانیاً دست حقیقی عثمان دست فرضی نبی ہی اور بہت حقیقی
 نبی دوست غلامی مجاز آپس جو دست نبی فرضی این مانو ذہی و دست فرضی ہی ابرجہ
 دست نبی کبری امین مانو ذہی و دست حقیقی ہی پس حداد طکر نہونی آواز ثانیاً دست
 نبی دست عثمان مفروض ہوا وہ دست بیت کہ ہوا لا تھا اور جو دست نبی کہ مجاز دست غلامی
 ہی وہ بیعت لینی والہی بیعت کرنیوالا پس دونو دست نبی ایک نہوی تہ پر او ط
 نہ کر رہی اور کوئی نہیں کہہ سکتا ہی کہ ہر دست نبی حیت کنند اور بیت گیرندہ دست غلامی
 ہی اسلئے کہ بیعت کنندہ اگر دست غلامی ہو تو بدیالند فوق ایدیم ط ہو جائی گیونکہ دست
 بیعت کنندہ تحت ہی نہ فوق را ثلاً دست نبی دست عثمان ہی ایک امر خاص ہین یعنی
 خطا بیعت مفروضہ کرنہین نہ مطلقاً جملہ اسویرین بیان تک کہ بعض ثلثہ حضرت حمیرا
 پر اتہ وانی ہین پس مطلقاً دست نبی گو دست عثمان کہنا بل ہی اسطرح دست

نبی دست خدا ہی ایک اور خاص میں بیٹے بیٹ لینی میں نہ مطلقاً جملہ نبیوں میں یہ تھا کہ
 روزی نے میں اور پیدا کر میں نہیں مطلقاً دست نبی کو دست خدا کہا ہی پہلا ہے
 پس بکلیت دونو مقتدین کی ہل ہوئے غلامیہ رج الاصف تحت الاکبر پس متوجہ
 مغربین کہ دست عثمان دست خدا ہی ہل ہو گیا اور رج اس تقریر کا طرف ارجع
 حکیمات کی ہی طرف شرطیات کہ کہہ فی بحث الکون والاعراض غائر و تقریر آخر میں کلام حق علیہ السلام
 صدق علیہ و علیٰ آلہ و علیٰ اصحابہ صدق علیہ و علیٰ آلہ و علیٰ اصحابہ صدق علیہ و علیٰ آلہ و علیٰ اصحابہ
 شیخ کے نتیجہ کی نہیں میں بغیر شہادہ و اثبات اصحاب اصغر فی الاقل و الثالث و تقریر
 آخر قیون اذ اصدق علیہ یہ التبع صدق علیہ عثمان و قد کیون اذ اصدق علیہ یہ التبع صدق
 یا اذ اصدق علیہ دونو مقتدر صدق میں کہا بنیہ لیکن نتیجہ میں بغیر مقتدین مع ان کلمۃ
 احدی مقتدین شرط فی الثالث و کلمۃ اکبری شرط فی الاقل خامس اگر تقریر میں کہ شیخ
 برقرار مذہبیت میں آگئی اور آپ کے مولا کی جہہ میں نہ آوین تو ہم اب صاف صاف آپ
 بیان کرتی ہیں جہیں سمجھے بلکہ اگر آپ کے مولا بقید حیات ہوں تو او کو بھی سنا دے
 اور اگر گئی ہوں تو بھی مناسب ہی کہ او کی قبر شریف پر بجای فاطمہ سوج پر فوجی چڑھ
 دے کہ ایک بندہ خدا شیعیان علی بن ابیطالب سی آپ کا جواب یوں دیا ہی کہ حضرت
 مولانا اولادانی بڑا دھوکا کما یا کہ دست عثمان کو یہ اندیشہ پڑا اس لئے کہ جناب رسول خدا
 کی دو ہاتھ تھی ایک ہاتھ سی عثمان کی طرف سی ہیئت کی اور دوسری ہاتھ سی حسن
 کی طرف سی ہیئت لی تا جس ہاتھ سی ہیئت علی ہاوی ہاتھ کوٹ ملنی اپنا ہاتھ مجاہد
 فرما رہی کہ او سے کارخان کیا اور جس ہاتھ سی ہیئت کی او سے کارخان کیا تا
 وہ دست عثمان پڑا گیا تا کہ دست خان پس اپنے قدم ہاتھ کوٹ کر ایک کر کی

دست عثمان دست خدا بنا دیا یہ میری غلطی کی کہ بیت کشندہ کو اور بیت گیرندہ کو اپنی
 ایک کر دیا پس لازم آیا کہ خدا ہی فی خدائی بیت کی ہو پس اگر آپ نہ سب اہل بیت
 میں ہیں سے خود کو زہر خود کو زہر گرو خود گل گزندہ و خود بر سر آن کو زہر دیا یہ سب
 تو یہ ایک طور و راہ طور استعمل ہی تھا اس ہی بحث میں کرتے اور اگر آپ مشکوکین
 میں ہیں تو آپ اپنے غلطی کی قائل ہو جی یا ہمارا جواب بھی قبول نہ کیا اب دیکھی عثمان
 کو یہ انداز قول ابھی قیاسات تو نتیجے سے کی ہیں کہ یہ عثمان یا اندھونہ یہ کہ خود عثمان
 الشریفہ یا اندھونہ ظاہر خود عثمان کو یہ عثمان سے اپنے بدل کیا ہی لیکن یہ
 بدل اہل میں بعض ہوگا اور بدل نہیں میں اہل کلام عرب میں شایع ہی تھی
 نہ بزمیر نہ لیکن بدل اہل میں بعض بنے کہی نہیں نہ کیا کہان۔۔۔ سے نکلا
 مگر یہ کہ ابھی مولانا فرامین کہ یہ ایسا دبط فرادہ ہار ہے اگرچہ گندہ دست مگر ایسا بندہ دست
 قولہ فیما یا اوس لقب کو پہری مخصوص واسطی علی مرثیہ تھے کی کمی جاسکتے ہیں
 اقول انصاف بینی و بین اندھونہ ہی کہ بعد غصب خلافت کی کل انصاف مثل صلیق
 اکبر و فاروق اعظم و امیر المومنین و حیف اندھونہ غصب ہو گئی تھی مگر یہ اندھونہ کا قبضہ رہا
 مولای مخالف کو نکل پڑی اور آتش مدینہ دل ہی نکل پڑی اور ایک تو میری پرتو پرتو
 دیکھتا تھے میں کہ او کو بھی ہمیں امیر حضرت والا وہ ایام غلام و جزر زرے کہ ہمیں کوئی ہر جنہ
 والا نہ تھا کہ حضرت ابو بکر تو امیر المومنین ہی ہے نہیں عمر ان سے گنجی اپنی سونہ سی
 جو جا ہی بیان تھو بی مگر دنیا میں کوئے بحر خیرہ رکاوٹ غیر فراغت اہل کفار کی کسی ہنگامی
 کو یہ اندھونہ کا غیرت ہی جس دست غنمی پرست ہی کہی ایک گئی تک نہ مری
 کہ یہ مکر یا اندھونہ ہو سکتا ہی قائل یا نا اہل انصاف یہ مری کہ حضرت عثمان اس و

رئیس بنی امیہ بنی آؤ فریث پوری میں ہی عن ابن عباس الشجر ملعونہ بنو امیہ
 شجر ملعونہ فی القرآن بنی امیہ میں پس آیا عقل کسی مال کی باد کر سکتے ہی
 دستائی انجاس ملعونہ رب الناس یہ اشجوں اور بدعت اس حدیث کے جو
 کتاب معتبرہ نیست سی ہی وکین اب بی اپنی مولانا صاحب عثمان کو دیکھ ہی جاتے
 ہیں یا اس لقب کو جناب امیر کی واسطے چھوڑ دی ہیں قولہ اس حدیث سی ثابت
 ہوتا ہی اے قولہ استقلال پر حقین کامل تھا قول محض غلط اس حدیث میں کہیں بہرہ
 اور استقلال کا ذکر نہیں قولہ حضرت بنی فرمایا یہ ممکن نہیں اقول یہ فرمانا اور حضرت
 کا اے راہی تھا کہ دنیا سازی اہل نفاق کو اکثر تجربہ فرما چکے حتی مقتضائی جو فوٹے
 اور گنہ گاری یہ تھا کہ تما طواف کریں اور اگر کرے تو یہ طریقہ دیکھا کہ تی اور رہ نہ ہو کر
 تیلے کی بل کی طح کر دنا کہ جبہ پرتی تو لوگ شبہ اور دوا کرتی اسلے طواف کیا پناچہ
 صاحب ازالہ انفا لکھتے ہیں کہ جب حضرت عثمان کی راجح سمی کا کہ تم طواف کرو
 تو حضرت عثمان بنی جواب دیا کہ اگر پیغمبر ہوتے تو سبلح وہ طواف کرستے ہی اٹکے
 پیچھے طواف کرتی جب وہ نہیں ہیں ہم کیونکر طواف کریں قولہ زالا انصاف فرامین
 سفترین اور قدین امیہ نہیں کیا لکھتے ہیں اقول نفاق نفاق شدہ کا قولہ
 اور انکی استقلال اور سبر اور ایمان اور اسلام کو کیا تسلیم کرتی ہیں اقول محض غلط
 گذب بحت ہی اگر سبر اور استقلال ہوتا تو ثابت قدم ہتی اور راعن الوعد کرتے
 اور اگر ایمان ہوتا تو شک جو مدین نہ لائی اگر اسلام حقیقی ہوتا تو جان پیغمبر فرماتی وہاں
 چلی جاتی عبارت طہین ہی اور عبارت حدیث میں ہی جان ذکر حضرت عمر کی جان
 پہنچا اور انکار کیا کہ میں جانی ہی سہا و سکوہاری حضرت بنی چھوڑ دیا اور انکی

ذکر سی شمرائی کہ حسین اوسکے ناموی کا پروردہ بجای تیر نہ سمجھے کہ صاحب الزماں
 فی بھی عمر کی پروردگی کی ہی اور از الہ کر خفا فرمایا ہی اور عثمان کی کلمہ میں جانے کا
 ذکر تو تھے کیا ذکر اذکی سازش پر ساتھ کفار کی نظر نہ کی جو عین دلیل نفاق ہی بلکہ
 اذکی استقلال اور ایمان کی بلا دلیل ہے ہوئی قولہ سر سوا طاعت نبوی ہی باہر
 اقول حضرت عمر کا انکار کرنا کلمہ میں جانے سے معلوم نہیں کہ یہی طاعت نبوی ہے
 یا طاعت شمس لہارہ یا طاعت قوہ و اہمہ یا طاعت شیطان قولہ اور سمجھے
 استقلال اور سب کی نڈا تعزین کری اقول کہ سقد باتین خلاف واقع آپ فرط
 ہیں اقل ہی بخت پر کماندہ ہی ہی اور وہی خدا پر کمان خدائی سب و استقلال صحابہ کی
 تعریف کی ہی بلکہ اس کلام اللہ میں تو کوئی آیت قرین صبر و استقلال صحابہ کی نہیں
 نظر آتی کلمہ میں نکست عدم سبر و عدم استقلال بر اول دلیل اگر سبر و استقلال ہوتا تو نکست
 بیت بفرعون الزحف نہ کرتی اور نہ نبات قدم قتل کرتی یا مواتی فربا شد کہ ایسی نفاق اور
 مرتد میں ہوں قولہ ہاری سمجھ میں نہیں آتا اقول یہ تصور کی سمجھ کا ہی شیون کا کیا
 قصور قولہ ایسے سچے سامانوں اور پکی ایمان والوں کو منافق کہتے ہیں اقول سچا اور
 پکا ہونا مسلم نہیں ہی بلکہ جو ہوا اور کیا ہونا ثابت ہی قولہ ایسے میرج آیات اور سچے
 روایات کا انکار اقول آیات اور روایات کا انکار نہیں کرتا ہی ہم مل کا انکار ہی
 قولہ میرج کوئی شخص ان آیتوں الی قولہ شبہ کر کی اقول شک و شبہ متا کر ہے
 ہونگی شیعہ نہیں کہ جو دیکھ کر اور نفاق حضرت لٹہ کا عین کرتی ہیں قولہ غرر کجا عدم
 اقول اگر غری کر کجا تمام ہی تو دعوی صراحت کرنا نہایت جگہ ناہی قولہ کلمہ میں
 سات اقول اگر صاف صاف اور شک شک ہی چہ اور نشان ہوتا تو اکمل

عقلا کی مورد تبراہنوتی قولہ شبہات کو دور کر دیا قولہ شبہات متحاکی دفع ہوئے
 ہوں تو ہوی ہوں مگر عقلا کی یقینات تو ہرگز نہیں دفع ہوئے بلکہ خارج یقین نقادین
 اہل نفاق میں ان آیتوں کی دیکھنے سی بڑھ گئی قولہ ایمان لایوں الونکی فقط تعریف
 اجمالی بقول تعریف ہی اجمالی ہی اور دست ہی اجمالی ہی تفصیل آیات میں کیے
 نام کی نہیں ہی ورنہ اختلاف کیوں ہوتا قولہ کہ میں اون سلمانوں کی رہنی ہوا قول
 جھوٹ ہی مسلمانوں سے نہیں کہا ہی بلکہ رضی عن المؤمنین کہا ہی پس منافقین کو خارج
 کر دیا کہ سنبھل ان کی شیوخ ملتہ ہی ہیں قولہ کہ درخت کنی بقول درخت کی بچی
 اور زمین کی اوپر ہوئے نفاق منافقوں کا زایل نہیں ہوا قولہ بلکہ میری ہاتھ پر
 قول جہاں فرمایا ہی میری ہاتھ پر وہن فرمایا من نکث پس نکثین فی فقط بیعت
 رسول انہیں توڑی بلکہ خدا کی بیعت توڑی قولہ تو اب کون شخص ہی بقول وہم ہیں
 جو ایمان من نکث پر ہی لائے نہ تم کہ یونسون بعض دیگر فروع بعض ہو لیکن شبہ
 نہیں کرتی بلکہ یقین کرتے ہیں قولہ کہ شاید بیعت کرنی والی وہی سعدوی چند ہوں
 بقول لاریب فیہ بیعت یقینی کرنی والی وہی سعدوی چند حی جو اب تمام گوشت کی کھیرا
 چوڑا ہو ہوں بلکہ ضمانت او کی قولہ اور یہی قبول کر لیا کہ او نہیں کی شان بقول
 اور یہی قبول کر لیا کہ او نہیں کی شان میں آئے من نکث ہی خدا نے مانل کیا
 قولہ انکما ہی اقرار کیا کہ سواری ایک منافق کی بقول اور اسکا ہی اقرار کیا کہ کبھی
 ایسی وقت نقصیت کی بدترین نے غیر او میں منقض ہیکہ قولہ ایسا فاسد
 اہت است کہ میں ہیں بقول فاسد بلکہ فاسد و فاسد اہت است او تمہارا ہے
 اور جہاں اہت است و بیعت صحیح اور رت ہی ماثلاً وائے چشمہ پر دور قولہ نہ غبار

کی کلام پر یقین ہی اقول کہ مکمل کلام خدا پر یقین ہے لیکن تکلف و غور سے اللہ تعالیٰ
 پر یقین ہی اور فریق نکٹ پر یقین نہیں ہے قولہ کسی پر عمل ہوا اقول ہمارا عمل
 سب پر ہی ہمارا عمل کسے پر ہی کسے پر نہیں ہی قولہ اسی بہائیوں ہماری حق میں
 اقول کہی جانی کہانک کہی گانم کو غری کے قسم ہی جو چپ ہو ہم ہی دعا کہ تمہیں
 کہ خدا کو ایک ذرہ عقل دی تاکہ تم لوگ اپنی عقیدہ کی برائیوں پر خود ہی اقرار کرنی کو اور
 جو ہم تمہیں سبھائی ہیں تم خود ہی سمجھو کہ قولہ سے یا روز را اپنی عقیدہ دن پر غور کرو
 اقول سعادۃ حضرت تم تو داع کس گئی اتو جواب جا بلان باشد خوشی ہی جواب
 دینی کو بے چاہتا ہی تم خود سوچو اور غور کرو کہ ہماری نشانہ میں کہہ ہی انرا میں اول سلام
 کا ہی اگر کہہ ہی ہوتا تو کہ انہوں نے خاندان نبوت کی ساتھ کیا ہرگز نہ کرتے بلکہ
 جو اون ناسلامانوں نے کیا وہ کافر سے نکرتا ہے بیچ کافر نہ کند انچہ سلمان
 کر دینہ قولہ اگر ہے تو دکلا و اقول سے تو کوئی یرن نہیں رکھتا یہ نون کا
 حال اچھی طرح کھول کر دکھایا اگر آپ کی تسکین ملن ہو گئے تو خیر اور نہیں سمجھئے
 تو پھر فرمائیے گا کہ بالخصوص فلانا نام رکھا تو واو کو پہر و کما بیگے گرا کی نزدیک
 جب او میں تقصیر اور کوتاہی نظر آئے تو ہم ہم کیا کر سکتے ہیں مجبوری ہی قولہ نا
 عزیت کو اقول نالہ حزین و آہ آتشین بنیان و ذراق فلع نشان سزاوارست و
 لا عشتبانی را در سو فیان روز گری بازار عطا عشق را سے از جنون و شکار
 لوطیان مابون و زبون میدانند و از نشانہا نے آن پر بدون زیر جاماست اذما و
 انزال کما ان دوائی است عیدم انشال کہ حضرت خلیفہ ثانی ہمدان در ستمال بود کما سترج
 ہ انیو طی حیث فالتال کان ہوا و اما کان معادہ الیسا و الرجال و ہ

عقلا کی مورد تبرا نوتی قولہ شبہات کو در کر دیا اقول شبہات محتا کی دفع ہوئے
 ہوں تو ہوی ہوں مگر عقلا کی یقینات تو ہرگز نہیں دفع ہوئے بلکہ خارج یقین نفاذ میں
 اہل نصاق میں ان آیتوں کی دیکھنے سے بڑھ گئی قولہ ایمان لایزال علی قسط تعریف
 ایمانی اقول تعریف ہی ایمانی ہی اور مذمت ہی ایمانی ہی تفصیل آیات میں کیے
 نام کی نہیں ہی ورنہ اختلاف کیوں ہوتا قولہ کہ میں اور ان مسلمانوں پر رہی ہوا اقول
 جو یہ ہی مسلمانوں سے نہیں کہا ہی بلکہ رضی عن المؤمنین کہا ہی پس منافقین کو خارج
 کر دیا کہ سبیل ان کی شیوخ ثلاثہ ہی ہیں قولہ کہ درخت کنی اقول درخت کی نیچی
 اور زمین کی اوچی جو یہ منافق منافقوں کا زایل نہیں ہو گیا قولہ بلکہ میری ہاتھ پر
 اقول جہاں فرمایا ہی میری ہاتھ پر وہیں فرمایا میں نکلتا پس نکلتا میں فی قسط بعیت
 رسول انہیں توڑی بلکہ خدا کی بعیت توڑی قولہ تو اب کوں شخص ہی اقول وہ ہم ہیں
 جو ایمان میں نکلتا پر ہی لائے نہ تم کہ یونسون حبیب و یفرون حبیب ہو لیکن شبہ
 نہیں کرتی بلکہ یقین کرتے ہیں قولہ کہ شاید بعیت کرنی والی وہی مسعودی چند ہوں
 اقول لا رب فیہ بعیت حقیقی کرنی والی وہی مسعودی چند ہی جو بات قدم گوشت کی کر لیا
 چوڑا ہو ہوں بلکہ اصناف او کی قولہ اور یہ ہی قبول کر لیا کہ انہیں کی شان میں اقول
 اور یہ ہی قبول کر لیا کہ انہیں کی شان میں آدھن نکلتا ہی خدا نے نازل کیا
 قولہ اسکا ہی اقرار کیا کہ سوای ایک منافق کی اقول اور اسکا ہی اقرار کیا کہ ایک
 مسیوق نقصیت کی اور میں نے غیر ان میں میں نقصیت کے قولہ ایسا فاسد
 اعتقاد کرتی ہیں اقول فاسد بلکہ فاسد و فاسد اعتقاد و اعتبار ہے
 اور ہمارا اعتقاد و بعیت صحیح اور رست ہی ماثلاً و انتہی چشمہ پر وہ قولہ نہ خدا

کی کلام پر یقین ہی اقول ہر کلمہ کلام ہند پر یقین ہے لیکن تم کو فقط اسے اللہ تعالیٰ
 پر یقین ہی اور فرمن کث پر یقین نہیں ہے قول کہ کسی پر عمل ہوتا اقول ہمارا عمل
 سب پر ہی ہمارا عمل کسے پر ہی کسے پر نہیں ہی قول کہ اسی بہائیوں تمہاری حق میں
 اقول نبی بائی کمانک کہی گانم کو عری کے قسم ہی جو چپ ہو ہم ہی دعا کہ تمہیں
 کہ خدا تم کو ایک نر و عقل دی تاکہ تم لوگ اپنی عقیدہ کی برائیوں پر خود ہی اقرار کرنی کو اور
 جو ہم تمہیں سمجھاتی ہیں تم خود ہی سمجھنے کو قول کہ اے یارو ذرا اپنی عقیدہ دن پر غور کرو
 اقول سزا خدا حضرت تم تو دماغ کس گئی اب تو جواب بالابلان باشد خوشی ہی جواب
 دینی کو بے چاہتا ہی تم خود سوچو اور غور کرو کہ تمہاری شان میں کچھ ہی اثر امین اور اسلام
 کا ہی اگر کچھ ہی ہوتا تو جو کچھ اونہوں نے خاندان نبوت کی ساتھ کیا ہرگز نہ کرتے بلکہ
 جو اون ناسلمانوں نے کیا وہ کافر بنے نہ کرتا ہے بیچ کافر نہ کندہ نہ چہ سلمان
 گرد نہ ہ قول کہ اگر ہے تو دکھاؤ اقول میں نے تو کوئی پر نہیں رکھا تینوں کا
 حال اچھی طرح کھول کر دکھایا اگر آپ کی تسکین ملن ہو گئے تو خیر اور نہیں ہوئے
 تو بھر فرمائیے گا کہ بالخصوص فلا نامہ دکھاؤ تو اس کو پہر دکھاؤ گئے مگر آپ کی نزدیک
 جب او میں تصویر اور کوتاہی نظر آئے تو پہر ہم کیا کر سکتے ہیں مجبوری ہی قول کہ نالہ
 حزنیت کو اقول نالہ حزن و آہ آتشین بنیان و فراق قطع نشان غمناک و است و
 لاف عشق بازی برادر سو فیان روز گری باز اے عقل عاشق را قسم ایہ جنوں و شکار
 لوطیان مابون و زربون میدانند و از نشانہاں اُن پر بدین زیر طہاست اذما و
 انحال کہ اُن دوامی است عید المثال کہ حضرت خلیفہ ثانی برادر استمال بود کہ مستح
 بہ النیوی حیث مثال کان بہ و اکان معا وہ الیسا و الزجال ۴۴

قال لما طاب المقام هذا انبئنا السلام بانچون آیت لولا کے ^{بفتح} باب من الله
 سبق ملتسکوفیا اخذتوفیه عذاب عظیم شان نزول اس آیت کا یہ ہے
 کہ جب لڑائی بدر کی فتح ہوئی اور مشرکین قیدین آئے تب پیغمبر خدا نے صحابہ سے مشورہ
 کیا کہ ان قیدیوں کو کیا کرنا چاہیے حضرت ابو بکر نے کہا کہ فدیہ لیکر چھوڑ دینا چاہیے حضرت
 عمرؓ نے کہا کہ انکی گردنیں مار دینا چاہیے بلکہ جو جبکا رشتہ دار ہو وہی اپنی ہاتھ سے اسکو
 قتل کرے اور خدا کی محبت کی سامنی دوسرے کی محبت کا خیال نہ کری لیکن حضرت فی
 موافق مشورہ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اور صحابہ کی فدیہ لیکر چھوڑ دیا اور پیغمبر
 آیت نازل ہوئی اور اس روایت کو علما اور مفسرین امامیہ ہی تصدیق کرتی ہیں چنانچہ
 تفسیر خلاصۃ النبیؐ کا شانی میں لکھا ہے کہ بدر کی لڑائی میں بیشتر آدمی قیدی ہوئے ہنجلہ اور نکلے
 عباس احمیل بھی تھے حضرت فی افکی باب میں اپنی یاد رونی مشورہ کیا ابو بکرؓ نے کہ وہ
 بھی مہاجرین سے تھے کہ اگر رسول اللہؐ سب چھوٹی بڑی آپکے قوم اور قبیلہ کی ہیں
 ہر ایک بقدر طاقت اور استطاعت اپنی کے کچھ فدیہ دی تو اسید بھی کہ اکیدن دولت
 اسلام پہنچیں اور مجمع الیہاں طبری میں لکھا ہے کہ پیغمبر خدا نے بدر کی دن قیدیوں کے
 باب میں اپنے یاروں سے کہا کہ اگر تم چاہو انکو مار ڈالو اور چاہو جانی دو حضرت عثمان
 ؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ انہوں نے انکو چھلایا اور انکو کھلا لایا اور انکی گردنیں مارنا چاہی
 عقیل کو علیؓ کے سپرد فرمایا کہ وہ انکو ماریں اور عثمانؓ شخص کو میرے سپرد بھی کر دین
 اور سکو قتل کروں اور یہ سب مردمان کفار سے ہیں اور حضرت ابو بکرؓ نے کہا کہ یا
 رسول اللہؐ آپ کی قوم اور رشتہ کی لوگ میں فدیہ لیکر چھوڑ دینا چاہیے چنانچہ اہل
 پر حضرت کی کیا تب بہت نازل ہوئی اور پیغمبر خدا نے فرمایا کہ اگر خطاب نازل ہونا

آسمان سے تو اسی عمر اور سعد معاذ کی کوئی نجات نہ پاتا ان رہبانوں کی باتوں پر علماء اہل بیت
 پسند فرمائی نہ پہل ہوئی اول حضرت ابو بکر صدیق اور عمر کرماء جریں اور اہل بیت
 ہونا دوسری پیغمبر خدا کا اون سے مشورہ کرنا تیسری حضرت عمر کا کافروں پر سخت ہونا
 اور خدا کی راہ میں قربانیت اور ہمدردی کا کچھ خیال نہ کرنا اور جو کچھ ان فائدہ مندوں سے
 فائدہ می حاصل ہوتے ہیں اونکو ہم بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت
 عمر کرماء جریں میں ہونا ثابت ہوا تو جو فضیلتیں اللہ جل شانہ نے مہاجرین کے بیان کی
 زین اور ہنگامہ پر ہم نقل کر چکے ہیں وہ سب اونکی حقین ثابت ہوئیں دوسری بعض علماء
 اہل بیت نے انکار کیا ہے کہ صحابہ ثلاثہ مہاجرین میں سے تھے وہ قول جلیل ہوا چہنا چہ
 تعلیٰب المکابکی موصوفی ملایا تا بعد العزیز باب قدس اللہ سرہ کی تخصیصی باب مکائد
 شیعان کی کید نواد و کیم کی جواب میں صاف لکھا ہے کہ اصحاب ثلاثہ از مہاجرین نہیں بنووند
 تیسری امامت کا یہ گمان کہ مسلمانوں سے حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق سے
 منافق تھے اور کبھی دل سے ایمان نہ لائے تھے اور اونکی نیت نیک تھی فاسد تھا جیسا
 کہ خطاب یرضاب قبلہ حدیفہ سلطانہ کی باب سوم میں لکھتے ہیں کہ سیرت شیعین دلائل
 بر خبت سیرت آنها دارد کہ در وقت کتمان از حضرت نبوی و خواست اظهار دعوت نمودہ
 و در فکر اضرار آنحضرت صلعم بر می آمدند و در وقت اعلان از نصرت دست میکشیدند فاجتہوا
 یا علی الابصار انتہی بلفظہ اگر میرضا صاحب قبلہ زندہ ہوتے تو میں پوچھتا کہ حضرت اگر شیعین
 کی نیت نیک نہ تھی اور وہ وقت اعلان کی نصرت سے اتنے پیچھے ہوتے تو بدرستہ
 اللہ ہی میں کیوں شریک ہوتی اور کہ ان خداوں کے ہاتھ پر فتح و قیامت کیوں پیغمبر خدا و انسی
 مشورہ کرنے اور کیوں آپ کی جد امجد کا شانی اور طہری مہاجرین اور اہل بیعت علی میں

میں ہونا اور کھانا قبول کرتی اسی مسلمانہ شیعوں کی ایمان اور قتل اور حیا پر غور کرو کہ وہ شیعوں کے
 نسبت جو کہ تمام جان سی اپنے عاشق پیغمبر کے تھی اور تمام مال اپنا حضرت پرست
 کر چکی تھی اور جو شب و روز انظار دعوت کی لئے اصرار کیا کرتے تھے یہ گمان کرتی
 ہیں کہ ان کی نیت اس اصرار سے یہ تھی کہ پیغمبر خدا انظار دعوت کریں اور لوگ ان کو
 ستاویں اور ہلاک کر ڈالیں افسوس ایسی عقیدہ پر خیر ہر حال میرے صاحب قبلہ جو چین
 فرما دیں اور ان کی بد ریزہ رگوار جو دلیں آویں ارشاد کریں لیکن اس امر کو کہ شیخین مہاجرین
 اور اصحاب بدر میں سے تھے جہلا نہیں سکتے اور ہمارا مطلب اتنی ہی بات سے حاصل
 ہوا جانا ہی اس لئے کہ جب وہی مہاجرین میں سے تھے تو ان فضیلتوں کی مستحق ہیں جو خدائی
 حاجی قرآن مجید میں ہجرت کرنے والوں کی بیان کی ہیں اور جب کہ وہی اہل بدر سی تھے تو وہ
 اس مغفرت کی وعدہ میں شریک ہیں جو اللہ جل شانہ فی اہل بدر سی کیا ہی کہیں ان کو
 مرفوع القلم کر دیا ہے چنانچہ اس امر کو علمای اہل بیت ہی قبول کرتے ہیں علامہ کا شائستہ
 خلاصۃ النبیج میں تفسیر کریمہ ماکان للنبی ان یكون له اسرعی کی باین الفاظ کرتی
 ہوں لگا کر نکلی و فرمائی می بود از خدا می تعالیٰ کہ پیغمبر گرفتہ شدہ اثبات آن در لوح محفوظ کہ
 بی نہی صریح عقوبت نہ فرمادیا اصحاب بدر را عذاب نکند اور اسی طرح پر تفسیر مجمع البیان
 طبری میں لکھا ہی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا لعن الله الطلح علی اهل بدر فخصم
 لهم فقال اهلوا ما شئتم فقد غفرت لکم کہ خدائی اہل بدر کی شان میں فرمادیا ہی
 کہ جو چاہو سو کرو میں تم کو بخش چکا ہوں اور تفسیر خلاصۃ النبیج میں لکھا ہی کہ خدائی قطعاً
 بدریان را وعدہ مغفرت داد و ہا ایشان را بخطاب مستطاب اعلو لما شئتم فقد غفرت
 لکم و ان شئتم فرمودہ جس جب پیغمبر خدا کی زبان مبارک سی تمام اہل بدر کا قطعاً

جنتی ہونا اور خدا کا اوّلیٰ نسبت اعلیٰ و اعلیٰ مکتبہ فقل غفرات لکم کثرتا ہوا تو پھر
اب صحابہ کبار علیٰ مخصوص اصحاب ششکشی قطع جنتی ہونی میں کو نہ ششہ رہا اسی یارو
ہم اب تک نہیں سمجھتے کہ حضرات شیعہ کی مذہب کا مدار کس پر ہی اگر خدا کی کلام پر ہی تو وہ صحی
کی فضیلتوں سے بہرہ ہوا ہے اگر تفسیر کی حدیثوں پر ہے تو انہیں ہی اور انہیں کے
صفات کا تذکرہ ہے اگر ائمہ کرام علیہم السلام کی روایتوں پر ہی تو انہیں ہی اور ان کی
خویشگامیاں ہے اگر آپ ہی تفسیروں اور کتابوں پر ہی تو انہیں ہی انکی فضایل کا ثبوت
ہو لے پس اب اور کیسی مذہب حضرات چاہتے ہیں جو صحابہ کی فضایل میں ہم پیش کریں اور
کیسی دلیل چاہتے ہیں جو انکی بزرگیوں کے ثبوت میں بیان کریں اصل یہ ہی کہ اگر
ایمان اور انصاف ہو تو خدا کی کلام اور رسول کی احادیث اور ائمہ کی اقوال کو مانیں
جب ایمان اور انصاف ہی نہیں ہے اور پیروی عبد اللہ بن سبا کی کرنی منظور ہی
تو پھر کہنے لگنا اپنی پیرو مشد کے کلامی عقیدہ و مکتبہ جو زمین افسوس ہزار افسوس کبارہ سو برس
گزر گئی اور اوس ملعون یہودی کی ہڈیاں خاکستر تک ہو گئیں مگر جو کچھ وہ اپنی شیون کو
سکھلا گیا اوسکو وہ نہیں بھولتے اور جس راہ پر وہ اپنے یاروں کو چلا گیا اوس سی نہیں
ہستی ہزار ہزار کو ہی بھمادی لاکھ آیتیں اور حدیثیں و کلامی مگر اپنی پیرو مشد کی قول کی
رو برو ایک پر ہی نظر نہیں کرتے کلام اللہ کی تاویل کر دین حدیث کو مکتبہ و الدین لاسون کے
قول کو رد کر دین مگر اپنے جذبات کی بات کو نہیں بھولتی جس عقیدہ کو خیال کجی اور دین
اوس ملعون کی تسلیم کا اب تک اثر ہی جس مسلمین غریب کجی اب تک اوس کجی کی قول پر
عمل ہے و نعم قیل سے باب زد و دل ہی کہ دہشتہ و ادم شہتہ سر راہ کہ دہشتہ و ادم
یقول ہتھک بولاد علی بن ابیطالب علیہ السلام تہب کل العجب کہ حضرت

مخاطب با شور و شغب مدعی بیان آیات فضایل صحابہ ہے لیکن خدائی کیسا عقل پروردگار
 ہی کہ قلم تجو بہ رقم سے و آیات نکلتی ہے جو نقص صریح او پر مذمت صحابہ کبار و سنان کے
 ہی اور بس سے یہ بینی اور دنیا طلبی صحابہ کی اور اونکا سزاوارستحق عذاب عظیم ہونا ثابت
 ہے کہ خدائی اپنے فضل کرم سے جو بڑا تفصیل اس اجمال کی یہ ہی کہ خداوند باری بکمال
 ازہی جناب پر عتاب صحابہ دنیا طلب ہی مخاطب ہو کر فرماتا ہے کہ تریدون حضرت اللہ
 و اللہ یرید الاخرۃ و اللہ عزیز حکیم و لا کتاب من اللہ
 سبق مستکرم فیما اخذتم عذاب عظیم یعنی اسی صحاب رسول تم لوگ طالبین مال دنیا ہو
 اور خدا خواہان ثواب آخرت ہے اور خدا عزیز و حکیم ہے اور اگر نشتہ خدا پیشتر نہ گزرا ہوتا
 تو ہر آئیہ ہیجا نکلیجی او س چیز کی کہ لیا تم نے عذاب عظیم غرض جناب باری عز اسمہ کی سزا
 کرنا صحابہ کا ہے جنہوں نے نوبت دیکھا اسیران بدوسی فدیہ یعنی گوشتہ اس میں نہیں
 حضرت ابو بکر ہی کہ تم اگر دیندار ہو تو طالب مال دنیا ہی فانی نہوئی بلکہ طالب ثواب
 باقی ہوئی اور حسد امی عزیز و فتنہ پر اس دنیا طلبی اور بیدینی پر عذاب کیا دیکھن حکمت
 او کی بقتضی عذاب نہیں ہوئی اور اگر مقتضا اپنے حکمت کی پیشتر اس ہی امر یہ مقرر کیا
 ہوتا کہ عذاب دنیا تم پر کر گیا تو فدیہ لینے کی سبب ہی پھر عذاب سخت نازل کرنا بان یار وہم
 متی یہ بین کئے کہ غور و فکر کرو بلکہ تم انہیں بندہ کر کے اپنی مافطون کی طرح تلو تلو ہی اس آیت
 میں حضرات صحابہ کی سوائے وہ صحابہ جن کا تم کہا کرتے ہو سوائے عذاب عظیم کے کچھ ناپڑے
 اب بتلاؤ کہ یہ آیت مذمت صحابہ کی ہے یا تعریف صحابہ کی لیکن ادنیٰ مجہد نکالیا علاج ہی
 یہ تھا حال آیت فضیلت کا آج بھی تو کی روایت کا حال ہی سنئے کہ جو روایتیں کتب الہفت
 کی ہماری مسلمانانہ نظر انیکہ نقل کا کفرناشاہ اپنی کتاب میں نقل کی ہیں حضرت مخاطب

خوش فہم کی زعم بل میں یہ آجاتا ہے کہ وہ مصدق ہی اسکی ہرگئی مالا لکھ بیٹات سی
 کہ روایت اور دیگر ہی اور تصدیق و روایت مرد و گریہ چہ جای مانیکہ کوئی نور روایت ہی نگری بلکہ نقل
 اہل خلاف کرے دو کیونکر مصدق ہو جائیگا اور علاوہ اسکی کہ کوئی دلیل اور تصدق
 کی قیام نہیں ہے نقل اقوال مختلفہ کرنا دلیل قطعی اور عدم تصدیق کی ہی اسلئے
 کہ کہ کوئی آدمی مصدق اقوال مختلفہ نہیں ہو سکتا ہی بلکہ اگر مصدق ہوا تو ایک ہی کا ہوگا اس
 مقام پر چند روایتیں اہل سنت کی ہماری علماء نے ذکر کی ہیں بعض نہیں ذکر اسکا ہے کہ
 اور حضرت نے مشورہ لیا صحابہ ہی درباب اسارامی بدر کی کہ ان قیدیوں کو کیا کرنا چاہئے
 قتل کرنا چاہئے یا قہ یہ لیکر چوڑ دینا چاہئے اور بعض دیگر میں اسناد کی ہے کہ انحضرت نے
 صحابہ کو اختیار دیا کہ تمہارا جی چاہی چوڑ دو اور تمہارا جی چاہے قتل کرو اور حضرت نے کچھ حکم نہیں دیا بعض
 میں یہ ہی کہ اور حضرت نے راہی ابو بکر کو کہ جو قہ یہ لیکر چوڑ دینی کو کہتے تھے نہی بہت پسند کیا اور
 اوس پر عمل کیا اور راہی عمر کو کہ قتل پچھے تھے ناپسند کیا اور بعض میں یہ ہی کہ راہی نہ یہ یعنی کے
 اور حضرت کو نہایت ناپسند ہوئی اور حضرت کو غصہ سے تھوڑا بہانہ کہ انار اگر است پھر
 مبارک سی سعدی حاذی مشاہدہ کر کے کہا کہ یا حضرت انکی قتل سبے کا حکم دینا میرے
 راہی کے ہی سوا حق ہے اور عمر نے بھی یہی کہا کہ میری راہے میں بھی یہی آتا ہے
 گو ہماری نزدیک حضرت عمر کا یہ فرمانا فقط خوش آمدی کے راہی ہونہ دل سی اب ہم
 صاحبان انصاف سی روچتی ہیں کہ آیا کوئی عقل ان سب اقوال مختلفہ کی تصدیق
 کر سکتا ہے اور کہہ سکتا ہے کہ ان باتوں کو حضرت نے پسند ہی کیا اور پھر نہیں ہی پسند کیا
 یہ دو توفیقین ہی ہیں اور مشورہ لیکر خود حکم دیا اور خود ہی حکم نہیں دیا بلکہ صحابہ کو اختیار
 دیا یہ دونوں ضعیف ہی ہیں ہم سب کی مصدق میں پس کوئی حضرت مخالف ہے

کہ تم جو مدعی تصدیق علمائے شیعہ ہو تو تصدیق اسی کا نام ہے کہ نقایض اور اضداد کو کوئے
 جمع کری اور سب کا مصدق کلمای حضرت مخاطب ہی عرض ہے کہ اگر تمہاری ایسی بیڑی
 سمجھ نہ سکتی تو تم شیعہ سے سنی اور سنی سے نصرانی نہ بجاتے قولہ لیکن حضرت فی موافق
 مشورۃ ابو بکر صدیق اور صحابہ کے فدیہ لیکر چھوڑ دیا اقول ابو بکر اور عمر سی مشورہ لینا اور
 اسی ابو بکر کو پسند کرنا مضمون حدیث صحیح مسلم ہے کتاب الجہاد یا تاملوا اللہ انکس فی
 غزوۃ البدین شیعہ ایسی احادیث کا ذبح کو کب تصدیق کرتے ہیں عبارت اس حدیث کی
 یہ ہے قال ابن عباس فلما استمدوا ساری قتال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 وعمر اتروا فی ہذا الا ساری قتال ابو بکر یا نبی اللہ ہم بنو ہاشم و ہاشمہ
 اری ان تأخذ منہم نذیر فیکون لنا قوۃ علی الکفار فمضی اللہ ان یم یم
 الی الاسلام فتال رسول اللہ تترے ابن الخطاب قال قلت لا والله
 یا رسول اللہ انہ ارے اللہ راہی ابو بکر و کئے ارے ان ملکتنا فی ضرب
 اغناکم فکلن علیا من عقیل فی ضرب عنقه و تکلمت من ولان نبیہا عمر
 فاضرب عنقه فان ہذا لائمہ الکفر و صنادید ہاشمی رسول اللہ و ابوبکر و امیرین
 ابو بکر و امیر ہاشمہ قلت فلما کان من الخدیۃ فاذا رسول اللہ و ابوبکر و امیرین
 یکلیان قلت یا رسول اللہ انہم نے من اتی شیعی ثقی بکانت و صاحبک فان وجدت
 بکاد کبیت وان لم اجد بکاد کبیت بکاد کما فتال رسول اللہ ابی ہاشمی عرض
 علی صاحبک من جب نہم اللہ اللہ عرض علی صاحبک من جب نہم اللہ اللہ
 متبیہ من رسول اللہ و انزل اللہ منہ و علی حدیث ماحصل ترجمہ
 ہر گاہ اسیران بمکہ اسیر کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ لیا کہ اور باب

ایران تمھاری راہی کیا ہے پس کہا ابوبکرؓ نے یہ سب تمھاری انبانی عہام اور قوم قبیلہ میں پیر
 راہی میں یہ ہے کہ انے فدیہ لیکر چھوڑ دو کہ شاید بعد ازیں مسلمان ہو جائیں غرض کہ کہا کہ
 ہرگز یہ راہی میری نہیں ہے بلکہ حکمِ وحیؐ کے قتل کا پس علیؓ سے کہو کہ عقیل کو قتل
 کریں اور مجھے کھنی کہ میں غلامی کو قتل کروں اسلئے کہ یہ سب سردارانِ اہل کفر وین پس سر
 کہتے ہیں کہ جناب رسولؐ خدا نے ابوبکرؓ کی راہی پسند کی اور میری راہی نہیں پسند کی پس
 دوسرے روز میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ رسولؐ خدا اور ابوبکرؓ بیٹھے روتی ہیں کہ امینؓ نے کہ مجھ کو بھی
 خبر دو کہ تم لوگ کیوں روتے ہو تاکہ اگر رونا آوے تو میں بھی روناؤں ورنہ بخلت صورت
 رونیا لوں گی بناؤں پس فرمایا حضرتؓ نے کہ میں اسلئے روتا ہوں کہ عذابِ فدیہ لینے کا جو
 تیری صحابہ کی واسطی مقرر کیا گیا وہ مجھ پر عرض کیا گیا پس انکی عذاب کو دیکھ کر میں روتا ہوں
 کہ عذاب انسی بسبب فدیہ لینے کی قریب تر اس درخت سے ہو گیا تھا اور اشارہ کیا طرف
 ایک درخت کی جو قریب رسولؐ خدا تھا پس اس وقت حضرتؓ راوند غزوہ جلیؓ کی آیہ عتاب
 خطاب کو نازل کیا اتنے محصلاً حقیقت واقعی یہ ہے کہ جب بیدیان دنیا طلب پر عتاب
 خطاب توید و نعرہ حضرتؓ اللہینا نازل ہوا اور رئیس طالبین مال دنیا حضرتؓ خلیفہؓ اول
 علیؓ پس وضع حدیثؓ کی واسطی عیب پوشی اپنی خلیفہؓ جی کے چاہا کہ جناب رسولؐ خدا
 کو بھی شریک عتاب و خطاب جناب باری بناوی پس حدیثؓ جو مٹی بنائی جس کا محصل یہ
 ہے کہ جناب رسولؐ خداؓ شیخین سے مشورہ لیکر راہی ابوبکرؓ کو پسند کیا اور خود فدیہ
 اساری سے لیا پس غرض راویؓ کہ عذاب کی یہ سونگہ چونکہ اصل حکمِ دینی اور فدیہ لینے والی
 جناب رسولؐ خداؓ تھے اور کل قوم انکے تابع تھے تو حقیقت میں مصداق عتاب و خطاب
 مستکرم فیما اخذتم عذاب کی حکیم معاذ اللہ رسولؐ خدا ہی تھے لیکر کون مسلمان یا ایمان

اس بات کو ٹھیک کہا کہ ان سرن انبیاء و صلین و زاہدترین اولین و آخرین تہوڑی سے مال
 دنیائی فحاشے کہہ سکی راہ حق سے عدول کری اور متعلق قلیل دنیا پر گری اور حق غدا
 عظیم ہو جائے تا شاہد و مصدق ہوا یہی قول کی دوسری راہ ایت امانت ہے جو
 صاحب مجمع البیان کی کتب اہل سنت سی نقل کی ہے ان البیہ مکرہ اخذ الفدا
 حتیٰ مراى اسعد بن معاذ کہ لہیۃ ذالک و معنی جناب رسول خدا فی فیہ یعنی
 کو نہایت مکرمہ اور ناپسندیدہ بنایا تاکہ اگر اگر اہت چہرہ مبارک سی لوگوں فی مشاہد
 کے پس اگر اسی ابو بکر پسند خاطر سے ذکر اہت کی کیا وجہ تھی علاوہ اس کے خود اسے
 روایت کا انہی کذب اسکی اول کا ہے تاہی کہ متصل آخر روایت یہی کہ جب حضرت
 سہب گریہ و بکا پونچھا تو حضرت فی فرمایا کہ عرض کیا گیا ہم پر عذاب نیری اسباب کا بسبب
 فیہ یعنی اونکے کی قرب تر اس درخت سی پس اگر خود ہی جناب رسول خدا فی بطیخا طر
 اہل پسند کرنی راہ ابو بکر کے فیہ پیا تو بجا ہی عذاب کی عذابی فانی یعنی عذاب یہ ہم پر
 عرض کیا گیا اور لا اقل یہی کہ عرض علینا عذابا یا عذابا و عذاب انہما یک فرماے
 اور جب یہ فرمایا کہ عذاب کو مخصوص ہوا جناب آئین فیہ کیا تو اس سے ظاہر ہو گیا کہ
 کہ وہ حضرت شریک عذاب و خطاب نہ تھے پس راوی کذاب فی متقاضی آنکہ در و غلو را
 حافظہ باشد چاہے طرکی ساریت میں اول و آخر کلام کو ناقض کر دیا قولہ مفسرین امامیہ ہی
 تسلیم کرنے میں اقول اس تسلیم میں ہم اسکی کذب کرتی ہیں جب تک کوئی
 دلیل ضدی نہ بیان کیجے گا ہم اچکھو اس کے جائن گے باری کو ہی جھوٹی ہی سے
 دلیل بے بیان کر دی ہے نہ والی نہ نہ لک قولہ چنانچہ تفسیر خلاصہ پنج اقول مضمون
 اس روایت کا کہ صدیق اکبر اور وہ اندھی مشورہ بالاصحاب میں قریب بروایت

صحیح مسلم ہے جو کہ ابی مذکور ہوئی اور قریب تر بروایت بیضاوی ہے کہ باین عبارت
 ہی اتی یوم بدر بسبعین اسیراً فیہم العباس وعتیل ابن ابیطالب فاشتہا
 فیہم فقال ابو بکر ق ماک واهلک استبقہم لعل اللہ یتوب علیہم وخذمتہم
 فذیہ تعقیباً اصحابک لانہ قال پس جو روایتیں کہ مانند اس کا کتب السنن میں تعبیر
 اثبات تصدیق علمای شیعہ شیعون پر محبت نہیں ہو سکتے قولہ مع البیان طبری میں
 لکھا ہے الی قولہ چاہو مارڈالو اور چاہو جانی لو قول یہ روایت بخیر ہی پہل اسکے
 کتب السنن میں ہے چنانچہ صاحب نفع البیان نے عبیدہ سلمانی سے کہ روایت السنن
 سے ہی نقل کی ہے اور شیون اس کا روایت بیضاوی میں ہی موجود ہے حیث قال فخر صحابہ
 فاخذوا الصدقات الحدیث پس یہ روایت ہی بغیر اثبات تصدیق علمای شیعہ شیعون پر
 محبت نہیں ہو سکتی ہے اور بغرض صحت مضمون تخمیر ضرور ہے کہ تخمیر ہی تخمیر جوازی نہ دراد
 لی جاوی ورنہ امر جائز میں عتاب و خطاب کی اور استحقاق عذاب غلیم کی کیا معنی بلکہ دراد
 تخمیر سے تخمیر اختیار کی لیس جاوی یعنی واسطے امتحان اور آزمائش نیت ہاں صحابہ
 کی دینداری اور دنیا طلبی میں ان کو اختیار دیا گیا درمیان قتل اور فدیہ کے تاکہ معلوم ہو
 کہ کس اختیار دینداری کو مقدم کرنے میں آیا بسور اختیار مال دنیا کو پسند کرتے ہیں
 لیکن صحابہ نے خلاف مرضی خدا اور رسول بسور اختیار مال دنیا کو پسند کر کی مصداق
 شریذون عرض الدنیا اور حق عذاب غلیم ہی اور ضرور ہے کہ بنا بر لا یتبع بر لا مال لائے
 اتی کے یہ اختیار اختیار کی جانب پر درگاہ ہو اور اگر فرض کیا جاوے کہ اختیار اختیار کیا جاوے
 تہا بنا بر خطای اجتہادی رسول خدا تھا نہیں اختیار کی کو اختیار کرین بلکہ شق مشہور و پسند ہاں لہو کر
 بنا بر خطای اجتہادی کی کہین جیسا کہ موعوم طہل السنن ہی تب ہی عتاب و خطاب کی کیا وجہ تسلیم کی

مجتہد صاحب زبار اسی حضرت کی مستحق و ثواب کا ہی اور مجتہد غلطی مستحق ایک ثواب کا ہی
 نہ مستحق عذاب عظیم مگر یہ کہ کسین کہ یہ قاعدہ مخصوص و اعلیٰ مجتہدہ صاحبہ حضرت عائشہ اور مجتہد
 صاحب حضرت معاویہ کی ہے اور جناب رسول خدا کی بارہ میں یہ قاعدہ مرعی نہیں ہی
 تب ہی ہم کہیں گے کہ استحقاق عذاب عظیم مخصوص مجتہد صاحب ہونا چاہئے بمقتلہ بن ہیکل
 مقلدین کا کیا قصہ تھا کہ جناب باری بطیفہ جمع خطاب او کی طرف کر کے فرمائے
 لمشکم فیما اخذتمو عذاباً عظیماً مگر یہ کہ کسین کہ مراد بنی سے یہاں واحد ہے
 یعنی مفتاح جناب رسول خدا جیسا کہ الوافضل میں مراد الوسی نقطہ البکر میں گواہی اٹھا
 ولیکم اللہ بین یقول الزکوة ان ہمرا لکون سی تنہا جناب امیر کا مراد لینا جائز
 نہیں ہے بہر کیف نابہ کی شے یہ خدشہ باقی رہتا ہے کہ یہ جناب رسول خدا کی
 تابعدار ہے نہ ہے یا ہی لکھنا کہ ان فریاد القدر علی عذابہم یعنی
 تیری تابعدار ہے نہ ہے یا ہی لکھنا کہ ان فریاد القدر علی عذابہم یعنی
 کن۔ دوسری شے یہ ہے کہ شاید کہ ایک ایک کی اس کو کیا کہنے کا آدمی اپنا
 شعریم بد بڑی آفتل جھٹاٹا و انما مبیداً نہیں نازل ہوا
 تنہا عرض اتہا پون مارنا البسنت کا استقام بریشل تاہ عشتہ کے تہا کر دنی ہے کہ
 اس طرح باتیں بناتے ہیں ماری پہلو اونٹ نہیں مہنتا قولہ باقرار علمائے امامیہ چند
 فامدی حاصل ہوئے اقول جب اقرار علمائے امامیہ ثابت نہیں کیا تو ذکر فائدہ و ن کا
 بنیاد ہے اور بنامی فاسد علی الفائدہ ہے اور نقل اقوال اور روایات ہی اقرار
 اور تصدیق نہیں ثابت ہوتی ہے مشہور ہی کہ نقل کفر کفرناشہ قولہ اول حضرت ابو بکر
 اور عمر کا ماجرین امد اہل بدر سے ہونا اقول ایمان ظاہری اور مہاجر ت ظاہری

عظیم کی یہ قاعدہ کہ مراد جناب امیر کا مراد لینا جائز

او بدری خاہر ہونیکا کوئی انکار نہیں کرتا کہ اکثر منافقین موصوفت باین صفات تھے
 کلام ایمان حقیقی میں ہے کہ ہم شیخین کو مومن حقیقہ نہیں جانتے بلکہ حق منون بافواہم
 میں دخل سمجھتے ہیں اور مہاجرین حقیقہ نہیں جانتے اسلئے کہ بنا بقیرح بیضاو سے
 اور صاحب مشکوٰۃ مہاجر حقیقی میں مہاجر عن الشرک اور مہاجر عن المعاصی
 اور مہاجر عن الاوطان للدين شرط ہے اور حضرات ثلثہ یقینت میں نہ تارک شرک
 اور نہ تارک معاصی تھے اور نہ تارک اوطان للدين تھے بلکہ بطبع دنیا تارک وطن ہوئی
 تھے کما تفرغ لہا اور اہل نفاق کا اہل بدر ہونا کس کام آتا ہے مگر یہ کہ کسی غدا ب دنیا
 سے بچ جائیکہ شاید کچھ فائدہ دے کہ دوسرے پیغمبر خدا کا اوسنے مشورہ کیا اقول
 مشورہ کرنا ہی تبتہ او پر او نہیں روایات صحیح مسلم اور بیضاوی کے ہے اور اگر مشورہ
 کرنا ہم مسلم ہی کریں تو بنا برائکشاف مافی الضمائر کے تھا تا حال اخلاص اور عدم غلامی
 اور ونداری اور دنیا طلبی معلوم ہو جاوے ورنہ عقل محال جانتے ہی کہ عقل اناس
 محتاج بمشورہ ہوتا ہی چند ہر قول کہ تیسری حضرت ذر کا فر بن پزنت ہذا قول سخت
 ہونی پر حدیث صحیح مسلم اسانظر افنا ہی دلائل آتی ہی اور حدیث بیضاوی شنی تکیہ شد
 من الباہیہ ہی دلائل کرتی ہی لیکن خیال کریں بات سی دہیسی قسے القلب سی خواشد
 من الجاروہو کفر ریح چل ہا کہ کا کلمنا اور ایمان سی متاثر نہ رہا ہی بہت دشوار امری مگر یہ کہ کما
 جاوی کہتے تھے فہما ربانی اتی و اتی بنی ہونی بنی باکی ٹری ہی ہونے بنی مصر عیش ہی جو
 کہ جتنے میں وہ بادل کم برستے میں بہر کیف لانت کم کہ مشورہ قتل کرنے دیا ہی کہ
 بتنی راو پر روایات کا فر اہلنت کی ہے سلنا لکن لانت کم کہ یہ مشورہ باطل ہے
 تا بلکہ افعال جملہ منافقین قبول پر باکا دے میں چونکہ جناب رسول خدا کو فدیہ لینی

پر تغیر پایا یا تاک کہ حضرت کی چہرہ مبارک سی تا کر اہت ظاہر ہوئی تب عمر صاحب ہی
 بخوشا بر سرہ مخا ظاہر میں باہن کلمات منکلم ہوئے اور باطن میں بحمت طبع جیفہ دنیاوی
 انکی اور ابوبکر کی ایک ہی نہیں یقولون بافواہ عمر مالکس فی قلوبہم
 سلتنا کہ تہ دل کما تھا لیکن لاسلم کہ مقتضای داعیہ ایمانی تھا بلکہ بقاوت قلبی و بیدان
 الی الیودیت تہا ورنہ یہ تجویز کرے کہ ہر شخص اپنے عزیز رس بستہ کو ماری دستہ دہنی
 بیان اسناد اعلیٰ الکفار قتذہ اللہ عنہ فائدہ ونسی فائدی حاصل ہوتی ہیں اقول
 ہر کچھ کی کہ اصل فائدی بنا و فاسد علی الفاسد ہی پس فائدہ کی فائدی بنا و فاسد علی الفاسد
 ہونے کو کہ جو فیلتین اللہ جل شانہ فی مہاجرین کی بیان کی ہیں اقول فیلتین انجل ثناء
 فی مہاجرین کی بیان کے ہیں نہ انکی کہ جو ظاہر میں مہاجر اور باطن میں منافق تھے
 قول جنکو ہم اور نفل کر چکے ہیں اقول ہم انکی نیچے جواب بھی لکھ چکے ہیں کہ دوسری
 جو علما امامیہ فی اقول ایسی بدحواسی کیوں ہے کہ دوسری کا پہلا انداز ہی بکریہ
 تخصیص بعض علما امامیہ کی لغو ہے کل علما امامیہ ثلثہ کو مہاجرین حقیقی سے نہیں
 جانتے جیسا کہ میں باہان حقیقی نہیں جانتے آری ظاہر میں مومن ہی تھی مہاجر
 ہی تھے لیکن منافق سے تھے قولہ مکاشفیان کے اقول مکاشفیان راہ
 کید و شید میں چونکہ شاہجی مدعی اسکے ہوئے ہیں کہ ثلثہ مہاجرین اولین سے تھی
 صاحب تغلب المکائد قدس سرہ فی او سکے رو میں منع کیا کہ ثلثہ از مہاجرین اولیہ
 ہو وند اور سند منع حدیث صحیح بخاری سے لای ہیں کہ جناب رسول خدا کے فرمائی
 سے ثابت ہوتا ہے کہ مہاجرین اولین وہ لوگ ہیں جنہوں نے طرف حبشہ کے
 ہجرت کی امثال جیفہ طیار وغیرہ پس جبکہ مشیعوں کی مستند کتابوں سے ہر ایک کا

صحاب ثلثہ سے مہاجر الی الحبشہ للہدین ہونا نہ کوئی ثابت کری اور وقت تک مدعی اسکا نہیں
ہو سکتا کہ صحاب ثلثہ مہاجرین اولین سے تھی اس سخن کا جواب تو حضرت مخاطب کو کچھ نہ
سوجھا مگر اوکی مہاجرت پر اب دلیل لاتے ہیں اپنی حدیث سی کہ جسکی تیسرہ تصدیق نہیں
کرتے و علی التمریل اثبات نہ ہوگا مگر مہاجرت ظاہری کا حقیقی کا اور اسکا انکار صواب
تقلیب المسامی نہیں کیا بلکہ کہنے والے علماء امامیہ سی نہیں کیا بلکہ وہ منکر اولیت ہیں خصوصاً
اور منکر مہاجرت حقیقی ہیں عموماً لیکن حضرت مخاطب کو خدائی اقتدار فہم بہ نہیں
دیا ہے کہ اطراف و جواب کلام اور قیود و شروط پر نظر کرے قولہ تیسری امامیہ کا
یہ گمان کہ حضرت ابو بکر و عمر ابتدا ہے سی منافق تھے الی قولہ فاسد ثمر الا قول الحمد للہ
کہ ان احادیث تیسریہ میں بھی کوئے لفظ اور پندہم اتفاق اور حسن نیت ثلثہ کی نہیں
دلائل کرتا ہے پس گمان امامیہ فاسد نہ ثمر الیکہ بہت شک اور درست ثمر
اسوجہ سے کہ فساد نیت ابو بکر و بانی مہاجرین فدیہ لینی کے تھی جیسا کہ ان روایات
میں بالتیسرے موجد ہی کہ ابو بکر نے کہا کہ خذنہم فدیۃ وارے ان تاخذنہم فدیۃ و ہر ایک
بقدر طاقت واستطاعت فدائی بہ ہر خود غرض صریح آیت قرآنی تو بد و عن عرض الدنیا
سے بخوبی ثابت ہو گیا اور فساد نیت عمر بسبب حکم یہودیت دینی کے اور بسبب
عدم قبولیت مشورت اوکی کے عند اللہ والرسول ثابت ہو گیا اب ارشاد فرمائی کہ
خوش نیتے اور ایمان کمان سے نکلا قولہ جناب میرضا صاحب قبلہ حدیقہ سلطانیہ
اقول جو کچھ جناب علی بن ابی رضوان اللہ علیہ فی حدیقہ سلطانیہ میں ثلثہ کی یہ نیت
کا حال لکھا ہے بہت درست ہی اور علاوہ دلائل قطعیہ دیگر کے یہی آیت اور روایت
بھی اوس پر دلیل ہیں ہے کہ اَوْ هَمَّخْنَا آتًا قَوْلَهُ توبہ رکھی اڑا نے میں کہوں شریک

اقول کیون نہ شریک ہونے کی طمع مال غنیمت اور حرص مال فدیہ ہمارے
 نہتی اور قول خدا تریدن معاض اللہ کیا ہوٹ نہا بڑ کی کیا تخصیص ہی سب پہلا ایمون
 میں طمع مال غنیمت شریک ہوتی تھے مگر جب کہیں تیز ہے پڑ جاتی تھے اور وقت نصرت
 و اعانت ہوتا تھا دم دبا کر ہباگ کٹری ہونے تھے قولہ اور کیون خدا اوسکے ہاتھ
 پر فتح دیتا اقول انت برین بیجای حصہ والا کہہ بھی شرم وغیرت نہیں آتی کہ فتح کو نام
 ثلثہ سے متعارف کر سنے میں جنگی تلوار کسی معرکہ میں میان سے سی نیچھی ہبلا او نکو فتح تھی
 کیا واسطہ اس لڑا سے میں باتفاق نہ یغین جناب امیر اور حضرت حمزہ اور حضرت عبیدہ
 علیہم السلام نے دس دسین میں میں کافرون کوئی التار کیا کتین جو ٹی ہی تالیخ
 میں دکھایا کہی کہ حضرات ثلثہ فی ایک کافربے مارا ہوتا ہم شاید قایل ہو جائیں کہ
 فتح او نہیں کے ہاتھ پہنچی ہم بہت حیران ہیں کہ آپ اسعد بنی سہرہ پابا تین کیون کہتے
 ہیں قولہ کیون ہمیر خدا اوسے مشورہ کرتے اقول آیہ وانی ہایہ سنا ورمہم
 فی الامر میں علمائے تفسیر فی اختلاف کیا ہے کہ باوجود اس بات کی کہ وہ حضرت
 عقل الناس تھے اور بوجہ ربانی والہام یزدانے مستغنی ہتھو اب رائی ناس تھی
 بہ کیون حکم شاو نہم ہوا پس کہا قادی اور بنیع اور ابن اسحاق نے کہ امر شاو
 فقط واطی خوش کرنی ولہاے موین کے اور واطی تالیف قلوب منافقین
 کے تھا اور واطی قدر دہے اور عزت بخشی صحابہ کے تھا تا کہ وہ جانیں کہ حضرت
 او نہ نظر عنایت کستی ہیں اور اوسکے او پر ہما در کستے ہیں آہ او کی راہی کی طرف
 مراجعت کر ستم ہیں اور سفیان بن عیینہ کی کہا ہے کہ امر شاورت اسلمی ہوا کہ امت
 رسول خدا و حضرت کی اقتدا اور پیروی اس بارہ میں کرے اور اپنی امور میں پسین

مشورہ کیا کرے اور سن اور صفاک فی کہا ہے کہ حکم مشورہ نظر بغیرت بخشی صجا ہے
 اور نظر باقتدای امت ہی ساتھ اونحسرت کی اور کہا بعض مفسرین دیگر نے کہ عرفی
 شاورت سی امتحان مکنون ضامئناس ہے تاکہ راسی صالحہ اور راسی فاسدہ کا سدہ
 سے ظاہر ہو جائے کہ کون نیر خواہ اور کون بد خواہ اور کون صاف باطن اور کون
 صاحب غش ہے اور کون دیندار اور کون طالب بیغہ دنیا یا با بدہی پس اس مقام
 خاص میں دنیا طلبی ابو بکر کے مشورہ سی اور فسادت یہودیت سر کے مشورہ سی
 صاف ظاہر ہو گئی اگر حضرت فاطمہ فی اقوال اپنے مفسرین کے ملاحظہ فرمائی
 ہوتی تو یہ نہ چھپتی کہ کیون پیغمبر نے انوشی مشورہ لیا قولہ اور کیون آپ کے جد امجد
 کاشانی اور طبری مجاہدین اور اہل شوروی میں ہونا قبول کرتے اقول آپ کے باپ کے
 جد امجد کاشانی اور طبر سے فی او کو کہیں مجاہد حق نہیں کہا بلکہ او کی تفسیر سے ملے گا
 مجاہد منافق ہونا ثابت ہی قولہ امی سلمہ انوشی کی ایمان اور عقل اور یا پر غور کرو
 اقول اے سلمہ انوشی کے تسل اور یا اور ایمان پر غور کرو کہ وہ یمنین کی نسبت
 جو تمام جان و تن سے عاشق مال دنیا اور بندہ زور غریہ مال و زر تہ اور باطن
 منسل اور قانع اور پیغمبر کی جنتین کے صدق سے مال دولت و عزت و زینت ہم
 پہنچانے منتی اور باوجود اسکے شب و روز باہین صحبت در ہے انداز اور ازاد و خضر
 کے رہنے نہیں گمان کرتے ہیں کہ او کی نیت بخیر تھی اور وہ منافق پہلے مومن تھے
 افسوس ایسے عقیدہ پر خیر بہر حال جد امجد بنیان ستا۔ عبد العزیز صاحب چراہین
 فراوین اور او کے پروردگار کو انکسنا پنا آشنا بنائی ہیں اور حقیقت میں وہ انکی آشنا باکی
 آشنا ہیں جو دلیں آدمی ارشاد کریں لیکن اس امر کو کہ شیخین منافقین مجاہدین

اور دنیا طلبان اہل بدین سے تھی جو بالکل نہیں کئے اسلئے کہ خود خدا نے توبہ و ت
 عرض الدین کسی اور کے تفاق پر گواہی دی ہے اور ہمارا مطلب اتنی ہی بات سی
 حاصل ہوا جاتا ہے اسلئے کہ جب وہ دنیا طلبان مہاجرین سے تھی تو ان فیضیتوں کے
 مستحق ہیں جو خدا نے جا بجا قرآن مجید میں منافقوں کے لئے بیان کی ہیں یہاں تک کہ فوا
 دیا ہے کہ ان المنافقین فی الدنیا کالاسفل من الثمار۔ اور یہ کہ وہ بیستین
 دنیا طلبان اہل بدست تھے تو اس منفرت کی عدوین جو اللہ جل شانہ ۲
 مومنین کیو اٹھی کیے ہیں شریک نہ ہو گئے قولہ کہ میں نے ان کو مرفوع القلم کر دیا ہے
 اقول مضمون مرفوع القلم نے دلالت کی اور پر اس بات کی کہ حضرت مخاطب بھی
 مرفوع القلم ہیں جو ایسی نے تم کا فی بائیں کہتے ہیں مرفوع القلم عن ابنتی و ابنتیون مشہور
 ہے نہیں معلوم کہ حضرات اہل سنت اپنے پیران نابالغ کو کس قسم میں شمار کرتے
 ہیں جو ان کو مرفوع القلم بناتے ہیں قولہ علمای امامیہ ہی قبول کرتے ہیں اقول
 استغفر اللہ کہ علمای امامیہ ایسے دیوانی بات کو قبول کریں بلکہ دیوانگی دیوانگی ظاہر
 کرنے لگی اہی اس کے کتابوں سے نقل کرتے ہیں و نقل کفر کفر نباشد قولہ باری اللہ
 کرتے ہیں اقول یہ الفاظ تفسیر لولایبق میں یہ تفسیر کا کال لٹنے پھر مخاطب فی تدریس
 و تخریج ترجمہ توبہ و عرض الدین اور ترجمہ لمستکم فیما اخذتم عذاب عظیم
 کو چھوڑ دیا تاہم متوشش نہوں اور حقیقۃ الامر یہ ہے یہ لیا وین لیکن ان چور یوں نے
 کچھ کام نہیں چلتا بہر کیف کوئی بخون دیوانہ ان الفاظ میں مضمون مرفوع القلم سے کما
 حدیث ان الفاظ سی صاف سمجھا جاتا ہے کہ جو عذاب دنیا واسطہ منافقین دنیا طلب اہل بد
 کے جناب رسول خدا کو قریب تر از شجرہ قریمہ دکھلایا گیا جناب باری فرماتا ہے

کہ اگر چارے علم میں جسکت مصلحت نہ تھا تو یہ عذاب ہم ان پر دنیا میں نازل کرنے
 یعنی یہ منافقین دنیا میں رہے سہی اسکے میں لیکن چونکہ مقتضائے مصلحت وقت نہ تھا
 باین جہت کہ جھوٹ بیچ نام اسلام کا لینے والی اس وقت دنیا میں اتنی ہے لوگ
 تھے پس اگر بسبب افعال ناشائستہ کی یہ لوگ بھی متاھل کر دئی جاتے تو نام
 ظاہرے اسلام ہی باقی نہ رہتا اسلئے عذاب انکا آخرت ہی پر اوڑھ رہا و لعذاب
 الاخرۃ اشد بالبقی اور منجملہ چند احتمال کے جو علمائے فریقین نے تفسیر لولا کتاب
 میں لکھا ہے یہ ایک احتمال ہے کہ اگر فی الواقع یہ ہو تو ایک وقت خاص میں ایک
 خاص نبوی ہی بیچ جانی چلا ت کرتا ہی اسکو مرفوع القلم ہو جانے سی کیا علاوہ اسکے
 اگر وہ مرفوع القلم ہے تھی تو پیغمبر خدا کو عذاب کساد کہلایا گیا تھا اور اس و کمانی سی
 کیا فائدہ تھا اور جب خدا کی طرف سے مرفوع القلم ہے تھے تو پھر عذاب کمانے آیا تھا
 اور کسے آیا تھا اگر عذاب کرنے سے یہ غرض تھی کہ پھر ایسا کام نہ کریں تو جب وہ
 مرفوع القلم ہو گئے تھے تو پھر کون او کو مانع اس سے بدتر کام کرنے سی تھا تعجب ہے
 کہ عذاب کا پھر جانا جو مصلوہ اتفاق ہو اوایل مرفوع القلم ہو گیا اور عذاب کا آنا باعث
 گریہ اور بکا کو گونجا ہوا وہ دلیل تکلیف اور مؤانذہ نہ ہو کہ اسطرح پر تفسیر مجمع البیان
 طبری میں لکھا ہے اقول اسطرح پر تو نہیں ہے بلکہ دوسرے طرح پر ہے بیان کر
 اس عذاب کا ہے جو دنیا طلبان اہل بدر سے لیٹلہ پہ گیا تھا اور یہ عبارت
 لعن اللہ علی اہل بدر اسے آخرہ قصہ حاطب بن بلتعین سے ہے کہ جس نے
 سر رسول خدا کو فاش کرنے کا ارادہ کیا تھا جو وقت کہ جناب رسول خدا نے عزم
 فتح مکہ کیا اس شخص نے خفیہ کفار کو خط لکھا تھا کہ تم ساز و سامان عرب سے غافل

نہ ہو کہ پیغمبر خدا تعالیٰ تمہارا قصد کرتے ہیں وہ خطا یا غلطی حضرت جبریل علیہ السلام کی
 جناب رسول خدا نے بب حاطب میں مناجات فرمایا اور اسے سعادت کے
 اوس صاحب خلق عظیم نے اسکا عذر قبول کر کے فرمایا کہ حاطب نبی جویان کیا وہ
 سچ ہے کہ یہ حرکت نانا ایتہ اوس سے بوجہ کفر و لفاق نہیں ہوئی ہے حضرت عمر
 تصدیق جناب رسول خدا کی تکذیب کی اور کہا اے طیس و غضنیہ! کہ مجھے چور دیکھتے
 کہ میں اس منافق کے گردن ماروں اور حضرت نبی جواب میں فرمایا ما یدریک
 لعن الله اطلع على اهل بدر فغفر لهم فقالوا ما شئت من غيري محصل روایت
 بعد اس کے صاحب مجمع البیان فرماتے ہیں کہ اس طرح پر روایت کی ہے مسلم و بخاری
 نے اپنی اپنے صحیح میں اسکی نقل کیا ہے صاحب مجمع البیان نے شان نزول میں
 آہ و آنے ہر ایک کی ایا ایہا الذین امنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء
 تلقون الیہم بلعدو الی قولہ تسرون الیہم وانا علم بما اخفیتہم وما علنتم
 و من یفعلہ منکم فقد ضل سبیل السبیل یعنی نہ کو میرے دشمن
 کو اور اپنے دشمن کو دوست القاکرتے ہر طرف دشمن دشمن کے دوستی کو باخبر و کو
 میرے رسول کے طرف کفار کی بسبب دوستی کے پہچانی ہوتا انیکہ فرماتا ہے
 چھپاتے ہو دوستی کفار کو یا چھپا کر خبریں بھیجتے ہو طرف کفار کی بسبب محبت کفار
 کے یعنی تمہارا ازیم ملل یہ ہے کہ خدا پر یہ باتیں تمہاری چھپ رہیں گے حالانکہ میں
 جانتا ہوں یا داتا رہوں اوس چیز کا جو تم نے دلو میں چھپائی ہے لفاق اور محبت کفار
 سے اور اوس چیز کا جو تم نے ظاہر کی ہے ایمان اور دوستی خدا اور رسول خدا سے
 اور جو شخص ایسا کرتا ہے تحقیق کہ وہ گمراہ ہوا راہ راست سے ہیا شک کہ فرماتا ہے

ومرتق لصوفاء لکاف هو الظامون یعنی جو لوگ کہ کفار کو دوست رکھیں گے
 پس وہی لوگ ظالمین ہیں اب حضرت مخاطب مخاطب ہو کر جواب فقرہ فعلی اللہ اطلع علی
 ائہل بدر سنے کہ اولاً جب تبصریح میرج صاحب مجمع البیان معلوم ہوا کہ یہ روایت مسلم اور
 بخاری ہے کہ مقتضائے ائہل فعل کفر نیا شیعہ کے طبرسی و قاضی بن ہن تو شیعہ کب اسکی
 تصدیق کریں گے اور صاحب مجمع البیان کے زبان سے کون کلمہ ایسا نکلا ہی کہ جس سے
 تضمایا الزام ابھی تصدیق سمجھے جائے فضلاً عن المطابقة پس اپنی اولیٰ روایات
 سے جسکو شیعہ افزائے بحث سمجھتی ہیں شیعوں پر استدلال کرنا نہایت خوش نصیب
 مخاطب ہے ثانیاً آیت اور صمد روایت کو اس فقرہ باطلہ سے کچھ واسطہ نہیں ہے
 اسلئے کہ صدر روایت اس پر دلالت کرتا ہے کہ مخاطب مئی ایک فعل فیسیح قابل
 عتاب و خطاب رب الارباب واقع ہوا اور مضمون آیت یہی کہ جناب بارے
 عتاب فرماتا ہے اویں فعل فیسیح کہ بنیادوں پر ہوا تک کہ فرماتا ہے کہ جو تم میں سے ایسا
 کرتے ہیں وہ راہ راست سے گمراہ ہیں اور وہ ظالمین میں سے ہیں اور مضمون اس
 فقرہ کا ذہب کا کہ جو افزائے علی اللہ والرسول کے کچھ نہیں ہے یہ ہے کہ اہل بدر
 مرفوع اعلم ہو چکے ہیں پس جسکو انک عقل ہے وہ یہ سمجھے گا کہ اگر مرفوع اعلم ہونا
 وقتی تھا تو پھر جناب و خطاب کی کیا معنی اور انکلیا لیے کاموں سے منع کرنے کی کیا وجہ
 اور گمراہ ٹھہرانے کا کیا باعث اور پھر انکو ظالم کہنا کس واسطے ہے مجرب متاخر
 خدا کے کلام میں لازم آتا ہے کہ خود ہے تو فرماتا ہے کہ تم جو جی چاہی۔۔۔ و کہو چاہے
 شرابیں پیو چاہو کھنہونے تاکہ وہ چاہو سود کماؤ تم کو یہ معاف ہی پھر ایک اوسنے
 کام پر کہ دوستی کفار ہے یہ عتاب و خطاب ہے کہ گمراہ بتاتا ہے ظالم ہونا ہے سناتا

ہی تھے ہی فرماتا ہے ہرگز سچ میں نہیں آتا کہ یہ امر وہی کیونکر جمع ہو سکتا ہے بجز ان کے
 کہ کہا جاویں گے افعال قبیحہ سے جو کلام انہیں موجود ہے واقعی ہے اور امر باطل
 ہاشتم راوی کذاب کی بنا ہے ہوئی بات ہی ورنہ کلام خدا میں تناقض ممکن نہ تھا
 ثالثاً قطع نظر از مخالفت آیت و روایت کی یہ فقرہ فی نفسہ بے ہل ہے اور عین
 مذہب اباحتیہ ہے کہ جس سے بنائی مذہب اسلام انبیاء پر کندہ ہوتی ہے آئے کہ
 صیغہ امر باطل ہاشتم اگر وجوب اور مذہب پر محمول نہ ہو تو لاقیل اور اباحت اور
 جواز کے محمول ہوگا پس مضمون اسکا یہ ہوگا کہ مکمل جواز اور سبب ہے کہ فعل چاہو
 شائع افعال اور قبیلہ اعمال سے بجا لاؤ اور جو دل چاہے منکر اور فحشاء اور معاصی
 سے عمل میں لاؤ اور اگر کوئی کہے کہ افعال قبیحہ کمانے سمجھی گئے تو ہم کہیں گے کہ فحشاء
 غفرت لکم سے سمجھی گئے اسلئے کہ افعال حسنہ میں غفران کے کیا حاجت ہی ضرورت
 مغفرت نہیں ہے مگر بہ نسبت افعال قبیحہ کے اور اغراض و مقاصد اور امر بافعال قبیحہ کار
 شیطان ہے چنانچہ جناب باری فرماتا ہے الشیطان یعدو الفقراء و یأمرک بالفحشاء
 پر فرماتا ہی اتماماً لکم بالتوب و الفحشاء پر فرماتا ہی قل ان الله لا یأمرک بالفحشاء پر فرماتا ہی
 ینہی عن الفحشاء و المنکر الغرض کل آیات اور روایات اور امر و نواہی کا
 مدار اوپر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ہے اور بنائی دین اسلام اسی پر قائم
 کی گئے پس مضمون اس فقرہ کو سچ اسلام پر کندہ ہوئے جاتی ہے مگر حضرت اہلسنت
 کو محبت حضرات ثلاثہ میں اسکا کچھ میل نہیں ہے نعم حب اشییٰ یمے وصیتم حالانکہ اس
 راوی کذاب نے واسطی انہما فضیلت عمر ابن الخطاب کی بعد قصہ قد رسول اللہ کے
 جو آخر قصہ ما طلب ہی عبارت قاضی ابن الخطاب و قال دے یا رسول اللہ صبر

عشق ہذا الفاسق فقال رسول اللہ ما یدر یک یا عمر لعل ابہ طلع علی الی بد الخ بانی
سب تا کہ لوگ جانیں کہ حضرت عمر ایسے بہادر تھے اور حمایت دین میں مستعد تھے کہ
ہر وقت قتل منافقین پر لوگوں کی سچی رہتے تھے شاید ایسی باتوں سے عیب سراپا کار
دشمنانِ پشت وادوں بکفار کو چھاپوے بعد اسکے فقرہ اَعْلَمُوْا مَا شِئْتُمْ جَا یَا ہے تاکہ حقا
حضراتِ ثلاثہ کی حرکات منافقانہ سے قطع نظر کر کے انکو ہستی قطع نہمین منسل
اس سے کہ بعد تصدیق رسول خدا کی عدم نفاق حاطب پر حاطب منافق کہنا کفر ہے اور
ہے اور تکذیب رسول اللہ عین کفر و الحاد ہے اور کفار کے حق میں خداوند تعالیٰ
فرماتا ہے لَا یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰی یَلْبِغُوْا الْحِلَّ فِیْ سَعَةِ الْحِیَاطِ یعنی نہ داخل
ہونگے بہشت میں یہاں تک کہ سما جاویں اونٹ بیچ سو ران سوزن کے بنا براسکی عمر کا
بہشتی ہونا موقوف ہوا اور پر سما جائے اونٹ کی سو ران سوزن میں پس بہشت قطعی
ہونا کمان سے ثابت ہوگا تعجب ہی کہ جس بزرگ کی صحابیت پر لوگوں کو فخر ہے اسکی
شان میں تو جناب باری فرمادی کہ فاستقم کما احوت یعنی جسطرح پر تو حکم کیا
جاتا ہے اوسیطرح پر قائم اور ثابت قدم رہ اور فرمادی اِذَا لَا ذِقْنَا لَکَ ضَعْفَ
الْحَبْوَةِ وَضَعْفَ الْمَسَاتِ یعنی تو اگر اوسے فیصل طرف کفار کے کرنا تو ہم دفاعِ خدا
دنیا اور دنیا عذابِ آخرتہ جگہ چکھاتے اور فرمادے لَانِ اِشْرَکَ لِحَبِطِ عَمَلِکَ
یعنی اگر شرک بخدا لائے گا تو کل اعمال خیر پرے ساکتا ہو جانیں گے الغرض شان
پیغمبر میں تو خداوند تعالیٰ یہ مختیار فرمادے اور صحابہ کرام اساطیق العنان گستہ ہوا
اور طبع العذار کر کے کہ فرمادے اَعْلَمُوْا مَا شِئْتُمْ یعنی جو کفر اور زندقہ اور شایع اور
قباح تمہارا جی چاہے عمل میں لاؤ تھے کہہ مواخذہ نہیں ہے تم مرفوع القلم کر دی گئے

خدا جانے کہ حضراتِ اسنت کی عقل پر کیسے پردی پڑے ہیں کہ کہ نہیں سمجھتی کہ ہم کیا
 کہتے ہیں اور آل اس کلام سرِ ایلام کا کیا ہے فذسحم فی سکر سحم یعصوب
 اب یہ بات بھی سن لینی چاہئے کہ بعض علمائے اسنت کو کہ سیوقت بہوشی اغفلت
 سے فی الجملہ اتنا قہموا ہے اور شالیج اور قبایح اس کلام ایلام پر کچھ تنبیہ ہوا ہے تو وہ
 اس غیبت کی تاویل کی فکر میں پڑے ہیں اور مثل نانہ عشا یا تہ یا ون مارنا شروع
 کیا ہے پنا سچ طبعی شریع شکوہ میں فراتے ہیں قولہ محمد فرشت کلم الخ ہزہ فی
 الآخرۃ اما نے الدنیا فلو تو تہ علی احسنہم جدا وغیرہ اتم علیہ واقام رسول اللہ
 علی سطح حد الفریۃ وکان بذریۃ انتہی یعنی وعدہ مغفرت عام نہیں ہے دنیا اور
 آخرت سی بلکہ مخصوص باختر ہی پس اگر توبہ ہر طرف کیسی اہل بدر سے
 کوئی حد وغیرہ یعنی تفسیر تو نمایاں ہے کہ چاہیے کہ جناب رسول خدا صلی علیہ وسلم پر حد
 قدوت حضرت عائشہ جاری کے حالانکہ اہل بدر سے تھا لیکن اس تاویل سے
 کہہ فائدہ نہ دیا سلئے کہ اغتربت اور امر بالنعشاء وعلو کوا مشتمل کما بحال خود ہوا
 غایط الامر یہ ہے کہ اہل بدر افعالِ قبیمہ کو نظر حاکم شرع سے بجا کر کین تا دنیا کی
 عذاب سی بچ جائیں اور آخرت کا تو انکو خوف ہی نہیں ہے طرذیر ہے کہ بعد
 اسکی خود فراتے ہیں فعلی حاطب کان کبیرۃ قطعاً لا یتقینن ایداء النبی لقولہ ان
 الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ ولا یجوز قتلہ الا ان یکفر بہ انتہی یعنی فعلی حاطب
 گناہ کبیرہ تھا اسلئے کہ تقصیر ایدای رسول تھا اور جناب باری فرماتا ہے کہ جو لوگ
 خدا اور رسول کو اذیت دی ہیں لعنت کی ہے خدا نے اوپر اور قتل اور سکا جائز نہ تھا
 اسوا سطلے کہ فعل کبیرہ موجب کفر نہیں ہے الغرض شارح صاحب جب اقول کہ کرتی

میں فعل حاطب کی کبیرہ ہو نیکا اور مواخذہ دنیویہ کا اور سپر عوی علی مرفوع ہو اہل ہر
 قریب ہو گیا اسکے کہ مواخذہ دنیویہ ثابت ہو باقی رہا کلام مواخذہ آخرت میں پس
 جس دلیل سے فعل حاطب کا کبیرہ ہونا اور قابل مواخذہ دنیویہ ثابت کرتی ہیں
 اسی دلیل سے ہم قابل مواخذہ آخرت ہونا بھی ثابت کرتے ہیں اسلئے کہ مؤیدان خدا
 و رسول فقط ملعون اور موطرو فی الدنیا نہیں ہیں بلکہ بناب باری زمانہ ہے ان الذین
 یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ واللہ یا ولا حق کو جو شارح مشکوٰۃ کہا
 کئے اور او کی انکار سے جی چرا گئے یہ فقط اسلئے تھا کہ یہی جواب سی عاجز تھے کہ لا
 یخفی اب ایک و دوسرے سی صاحب کلام سنے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہما
 فرماتے ہیں وقد استشكل قوله اثمتم فان ظاهره لا باحوذ وهو خلاف عقیده الشرع
 نیفۃ اشمال واقع ہے قولہ اثمتم من اسلئے کہ ظاہر اس قول کا دالت
 اور پر اباحت کی رکنا ہے جو مذہب کفر والحادی فرقہ اباحتی ہی اور خلاف شرع ہے پھر
 فرماتے ہیں کہ اجیب بانہ اجاب عن الماضي اسے کل عمل کان لکم فہم منفہ و سال
 ویؤیدہ انہ لو کان کما یستقبلہ من لعل لم تقع بلفظ الماضي ویقال ساغفرہ لکم بقیۃ
 بانہ لو کان لما مضی لہ حسن الاستدلال بہ فی قصۃ حاطب یعنی جواب دیا گیا ہے
 اشکال لزوم اباحت کا بنیوہ کہ قد عفرت لکم اخبار بن زائد ہنی سے یعنی
 جو اعمال قبضہ زمانہ گذشتہ میں متھے ہوئی تھے وہ بخش دیئے گئے اور یہ جواب ہی
 ابن جوزی کا علمائے المسنت سے پناہ دوسری مقام پر اسلئے تفسیح کے ہے کیا
 اون کی تائید کرتی ہی ہر جاب یہ بات کہ اگر دامت اعمال مستقبلہ کے ہوتا تو بلفظ ہنی
 نہ بیان کیا جاتا اور یہاں سے قد عفرت لکم کے ساغفرہ لکم ہوتا پر خود ہی فرماتے ہیں

کہ اعتراض کیا گیا ہے اور اس جواب کی بدینہ کہ اگر جی کے واسطے ہوتا تو میں
 نہ تو اسد لال لانا ساتھ اسکے قصہ مطاب میں یعنی فعل طاب نہ ہی عن الیہ تہا بلکہ متصل
 علیہ ہیں تاہم غفرت لکم میں داخل نہیں ہو سکتا بخدا کہتا ہے کہ علاوہ اس اعتراض
 کی اس جواب کو اباحت اعملاً اما شتم سے بھی کچھ نہایت نہیں معلوم ہوتی ہے مگر
 یہ کہ کہا جائے کہ شتم سی افعال قبیہ نظر بوجہ مغفرت مراد لگی تھی اور بے مغفرت
 محض بزمانہ گذشتہ ہوئی تو اب اعملاً اما شتم سی ضروری کہ افعال حسنہ مراد لگے
 جاویں لیکن اس صورت میں مضمون مرفوع الظنی اہل بدر بالکلیہ جمل ہوا جاتا ہے اور
 عرق ریزان حضرت اہل بیت کی بار و ترک فی حقیقی قد غفرت کہ صیغہ واسطی مانے
 کے ہی اور زبردستی بلا ضرورت داعیہ اوس سی سننے مجازی استقبالی تاویل تحقق وقوع
 مغفرت حتی مراد لیتی میں خاک بن ملی جاتی ہیں بعد اسکی حضرت عسقلانی دو جواب
 اباحت اعملاً اما شتم سے یون دیتی ہیں وقیل ان صیغۃ الادنی قولہ (اعلموا) للترغیب
 والتکریم فالمراد عدم المواجهۃ بالیصد شتم بعد ذالک انتم تفتوا بذلک لما حصلت اہم من الحالۃ
 العظیمة الّتی اقصت مغفرتہ فوہم السابقۃ واما ہوا لان یغفر اللہ لہم الذنوب التلاحقۃ ان
 وقت اسی کلمہ ملتوہ بعد ہذہ الواقعة من امی علی کان فہو مغفور یعنی کہا گیا ہی کہ صیغہ
 امریچ اعملاً کے واسطی تعلیم اور تکریم کے ہی پس مراد عدم مواجهہ ہی اونی اوپر
 اوس پھر کے جو اونے صادر ہوا بعد اسکے اور تحقیق کہ خاص کئے گئے ہیں وہ لوگ
 ساتھ اسکے بچت حصول ایک مالت عظیمہ کے واسطے انکی جو مقنی مغفرت گناہان
 سابقہ ہوئے اور اہمیت بہرہونچائی اوہوں نے واسطے اسکے گناہان لاحقہ
 بھی انکی بخشے جاویں اگر واقع ہوں میںے کل کل تمہاری بعد اس واقعہ کی جس قسم کے

عمل میں ہوں وہ بے مغفور ہیں بندہ کہتا ہے کہ عجیب کلام لہجہ اور پوچ ہے کہ بسکا کچھ
 فصل نہیں معلوم ہوتا ہے اسلئے کہ اگر غرض یہ ہے کہ اَعْلَمُوا مَا شِئْتُمْ مَحْضًا واسطے
 تعظیم اور تکریم کے کہا گیا ہے لیکن جو اعمال قبیحہ اور نئے سرزد ہونگے کہ سپر نہ واخذ کیا
 جاوے گا تو آئینہ شک نہیں کہ اباحت کا جواب ہو گیا لیکن مرفوع لفظی اہل بدر کی بالکل
 اہل ہو گئی اور مایہ فخر و مباہات فضائل اہلسنت بالکل خاک میں مل گیا اور اگر غرض یہی
 کہ یہ تعظیم موجب عدم مواخذہ برافعال قبیحہ آئندہ ہے جیسا کہ آخر کلام میں فرماتے ہیں
 کہ کل عمل تمہاری جس قسم کے ہوں میں سے خواہ کفر و تفاق ہو خواہ شرب خمر ہو خواہ زنا با
 مادر و خواہر و سب مغفور رہے پھر اباحت میں کیا باقی رہا اور مذہب اباحیہ اور مذہب
 اہلسنت میں اس بات میں کیا فرق ہوا اور رفع اشکال اباحت بسکون خلاف عقیدہ شرع
 فرمایا تاکہ نہ کہ ہو ابعد اسکے جواب ثالث کی تقریر یوں بیان فرمائی ہیں وقیل ہے
 بشارۃ بعد م وقوع الذنوب منہ وفيہ نظر ظاہر کیا سیاتی فی قصۃ قدامہ بن مطعون عین
 شرب الخمر فی ایام عمر و مجرب سبب ذلک فرأی عمری المنام من یا مرہ مبصا تحتہ کان قد اتہ
 بدر یا یعنی جواب اشکال اباحت میں بعضوں نے یوں کہا ہے کہ مراد اَعْلَمُوا مَا شِئْتُمْ
 سے بشارت دنیا ہی اس بات کی کہ بعد از واقعہ بدر اہل بدر سے کوئی گناہ واقع ہی
 نہ ہوگا بلکہ جو فعل اوہنی واقع ہوگا وہ حسن ہی واقع ہوگا پھر خود فرماتے ہیں کہ اس جواب
 میں اعتراض بہت ظاہر ہی جیسا کہ اوگیا قصہ قدامہ بن مطعون میں کہ اوسنی شراب لے
 اور حضرت عمرؓ نے اوس سے ترک طامات کی پس خواب میں دیکھا کسی شخص کو کہ خلیفہ مساکین
 کو حکم کرتا ہے کہ تم قدامہ سے مصالحہ کرو اور تھا قدامہ اہل بدیوسی بندہ کہتا ہے کہ یہ
 جواب سب سے زیادہ پوچ ہی کہ جسکو من حیث اللفظ ہی قد غنرت لکمی کچھ واسطہ

نہیں اور علاوہ شراب خوار ہی قدر اس کی افک حضرت عائشہؓ سے سرزد ہوا
 اور انہما را سر رسول اللہؐ جو شل عایشہؓ و حفصہؓ کے حاطب سی ہوا کہ جبکو طبیی صاحب
 فی ایذا سے رسول اللہؐ کا اور اس کے حق میں ایہ لعنہم اللہ فی الدنیا و الاخر
 رٹھا اور خود خدا شہادت بعض اہل بدر کی دنیا طلبی پر قبول خود تردید و ن
 عرض اللہ دنیا دیا ہے اور مستکوفیا اخذ تم عذاب عظیم سی ڈرانا ہے یہ سب
 افعال اہل بدر کی مجیب کی نزدیک حسن تھے تو یہ فعل قبیح کسا نام ہے اور حکم
 بمصالحہ شراب الخمر و بنی امیہ و شیطان کے اور کون ہو سکتا ہے اس سے
 الشیطان یفر من ظل العمر کی بھی خوب تصدیق ہو جاتی ہے بہر کیف اضطراب
 علمائی اہلسنت اور ہاتھ پاؤں مارنا اور نکالنا و ایل روایت میں دیکھنا چاہی اصرار
 اسی روایت سی جو کی سطح بنائے سی نہیں بننے سے فرقا تا فلک و دوائیچہ لانا اور
 حضرات ثلثہ کا بہشتی قطعے ہونا اس سے ثابت کرنا نہایت تعجب کا مقام ہی لازم
 تھا کہ پہلے اس خبر کے جو اقوام احادیث قطیعت ثابت کرتے پہر قطیعت کوئی ایسے
 مسنون کی جو خالی از اعتراض ہوں ثابت کرتے تب بحث امین کرتے کہ قطیعت
 بہشتی ہونی ثلثہ پر اسکو دالات ہے یا نہیں اب ہم رابعاً علی الترتیل و بفرض محال
 کہتے ہیں کہ یہ روایت منیہ صحیح ہے لیکن خود اہلسنت اسکی تاویلات کرتے ہیں
 اور اپنی عموم پر باقی نہیں رکھتے اور تخصیصات و دراز کار لگاتی ہیں جیسا کہ ابھی
 ہم نے بیان کیا کہ کوئی صاحب مخصوص آخرت کرتے ہیں اور مغفرت دنیا سی ہاتھ
 اور ثباتی ہیں کوئی صاحب مخصوص بزمانہ ہستی کرتے ہیں کوئی صاحب مخصوص
 بہ شریف و تعظیم کرتے ہیں کوئی صاحب مخصوص بافعال مستہ کرتے ہیں تو اگر

شیعہ ہی اس روایت کو مخصوص بحسن ایمان و حسن خاتمہ کرین تو کیا قباحت ہی لیکن
 حضرات ثلاثہ کے نہ ایمان ہے کی شیعہ قایل ہیں نہ خاتمہ باخیری ہو سکے پس اونکا
 بیشتر قطعی ہوگا اس روایت سے ہرگز نہ ثابت ہوگا فرقہ یہ ہے کہ مثل اسکے اور بھی
 روایتیں حضرات اہلسنت کی صحاح کماں مقام میں موجود ہیں چنانچہ صحاح المکتب قبل
 کتاب المبارکی صحیح بخاری میں بروایت ابی ہریرہ موجود ہے قال سمعت رسول اللہ
 قال ان عبدا اصاب ذنبا ورتبما قال اذنب ذنبا فقال رتب اذنب ورتبما قال
 اصب ذنبا و اغفرہ لی فقال رتبہ اعلم عبدی ان لا رتبہ اغفر الذنب ویاسند
 بغفرت بعدی ثم کث ما شاء اللہ ثم اذنب ذنبا الی ان کثر المقال ثلثا فسال
 فی المرتبہ الثالث قال اللہ غفرت بعدی ثلثا فلیعل ما شاء ثم حصل یہ ہے کہ کما
 ابو ہریرہ نے کہ جناب رسول خدا فرماتے تھے کہ ایک بندہ فی بندگان خدا سے
 ایک گناہ کیا پس کہا خداوند گناہ کیا میں نے پس بخش تو دعا ملی میرے پس فرمایا
 جناب باری نے کہ جانا میرے بندہ فی کہ او سکے واپس ایک رتبہ ہی کہ گناہ کہ
 بخش ہی دیتا ہے اور گناہ پر مؤاخذہ بھی کرتا ہے مئی بخشا اپنے بندہ کو تہر بعد
 روز کی پہر گناہ کیا اور پہر اوس طرح سے کما اور خدائی سے اوس طرح سے فرمایا اور بعد
 چند سے پہر گناہ کیا اور پہر اوس طرح سے کما پس مرتبہ بالشد من حد فرمایا ہے کہ
 میں نے اپنے بندے کو تین مرتبہ بخشا اب او کو اختیار ہے کہ جو چاہے سو کرے پس
 اس حدیث میں فلیعل ما شاء رسل اعلموا ہشتم کے ہی بلکہ اس سے بڑا ہائی کہ وہ ان
 تو صلہ ایک کا اخیر من اباحت فواحش کی گئے تھی اور بیان تو بعد چند گناہ بنادور
 چند تو بیشکنینوں کے مرتبہ فرج تعلیمی ملا اس قسم کے روایتوں کو تصحیح کرنا اور پہر اوپر

ظاہر کی توجہ کرنا بخیر بینی کے کاروبار میں ہے اور غیب غیب
دوسے العقول کی کوئی دوسے عقل مرفوعہ اسلمی کے ذمی عقل کی پسندین کر مکن ہی
اور اسی سبب ہی عقلانی تاویل اہل مائشنت میں فرماتے ہیں معنہ ماؤنت تذب
فتوت غفرت لک یعنی سننے اسکے یہ ہیں کہ جب تک تو گناہ کر کے توبہ کر چکا ہیں
نہ تو گناہ کو جس سبب احادیث میں علامہ الشیخ ت کو شرط توبہ کر میں تو کہون ہین حدیث اہل بدین
شرط توبہ کرنا کہ مثل یہ کہ تلم و دھانہ سادگی بالجمہ چونکہ مطمح نظر اہل سنت اثبات مخرج الفطر
اسماء تلمہ ہی ادسنے تاویل حدیث میں پیر بن نہیں پڑتے ورنہ تاویل اسکے کوئی
اور دشوار نہیں ہے اسلئے کہ غفرت کو اوپر معنی تبتہ مانہی کے محمول کریں اور غلہ
ہائے ہم سی افعال سنہ آئندہ مراد لین یعنی خدا فرماتا ہے گناہان سابقہ مومنین کو
نیئے بخش دیا آئندہ چاہئے کہ اعمال نہ مل میں مومنین اور مثل سابقہ کی مولد
اعمال قبیمہ میں اپنے تین گرفتار کریں اور مناسبت و میناسبت اس طرح ہی ہوتی
ہے کہ جب عمری تکذیب رسول اللہ کے حاطب کو نہایت کہا اور اسکی گردن کاٹو
پرستہ ہوئی تب جناب رسول اللہ نے مغفورت سابقہ حاطب کو کہ مومن تھا
یاد دلوائی اور فرمایا کہ خدا جن مومنین کے گناہان گذشتہ سی درگزر ہے
اور آئندہ کو حکم کیا ہے کہ مراقب اپنی احوال کے رہیں اور اعمال قبیمہ سے ہاتھ
اٹھادیں ایسے لوگوں کو تکذیب صحیحی رسول اللہ کے تو کیوں بددستی منافق
بناتا ہے اور اس سے نہیں لازم آتا ہے کہ جب کافق اور شقاق بدلائل قطعیش
حضرات تلمہ کے ثابت ہو جائے اوکو بھی کوئی منافق نہ کہ اور جبکا اصرار اور عدم
توبہ یا یہ ثبوت پہنچا اوکو بہت ہی قطعہ جائزہ اسکے اور بھی توجہات ہمارے

علماء فی بعض منزل بیان فرماتے ہیں کہ کائنات کیسے قولہ اور تفسیر خلاصۃ المنہج
 میں لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ بدربان راودہ مغفرت داد و اقول ہم آپ کی تفسیر
 کائنات کرین جو عبارتیں آپ خلاصۃ المنہج سے نقل فرماتے ہیں ہم ہرگز
 اسکو مطالبہ صل نہیں پاتے ہیں ہمارے پاس : نسخہ تفسیر خلاصۃ المنہج کی موجود
 ہیں ایک قلمی ایک چھاپہ ایران کہ جو مشائخ میں چھاپا ہے کہیں اس عبارت کا تپا
 نہیں ملتا معلوم نہیں کہ آپ کس تفسیر خلاصۃ المنہج سمجھتے ہیں کہ جس سے یہ عبارتیں
 نقل کیا کرتے ہیں خلاصۃ المنہج میں آخر روایت حاطب میں یہ عبارت لکھی ہوئی
 ہے پیغمبر ﷺ سو دنا اور از مسجد بیرون کنند مردمان اور امیر و مذہبی و خشن
 و آواز پس میگفت و رسول خدا ﷺ میگفت شاید کہ بروے رحم کند چون
 مسجد رسید رسول فرمود تا اور آواز گردانید پس حضرت اور اتوبہ داد و حق تعالیٰ
 این آیه فرستاد و یہی عبارت خلاصۃ المنہج کے آئینہ میں خطاب مستطاب
 ہے نہ کہیں علماء ماہ ششم کا باب ہی یہ آپکا حقیقی جواب ہی آیت علی التلزل اگر یہ
 عبارت خلاصۃ المنہج کے ہو تو یہ ترجمہ اوست حدیث صحیح مسلم اور بخاری کا ہے
 جسکا جواب تفصیل ہم آپکو بھی دے چکی ہیں قولہ پس جب پیغمبر ﷺ کی زبان
 مبارک سے اقول : پیغمبر خدا کی زبان مبارک سے تو ہم نے کچھ نہیں سنا کہ آپ کی زبان
 مبارک سے سنتے ہیں کہ میں لکھتا ہوں ہے بے سرو پا باتیں کہتے ہیں بکے
 کائنات کیسے گا ہم ہی آپ کے خدا تعالیٰ کو بلکہ آپ کے لئی ہر وقت کفش بردارے
 کہ حاضرین قولہ خدا کا انکی نسبت علماء کثرت ثابت ہوا اقول قرآن میں تو
 کہیں نہ ملتا : شتم نہیں ہے اور اگر ہے تو محمدین کے شان میں ہے

علولاً شتم انہ بما تعلمون نصیباً پس اگر کسی کو ثلثہ کے شان بن گئے تو ہم بھی
 تسلیم کرتے ہیں اور سوائے اسکے جو اعلیٰ صلیح مسلم اور بخاری میں ہے گو آپ اسکو
 کتاب الباری سے پڑھ کر سمجھیں مگر ہم زندہ و پارہ زندہ زشتی بدتر جانتے ہیں اسلئے کہ
 استدراقات خدا اور رسول پر تو شاید او میں بے نہوگی قولہ کو شہ
 را قول شک و شبہ آپ ہی کو ہو گا کہ کو تو انحضرات کی دوزخی قطعی ہو چکا یقین ہے
 قولہ ای باروہم اتیک نہیں سمجھتے قول آپ رتے دم تک سمجھیں گا جب بدلنے
 سمجھ ہی نہیں دی ہے تو کمان سے سمجھیں قولہ کہ حضرات شیعہ کی مذہب کا مدار
 کس پر ہے قول حضرات شیعہ کے مذہب کا مدار غاصبین خلافت اور غاصبین
 مذک پر برآ کر نے پہی قولہ تو صحابہ کی فضیلتوں سے بہرہ واپس ہے قول اور
 منافقین صحابہ کی ردیلتوں سے ہی بہرہ واپس ہے قولہ او میں ہی انہیں کے
 صفات کا تذکرہ ہے قول او میں ہی منافقین بذات کا ذکر ہے قول
 انہیں ہے انکی خوبیاں بیان قول انہیں سے منافقین کی بدذاتیوں اور
 نکو امیوں کا بیان ہے قولہ تو انہیں ہی انکی فضائل کا ثبوت ہوتا ہی قول
 غلط محض ہے بلکہ ثلثہ کے رد اہل کا ثبوت ہوتا ہے قولہ او کیسی منہ حضرات
 چاہتی ہیں قول نہ ایسی چاہتے ہیں کہ جسکو ہم مانتے ہیں اور محبت جانتے
 ہیں نہ منہ خرافات صلیح مسلم و بخاری و ترمذی و ابن ماجہ و ابن داؤد و نسائی کہ
 جسکو صحاح ستہ کہتے ہیں قولہ کیسی دلیل چاہتے ہیں قول ایسی دلیل
 چاہتے ہیں کہ جسکی عقل عطا باور کر سکے ایسی دلیل پوچھ کہ جسکے توجیہ میں
 تمہاری علماء خود غوطے کھاتے ہیں اور ہاتھ پاؤں مارنے ہیں مگر کہہ نہیں

پڑنے قولہ صل ہی اقول مسم بدھلون کے صل بول سے خوب ثابت
 ہو چکے اگر کچھ بھی اصالت کا اثر ہو تا تو راہنصرہ اختیار کی جاتی قولہ جب
 ایمان اور انصاف ہے نہیں ہے الی قولہ پرل ہے اقول جب حضرات
 اہلسنت میں ایمان اور انصاف ہی نہیں ہے اور پیروی منافقین صحابہ
 ثلثہ منظور نظر ہے ہی تو پس کہو نہ کہ اپنے بھار کے پیروں اور چہی مرشدوں
 کی سکھائی ہوئے عقیدہ و نگو چوڑین افسوس ہزار افسوس کہ بارہ سو
 برس گزر گئے اور ادون بعینون متفقون کے ہڈیاں مٹ گئے خاکستر
 ہو گئیں مگر جو کچھ وہ اپنے سنہیوں کو سکھلا گئے اوسکو وہی نہیں بھولتے اور
 جس راہ پر وہ اپنے مریدوں کو چلا گئے اس سے نہیں ہٹتے ہزار ہزار کوٹے
 سہماے لاکھ آئین اور حدیثیں دکھائے مگر آپ نے اشال یہودی بغدادی پیر پران
 بے پیر اور دھنگی پیر وان مضلان بے توقیر کے قول کے رو برو ایک پر ہی نظر
 نہیں کرتے کلام اللہ کی تاویلین کر دین حدیثوں کو ابو ہریرہ کے نام بنا ڈالین
 اماموں کے قول کو رد کر دین مگر اپنے اجداد و ناسد کے باتوں کو نہیں
 بھولتے جس عقیدہ کو خیال کیجئے اوس میں اونہیں لوگوں کے تعلیم کا اتنا اثر ہے
 جس مسئلہ پر غور کیجئے اتنا اونہیں کہ جنہوں نے بی بیوں کے قول پر عمل ہے و نعم
 امتیل سے لب زہر و دل آہ ہے کہ دہشتی دارے نفسہنی سر اسے کہ
 دہشتی دارے حضرت سلاست یہ جواب ترک کی بہ ترک ہی آپ غموش
 نہ ہوئے آپ نے اس مقام پر تہذیب اخلاق کو بالاسے طاق رکھ کر ایک
 ملعون یہودی کو شیخوں کا جہد امجد بنا یا ہے یہی طالب النحل بالحل باد کا

جواب دیا کہ تین تہاں مکمل کرنا دشوار ہے اور اگر میں ایک تو یہ کہ ہم شروع
کتاب رد متیبہ میں آپ کی ثابت کر چکے ہیں کہ شیعیان علی بن ابیطالب مذہب
اہل بیت طہارت کہتے ہیں اور اسکے بڑے بڑی علماء آپ کے مذہب کے
مثل تفتنازانی اور ابن اثیر جہد زری اور شہرستانے سب مقہورین تھے آپ
نی شیعیان علی بن ابیطالب کو شیعیان عبد اللہ بن سبا بدلیل و
برہان کیونکر گستاخ آپ پر باختموس آپ کے خدمت میں کچھ گستاخی نہیں کر سکتے
ہیں لیکن جس نے آپ سے کذب و افتراء کیا کہ اہل تشیع عبد اللہ بن سبا
کو اپنا پیشوا جانتے ہیں اور اسے کی تمام باطلہ پر عمل کرتے ہیں اسی سے
ہم مخاطب ہو کر کہتے ہیں کہ اسے شخص کذاب اگر تو حلال زادہ ہے تو مستند
کتاہوں سے قطع نظر کر کے کہ بغیر سند ہی کتاب میں شیعوں کی
و کہلادے کہ کوئی لفظ کوئے روت شیعوں نے عبد اللہ بن سبا سے نقل کیا
ہو یا یہ تملان عقل ہے کہ کوئی شخص کر سیکو اپنا پیشوا جانی اور پھر اسکی اقوال اور
عقائد اپنے دین و ایمان کے کتابوں میں نقل نہ کرے پس یہ فترے کذاب یا
اپنے دعویٰ کو کسے دلیل سے ثابت کری یا وہ گوئے اور افتراء پر دازے
سے باز آوے دوسری ایک نقل مشہور ہے کہ ایک روز مجلس عالمگیر بادشاہ
میں رافضیوں کے باپ پر تبرایت اتفاق کوئی شیعہ طریف
بھی حاضر مجلس تھا اور نے آواز بلند کیا کہ محمد بن ابی بکر رضی بود کل
اس مجلس نے نبی غور و مامل کیا کہ بہ پرش لعنت غرض نقل ہی اس
محکات کے یہ ہے کہ آپ صد رکتاب میں اس کا اظہار کر چکے ہیں

کہ ہمارے آبا اور اجداد سب شیعوں تھے پس اس صورت میں جب آپ
 ایک یہود سے طعون کو سب شیعوں کا وادہ بنا یا تو قطع نظر اسکی کہ
 وہ آپ کا بھی لکڑوا دیا ہوا آپ کو اس قدر ناخلف اور حقوق آبا اور اجداد
 مناسب نبھتا اور اگر فرمائیے کہ کمال ناصن اشعی از ابا رہے ہمنے اپنی
 تین اونکے نبوت سی حناج کر لیا ہے تو پھر شروع کتاب میں
 اپنے تین ابن سید ضامن علی غفرہ اللہ کیون کہ اس اور بعد از خروج
 بن لہزمہب استقامت ابو خنیفہ کے جس میں لفظ منزلون ہن مڑوی چلنا
 ہے آگہی افغان کے تحت نبوت آپ کے کہ میں یا نہیں اگر ہو گئے ہیں
 تو ضرور ہی کہ ایک ہشتھار یو جی تاکہ لوگ آپ کو ابن سید ضامن سے
 نہ کہیں بلکہ ابن فلا نے خان کہیں اور آگ آپ کی کیو ابھی تک باب نہیں
 بنایا تو مشکل ہے کہ قیامت تک آپ بن پیکے کہلائیں گے جناب والا یہ پرمانی
 کی بات نہیں ہے قدیم سے یہ ہوتا چلا آیا ہی دیکھئے عجب عاریت سے
 نبوت زید کا انکار کیا تو جناب رسول خدا انی او کو اپنے نبوت میں داخل
 کر لیا اور اسی طرح جب محمد بن اسلم بکری اپنے باپ سے انکار کیا اور
 ستائیں عثمان بن شداد کہ ہر گئی تب جناب امیر علیہ السلام فی او کو
 اپنی نذرندی میں لے لیا اسی طرح آپ سب کے یکساں فرزدی میں در آئی
 اور چونکہ آپ کو مذہب اہلسنت پسند آیا ہے اور بڑی کرنے افغانان
 تو ران ہیں تو مناسب یہ ہے کہ اوہیں کے فرزند ارحمت بنی ہلا سے
 راہی ناخص میں جو مناسب معلوم ہو اپنے عرض کیا آئیہ آپ کو مستیار ہی

قال القاطب المقام ہوا السبل السلام چوین آیت والذین آمنوا وھلجوا
 وجمعدوا فی سبیل اللہ والذین ان ولانصر والولتکھم المؤمنون حقاً لھم مغفرت
 اور فرمائی کہ اس آیت کی معنی یہ ہیں کہ جو لوگ ایمان لای اور جنھوں نے ہجرت کی اور خدا کی راہ
 میں جاو کیا اور جن لوگوں نے جگہ دی اور مدد کی وہی چھٹی ایمان والی ہیں اور انکی مغفرت اور
 رزق باکرامت ہی اس آیت پر ایمان لایوالی مہاجرین اور انصار کی ایمان اور اسلام پر کچھ
 شبہ نہیں کر سکتی اور انکی مغفرت اور چھٹی ہونیمین کچھ شک نہیں لاسکتے اہل علی کرب اللہ جل شانہ خود
 تصدیق فرماتا ہی کہ جن لوگوں نے ہجرت کی اور اپنی گمراہ کو چھوڑا اور جنھوں نے پیغمبر صاحب کلام
 ہجرت کر لیا اور انکو اپنی گمراہ نہیں جگہ دی اور انکی مدد کی وہی سچی مسلمان اور سچی ایمان لایوالی ہیں
 اور مغفرت اور رزق کریم انکی حصین ہی پس خدا کی ایسی شہادت کو سنکر کوننا شخص ہوگا کہ
 مہاجرین اور انصار کی ایمان میں شبہ کری اور انکی مغفرت میں کلام کرے شیعیان عبداللہ
 ابن بابکوفہ اس پر حجاجا ہی کہ جب اللہ جل شانہ مہاجرین و انصار کی ایمان کی تصدیق کرتا
 ہی ہا وہ انکی حق میں شہادت اولیٰکھو المؤمنون حقاً کی دیتا ہی اور انکی شانین
 لھو مغفرت و رزق و کھو فرماتا ہی پھر کیونکر انکی دلیمن ایسی پاک لوگوں کی طرف سے شبہ
 ہوتا ہی اور کھو اس طرح انکی زبان سے ایسی شخصوں کی نسبت کفر و فحاشی کا کلام نکلتا ہے کبریت کلمتہ
 تخرج من افواھم اگر کسی کو شک کلایت اور انصار کی شانین نہیں ہے
 جسکی نسبت حضرات شیعیہ ایک اعتقاد نہیں کہتی اہل علی ہم فیفسر جمع البیان سے جو معتبر تفسیر مائتہی
 ہی تفسیر اس آیت کی کہتے ہیں جسکو شک ہو وہ صفحہ ۵۲۴ تفسیر مذکور مطبوعہ مطہران شہر عجم کو
 دیکھ لی مفسر موصوف کہتا ہی کہ خدا فی ہر ان آیتوں میں مہاجرین اور انصار کا ذکر کیا اور انکی
 شانہ و صفت بیان کی پس خدا کی اس قول کا والذین آمنوا وھلجوا وجمعدوا

سبیل اللہ یہ مطلب ہی کہ تصدیق کی اونہوں نے خدا کی اور رسول کی اور ہجرت کی اپنے گھروں اور وطن سے یعنی مکہ سے مدینہ کو اور جہاد کیا اونہوں نے خدا کی دین کی ترقی کے لئے اور والدین اور اولاد و نصیب والی یہ معنی ہیں کہ جبکہ وہی مہاجرین کو اپنی گھروں میں اور مرد کی پیغمبر کی اور اولاد کے ہم الموصوفہ حقا کا یہ مطلب ہی کہ وہی لوگ سچے مسلمان ہیں اس لئے کہ اونہوں نے اپنی ایمان کو ہجرت کر کے اور مدد و دیگر ثابت کر دیا ہے تفسیر کو کہہ کر اگر حضرات شیعہ مہاجرین اور انصار کی فضیلت کا اقرار نہ کریں تو سوای غضب اور ضلالت کی کیا تصور کیا جاویگا اگر حضرات بمقابلہ ایسی صحیح ائمہ تون اور ایسے صاف بشارتوں کی ایک دو آیت ہی قرآن سے نکال لیں کہ وہ کلامی اور مدحیہ ہم فی ان کے فضائل اور درجات کو کلام اٹھسی ثابت کیا وہ قرآن ہی کی سند سے لاؤ گی ایک ہی بڑائی کا ثبوت پہنچاتی تو ہم ان کو کیسے مدح و برہی جانتے لیکن انہوں نے تو کچھ ایسی بات کا ہی کہ ہم تو مہاجرین اور انصار کی فضائل میں قرآنی آیتوں کو پیش کرتے ہیں رسول کی احادیث کو بیان کرتی ہیں اماموں کی قولوں کو ائمہین کی کتابوں میں نکال کر دیکھتے ہیں اور وہی ان کو چودہ رکچہ مغتری کذابوں کی جہوٹی باتوں کو پیش کرتے ہیں باہر ادن لوگوں کی فوٹوں پر عمل کرتی ہیں جنکو اماموں نے نکال دیا اور جن پر اپنی زبان سے لعنت کی اور جنکو جہوٹا اور فہمی خطاب دیا جسکا ثبوت ہم آئندہ کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ پس انصاف کرنے والی انصاف کر سکتی ہیں کہ خدا کی کلام پر ہم ایمان رکھتے ہیں یا حضرات شیعہ اللہ قرآن کے آیات کی ہم تصدیق کرتے ہیں یا شیعیان عبد اللہ بن بابیقول لہم تک بولایۃ علی ابن ابیطالب علیہ السلام ترجمہ آیت تو تراجم قرآن سے دیکھا کہ آپ نے لکھا مگر انہوں نے کہہ کر کہی جو میری بیوی والی ہی کیسے عبد اللہ بن بابی لیتے ہیں اگر آپ کو نہیں سمجھتی جناب والا

نئی اور کچھ بھی کہ اولاً ہم المؤمنون حقا جبر ہے اوس مبتدائی حسین خدیتین
 جناب باری نے گھائی ہیں اول ایمان دوم ہجرت سوم جہاد فی سبیل اللہ پس جن
 لوگوں میں یہ تین باتیں پائی گئی ہیں انکو خدا فرماتا ہے کہ ہم المؤمنون حقا اور جو لوگ
 کہ مصداق ان صفات ثلاثہ کی نہیں وہ تحت اس آیہ کے ہرگز داخل نہیں ہو سکتے اور
 گستاخی معاف کر گزارش ہو چکا کہ آپ کے حضرات ثلاثہ ان صفات ثلاثہ سی بالکل بی بہر
 ہیں اسوہی کہ نہ حقیقت میں وہ ایمان بنیاد رسول لائی اور نہ ہجرت فی سبیل اللہ اور نہ
 جہاد فی سبیل اللہ کیا بلکہ ایمان اور ہجرت اور جہاد انکا کلمہ طبع مال دنیا تھا منکم من
 یزید الدنیا ومنکم من یرید الاخرۃ وتریدون عرض الدنیا واللہ یرید الاخرۃ
 اگر یہ طالبین دنیا ہاجرین اور انصاریہ ہیں تو کون لوگ ہیں یا ان آیہ سابقہ میں گزرا
 کہ اس رئیس طالبین دنیا حضرت ابو بکر بنی ٹکلی راہی شریف باوجود کراہت رسول اللہ کی
 وہی فیہ لینی گسارای برسی ہوئی اور خداوند باری کی طرف سی بشارت ملے کہ فیما
 اخذتم عندنا عظیم انکی شان جلالت نشان میں نازل ہوئی انرض ایمان منافقین
 کس مشاہد میں ہے جب باور اؤ کو تحت الذین امنعین داخل کرتی ہیں خدا
 منافقین صحابہ کو بدترین کفار میں شمار کرے اور فی الذمہ الکاسفل من النار
 کہی اور آپ انکو مؤمنون حقا اللہ معفرا و مغفرا کہیں جب خدا کا سامنا
 ہوگا تب ان فرخندہ تقریر و کلام اسطوط ہوگا آبی زبان و قلم اختیار میں ہی جو پاس ہے
 سو کئی تہنہ سابق میں بیضادی اور شکوہ شریف سی لکھا ہے کہ غم ہجرت میں ہجرت
 عن الشک و ہجرت عن العاصی اور ہجرت و طان اللہ میں سب نکل اور انکی نلشہ کی ہجرت
 حقیقی عن الشک العاصی اور ہجرت اللہ میں غیر سلمیٰ بلکہ ہجرت انکی بشارت خلافت

حاضر الدنیا لہذا دنیا تھی اور شرکت جہاد انکی ہی بطبع مال قیمت تھی اور وقت مجاہدہ بگنہ
 بھاگ کھڑی ہوئی اونسے کچھ مل میں نہیں آیا ان سب باتوں کا اہم ثبوت ابو جہنم آپ سے
 کی کتابوں سے کچھ کی میں اب تکرار بیجا رہی قولہ اس آیت پر ایمان لایں والی مہاجرین اور
 انصار کی ایمان اور اسلام پر کچھ شبہ نہیں کر سکتی اقول اس آیت پر ایمان لایں والی مومنین
 مہاجرین کے ایمان میں کچھ شبہ نہیں کرتے ہیں بلکہ منافقین کی ایمان میں شبہ کیا بلکہ بعض ہم
 ایمان کا کرتے ہیں اور انکی جہتی ہو نیکا شک کیا بلکہ یقین کرتے ہیں قولہ جن لو کون فی
 ہجرت کی اقول مراد ہجرت سی ہجرت حقیقی ہے جلدین تھی نہ وہ ہجرت جولدہ نیاسنی کما
 مزار اقولہ سچی اور پکی ایمان لایں والی اقول ہے اور پکی مومنین مومنین تھے نہ منافقین
 خادھین اللہ المومنین کہ وہ نہایت کچی تھے قولہ شیعیان عبد اللہ بن سبا کو سنا چاہی
 اقول حیان معاویہ و یزید کو سنا چاہے کہ جب اللہ جل شانہ مومنین کی تعریف کری تو فقہ
 منافقین کچھ کی کہ کر اوس میں داخل کر سکتے ہیں یفترون علی اللہ الکذب ولقد لعنوا
 بما قالوا تو فقہ جمع البیان اقول صاحب تفسیر مجمع البیان نے بھی مثل خدا کی مومنین
 کی کی مرح و ثنا کا ذکر کیا ہے یہ نہیں فرمایا ہے کہ منافقین کی شان میں الذین اصنعوا دل
 حاجز او جاهد والفی میل اللہ مازل ہوا ہی اور یہی نہیں فرمایا ہی کہ شیعیان منافقین
 مہاجرین اور انصار کو برا کہتی ہیں انہیں کی شانیں یہ آیت ہی حضرت والا جان کہیں مطلق
 مومن یا مہاجر یا انصار بلا قرینہ اطلاق کیا جا ہی گا تو اس سے افراد کاملہ یعنی مومنین اور
 مہاجرین اور انصار حقیقی ہی مراد ہونگے نہ منافقین مہاجرین و انصار کا بظاہر مومن تھی
 اور مہاجر تھی اور انصار میں تھے اور حقیقت میں کافر اور یہاں تو قرینہ بہت ظاہر ہے کہ
 مومنین حقیقی ہی بشر بہشت ہیں نہ منافقین کہ بشر بالذکر الاصل میں التامین قولہ

یہ مطلب ہے کہ تصدیق کی اونہوں نے خدا کی اقول لفظ اونہوں ہی کون لوگ مراد میں آیا
 ثلثہ مراد ہیں یا منافقین مراد ہیں یا مؤمنین مراد ہیں اگر مؤمنین مراد ہیں تو ثلثہ اور منافقین کو کیا
 طاعلا وہ اسکے مبتدئین ہی اور چونکہ انہوں نے یہم ہے تو جناب باری خود دفع ابہام فرمایا
 ہی کہ وہ لوگ جنہوں نے تصدیق خدا و رسول کی ایسے بقلب نہ مثل ثلثہ کہ ایمان اور خطاب
 تھا وہ تو من قلوبہم اور جنہوں نے ہجرت کی اللہین لایہ دنیا اور جنہوں نے
 جاہلی سنیل اللہ کیا نہ فی سبل اللہ یا پس جو لوگ جامع ان صفات کی ہیں جناب بارے
 او کو بشارت بخت و یغفرت دیتا ہے کیونکہ حضرت منافقین صحابہ اور ثلثہ اس تفسیر میں
 و خسل رہ گئے یا خسل گئے ایک ہی خواہش اور تمنا تو وہ خسل ثلثہ ہی کی ہوگی مگر شیعہ کب و خسل
 کرتے ہیں قولہ اس تفسیر کو دیکھو اگر حضرات شیعہ مہاجرین اور انصار کی فضیلت کا اقرار
 نہ کریں اقول اس تفسیر کو زمین صاف صاف قید تصدیق خدا و رسول موجود ہے ویکہ اگر
 حضرت الحسن علی فضیلت ثلثہ ہوں بالخصوص اور ان کو کوئی نزدیک کہ جو ثلثہ کو مصدق خدا
 و رسول سمجھتے ہیں نہیں تو سوائے طاقت اور خلاصہ کی کیا تصور کیا جاوے قولہ ایک
 و آیت ہی قرآن سی نکال کر لکھو و کلامی اقول ہم سیکڑوں مرتبہ نکال کر و کلام نے ہیں
 مگر کیا کریں کہ اندہوں کو سوجھتا ہے نہیں حضرت سیکڑوں آیات ہیں
 قرآن جو آپ نے سنا ہوگا کہ منافقین صحابہ کی شان میں ہی ہے کہ
 ہم اس رئیس حضرت ثلاثہ ہیں قولہ ہم آپ کو کسی قدر عن درجائین اقول آپ
 انہوں سے خود مصدق ہیں و دوسروں کو مصدق بنی سے کیا ہوگا قولہ ان سکو چہ چہ کہ چہ
 معنی یہ کہ انہوں کی جہتی باقون کو پیش کرتی ہیں اقول حسی ہمارا کلام از اول تا آخر
 دیکھا وہ جائز ہے کہ کہنی سوائے کلام اللہ کی تبارے ابطال مذہب میں کہ پیش نہیں

کیا آزی چند مغربی کذابوں کے کلام کو ہی کہیں کہیں درپیش کیا ہے وہ صحابہ صحیحہ
 وغیرہ ہیں نہ اسس راہی کہ اون کذابوں کی تصدیق کی ہی بلکہ اس راہ سے کہ
 اونکی جوئی باتوں سے ہی بخاری تکذیب کی ہے قولہ کہ جبکہ امامون نے نکال دیا
 اور جن پر اپنے زبان سے لعنت کی اقول جو طامین کہ مرد و درگاہ الہیہ تھے اور اللہ تعالیٰ
 اونپر کیا اونکی پیروں پر بھی لعنت کی وہ روایات حضرت الحسن بن اسی سب سے
 دیکھو کہ کہیں صحیح بخاری میں امام جعفر صادق سے بزرگ سی جسکے چار ہزار راوی ہیں
 روایت بھی نہیں مذکور ہوئی ہے بلکہ وہی ذہب اللہ بنوری تو تصریح اسکی کی ہے کہ ہم
 صحیح بخاری البخاری اور تفسیر تازی نے فخر کیا ہے کہ ہم مثل شیعوں کی روایات الطبیث
 پر عمل نہیں کرتی بلکہ روایات صحابہ پر عمل کرتے ہیں وقتہ فرغے صد کتاب
 قولہ جسکا ثبوت ہم آئندہ کریں گی انشاء اللہ اقول ہم ہی اس ثبوت کا ثبوت کذب
 واقعی آئندہ کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ قولہ پس انصاف کریں اقول انصاف کیا
 میں کہاں ہے اگر انصاف ہو تو تم شیعہ سے سختی اور سختی سے نصرانی نہ بخواتی ہم بھی کہتے
 ہیں کہ اگر کوئی نصف دنیا میں پایا جائی گا تو انصاف کرے گا خدا کی کلام پر ہم ایمان
 رکھتے ہیں یا حضرات الحسن اور قزلی آیات کی ہم تصدیق کرتے ہیں یا سنیان یزید و معاویہ
 العادۃ الغاویہ اسکنہ اللہ فی اللہ اللہ قال الخاطب القمقام بداه اللہ سبل السلام
 اسی یا دیگر عرض کیا جائے کہ ہمارا اعتقاد نہایت صحیح ہے وہ ماواں اہل بیت و اجداد و حقیقہ شیعہ کا نسبت
 انکے ہی صحیح ہے اور قیامت کی دن اللہ جل جلالہ کی کسی پریشانی کا اعتقاد باطل
 پر ہی جواب چکا تو ہم اسکی کیا کوئی سانس کی گئی موزنا ہے ابھی عرض کیے تھے کہ الامامین تو
 عادل ہیں اور وہ ابھی نہ سب شیعوں کے برابر عدل باصل ایمان میں سے ہے

کتاب تو ہے انصاف کر کہ یہ کتاب تیری ہے جسکو تو نے ہماری ہایت کی واسطے اپنے پیغمبر
 کی معرفت نازل کیا اور اسکا نام کتاب بین رکھا اور اسکی عبارت اور مضمون میں اخلاق
 اقصیٰ کو دخل نہ دیا ہر چیز کو صاف صاف بیان کر دیا اور خود اسکا حافظہ رکھا اور اسکو تحریف
 سے محفوظ رکھا پس جس حد و غہ میں تیری ہی کتاب کو اپنی آنکھوں کے سامنے رکھ لیا اور جو
 کچھ وہ میں تو نے کہہ دیا اور فرمایا اسی پر نبی یقین کیا تھا جبرین اور انصار کی تقدیر بزرگیان
 اور فضیلتیں تو نے بیان کیں کہ ہم انکی نسبت تک متعاد کرنی پر مجبور ہو گئی اور تیری ہے
 شہادت سی اور انکے ایمان اور اسلام پر بلکے انکے فضائل اور درجات پر مقتدی ہو گئے کہ میں
 تو نے انکے حقین فرمایا الذین امنوا وھاجر واولئک فی سبیل اللہ باعوا انفسہم
 اعظم درجۃ عند اللہ اولئک ہم الفائزون کسی مقام پر تو نے انکی نسبت ارشاد
 کیا اولئک الذین امنوا وھاجر واولئک فی سبیل اللہ والذین آمنوا وفضلوا
 اولئک ہم المؤمنون حقا کسی جگہ انکی شان میں تو نے فرمایا لھم مغفرۃ وشرق
 کر کہ کسی مقام پر انکی صفت میں تو نے کہا لیسرنا قہم اللہ شرقا حسنا غفرنا
 خدا یا جب میں تیری کتاب کو کہہ لیا تو کوئی حدق اور کوئی سفہ اور اسکا مہاجرین اور انصار کی
 ذکر سی حسالی نہ پایا کتنی آیت سی انکے برائی کا ثبوت کیسا انکی فضیلت پر شبہ تک نہوا
 جب تیری کتاب سے انکی نسبت شہادت پائی تو یہی معلوم ہوا کہ اولئک ہم
 المؤمنون جب قرآن سے انکی واسطیٰ حال کہو لی تو یہی ٹکڑا کہ اولئک ہم الفائزون
 پس جب تو نے باین بے نیاز سے انکے صفات اور فضائل سے اپنی
 کتاب کو بھرا دیا تو انکی شانیں بار بار لقد رحمنا اللہ عنہم ورضوا عندہ فرمایا
 اور کہ انکی اختتام اور پیروی کے تاکید کی اور ان سی محبت کھکنے کی تحریریں اور

عداوت اور کینہ رکھنی پر تنبیہ فرمائی تو ہم اگر اوستے محبت فرماتے اور اوستے کو اچانہ جانتے
 اور اوستے کی اقتداء کرتے کیا کرے؟ اگر العالمین تو نے ہکودن لوگوں میں تو پیدا نہیں کیا
 تھا جسکی نسبت تونی فرمایا ہے الذین اخرجوا من ديارهم يجتفون فضلا من الله
 ورضوانا ورسولهم تونی تو نے ہکودن ہی نہ کیا تھا جسکی صفت میں تونی ارشاد کیا
 ہے والذین تبوؤا الذم والایمان من قبلهم يجتفون من حجب اليهم ہکودن
 اوستے کی سچائی مخلوق کیا اور ہم لوگوں کی نسبت پہلی ہی سے تونی یہ لکھا والذین جافوا
 من بعدهم يقولون ربنا افرغنا ولاخواننا الذین سبقونا بالايمان ولا
 تجعل فی قلوبنا غلا للذین امنوا تو کہہ کر ہم اوستے اور شیواؤن سے محبت نہ کرتی اور
 کس طرح اوستے کینہ اور عداوت رکھتی یہ کتاب تیری موجود ہے جسکی نسبت تونی فرمادیا
 تھا کہ غرض ان الذکر وانالہ محفوظ اور اوستے وعدہ پر ہم اوستے کو برا بھلا نہ کہتے
 سمجھتی رہے اور اپنے ایمان رکھتی آئے اگر یہ آیتیں جو مہاجرین اور انصار کی نسبت ہمیں
 بیان کیں تیری کتاب میں موجود ہیں تو پھر نہ دیا ہمارا کیا تصور اور کیا گناہ ہی جگہ تونی
 اچا کہا ہمیں اچا جانا جسکی تو نے تعریفیں کیں اوستے ہمیں محبت رکھی ان اگر ان لفظوں کی
 تو نے اور کہہ نہیں رکھے ہوں اور اس عبارت کا مطلب اور کچھ ہو تو ہم نہیں جانتے تو افق
 تیری ارشاد کی تیری کتاب کو اٹھائی اور مدفن کتاب سمجھتی تے اور اوستے کو تھا اور پہلیوں کا
 مجموعہ نہ جانتے تھی غرض کہ ہم نہیں جانتے کہ جب ہم یہ جواب دینگے تو خداوند عادل کس جرم
 میں ہکودن دیکھا اور کس طرح ہکودن کی کتاب کا تصدیق کرنا والا نہ سمجھے گا ہکودن تو یقین ہے کہ ضرور
 ایسی عقیدہ سے خدا ہماری نجات کرے گا اور ہکودن کی مغفرت اور مدد کی ہم میں سے کسی
 کو گناہ اسے یا دہا اور اوستے تو میں لیا اب کچھ اپنی جا بدہی کے فکر کرو کہ اگر ہمارا عقیدہ

جو بہ نسبت صحابہ کرام سے بڑے ہیں اور قیامت کے دن خدائی سے مواخذہ کیا
 تو تو کیا جواب دو گئی ہماری نزدیک تو سوای اسکے دوسرا جواب نہیں ہو سکتا
 نہ! اور اس نے تیری کتاب کی ساری پریشانیوں کا کہ او میں صاحب مومل
 فی تحریف کر دی تھے اور اسکو کم دین کر دیا تھا یہ ساری تو فی تامل کیا تھا ویسا
 نہ کہتا تھا اور اصلی مصحف امام صاحب کی پاس تھا وہاں ہمارا گزربھی نہ ہو سکتا تھا
 کچھ نشان اور پتہ بھی امام صاحب کا نہ ملتا تھا پس ہم کیونکر مصحف عثمانی پر عمل
 کرتے اور کیونکر خوف قرآن کی تصدیق کرتے ہم تو اسکو کبھی دیکھتے ہی نہ تھے حفظ
 یاد کر لیا کیا ذکر ہے کبھی اسکو پڑھتی تھے نہ تھی بلکہ ہمیشہ امام صاحب کی خروج
 کے دعا کیا کرتی تھے اور انکی ساتھ جو اصلی قرآن تھا اس کے دیکھنی پر جان دیتی
 تھے مگر خداوند ہمارا کیا قصور ہے اسلامی کہ تو نے انکو ایسا چاہا یا کہ کین انکا
 بھی نہ دیکھا ہی دیا ہزاروں عرضیان پچھین ایک کا بھی امام نے جواب نہ دیا۔
 مسدود خواتین حضور الیاس کے ذریعہ سے براہ دریا رسال کین کے پرچہ
 حکم آیا بڑی بڑے مجتہدوں سے پوچھا وہ انہوں نے بھی فرمایا کہ اسی انتظار میں
 رہو اور خروج اور ظہور کی دعا کیا کرو نہ ہر وقت نہیں آیا لیکن سنی ہت انتظار کیا
 کرو ہماری جیتے جی طور کس کا خروج کیسا کچھ خبر تک اسام کی نہ آئی ہے
 شام تک تو آمد جانان کا کینہ انتظار وہ نہ آیا وعدہ اپنا یاں برابر ہو گیا
 یہی امام کی غیبت سر تک پہنچی جو تک لیکن دیکھنا کس کا کیا صورت تو امام
 کی نظری نہ پڑی پس بغیر امام کی ہم کیا کرتے اور کیونکر راہ حق پہ چلتے ہاں امام
 کے دیکھنی والوں نے جو کچھ سے کہہ دیا وہ سچا ہاں لے آئی اور اسکو حق

جانتی رہے اور کبھی اوس سے نہ پھرے پس اگر خدا یہ جواب شکر فرمادی کہ اے
 کبھی تو نہ جیکر میں اپنے کلام کا حافظ تھا اور خود کہہ چکا تھا کہ نحن نزلنا الذکر وانما
 لا نحفظون تو کسی مجال تھے کہ وہ تحریف کرتا اور کون تھا کہ اسکو بدل دیتا
 کسی نے کہا کہ میری کتاب میں تحریف ہوئی تھی تب تم شاید یہی جواب دیتی
 کہ بنے زرارہ وہی ساتھ ہے شیطان الطاق نے کدی یا تھا تب اسوقت اگر خدا
 یہ فرمادی کہ بد بختو میں سچا تھا یا زرارہ میرا رسول صادق تھا یا شیطان الطاق
 تو معلوم نہیں کہ کیا جواب دو گے ہماری نزدیک تو سوای اقرار جرم کی امد کہہ
 جواب مذی سکون گے اسوقت سوای اسکے کہ فاعترفوا بذنوبکم
 فسبحوا لا یغنی عنکم الذنوب ولا یغنی عنکم الذنوب لا یغنی عنکم الذنوب
 علیہ السلام لقد حق القول کل خوب بمالذیہم فرعون مثل منصور دلا
 کی کفایت پرست ہی اپنے ہی میں بہت منخرقات اور لغویات سوچ کر اپنا دل
 خوش کر لیا کرتے ہیں لیکن یہ اویسی وقت تک ہی جب تک کسی خاصم کا سامنا
 نہیں ہوا ہی مثل ہے کہ جب تک اونٹ پہاڑ کی نیچے نہیں جاتا ہے جانتا ہے کہ
 میں سب ہی اونٹا ہوں سا خداوند چارہ وقت تک کہ ایک امر عظیم ہے کہ
 جس سے انبیاء کی بد فزون پر لرزہ ہے اگر انکو کسے ادنیٰ خاصم کا سامنا پڑے
 تو وہ کیسی کہ سطح آپکے موعوات باطلہ کی دھیان اور ادیتا ہی اسکے بڑے
 بڑی گرد گشتاؤں کی کناؤں کے مثل شاہ عبدالعزیز اور مولوی عبدالعلی کی جیت پڑی
 اور اویسی گئی تو انکی واہیات تقریروں کے کیا حقیقت ہی محصل آگئی اس تقریر
 ہے مرد پاکا ہی ہے کہ جب خدا پوچھ گا کہ تلو کو اسے سینو تنی اپنا پیر کیوں بنایا

تو ہم جتنی آیات صحابہ کی تعریف میں اور مہاجرین اور انصار کی تعریف میں ہیں پیش
 کریں گی تب خدا الہ جواب ہو جاوے گا سبحان بتی و بحجہ جناب من یہ کہو نہیں معلوم کہ
 خداوند تعالیٰ آپ کے اس جواب میں کس تقریر سے ہل کر گیا اگر شیعہ اپنی حسد
 کی طر فنی بچند وجہ جواب دے سکتے ہیں ایک یہ کہ جناب باری فرمادی کہ ہم بالخصوص
 ائمہ سے سوال کرتے ہیں مطلق صحابہ کا ذکر جواب میں کیوں کرتا ہے کیا مطلق کا
 وجود فرد دیگر میں ہو کر پایا جاتا ممکن نہیں ہے دوسری ہنسنے مومنین صحابہ کی تعریف کی
 ہے یا منافقین صحابہ کی تعریف کی ہے تیسری جسے کمان کہا ہے کہ ائمہ مومنین
 مہاجرین سے ہیں اگر آپ جواب میں فرمائیں گے کہ ہنسنے بی عاقلہ حضرت
 ابو ہریرہ وغیرہ سے سنا کہ سب صحاب اور سب مہاجر اور سب انصار مومنین
 سے تھے تو جناب باری فرمایا کہ اسے کج خود ای بید نوا می حقو من اصدق
 من اللہ قیلا تم ان کہ ابو کو خدا سے ہی صادق تر سمجھنے میں خود صحابہ کے
 شائین کہا تھا کہ منکم من یرید الدنیا و منکم من یرید الاخرۃ اور بعض
 مہاجرین اور انصار کی شائین کہا تھا تریثون عرض الدنیا و اللہ یرید الاخرۃ
 اور انہیں کے شائین کہا تھا بل توشون الحیوۃ الدنیا و الاخرۃ خیر و ابقى
 اور انہیں کی شائین کہا تھا ان الذریعۃ یون اللہ و رسولہ نفعہم اللہ فی الدنیا
 و الاخرۃ واعدتھم عذابا مہینا اور انہیں کے شائین کہتے تھے
 یقولون بافوا عنہم ما لیس فی قلوبہم و قالو انک لرسول اللہ واللہ یعلم انک لرسولہ
 واللہ یشہد ان المنافقین لکاذبون اور یشہد انک لرسول اللہ و اللہ یشہد انک لرسولہ
 قالو المنا با من ہم و لو تو تم قلوبہم اور یحادیعون اللہ و الذین امنوا و لعلہم

ان فرض اس قسم کی ہیکڑوں تینوں اور حدیثیں ہیں جو مطلق صحابہ کی گفت وفاق
 پر دلالت کرتے ہیں بلکہ بالخصوص نکتہ کی کفر و نفاق پر دلالت کرتے ہیں اور خدا
 فی اتاننا للجمیۃ قلم سلم اور بخاری وغیرہ سی لایسن شعور کہوادی ہیں مثل حدیث قرطاس
 و حدیث حوض و حدیث فدک و حدیث حبش اسامہ الی غیر ذلک پس جب بمقتضای
 اللہ بحجۃ البالغۃ و حجتہ و احضہ عندہ یوم حجت خدا غالب آویگے
 تو معلوم نہیں کہ حضرات اہلسنت کیا جواب دین گے ہماری نزو دیک تو سوالیے
 اقرار جرم کے کچھ جواب نہی سکیں گے اور اسوقت سوای ادخلوا البواب
 جہنم خالدین فیہا فنبششون المتکبرین کی کچھ حکم نہوگا قولہ عدالت کی
 کسی پر بیٹھکر ہمارے اعتقاد پائل پر ہے جواب جاہلی اقوال جب تم اپنے
 اعتقاد کو پائل ہے فرض کرتے ہو تو پائل کو کلام اللہ سی کیونکر ثابت کر سکتے ہو
 حالانکہ خود جناب باری فرماتا ہے کہ لا یتلہ الباطل مزین سید یہ و لامن
 خلفہ فی فرض تو فرض متناہین ہے ابھی تو تمہاری بدجوہی کا حال یہی پس
 جب خدا عدالت کی کسی پر اجلاس فراوی گا اور بنبر باری اور قہارے پر
 جلوہ فرما ہوگا اور کار پر دانان نہاچہ کہہ سائے بلا دیگا تب تم سے مجرموں کے موہ نہ
 سے کیونکر ایسی غفلت اور متناقض تقریریں بدجوہی کے نہ نکلیں گے دنیا میں تو یہ
 اختلال حواس ہے اب آخرت کا خدا حافظ خدا کا کسی پر بیٹھنا کہ یاد وہ عرش
 کے چرچرائی کا ہے اور ہستی ہستے اولٹ جانی کا ہے جیسا کہ صحیح بخاری میں
 ہے منک الہی حتی تلقی یعنی خدا ہنسایا تنک کہ اولٹا گرایا صفت تو ہنسی کی
 ہے اور روئے سی تو طوفان فوج آجاتا ہے نہیں معلوم کہ ان طوفانوں کا جوہ

حضرات اہلسنت خدا کو یاد کیے قولہ موافق مذہب شیون کے جیسا اصل اصول
ایمان میں سے ہے اقول اور موافق مذہب یون کے نیز ظلم اصول ایمان
میں سے ہی تفت برین ایمان کہ حسین خدا ظالم ہو حضرت اہلسنت کو کچھ ہی غیرت
نہیں ہے کہ تھیں جس حدالت خدا فقط ساتھ شیون کے کرنی ہیں حالانکہ خود
جناب باری فرماتا ہے قائم بالقسط ولین بظلام للعیبد قولہ ہماری
ہدایت کی واسطے اقول بیشک ہدایت کی واسطی سبھا تھا مگر ہدایت مومنین کی ہائی
لیکن جو لوگ کہ شل روز حدیثیہ شاہین نے البرۃ سے وہ گمراہ ہوئے یضل بہ
کثیرا و یهدی بہ کثیرا و ما یضل بہ الا الفاسقین قولہ السکانم کتابین
رکھا اقول یہیں پہلی کتاب تفسیر یا عتباطہ و دوم کتاب کی ہی یا عتباطہ و ثانیہ ہی ائی
کہ الفاظ غیر مانوسہ متفرقہ جو محفل فصاحت میں شل اکلم تکاکم علی کتاکو کہم علی فی جتو
افرقتوا امین مستعمل نہیں ہوئے یا عتباطہ بن حلال و حرام خدا کی ہے کہ اس نے
البیضا دی وغیرہ برکیف اگر غرض آپ کے ذکر میں ہی اس مقام پر یہی کہ جب کل
قرآن میں ہے تو جوابات ہم فضائل صحابہ میں بیان کرتے ہیں یہ سب میں ہیں
پس من حیث الدلالہ قابل انکار شیون نہیں ہو سکتے تو شیون بھی بعینہ مثل اس کلام
کے کہہ سکتی ہیں کہ جوابات ہماری رد ایل صحابہ میں چند سطریں اس سے ذکر کے
اور ایسے جو قصور خلافت جناب امیر کے ہیں کہ جس سے خلافت ملتہطل
ہوتی ہے مثل آیہ وانی ہایہ امتا ولیتکم اللہ اور مثل آیت سابلہ اور مثل
آیت تطہیر اور مثل آیت وکوالقرنی اور مثل آیت سوڈت قرنی و اسٹالہا یہ سب
میں ہیں اور نہ انکار اہلسنت نہیں میں در نہ کتاب کا غیر میں ہونا لازم

اوجھنا ظاہر ہو جائے کہ فوج ابنا قولہ اخلاق اور نصنع کو دخل نہ آیا اقول نصنع تو بظاہر اس
 ہاں کو کہتے ہیں جو بصورت ساقی ظاہر کیا جاوے اور باتفاق است کلام اللہ میں
 ایسا نہیں ہے باقی رہا اخلاق پس نصوص اور محکمات قرآنی بچے جامی کلام
 نہیں ہیں لیکن تشابہات آیات کہ جسکی تاویل میں علمای اہلسنت شکرین کھاتی
 ہیں اور علماء شیعہ علم ادکا منکر ہیں نے اعلم اور اہل ذکر علیہم السلام میں جانتے
 ہیں خصوصاً مقطعات قرآنی پس ادنکا عدم اخلاق کا قایل ہونا جامی بحث و کلام
 ہے ورنہ ادنیٰ فعلیہ البیان قولہ ہر چیز کو صاف صاف بیان کر دیا اقول اگر
 ہر چیز کو صاف صاف بیان کر دیا ہے تو کوئی آیت ابو بکر کی خلیفہ ہونے کی اور
 کوئی آیت عمر کی خلیفہ ہونے کی اور کوئی آیت عثمان کے خلیفہ ہونے کی دکھلاؤ اور کس آیت
 قرآنی نے حکم دیا کہ اسی عمر کو ابو بکر سے بیعت کر اس واسطے کہ جسوقت حضرت عمر نے
 ہاتھ دے اسی بیعت ابو بکر کے بڑھایا تھا اسوقت تک تو اجماع ہے نہیں ہوا تھا اور
 خود باقر حضرت عمر جناب رسول خدا کی خلیفہ ہی نہیں کیا تھا چنانچہ صحیح بخاری وغیرہ
 میں ہے کہ حضرت عمر فرماتی تھیں ان لم اتخلف فما اتخلف من ہونہی منی رسول اللہ
 یعنی اگر میں کسی کو بجای خود خلیفہ کر دوں تو جو شخص کہ بہتر مجھ سے ہی یعنی رسول اللہ
 اور انہوں نے بھی کسی کو خلیفہ نہیں کیا تھا اور اختیار کو بھی خدا نے بقول خود مآ
 کان لہم الخیوۃ ہاں ہے کر دیا تھا پس جب خدا حضرت عمر سے پوچھے گا کہ اسی عمر
 تو نے کیوں ابو بکر سے بیعت کی تو جو آیت حضرت عمر کتاب میں کی خدا کی ساسنے
 پیش کر گئی شیعہ کی ہی کان ذرا شاق اس آیت کی سن لینے کی ہیں اور
 ہند کہ جس قرآن کو حضرت عثمان نے جلا دیا اس میں یہ آیت تھی قابل سماعت نہیں ہی

اسلمی کہ برعم البسنت خلاف اثالہ محققون کی نسبت اور یہ غلطی صحیح بخاری میں
اور ترجمہ مشکوٰۃ شریف میں شیخ عبدالحق دہلوی نے لکھا ہے کہ حضرت عثمان نے جلا بیا
پیش رفت نہ جایگا۔ سہمی کہ خدا فرمایگا کہ اسی بخیر و تہمتی پہل کی راہی میں سچا تھا کہ
صحیح بخاری اور ترجمہ مشکوٰۃ والا اس وقت میں بجز اعتقونیذ بنہو کے
کہہ جواب نہو سکی گا الغرض مضمون ہر چیز کی صاف صاف بیان ہو چکا ہے ہر طرف
مضمون ہے کہ دنیا میں بجز مخاطب کی شاید کوئی قابل اسکا قابل نہوگا اگر یہی تھا
تو حضرت ابو حنیفہ نے قیاسات خرمیہ میں ناحق اپنے اوقات شریف کو ضائع کر کے
انوت یعنی اول میں قاس کے اختیار کی جناب والا کوئی آیت قرآن کوئی آیت
سج علی الخنین کوئی آیت دست بستہ مثل یہود بوسکے نماز پڑھنے کے صاف صاف
نہ بھی بی صاف صاف ہی ہلکد کہا دیکھی ورنہ ایسی دعویہاں بی سرو باسی بازی
قولہ خود اسکا حافظ رکھ اقول اگر دعویٰ حفظ با صبارانہ محققون کی ہے تو
جمع ضمیر پر کوئی دلیل قطعی قائم کی ہوئے آخر ہماری ہی علماء سے وہ لوگ ہیں جو قرآن
میں کہ ضمیر ہر طرف رسول خدا کے پھرتی ہی قال ایہمنا وی قبل بغیر فی نہ لایست
پس ضرور تھا کہ ان اپنی علماء کو تحت من القرآن براہ دخل کر کے انکی جہدنی
اور بی ایمانی ثابت کر لیتی تب انکی کچھ گفتگو کرتے قولہ تحریف سی محفوظ رکھا اقول
مدخل ہے بچند وجہ پہلی اگر ہر قسم کی تحریف خواہ بزیادی خواہ کمی خواہ بغیر خواہ
بہ تبدل خواہ باسقاط سبقتہ اعراف و انکای حرف واحد سب سی محفوظ رکھنی کا وہ
خدائی فرمایا تھا تو بصورتیں اول کافہ ترجمہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خود کتب
اور ترتیب اور جمع کر نیکی اور اپنی جمع کردہ کے رکھنی کی اور وہ سرفہر کی جمع کردہ کے

جلائی کی باندہ ہے اگر حفظ خدا پر ایمان رکھنے تھی اور یقین اسپر تھا کہ یہ طرکی تفسیق کو
 آمین و خل نہیں ہو سکتا تو حضرت کو دخل و معقولات کی کیا حاجت تھی دوسری وعدہ
 حفظ اہل تعلق بکلام لفظی تھا جسکو آپ کی علما کلام حقیقی نہیں سمجھتے یا تعلق بکلام حقیقی نفسی تھا
 کہ مستعمل ہونا خدا کا نزدیک الہنت کی اوی برہوتوف ہی متعلق بمعنا نفوس میں الہنت
 تھا پس اقل جب وہ نزدیک الہنت کی حقیقت میں کلام خدا ہی نہیں ہے
 یہاں تک کہ مطابق واقع ہونا اوسکا آپ کی علما واجب نہیں جانتی اور حقیقت میں ان
 اشاعرہ خدا پر کوئی بات واجب ہی نہیں ہے تو حفظ اوسکا کیون واجب ہو گا بلکہ
 ایسا وعدہ حفظ ہی کب واجب ہی اور محفوظ رہنا اوسکا تیرا و تبدیل اور تحریف سی
 کیا ضروری ہی اور غرض جبری عادت غیر مسموع ہے اسلی کہ جبری عادت کو کسی واجب
 کیا امر اتانی پس ہر چند فی نفسہ نفوس عظام میں کلام نفسی کلام محل ہی ہو سکا ابھی تک
 کوئی محصل نہیں معلوم ہوا اگر اوسکی عدم تحریف کو تحریف کلام لفظی سے کیا علاقہ ہے حادث
 ثاث پس اوس سے بھی ابطلان زیادہ کون امر ہو گا اسلی کہ مشاہدہ بالبین ہے کہ
 نسخ بہت تحریف کرتی ہیں اور صفحات اور نقوش کرم خوردہ ہی ہو جاتی ہیں اور جب
 سے بڑھ کر یہ بھی کہ حضرت عثمان فی صد ہائے جلا ہی دی اگر وعدہ اسی کے خط کا ہوتا
 تو ضرورتاً کہ آسمانی لک نازل ہوتی اور حضرت عثمان کو بعض جلائی مصاحف کے
 جلائی تیسری شخص محل حفظ ہی ضروری کہ آیا محل اوسکا سفینہ یا ض عثمانی ہے تھا تو
 البتہ محل اسکے حفظ عدم تھا کہ حضرت عثمان کو بحال احراق ملی لیکن کیا وجہ سکی کہ آری
 حفظ و شاہ پیشروی نازل ہوا ہو گا یا محل حفظ قلب مطہر خباب عنہ السلام تھا نازل ہوا تھا

اَلَّذِينَ عَلَىٰ ظَنِّكَ لَمَّا كُنْتُمْ لَمْ تَدْرِ مِمَّنْ فَاتَّبَعْتَهُمْ وَكَانَ تَحْتَهُ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْعَذَابُ يُعَذِّبُهُمْ وَيُؤْتِيهِمْ
 اوصیاء واپسین دین اور اسے محفوظ تھا یا محل حفظ صد روزہ میں جو عین تہا بل جو آیات
 بیانات فی صد و سارالتین اوقوال العلو یمل حفظ لوح محفوظ تہا بل هو قرآن
 مجید فی لوح محفوظ بہر کیف تحریف اور تبدل اور قصص اور احتمال بنی انظم پر
 سیکڑوں احادیث صحاح السنن و الامت کرئی ہیں چنانچہ زہدہ و شہقا میں
 ماویلی تہہ اور نشان مذکور ہیں پس جو شخص اس سنت اپنی واسطی تجویز کریں وہی شیعوں کی
 واسطی سمجھ لیں اور تحقیق اس امر کی کہ کس قسم کی تحریف ممکن الوقع ہی اور کس قسم کی
 غیر ممکن الوقع ہماری علمانی اپنی کتب کلامیہ میں کی ہے و لیس نہا محل البحت عنہ
 قولہ پس خداوند ہستہ تیری کتاب کو اپنی انگہوں کے سامنی رکھ لیا اقول حضرت
 و ہان تو تھا پیش قاضی روی رضی اللہ عنہ کا بلکہ ضروری کہ شیعہ ان علی ابن ابیطالب
 بھی وہاں حاضر ہوں پس کوئی شیعہ اونہ کہہ اہوگا اور کہی گا کہ خداوند تو عظام انہو
 خوب جانتا ہی کہ یہ لوگ جو سٹے دغا باز ہیں حسنا کتاب اللہ بکرو فریب کہا زبان ہی
 کہتے ہیں کہ ہم ہی کتاب خدا کو سامنی رکھا اور حقیقت میں پس پشت ہدیکہ انبذہ و
 خلاصہ تیری نصوص کی خلاف کیا توئی ات خالقر نے حقہ فرمایا انہوں
 فی قذو القربی کا غضب کیا توئی مودۃ اولی القربی کو اجر رسالت فرمایا انہوں
 فی اولن لوگون سے بیعت کر کے اپنا پیشوا بنایا جنہوں فی غدیت رسول کو قتل کیا
 توئی موزیان خدا و رسول پر لعنت کی انہوں نے اولن موزیوں کو خلیفہ رسول اللہ
 بنایا الا اصول تا فرج تیری کتاب کی خلاف کیا قولہ مہاجر ادا ضار کی استفہ
 بزرگمان اور فضیلتین توئی یاں کہیں اقول شیعہ علی ابن ابیطالب عرض کرے گا

کہ خداوند ابو موسیٰ بن مہاجرین انصار کی توفیٰ فضیلتیں بیان کیں ہم صبر و چشم او کے
 قائل ہیں مگر چند منافقین ہونے پر خدا و رسول سے جو کہ توفیٰ او کی حق میں لعنت
 کی تھی اسلئے ہم ہی سے او پر لعنت کی قولہ نیک اعتقاد کسی پر مجبور ہو گئی اقول
 شیعہ کہی گا خداوند اشاعرہ نے اپنی تئیں کل افعال فیہ میں مجبور سمجھا اور جبکہ ظالم ٹھہرایا
 باوجود اقرار کرنے کی کہ الحق اللہ کفر و الجبر کا فی مسلم الثبوت پہر ہی ابو الحسن اشعری کی
 اطاعت نہ چھوڑی اور اسکو باوجود فرامانی تیرے نبی کے مجبور ہذا اللہ نجانا قولہ
 او کی حقین فرمایا الذین امنوا اقول شیعہ کہی گا خداوند اللہ کو ہم ہی تصفیات
 ایک صفت کی بھی ان صفات میں سے نہ پایا نہ او کا ایمان درست تھا نہ سیرت
 او کی نہ جہاد و نہ ایمان بلکہ تیری ہے فرمائی ہی ہے جانا کہ طالبین حقیقہ و نیاتہی
 اس سبب سی توفیٰ او کو مخاطب بکتاب سراپا خطاب ترید و بعض الدنیا کیا
 اور سی وجہ سی ہم او کو مصداق اولئک ہم الفائزون اور اولئک ہم الموفقون
 نہ سمجھے بلکہ اولئک ہم المنافقون سمجھی اور کیا ہے لہم مغفۃ و نھرق
 کرمی کی واسطی منافقین کے فی الذلک الاسفل من الناس خود توفیٰ فرمایا اور
 بجائے لیکن نہ قہر و نہ رفیع حسنہ کی شجرۃ الزقوم طعام الانیہ کا اہل یغسل
 فی البطون کغسل الجیم توفیٰ ارشاد کیا ہے غرض کہ خدا واجب بھی تیری کتاب
 کو کو لا تو کوئی ورق کوئی صفحہ او سکھائی اس سے نہ پایا کہ جان کین توفیٰ موسیٰ بن
 کیواسطی ذکر ثواب کیا او کی ساتھ ہی کفار و منافقین کی واسطی ذکر عذاب بھی کیا
 ہے کسی آیت ہی اولیٰ منافقین کے لہی پر یقین بدوسی کے نیکی کا ثبوت کیا شبہ
 تک نہ واجب تیری کتاب سی او کی نسبت شہادت چاہی تو یہی معلوم ہو اگر

اولئك هم الظالمون جب قرآن سے انکی واسطی فال کہوں تو یہی شکاک
 اولئك هم الفاسقون جب تو فی باین ساری وغفاری انکی فضایح اعمال اور شایع
 افعال سے اپنی کتاب کو بہر دیا اور انکی شانین بار بار فقد بلہ بغضب من اللہ
 وما والا جہنم ویش المصیر اور لعنہم اللہ فی الدنیا والاخرہ فرمایا اور
 اقمہ اور پیروی کے کیا معنی ادنی بیان سے طرف انکی بقول خود ولا تکیوا
 الی الذین ظلموا فتمت کلماتہ منع فرمایا اور انکی عداوت پر تجویس فرما
 اور انکی محبت پر تہدید بوجہ نار فرمائی چنانچہ فرمایا یا ایہا الذین امنوا لا تتولوا
 قوماً غضب اللہ علیہم قد یثبوا من الاخرۃ کما یشک الکفار من اصحاب القبور
 اور بہر فرمایا لا تجتمع قوما یؤمنون باللہ والیوم الاخرۃ وادون من حال اللہ
 ویرسلہ خداوند انہیں اگرتو نے عداوت کر کے اور انکو برا بھائی مارنے پیراری کرتی تو یہ کیا کر
 آہ العالمین تو فی ہکو اوس زمانہ میں نہیں پیدا کیا جب فرمایا تھا یا ایہا النبی جملہ
 الکفار والمنافقین واعلظ علیہم وماواہم جہنم ویش المصیر تاکہ تیری
 نبی بحق اور دینی مطلق کے ساتھ ہو کر کفار بیدین اور منافقین ملعونین سے اور
 سرگردہ ہا ہی اہل اور ضیق جہا کرتی افسوس ہی کہ ہکو تو فی اون مجاہدین کی بعد مخلوق
 کیا ناچار جب جہا و سیف و سنجی مجبور ہوئی تو قحط جادلسانی پر ہمنی اکتفا کی اور نہ نظر
 اس کے کہ یلعنہم اللہ ویلعنہم اللہ انون تو فی پہلے ہی بید چوکی تھیں کہ مایاتہا
 ہمنے اپنی تین زمرہ لاعینین منافقین سی ٹہرایا اور اگر ہم ہی مثل الہنت کی اوپر لعنت
 کمر فی تو خیر قول یلعنہم اللہ انون معاذا اللہ کاذب ہو جاتا اور جب بھی بہر جہا
 تیری حکم کی و نزات الہنی پیراری نہ ہوگی تو کون کا رہم ان مشیایان الہنت سی محبت

رکستی اور کس طرح انہی کیز اور عداوت نہ کرتی خداوند ایہ کتاب تیری ہے جسکی حفاظت
 تو فی صدور مؤمنین مومنین میں فرما ہی عثمان نے اسکو جو بلایا اور جو اسکو
 جانی سی ہماری ماتہ میں بیچ رہا وہ بھی ابھی تک الہییت طاہرین کی طرح ویرا سے
 بہرا ہوا ہی پس وہی الہییت جسکی شانیں تو فی بلا تصنع اور اخلاق یسطرکہ نظم ہیں
 فرمایا جن منافقوں سی موتی دم تک غنمباک رہیں پہر اگر بھی انہی جہنناک ہوں تو
 ہمارا کیا قصور ہی اور کیا گناہ ہی جسکو تو فی ایچا کہا جی ہی اور کواچا کہا جی تو فی
 اپنا غضب اور لعنت ظاہر کی ہے جسے ہی اور پر لعنت کی اور مصداق فیو منو نبض
 البکتاب ویکفر من بعض مثل الہنت کی نہیں ہو ہی جن عبار تو نہیں تو فی اپنے
 ظالموں پر اور موزیوں پر لعنت اور فارین عن الوصف پر غضب ظاہر کیا اور مادلہ
 جھٹو ویشاں لصید کہا اور جن کو گوئی تو فی مذمتیں بطلب جیفہ دنیا کیں ہئے
 اون کو کلاب دینا جانا اور انہی بشی اللہ عداوت رکھی ہاں ان لفظوں کی اگر تو فی
 کچھ اونہی رکھی ہوں اور ان عبارتوں کا مطلب اور کچھ ہو تو ہم نہیں جانتے ہم تو
 موافق تیری ارشاد کی تیری لصوص اور محکمات آیات کو تھا اور پہلیوں کا مجموعہ
 نسخے اور موافق الشاد تیری ہی کی کہ اونہوں فی بحیث متفق علیہ نقلیں اپنے
 الہیت کو تا فی کتاب خدا فرمایا تھا تفسیر آیات کو الہیت طہارت سی پونچھ لیا
 اونہوں فی ہی ہی فرمایا کہ مصداق ان آیات کی وہی منافقین ہیں جسکے افسر
 حضرت ثلثہ میں چنانچہ خطبہ شمشیتہ کہ باعتراف معیرین علمائی الہنت مشمل
 فیروز آبادی و ابن اثیر حزی کلام جناب امیر علیہ السلام ہی اسروالت کرتا ہی بلکہ اپنی
 صحیحہ میں مسلم و بخاری ابی حدیث کا ذہین عا درین انہیں خائنین میں ایسے

تہاں میں ہم نہیں جانتے کہ جب ہم یہ جواب دینی تو خداوند عادل کہ جسکا عدل
 ہمارے اصول ایمان سے ہی اور خدا ہر مسلمان کو ایسے ایمان کی ہدایت می
 ہمکو کس گناہ پر سزا دیگا اور کس طرح ہمکو اپنی کتاب کا تصدیق کرنیوالا نبھی گا ہمکو تو
 کہہ دو درگزر و مرتبہ یقین بلکہ علم یقین اور عین یقین اور حق یقین ہی کہ ضرور ایسی
 عقیدہ سے خدا ہماری نجات بلکہ ہماری خلاصہ کی سبب نجات کرے گا اور ہمکو
 مومنین مومنین کی سعادت اور رزق کریم سے حصہ کامل اور برہ و اعطاف فرمائیگا
 قولہ اسی بار و چار جواب سن لیا اقول اسی بار و تہاں ہی جواب کی ہمہی دہجیان
 اوڑا کر خاک میں ملا دیا اور مثل شہادت زنا و قد و ملاحظہ کی از سر طہل اور مثل
 ہفوات ابن کمونہ و ابوالبرکات یہودی بغدادی کے سر اچھل کر دیا فضا سر کھینچ
 اصحابہ برق خاطر افکرا داشتند بہ الريح فی یوم عاصف

اب کوئی دوسری جواب کی فکر کرو اور ہماری نزدیک سوا اسکی دوسرا جواب نہیں
 ہو سکتا کہ خداوند اگر ہم الفاظ قرآنی کے حامل کیا بھلا محمداً سفاراً ہوئی
 اور وہ پہلی پڑھانے ترایح متدہ کی مثل نبی جے پیچہ زبان چابی کیا مگر اوسکے
 معانی لفظ کو بھی ہم کیا ہماری پیشوا و نیک نی کلائے و اثباتک نبھما منہون کا
 کیا ذکر ہے اور جن مصاحف میں کیتقد تفضل احوال منافقین اور مومنین تہی آنکو
 حضرت عثمان محرق القرآن نے جلا ہی دیا اور جناب امیر علیہ السلام نے
 علی ترتیب النزول اپنا جمع کیا ہوا قرآن جیسی نسخ اور نسخ کی تیز ہو جاتی تھے
 بخوف جلا دینی عثمانی کی مخصوص اپنی اولاد کی ساتھ کیا کہ وہ اپنی شیعوں کو اوس
 مستغنیہ کرتی رہی اور بسبب اسکی کہ ہماری جد فاسد جنہا کتاب اللہ لکھ کر گئی تھے

ہمیں اہلبیت طاہرین سے کچھ پوچھا پر خداوند اہلکونیک و بد کی تمیز کبھی نہ ہوئی
 تب خدای جل شانہ فرمایا کہ اے کعبہ مینی فلسئلوا للعل الذلک ان کنتوا تعلمون
 نہیں کہا تھا اور ائمہ اہلبیت فی نہیں کہا تھا کہ ذکر سی ہر اور رسول میں جیسا کہ انا اسلنا لیکم
 ذکر اس کے اسرار کمال کے اور ہم اہل الذکر میں ہم سے پوچھا وہ کیا پہلی پیغمبر نے حکم بہت تک
 بہ اہلبیت نہیں دیا تھا اب بد بخود تم نے ہم کو اور ہمارے پیغمبر کو اور مامون
 کو جوڑا سمجھا اور قول خداوند اپنی کو سچا سمجھا تو کہو یا رو کہ اس وقت خدا کو کیا
 جواب دو گی پھر جب خدا تمہاری سزا میں فراموشی ادخلوا لاسرہتم خالین
 فیہا تو دنیا نہیں ہے کہ کچھ چون و چرا کا موقع ملے بلکہ جب خطاب اخشود فیہا
 ولا تکلمون پہنچی گا تو جبکہ مار کی چپ رہنا پڑیگا قولہ خدائی سے مواخذہ
 کیا اقول استغفر اللہ ممکن نہیں ہے کہ خدا سے مواخذہ کری ہمارے اپنی صحت
 ایمان پر یقین کامل ہے جیسا کہ خدائی ذات پر یقین ہے آری پروان شاگدین
 فی البیوتہ کو اپنی ایمان میں شک ہی تو اذکو ایسی احتمالات ہونا بھی نہیں ہے
 قولہ تم کیا جواب دو گی اقول جو ہمارا جی چاہے گا جواب دیوں گے تم
 اپنی فکر کرو کہ جو جواب تمہی سوچا تھا وہ باطل ہو گیا اب کیا کہو گی قولہ ہماری
 نزدیک تو سوای اسکے دوسرا جواب نہیں ہے اقول ہم آپ سے کب
 چھٹی ہیں آپ کیون زبردستی دو کلمہ اذما دعوس ہم بشنوائی عنایات زبان
 پر لاتی ہیں تو چہ وعندیہ تو چہ آپ کس کیت کی سولی میں کس گنتی شمار میں ہیں
 جو اس بیوقوفی کے جواب کو کوئی آپ سے ہی سنے ہمارا جواب وہی ہی کہ جب تم
 آیات فضائل صحابہ پر پیش کر دے گے تو ہم آیات نفاق صحابہ ناقصین پر پیش

کہ کجی تب ہماری ہمتاری در میان میں احکم الحاکمین فرما دیا کہ قولہ خداوند اسے
 نیری کتاب کو سہائی پس پشت ڈالا قول اپنی بحیث عثمانی نقشی تو بہت بڑا ہی
 مگر سادہ لوحی قلبی معلوم نہیں کہ کس منقری کذاب علیہ اللعنة والعذاب کی بائیں مصدق
 ہو ہی میں جسے چند خطائیں اہتمام پر کی ہیں اور ایک خطا دو خطا تیسری خطا
 سی اپنی طیب ولادت ظاہر کی ہے یہ پہلی خطا ہی کہ شیعوں کی کتاب خدا کو پس
 پشت ڈالا ہی اگر ایسا ہوتا تو شیعہ نفاق منافقین صحابہ خصوصاً نفاق ثلاثہ آیات
 کتاب خدا سی کیونکر ثابت کرتی آری تنہی کتاب خدا کو پس پشت ڈالا ہی کہ آیات
 فضائل منافقین صحابہ کی تصدیق ہی نہیں کرتی ہو اور سب صحابہ کو عدول سمجھی ہو
 برخلاف شیعہ کی کہ اصحاب فضائل کو قابل رحمت اور اصحاب نفاق کو مکر اور
 لعنت سمجھتی ہیں علاوہ اسکے باقی کتاب خدا یعنی اہلبیت رسول خدا کو تنہی بالکلیہ
 پس پشت ڈالا ہے اور حدیث تعلیل کو نیا منیا کر ڈالا ہی طرفہ یہ کہ اسکا اقرار بھی
 کرتی ہیں چنانچہ کلام علامہ نقی زانی میں گزرا اعتراض مذکور فسخہ اصحاب الشیعہ
 قولہ اور اسکو بھی کم و بیش کہو یا قول یہ دوسری خطا ہی بلکہ کمال کذب منقری
 ہی جو شخص کہ اتنی سبے دائرہ ہی بڑا کی اتنا جھوٹ بولی او کی ڈاڑھی کی لیے کیا تجویز
 کیا جاوی ویکو یار و غضب خدا کا ہی کہ شیعہ بیچارہ اندامین تا آخرین تبصرہ کات
 تمام بر سر بام مذا کرتی ہیں کہ مجمع علیہ کل الامامیہ کا خلفا عن سلف یہ ہی کہ کلام اللہ میں
 تحریف بیشی نہیں ہوئی جو کچھ بحث و محصل ہے بہ نسبت کمی کی ہے یہ خدا ناترس
 بلذنب و اقرب کتاب ہے کہ شیعہ بیشی کے قایل ہیں پس جو علامۃ اللہ علی الکافین کی
 ہم کہا جواب دین آری میان با سب اسکی قایل ہیں کہ کلام اللہ میں تحریف بیشی

ہوئی بریائت کہ دعا ہی قنوت التہنید یک مصحف ابن مسعود میں بڑائی گئے
 کہ ابن مسعودی بضر بشت و لکھ وہ کلام اللہ چہین کے حضرت عثمان مجری القرآن
 فی جلایا اور اسی طرح کل مصاحف کو عثمان فی جلایا سب میں مذہبی باعنا تفسیر ہوئی
 تھی چنانچہ اس مضمونی صحاح اور غیر صحاح قوم ملکوں میں قولہ جیسا تو فی منزل کیا تھا
 دیا نہ کہ اتنا اقول خود تمہاری علماء اقرا اسکا کرتی ہیں کہ مصحف عثمانی سے
 ترتیب نزول نہیں ہے اری مصحف جناب ابیر علیہ السلام البتہ بر ترتیب نزول
 تھا قولہ اہل مصحف امام صاحب کی پاس تھا اقول یہ بھی ایک تیسری خطا ہے
 کچھ تخصیص صاحب الزمان علیہ علی آباءہ آلاف التحیۃ والسلام من الملک العلام و
 عمل اللہ ظہورہ علی رغم اناف اللیام کی نہیں ہے بلکہ ہمیشہ دوازہ امام علیہم السلام
 کی پاس تھا اور شیعیان اہلبیت بارشاد او کی او اس سے مستفید ہی کہ ہر کہ نسبت
 غلامت کی اور استدلال آیات کی بانی امیری الناس ہی سے حکم فرمایا و ذلک
 لمصالح لا یسلہ الا اللہ و التاخون فی المسلم بقولہ کچھ نشان اور پتہ بھی امام صاحب
 کا تھا اقول یہ بھی ایک خطا ہے اگر شیعوں کو امام صاحب کا پتہ و نشان نہیں ملا
 تو ان کی امامت کی کیونکر قایل ہوئی آری سینوں کو کچھ نشان اور پتہ اب تک نہیں ملا
 اسی سبب سے وہ موت جاہلیت پر بموجب ارشاد اپنی خلیفہ زاوی ابن عمر کے
 مرتے ہیں اور انہوں نے یزید اور عبدالملک کی اسی سبب سے بیعت کی اور وہ
 ایک غیبی بیعت کی نزو کی کہ با و ابھوت جاہلیت مرین اور شب کو پامی حجاج
 بن یوسف سے بیعت کی وہ مرین انجاری و المسلم و شرح البلاء لابن ابی الحدید طرف
 یہی کہ شاہ عبدالغفر نے اپنی کبیرہ چشم میں فرماتی ہیں کہ حضرت امام محمد بن الحسن علیہ السلام

صلوات اللہ علیہا پیدا ہوئی اور سن طفولیت میں انتقال فرمایا شیعیان علی اپنی مطالب
 پیدا ہونا تمہاری اقوامی مسلم رکھتی ہیں اور انتقال فرمائی پر طالب دلیل ہیں واقعی
 تم نکاح قولہ ہم اسکو بھی دیکھتے ہیں نہ تھے اقول یہ بھی جھوٹ اگر نہ دیکھتے
 تو خلافت جناب امیر اور رفاق مثلہ کمان سے ثابت کرتے قولہ حفظ یاد کرنا
 کیا ذکر ہے اقول یہ بھی جھوٹ ہی اگر حفظ نہ کرتے تو گناہ و زمین تلاوت کس چیز
 کی کرتے اور کل کی حافظ تو تمہاری مثلہ بھی نہ تھی ہماری مذہب کی تو سیکڑوں
 حافظ موجود ہیں آری انہی حافظ واسطی تراویح پڑھانے کی سنت تھے
 قولہ کہی اسکو پڑھتی ہی نہ تھی اقول آری تراویح میں نہ پڑھتے تھے ہی جس کو
 حضرت عمر خود آئینہ بنم الہدۃ کہتے تھے بسبب اسکی کہ قول رسول اللہ
 کل بدعت ضلالہ وکل ضلالۃ سبیلا للآلۃ اور کہتے تھے قولہ ہمیشہ امام حساب
 کی خروج کی دعا کرتے تھے اقول آری منظر طور میں لہم عمل ظورہ جیسی تم منظر
 قیامت ہو اور جیسی تم منظر فرج اپنی پیشوا دجال کے ہو اور جیسی تم منظر نزول
 جیسی مسیح کے ہو اور انکی ظور وانی السرور کی دعا بھی کرتے ہو جیسا کہ تم
 انکی پیدائش کی منظر ہو اور دعا کرتی ہو اور اگر نبین منظر ہو اور نبین دعا کرتی
 ہو تو مصدق وعدہ خدا و رسول نبین ہو اور فقط ہی ایک اور تمہاری ثبوت کفر
 والحادوبی دینی کی لئے کافی اور وانی اور دلیل شافی ہے اور اوامی دیندار
 تمہارا محض لانی اور کزانی ہے کہا ہو علی اہل الدین لیس مانحانی وان منعی
 علی شلک الجلف الحانی والحزف الجانی واللہ العانی وللمنین المعاسی قولہ
 او کی دیکھنے پر جان دیتی تھے اقول یہ بھی غلطی ہو کیا غرض ہے جو انکو دیکھنے

پر جان وین ہو کہ بدلیل لی یقتربا حتی یترد علی المنخفض یقین کامل ہے کہ
 الہیت قرآن حقیقی سے جدا نہیں اور جو حکم اونکا ہی وہی عین حکم قرآن ہے اور
 جب اونہوں نے ہم سے فرما دیا ہے کہ تم لڑی ٹٹہ مصداق آیات
 تقاقہن اور اس کلام اللہ میں جو عثمان کے جلالی سی نک گیا ہے خدائی ہے
 شہادت اونکی طالبین دنیا ہونکی بقول خود تریدن عرضہ الدنیا دی
 ہے تو ائمہ کا فرمانا اور کلام خدا میں اونکی تصدیق کیا جانا ہماری صدق ایمان
 کی لئے کافی ہے آری جب وہ قرآن بھی لمبا بیگا تو درج یقین سو ہی ہزار اور ہزار
 سی لاکھ اور لاکھ سی کروڑ درجہ بڑہ جائیگی قولہ تو فی اونکو ایسا چھپا یا کہین اونکاتنا
 ہی نہ دکلائی دیا اقول خدائی باعتبار مصلح کی بری بہلون بکو چھپا یا چھپا
 خدائی تمہاری پیرو مشہ و جمال کو چھپا یا اور شیطان کو چھپا یا اور عیسیٰ مسیح کو چھپا یا اور
 حضرت دایکس کو چھپا یا ویسا ہی صاحب الزمان کو نظر اہل عدوان سے
 چھپا یا قولہ ہزارون عرضیاں بھیجیں ایک کا بھی جواب نہ دیا درختین الی قولہ کچھ
 حکم نہ آیا اقول لاحول ولا قوۃ الا باللہ متین اتنی ہی عقل نہیں ہی کہ اگر جواب
 نہ ملتا اور حکم نہ آتا تو ہزارون عرضیاں کیوں لکھتی درختین کیوں گزانتی اسی تم ہی
 مرد و دین درگاہ کا جواب نہیں ملتا شیعہ بخدای لا یرال کہ ہمیشہ اپنی عیاض سی کا سب
 اور اپنی درخواستوں سی بہرہ مند ہوتی چلے آئی مسائل عامضہ میں توقعات رضیہ پر
 بحال اور احکام شریفہ شیعہ سی خوشدل ہیں اگر چند نالایق مثل ابوہل و ابولہب کی
 زمرہ کلمہ میں الضالین سے ہوں ہوا کرین کہ اونکی لئے انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب نزل
 من جمیع و فضیلۃ تجیم ملایہی حضرت مخاطب کی خدمت میں عرض ہی کہ آپ

کیونکہ آتش نیشک وحدیسی قبل ادا کرتے تھیں یہی جلی جاتی ہیں کہ حضرات شہداء و بنا
 میں نہیں ہیں مگر انکی خلیفہ حضرت دجال تو دنیا میں موجود ہیں اگر آپ ہی عرضیان
 لکھتی اور دروغ تین ہزار بیٹھ دھانی اس کے جزیرہ کٹ بھیجی کہ شیخ علی ابن ابی طالب
 فی بہت سر اوٹھایا یہی آپ جلد قدم رنج فرمائی تو ہوا قیصر زندہ رہے اپنے
 ہوا خواہوں کو جواب سی محروم نہ رکھیں اور بعد بنیں آپ کی ایسی ہر دستان
 پاکی جلد آویں اور صوفت میں اگر شیعہ اپنی صاحب الزماں کو دہلا دیں تو پھر جو جاہلی
 سوکھی قولہ ہی بہت انتظار کیا مگر عاری جیسے چمکھور کسکا خروچ کیسا کچھ نہ لائے کی
 نہ لکھی اقول بعد اس کے کہ آپ عرضیان خدایہ دجال میں روانہ ہوئی اگر آپ کے
 جیسے ہی خبر اوس ملعون شقی کے خروج کی آجادی و امام علیہ السلام کا اس وقت میں
 کھڑا اور خروج نہ ہو تو جواب فرمائی آپ کا کنا بسر چہ قبول ہو گا اور اگر آپ کے
 جیسے ہی خبر اوس شقی کی نہ آوی تو عرتی وقت یہی شعر اچھڑا جسرت ماس مرد و زبان
 کذب و لغو اس فرمائے گا کہ شام تک تو آؤ یا اے سکا کیہ بچا انتظار
 وہ نہ آیا وہ جا پتا یاں برابر ہو گیا قولہ ہندسی امام کی غیبت سرانگ الی
 قولہ صورت تو امام کی نظری نہ پڑی اقول تم ہی ہندسی جزیرہ دجال تک پہنچو دیکھو
 صورت اوس شقی کی لگو نظر پڑتی ہے کہ تین اگر نظر پڑی تو شیعوں کی یہی تصدیق اپنی
 امام کی خد متین شرف ہونی کی کر لیا اور اگر نہ دیکھا تو وجود دجال کا بھی شل وجود امام
 کے انکار کر کے اسلام ظاہری کو چھوڑ کر کئے خزانہ بی پردہ و حجاب اور بی متنع و بی نقاب
 نصرانی میں جاننا ضروری کماں کام کو بہت جلد انجام کرو قبل اس کے کہ جان کو حوالہ لاک
 کہہ دو قولہ بغیر امام کے ہم کیا کرتے اقول بغیر امام کے ہم سب کچھ کرتی ہیں راہ قیاد

صدق پر مبنی ہیں مگر افسوس ایہ عقیدہ ہی کہ بغیر امام کے کفار اور زنا و قہر جوشل تمہاری
بیہودہ گوئی کرتے ہیں اور کمو سزا نہیں دے سکتی قولہ بان امام کی دیکھنے والوں نے جو
کچھ کہہ دیا قول جسطرح سی سے ٹکٹہ کی دیکھنی والوں نے اور انکو خلیفہ بنانی والوں
نے جو کچھ کہہ دیا تم اور سپر ایمان لائی یہ نہ سمجھی کہ یہ کذابین و ضالین انبیا و الشیاطین جفیہ
دنیا کی کلاب طالبین ہیں از سر تا پا پھنسے ہیں انہیں کی کئے کہ جو خلاف اصل
و نقل تھا حق جانتے ہی اور کہی اوس سے نہ پھری ہر چند ہادیان براہ دین لاکھ
سمجھاتی رہے مگر زیر و معاویہ کا ساتھ نہ چھوڑا اور ان بیہوشوں کی رفاقت سی موندہ
نہ موڑا وسیع علم اللہ تعالیٰ منقلب ینقلبون قولہ ان کہنے والا قول
جواب کہ جنتی کہ جنت کو بخوبی دیا گیا قولہ تو کسی مجال تھی کہ وہ تحریف کرتا قول قدر
جوابہ ایسا قولہ کہ تم ہی کہا کہ میری کتاب میں تحریف ہوئی تھی قول صحیح
والوں نے کہا جامع الاصول واصلے نے کہا جمع بین صحیحین ہالی نے کہا احادیث
تحریف قرآن ان کتابوں میں اس کثرت سی ہیں کہ اگر جمع کریں ان میں تو ایک کتاب
بسوٹ ہو چنانچہ کیتھر صوام اور زہرہ اور استقصا اور دیگر کتب کلاسیکین بقول
ہوئی ہیں اور حاجت نقل کیا ہی جب اصل سے موجود ہی قولہ جواب دوسرے کہ
ہم نے زہرہ سے سنا تھا شیطان الطاق نے کہا تھا قول نقل روایات تحریف
نہ زہرہ نے کہ نہ مومن الطاق نے کی بلکہ شیاطین صحاح ستہ کی کے جب ان
شیاطین کو روایات تحریف قرآن میں تم کا ذب سمجھی تو جب تہی جناب بارے
پوچھی گا کہ روایات فضائل ثلاثہ میں کیوں نہ کا ذب سمجھی تو معاویہ نہیں کیا جواب
دوسرے ہماری نزدیک تو سوای اقرا جرم کے اور کچھ جواب نہی سوگی اور سویت

سو امی اسکے کہ فاعتر فواہد نبہو فسحقا لاصحاب السعیر اور کہ حکم
 شہودا و الحمد لله رب العالمین قال النماط لب لقمقام ہواہا شہد بل السلام
 ساتوین آیت یا ایہا الذین امنوا لکم اذقیل لکم انفسروا فی سبیل اللہ
 اتاقلتم الی الارض ارضیتم بالحدیۃ الدنیا من الاخرۃ فضا متاع
 الحدیۃ الدنیا فی الاخرۃ الاقلیل الا تنفروا یعد بکم اللہ عذابا
 الیم کو یستبدل قومًا غیرکم ولا تنظروہ شیئا واللہ علی کل شئ
 قدير الا تنظروہ فقد نصرہ اللہ اذا خرجہ الذین کفروا
 ثانیۃ اثین اذہما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن
 انت اللہ معنا فانزل اللہ سکینۃ علیہ وایدہ یجود لہ وتوہما
 وجعل کلمۃ الذین کفروا والسفلیہ وکلمۃ اللہ
 ہی العلیا واللہ عزیز حکیم جو آیتیں مبنی ابیک لکین انسی عام ماجرین
 اور انصار کی فضیلتیں ثابت ہوئیں اب ہم اس آیہ کو لکھ کر خاص حضرت صدیق
 اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت ثابت کرتی ہیں جاننا چاہی کہ جب پیغمبر خدا
 صلی اللہ علیہ وسلم فی طائفہ اودھین سے مراجعت فرمائی اور تودومی دن مینہ بن
 قیام فرما کر قصد جہاد روم کا کیا تو بعض لوگوں پر نہایت گران گزرا اہلئی کہ گرمی کی
 دن تھے سرد و دراز تہا خرموئی کہنے کی فصل تھی اور روم کا خوف بھی غالب تھا
 تب اللہ جل شانہ فی دہلی ترغیب جہاد کی ان آیات کو نازل کیا اور کئی طرح سے
 لوگوں کو سمجھایا چنانچہ اول آیت مین فرما ہی یا ایہا الذین امنوا فاما لکم اذا
 قیل لکم انفروا فی سبیل اللہ اتقللکم اسے مومنین تمہیں کیا ہو گیا
 ہے کہ جب تم سے جہاد کے لئے کہا تب تم اپنے گھر وں سے نکلنا

یہ خطاب دوسری بار
 سی جو کہ جہاد میں
 شہدائی کی تھی
 ہمارے ہمارے
 خطاب کیلئے
 ہمارے ہمارے
 ہمارے ہمارے
 ہمارے ہمارے
 ہمارے ہمارے
 ہمارے ہمارے
 ہمارے ہمارے

نہیں چاہتی کیا تم دنیا کی زندگی کو بقاءِ آخرت کی اچھا بھلا دوسرا راستہ
 ہر مالک دنیا کا فائدہ آخرت میں بہت ہی تھوڑا ہی اس آیت میں اللہ جل شانہ
 فی دنیا کی حقارت بیان کر کے جہاد پر ترغیب دی بعد دوسری آیت اللہ تعالیٰ
 یعد بکم اللہ عذابا الیم یستبدل قوما غیرکم ولا تقرّوا بشیئکم اللہ
 علی کلشی قدیری میں فرمایا کہ اگر تم سنی کرو گے اور جہاد پر مستعد نہ ہو گے تو خدا تم کو دنیا
 و آخرت میں عذاب دیگا اور تمہاری بدلی اور غیر قوم کو پیدا کرے گا اور تمہاری مدد
 نہ کرے گی خدا یا اوس کے رسول کا کچھ نقصان نہیں ہی اسلئے کہ خدا کو کچھ پروا نہیں
 ہی اور رسول کا وہ خود محافظ ہی چنانچہ اپنی بے نیازی اور اپنی رسول کے
 بی پروائی کو ان لفظوں سے بیان کیا کہ لا تتصوروا فقد صدق اللہ اگر تم لوگ
 پیغمبر کے مدد نہ کرو گے تو اوسکو تمہاری مدد کی بابت نہیں سہے سانی کہ خدا اوسکا مدد
 ہی اور اپنی مدد گاری اللہ جل شانہ ہر طرح سے ثابت کرتا ہی اذا خرجہ الذین
 کفروا من فی الشہدین اذہا فی الغرکوب کفار فی پیغمبر کو کہہ سے نکالا اوسوقت کس نے
 اوسکی مدد کی اور اوسوقت کونسا لشکر اور گروہ اوسکا مددگار ہوا اور سوائے ایک
 بار کے دوسرا کون اوسکی ساتھ غار میں گیا اور جب کفار و کفار پر آپہنچی اور ورنہ
 پیغمبر کی اور اوسکی کہہ فاصلہ نہ ہوا اوسوقت اوسکا یا غار ہی گہرا گیا اور حینال
 کر کے کہ ایسا نہ کہ کفار غار میں چپے ہو نہ سی آگاہ ہو جاوین اور مبادا پیغمبر پر کہ مصیبت
 پہنچاوین وہ غم نہ کر لیا اوس اضطراب اور اضطراب کی حال میں ہی کہ بڑی بڑے
 شعل اور جواغرو گہرا جاتی بن سیر پیغمبر کو کہہ اضطراب نہوا اور اپنی یاہو کو لا تھوون
 لان اللہ معنا کلمہ مطمئن کیا اور مٹی اپنے پیغمبر کے کہنی سے اوس یاہو تیلی مازل

کی کہ اوس کا خوف اور اضطراب جو پیغمبرِ رسدہ بخشنی کے خیال سے تھا جاہل اور افاقتوں
 السکینۃ علیہا اور بعد کے زبانی اوس مصیبت کی وقت کی جب بدر کی لڑائی ہوئی تب میں نے
 ایسے انگریزوں کی کہ تسلیم کر دیکھ نہیں سکتے تھے وابتدء بخوف و لرزہ کا رخسار
 کی بات کو پست کیسے کہ اپنی بات کو بلند کیا وجعل کلمۃ الذین کفروا للستغلی
 وکلمۃ اللہ ہی العلیا تمام مفسرین کیا شیعوہ اور کیا سنی اس پر تفرق ہیں کہ اذا خرجه
 الذین کفروا من جس زمانہ کا ذکر ہے اوس سی ہجرت کا وقت مراد ہی اور لاذ یقول لقصا
 میں جو لفظ صاحب کا مذکور ہی اوس سے حضرت ابو بکر صدیق مراد ہیں اور اس کی بھیج
 قائل ہیں کہ ہجرت کا وقت بڑا نازک اور نہایت مصیبت اور تنہائی اور بیچ کا تھا جو
 اوس وقت صدق دل سے شریک ہوا اوس کا رتبہ بھی سب سے بڑا ہی اور اس سے
 بھی لیکو انکا رہنمائی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق اوس وقت سے کہ جب پیغمبر صاحب اپنی
 گھڑی برآمد ہوئی، جب تک غامض رہے اور جب تک مدینہ میں پہنچے برابر اہل مدینہ
 لیکن باہم ہماری اور شیعوں کے یہ اختلاف ہی کہ ہم حضرت ابو بکر صدیق کی رفاقت کو
 ان کی اخلاص اور نیک نیتی پر محمول کر کے ان کو فضائل باجرین جانتے ہیں اور حضرت
 ان کی ہمراہی کو جیتی پر و غنہ، بائیں ان کو محمول کر کے ان کو منافقین میں سمجھتے
 ہیں اس لئے ہم ایسی آیت سے حضرت صدیق اکبر کی فضائل ثابت کرتے ہیں اور حضرت
 شیعہ کی شبہات بیان کر کے ان کا رد کرتی ہیں بقول المستسک بولایۃ علی
 بن ابیطالب علیہ السلام حضرت مخاطب ہی اب تک عام آیتوں کی کہنے میں
 ناحق اپنی اوقات شریف ضائع کی اور حقینہ مسلم الثبوت لا دلالتہ للعام علی الخاص حد
 القیاس الثالث کو پیش نظر نہ رکھنا شیعہ کس مطلق کے منکر ہیں جس کے اثبات کی لیکو تمیلج

ہو اپنی بنیاد تحصیل حاصل اور تطویل باطائل کر کے ہماری ہی اوقاف کی غنیمت
 ہے کہ آپنی اوس راج کو چھوڑا اگر کیا حاصل کہ دوسری راج پر تشریف لاسے ہیں اور
 چونکہ جو مذنبہ ثبہ علی الخطائین ہی بلکہ بنیال خام اسکی ہے کہ آپ نہتہای کلام کر کے
 پس ہر مذنبہ و مجبی بخوبی ہمتغای انتقام کہ چکا ہی مگر پھر ہی آپکا چچا انہیں جمعوتا ہوں
 اور چاہتا ہوں کہ چلتی چلائے آپکی پچھلے راہ اسی بند کروں کہ حسین وہ راہ اہل ماری
 پڑی تب آپکی اگلی راہ بھی مدخول اور راہ آمد و نفع سد و کروں صورت اوسکے
 بنری و ملائت بدون سختی و اذیت یہی کہ آپ ابتدای کتاب ہی مدعی اسکے ہوتے
 چلی آئی ہیں کہ صحابہ کلم عدول ہیں اور حقیقتہ بھی مذہب الحسنات و جماعت ہی اور
 خود آپ صفحہ ۱۱۰ میں مقرر اسکے ہیں کہ مسلمان کے سب کامل الایمان تھے پس ہر چند ہم ذلیل
 کثیر و اس عقیدہ فاسدہ کے ابطال پر قایم کر چکی ہیں مگر استقامت پرین آیتین آپنی لکھی
 ہیں یہ یمنون آپکے ابطال و دعوی کے لسی کافی ہیں لیکن آیت اولی جو آپنے لکھا ہے
 پس اگر کوئی سب مسلمان کامل الایمان تھے تو مسداق انا قلتمہ الی لا یرضیتم
 بالحقولہ الدنیا من الحق کہوں لوگ غمی کیا کامل الایمان نو نکا ہی کام ہی کہ برب خدا و رسول
 باخصوص اذ کو کسی کام کہیںجا حکم فرما دیں تو وہ گھر و گئے چلو نہیں بین اور اوسکے
 بجا آوری سے سرتابی کریں اور زندگانی دنیا کو آخرت پر اختیار کریں اور اگر کسی
 جاہل کو یہ خیال ہو کہ مضمون آیت ابلور استفہام کہ ہی نہ بطور ثبوت اور تقریکی تو جواب
 یہی کہ انا قلتمہ الی لا یرضیتم استفہام نہیں ہے باقی رہا رضیتم کو بظاہر استفہام
 ہے مگر محاورات میں اسطرحکا استفہام الطبع الثبت و التقریر ہوتا ہی سطر سے مثلاً کہا
 جائے کہ تمکو کیا ہو گیا ہے آیا تو حق ہی آیا تو یمنون و یووانہ ہے جو کل صحابہ کو

عدول لکھتے ہیں غرض قائل کی اس کلام ہی حقیقت میں متضاد نہیں ہی بلکہ ثابت
 و تقریر حاکمیت ہی اور یہ جو اپنے اس مقام کی حاشیہ میں افادہ فرمایا ہے کہ خطاب
 طرف کل کے ہی گمراہ بعض میں یہ مثبت ہماری مذہب کا ہے کہ بعض اچھی تھے
 اور بعض بری تھے لیکن یہ قاعدہ آپنی مخصوص ہی مقام کیوہی کیوں کیا جاتا
 عام فاضل سجا بہ کی آپنے لکھیں میں مثل کنہ تو خیر و اذیہ وغیرہ کی اور میں نے
 یہی قاعدہ باری کیجئے کہ خطاب طرف کل کے ہو اور مراد میں ہوں پس اثبات
 فضیلت نمٹے اور تعدیل اہل آپنے ہاتھ ہی نکل گئے اور افادہ اس قاعدہ کا اور
 ذکر اس آیہ کا مقام پر صدق بخیر ہوں بیوہم باید یحرم کا ہوا کہفہ اللہ
 المومنین اللقال و نعم قبلہ
 عد و شود و بب خیر گرفتہ انخواہ
 منیر الیہ دکان شیشہ گر نکست
 آدم بر آیت ثانی جو وعید عذاب دینا
 اور آخرت ہی پس یہی بطل آپکی مرغوم بطل کا ہے الہی کہ کمان دعویٰ کامل الایمانی
 کل اور عدالت کل اور قطعیت جنت اور جان فوال فی سہل اللہ صرف کرنا اور
 راہ اطاعت خدا و رسول پر قدم قدم چلنا اور کجا وعید یجذبکو عذابا لیمما
 بیان تک کہ یستبدل قوم لغیرکم کا فرمانا پس اگر سب کی سب کامل الایمان ہی
 تھی تو آیہ کامل الایمانی مقتضی وعید عذاب الیم ہی یا عدالت ہی یا وجب عدم تسلیم حکم
 خدا و رسول تھے اور جب یہ امر خلاف عقل ہے تو البتہ بعض اچھے تھے اور بعض
 بری تھے اور کل کامل الایمان اور عادل تھی وہو المطلوب باقی رہی آیت ثالثہ جو
 ملقب بہ آیہ ناری اور مینو کا مایہ افتخار ہے اور شیعوں کی نزدیک یا رخا کے الہی موجب
 ہزاران ہندو عار و شاربہی اور اگر نظر بہ طہارت تقریر بنیان لفظ عار کو مکمل کر

کہ فی القرب اسکا آئینہ عارضی تو بجا نہیں شبت بحر کفیت یہ آئینہ شریف بھی بتدریج سابق
بوضوح تمام ہی بدولت رکھتا ہی کہ کل صحابہ کمال الایمان نہ تھی ورنہ کیا ضرورت اس
کتاب و خطاب کی ہوتی کہ اگر تم لوگ نہ نصرت اور مدد کرو گی تو خدا اور وہ راہ راہ
تمہاری نصرت کا محتاج نہیں ہے پس دعویٰ کامل الایمان کی کل بجز اللہ ان معجون
آیتوں سے بخوبی باطل ہوا اور جس بنا پر حضرت مخاطب فی ابتدا ہی کتاب سی بالو
کی دیوار اڑھائی تھے وہ ازینج برکنہ ہو گئی یہ سب گفتگو یہ نسبت آپ کی پہلی راہ
کی تھے اب ہم آپ کی اگلی راہ پر نظر کرنے ہیں کہ آپ باخصوص فضیلت ابو بکر
آیہ غار سی ثابت کیا چاہتے ہیں پس یہ آیہ مشتمل اور چند لفظوں کے ہی کہ آپ کی
نزویک اوس ہی فضیلت نکلتی ہے اور شیعوں کی نزویک انہیں الفاظ سے
سراسر کفر و تفاق نکلتا ہے لہذا جناب والا سی یہ ہتھسار کیا جاتا ہی کہ اگر اثبات
فضیلت مطابق تفسیر اہلسنت آپ کیا چاہتے ہیں تو آپ کو بخوبی معلوم ہے کہ شیعہ
ادسکو نہیں مانتی اور اگر بنا تفسیر شیعہ کی اثبات فضیلت کیا چاہتے ہیں تو ترجمہ آپنی
کس تفسیر شیعہ سی کیا ہے اور کس کتاب شیعہ سی لکھا ہی اوسکا تہ و نشان دیکھیے
وود نہ خراط الفنا وحق یہ ہے کہ ترجمہ غلطی پر ہی آپ فی اکتفا کی بلکہ ترجیحات لکھو
مذاق اہلسنت پر گئی پس اگر کوئی شخص مذاق شیعہ ہی کہہ ترجیحات کری تو آپ کے
ای کہچہ جامی کلام نہیں ہے اہلسنی کہ ہر شخص کو اپنی اپنی سمجھ کا اختیار ہے مثل اسکی
کہ جناب باری عزہ فرما ہی کہ لا تتصی و لا تعبد الا اللہ یعنی اسے بظاہر
ایمان لائیو اور اگر تم لوگ ہماری پیغمبر کی مدد کرو گی تو خدا اوسکی مدد کرے گا جس طرح سے
پیشتر سے عالم تہائی میں کوئی یار اور مددگار اوسکا تھا اور درمیان و شمنائی ہی

知

...

مستحقان فطانت

1

۱۰

۱۰۰

25

۱۰۰

مستطاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

واپس کے گویا تھا خدائی اور کسی مدد کی تھی اذخارجہ اللہ الذین کفرنا انانی اشین
 جسوقت میں کہ نکالا تھا او سکو گھر کے کفار تھے کہ وہ دشمن ظاہری تھے و حالیکہ کثرت
 اشین تھا یعنی ایک اور دو کا تھا کہ جبکا دوسرا دشمن طہنی تھا معنی ثانی نہیں اور
 ثالث ثلثہ کی باتفاق اہل سنت و اہل تفسیر احد نہیں اور احد ثلثہ کی ہیں یعنی ایک دو
 کا اور ایک تین کا پس سبط ثالث ثلثہ میں ایک خدای برحق اور دوسرا دلیان
 جہل تھے اور سبط ثانی نہیں میں ایک حق اور دوسرا جہل تھا اذہما فی الغار جسوقت
 وہ دونوں جہل و باطل ایک خدای میں جمع ہو گئے تھے اور اس جہل نے اوس حق کو نامتی خدایہ
 و تار میں مثل مارتین ایذا دینی شروع کی اور قاتل اور اضطراب اور جنوع و فزع
 خواہ حقیقتہً ازراہ بزولی اور عدم ایمان بصدق وعدہ خدا و رسول خواہ بکرو و فزع
 و عدم ایمان بخدا و رسول شروع کیا اذ یقول لصاحبہ جسوقت ہماری پیغمبر نے
 اوس اپنی ساتھی سے جو مودی تھا کہا اور او سکو ایک غل قبیح سے بقولہ کا تھن
 ان اللہ معانصع اور بھی فرمائی یعنی اے ایمان بصدق خدا و رسول کیوں قما
 ہی اور کیوں قذرتا ہے یا کیوں باظہار حزن ہسی مگر خدع کرتا ہے خدہ ہماری ساتھ
 ہے ہکو ہر طرح سے محفوظ رکھیگا ہماری صدفہ سی تیسری ہے جان بچی گی
 اور خدایتہ ہی مکر و خدع سے بھی بکو بچائیگا فانزل اللہ سکینتہ علیہ پس ایسی وقت
 نازک میں کہ باہر سے کفار قتل سید ابراہیم تھے اور درمیان میں انشتین میں تھے
 کر رہا تھا خدائی اپنے پیغمبر پر سکینہ نازل کیا کہ او سکو کی طرح سے باوجود دشمنان
 بیرونی و اندرونی کے بھی قتل اور اضطراب نہوا بمخلاف اوس دشمن خانگی کے
 کہ منظر طلق اور اضطراب ہوا اگر او سپر سکینہ نازل ہوا ہوتا تو کیوں باظہار اضطراب کرتا ہوا

اگر اس وقت میں داخل و خارجا کوئی مومن پیغمبر کے ساتھ ہوتا تو خدا ضرور اس
 سیکینہ من جو اپنے پیغمبر پر نازل کیا تھا اسکو بھی شریک کر لیتا جیسے جس علم پر
 پیغمبر کے ساتھ مومنین تھے جب پیغمبر پر سیکینہ نازل ہوا تو مومنین کو بھی شریک کر لیا
 اور فرمایا فانزل اللہ سکینۃ علی رسولہ و علی المومنین مگر چونکہ اہتمام پر
 سوا می ایک کافر کے کوئی مومن ساتھ تھا اسلی سیکینہ مخصوص پیغمبر کیا وایدہ
 بجنود لوتوا اور مدد کی اپنے پیغمبر کی ساتھ ایسے لشکر ملائکہ کی کہ مخاطبین نے
 اسکو نہیں دیکھا پس ادن ملائکہ کی کفار کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا اور اس
 رفیق بنی توفیق کا کلام گونا گونہ جوع و فزع پہ نہ کر سکا یہی توجیہ وحیہ آیت کی مطابق
 مذاق شیعہ کی نہ جو توجیہ غیر موجبہ مخاطب بنی کے باقی رہی گفتگو رد توحیات رکیمہ
 مخاطب میں پس بعد اسکے مطاوی رو کلام آئندہ میں آویگی انشاء اللہ تعالیٰ
قولہ تام مفسرین کیا شیعہ اور کیا سنیہ اس پر متفق ہیں **اقول** دعویٰ بیدلیل
 کہ ناکار مخاطب والا مقام ہی اور غیر مسلمات کو تحت مسلمات وغل کر دینا سکاری ہو
 ندعی کا کام ہی آئے مفسرین متفق ہیں کہ اذا خرجہ ہی مراورائہ ہجرت ہی اور
 صاحب النامہ بقضایئہن صاحب النامہ حضرت ابو بکر تھی لیکن کس مفسر شیعہ نے
 لکھا ہی کہ جو شخص کہ شریک ہجرت بیعت خلاف مرضی خدا و رسول ہوا اسکا بھی
 رتبہ سب سی بڑا ہی اگر مصلحت خدا مقتضی اپنے پیغمبر کی تھا سفر کر نیکی انہو قی تہا
 نار ان او حضرت کی مثل جناب امیر و مخدوم علیہ و ابودر و عار ہشہ و مصاد
 جہنوں نے کسی سحر کہ مرد آزا اور کسی شدہ درخامین او حضرت کی قدم ہی مضاف
 کی اور وقت اشتعال نواہر کارزار برق سیوف صاعقہ کردار سے کہی اونکی

ملک تک پہنچی اور مثل حضراتِ ثلثہ کے کبھی نہ پھر کو زرعہ کفار میں تنہا چھوڑ کر اپنے
 جان بچا کر نہ بھاگی پس ایسے لوگ اس شب تار میں کیتھہ استار بھی مقامِ غا
 میں کہ امن خط و حر است ایزد کر دگار تھا اور محروس بلا نیک اخلا و عیبار تھا کہ
 اور حضرت کا ساتھ چھوڑے آری رتبہ اور کاسب ہی بڑا ہی جسے بقضائے شری
 لنفسہ ابتداء مرصحات اللہ اپنی جان بچا کر سیکڑوں شمشیر ہاں برہمن میں اپنی
 تین فرس رسول خدا پر سلا یا چنانچہ علمای فریقین متفق ہیں اس پر کہ وہ جناب امیر
 علیہ السلام تھے اور یہ آیہ اوہنیں کی شانین نازل ہوا جیسا کہ ازالہ انجھامین مآثر
 میں انحضرت کی مذکور ہے اور بنی اجابت خدا اور رسول ساتھ دنیا بویکر کا نہ لکھ و لیر رسول
 تھا اسی کہ حمایان بن مہین اور صحابہ بردین اور ہی لوگ تھی کہ امتثالاً لامر اللہ
 والرسول مستخلف ہوئی اور ابوبکر طبع دنیا کا ہنوسی سنا تا کہ انحضرت کو مدینہ میں
 رفت و رفتی ہوگی ساتھ ہوئی قولہ اور اس سے ہی کیونکہ انہیں ہی قول شیعہ کو
 انکار ہی کر افسوس ہی کہ آپ کو دروغ گوئی سے کیونکہ انہیں ہی قولہ جب سے
 پیغمبر صاحب اپنی گمراہی برآمد ہوئی قول بعد اسکے خود ہی شیعوں ہی قیل ہو گئے کہ
 ابوبکر سی انشادر اہلین بعد قعودی راہ ملی کر نیے ملاقات ہوئی ان فراتی ہیں کہ جسے سرنگی سے رو
 لحاظ نہ باشد قولہ ہمارے اور شیعوں کی یہ اختلاف ہی اقول یہی اختلاف نہیں ہی بلکہ
 بہت سا اختلاف ہی منجملہ اسکی یہ ہی کہ شیعوں کی نزدیک چونکہ عند اللہ یہ غیر تہنائی
 اورین مصلحت تھا پس قطع نظر از بدیہی بینکیتی بے مشارکت اس غیرین خلاف
 حکم خدا و رسول جائز نہ ہی اس سبب ہی کہی شخص نیک نیتوں ہی شریک اس سفر کی
 نہوا قولہ بدیہی پر و غوغا باشد من ذلک محمول کر کے اقول کہ تخصیص ابوبکر نہیں ہے

بلکہ کل منافقین کے اعمال بدینی پر محمول کرتے ہیں اور کچھ شخصیں اس فعل خاص کی بھی نہیں ہے بلکہ کل افعال ابوبکر کو نفوذ باللہ منہ ومن افعاله نیک بدینی پر محمول نہیں کرتے چنانچہ بدینی اور رزائل اونس کے بہت سی آیات سی مثل مزید و من عرض اللہ اور بہت سی احادیثی مثل غصب فدک وغیرہ ثابت ہیں اور بالخصوص اس آیت سی بھی ثابت کر کے شہادت اہلسنت کو رد کرتی ہیں قال المناطِب التَّحْقِیْمُ ہُوَ اَدَاةُ سُبُلِ السَّلَامِ بیاں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل کا جو اس آیت سی ثابت ہوتی ہیں۔ اس آیت سی بہت سی فضیلتیں حضرت ابوبکر صدیق کے ثابت ہوتی ہیں اول یہ کہ جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل پر کفار نے اتفاق کیا اور اللہ جل شانہ نے اونس کے ارادہ سی حضرت کو آگاہ فرمایا اور اجازت ہجرت کی دی تب پیغمبر خدا نے حکم الہی حضرت ابوبکر صدیق کو اپنے ہمراہ لیا پس اگر خدا ہی جل شانہ کی نزدیک ابوبکر صدیق ایمان میں سچے اور اسلام میں سچے نہ ہوتی اور پیغمبر صاحب پر جان و دل سے عاشق نہ ہوتی تو ہرگز وہ ایسی وقت میں اونس کو ساتھ لے لینے کے اجازت نہ دیتا اور خود پیغمبر صاحب کو اگر اونس کی محبت اور عشق پر یقین کامل نہ ہوتا تو کسی ابوبکر صدیق کو اس سفر میں اپنے ہمراہ نہ لیتی دوسری اگر ابوبکر صدیق اپنے جان و مال کو حضرت پر شمار کر نہی رضی نہوتے تو وہ ایسی مصیبت کی وقت میں خود شریک نہوتی اور اپنی آپ کو معرض ہلاکت میں نہ ڈالتے بلکہ حیلہ حوالہ کر کے اپنی آپ کو ایسی مصیبت کی وقت میں شریک نہوتی جیسا کہ میری گہر میں سے نکلنی کی وقت سی مدینہ منورہ میں پہونچنے تک جو باتیں صدیق اکبر کے گہر میں اور صلح پیغمبر خدا کی حفاظت کی اور بطور ہرقی زناقت کا ادا کیا اول سب تو ہنی

ظاہر ہوتا ہے کہ ابوبکر صدیق کو پیغمبر خدا کے ساتھ عشق کا مرتبہ تھا اور پیغمبر صاحب
 کے بچانی کی لئے اپنی جان اور آبرو کا کچھ خیال نہ تھا چوتھی جتنی اور صاحب پیغمبر خدا
 صلی اللہ علیہ وسلم کے قہمی اور نین سے کوئی اس رتبہ کا تھا کہ جسکو پیغمبر خدا اپنے ہمراہ
 لیتے اور جسکو اپنا یارِ خاں بناتی سو ہی ابوبکر صدیق کے کہ انہیں کو ایسی وقتیں
 اپنا رفیق بنایا اس سے ابوبکر صدیق کی فضیلت اور صحابہ بونہر ثابت ہوتی ہے
 پانچویں اللہ جل شانہ کو یہ خدمت صدیق اکبر کی ایسے پسند آئی کہ اونکی صدیقیت اور
 رفاقت کو اور لوگوں کی تحریص اور ترغیب کی سہولتی اس آیت میں بیان کیا تاکہ لوگو
 شکر لڑ کو نگو غیرت آدمی اور پیغمبر صاحب کی رفاقت پر مستعد ہو جاوین پس اگر ابوبکر صدیق
 کی صدیقیت خدا کی ترغیب مقبول نہوتی اور اونکی خدمت اور رفاقت اہل درجہ کی شہرت
 تو اونکی مثال کیوں دیجاتی اور اونکے باری اور مددگاری اور اونکی دل بڑبانی نہت
 لئی بیان کیا جاسے چھوٹین اللہ جل شانہ فی ثانی المثنی کا لفظ فرما کر ظاہر کیا کہ بعد
 پیغمبر خدا کے دوسرے شخص ادای مناصب دینی کی سہولتی ابوبکر ہے ساتویں اللہ جل شانہ
 فی صاحبہ کا لفظ ابوبکر صدیق کی نسبت فرما کر اونکی صحابیت کو ثابت کیا کہ یہ رتبہ
 کسی دوسرے کو نہیں نصیب ہوا اہلئ ابوبکر صدیق کی صحابیت کا انکار و حقیقت نص
 قرآنی کا انکار ہے آٹھویں اس آیت میں لا تحزن ان اللہ معنا سی ثابت
 ہوتا ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فی ابوبکر صدیق کو تسلی دی اور خدا کی حفاظت
 اور نصرت نے اونکو اپنا ساتھی فرمایا جس میں معلوم ہوتا ہی کہ اللہ صلیح پر حافظہ اور ناصر
 اپنے پیغمبر کا تھا اور صلیح پر اپنی پیغمبر کے یار و کار کا حامی و مددگار تھا اور جسکا اس آیت کا
 یہ ثابت ہوا کہ اللہ ابوبکر کے ساتھ تھا تو اسی سے ابوبکر کا تسلی اور محسن ہو ثابت ہوا

سے انکار کرنا ہوائی کے مقابلہ میں ملائل اور براہین میان کرنا لیکن مجبوری موافق
 قول خاتم الخویش کے چون بنا و کلام بر اصول کر دی نہادہ است ناچار زمام اختیار
 بدست آنخادادہ ہر جا کہ کشیدہ بزند سیرود و بہر رنگ کہ رنگین کنندے شود مگر
 منصف مزاجوں سے اسید ہی کہ اول اعتراضات کو ذرا انصاف سی و یکمین اور
 علما و مجتہدین امامیہ کی تعصب اور عناد پر خیال کریں کہ عداوت فی اوکلی و لونہ کیسیا
 پر وہ اور دشمنی نے اوکلی غفلوں پر کیسیا حجاب ڈال دیا ہی کہ ایسے نص صریح سے
 انکار کرتے ہیں اور فہل اصحاب کی فضیلت کی انکار کے لئی کیسی پوچھ تاویلین
 بیان کرتی ہیں و ہا انا شرع نے بیان ہوا تم لقیول لہم شک بولایہ علی ابن
 ابيطالب علیہ السلام یہ فضیلتیں جو آپ ثابت کرتی ہیں اپنی محتادہ باطلہ کی راہ
 سی تصدیق روایات کا ذہب ہیں یا نابہر روایات شیعہ و عقاید شیعہ کو مین اگر نابہر عقاید و روایات
 اہلسنت کی ہیں تو شیعہ او سکو ہل اور کا ذہب جانتی ہیں اور اگر نابہر مذہب شیعہ کی
 ہیں تو آگہو او کی کتابین سے سند دیکر بیان کرنا تھا تا کہ معلوم ہوتا کہ نابہر عقیدہ شیعہ
 کی یہ فضیلتیں ہیں تو اصورتین البتہ شیعہ کو قبول کرنا ضرور ہوتا و اذلیس فلیس قولہ
 اول یہ الی قولہ اجازت ہجرت کی دی اقول اس کلام کو فضیلت ابو بکر سی کہ پہلے
 نہیں ہے قولہ تب پیغمبر خدا فی حکم آلہ حضرت ابو بکر صدیق کو اپنی ہمراہ لیا قول
 تحریر فضیلت بطریق قیاس یہ ہی کہ ابو بکر کو پیغمبر خدا فی حکم خدا وقت ہجرت کے
 ہمراہ لیا یہ پہلا تفسیر ہی و ہمراہ کہ جو شخص کہ ایسا ہو ضرور ہے کہ سچے ایمان والا اور پکا
 مسلمان ہو نتیجہ مقتضی یہ ہی کہ ابو بکر سچا ایمان والا اور پکا مسلمان تھا قبل اسکی کہ صحت
 مقتضی میں گفتگو کیا وی ہم کہتے ہیں کہ اس آیت میں ان دو تفسیر کو کہ وہ مسلمان

ہے اس کے کہ آیت کا مفہوم اس قدر ہی کہنے اپنی پیغمبری کی اوس وقت مدد کی کہ وہ ایک تباہ و تھوڑا
 اور بوقت اپنے ساتھی سے کہتا تھا کہ لا تخرن آہ اس عمارت سی زمین بچلا کہ ہمیں حکم ابوبکر کے ساتھ
 یعنی کلو یا تھا اور ساتھی اس کا پکا مسلمان تھا ہاں اگر مضمون آیت یہ تھا کہ ہمارے اوس وقت مدد کی
 کہ جب وقت حکم کیا تھا کہ ایک کچی مسلمان کو ساتھ لاؤ اور پیغمبر نے ابوبکر کے ساتھ لیا تو مقتدین کو آیت سے
 کچھ واسطہ ہوتا تو انیس فلیں اور جب مقتدین کو آیت سے واسطہ نہ ہوا تو ہم کہتے ہیں کہ وہ غیر مسلم ہیں
 کیونکہ زمین جائز ہے کہ ابوبکر نبی حکم خدا و رسول گھریا بہر کھلی ہیں جیسا کہ شیعہ کہتے ہیں کہ ابوبکر
 مانعت رسول خدا گھر سے نکلی پس مجبوری بخوف افشامی را از حضرت فی اوس
 وقت حکم خدا اپنے ہاتھ لیا پس بنا بر اسکے ابتداء حکم خدا نہ ثابت ہوا اور جو شخص
 کہ مجبوری ساتھ لیا جاویں اس کا پکا مسلمان ہونا بدیہی البطلان ہی یہ گفتگو بہ نسبت
 مقدمہ اولی کے ہی لیکن مقدمہ ثانیہ کہ جو شخص حکم خدا و رسول وقت ہجرت کی پیغمبری
 کی ساتھ ہو وہ ضرور ہی کہ پکا مسلمان ہو یہ بھی غیر مسلم ہی کیونکہ زمین جائز ہے کہ
 رسول خدا حکم خدا الصلیۃ علی مسلمان کو ساتھ نہ لیں بلکہ ایک کچی مسلمان کو ساتھ لیں
 جیسی کہ ایک کافر کو کہ دلیل رسول اللہ تھا ساتھ لیا تھا باقی یہی وہ مصلحت کہ جس
 کچی مسلمان کو ساتھ نہ لیا اور کچی مسلمان کو ساتھ لیا اس میں ہمو غور و فکر کی کچھ ضرورت
 نہیں ہے جائز ہی کہ کچی مسلمان سی ایک وقت خاص میں ایک کام ایسا مکمل
 کہ پکائی سے نہ نکل سکے اور جائز ہی کہ یہ کچا سب کچون سی بدتر ہو اور تاب تحمل کفار کی
 ایذا کو نہ لاسکے اور فوراً پھر جائی اور شریک کفار ہو جائی اور اس سی کو نہ
 مسندہ عظیم پیدا ہو اسی اسکو ہمراہ لینا ضرور پڑا باقی رہا خیال اس مناد کا جو
 اوس سے اتنا راہ میں پیدا ہو پس جب حتم اپنی خط کا وعدہ کر چکا ہو تو ہکا

خیال کرنا کہ ضرور نہیں ہے پس اس تقریری ہزاری ثابت ہو کہ اگر ظاہری حدیث کے ابو بکر کا حکم خدا ساتھ لیا ثابت ہی ہو تو اس سے نہ کوئی مضیلت ابو بکر کے نکلی گئے نہ اونکا کچا سلیمان ہونا ثابت ہو گا قولہ پس اگر خدائی جل شانہ کی نزدیکی ابو بکر ایمان میں ہے اور اسلام میں بکے منقوی الی قولہ اس معین اپنے ہمراہ نہ لیتی اقول بخوف افتائی راز ساتھ لینا دلیل اوپر کچی ہوئی اسلام اور سچی منقوی ایمان کے ہی اگر خدا اور رسول انکو محب صادق اور مومن کامل جانتی تو مثل جناب امیر علیہ السلام کی انکو بھی کفار میں چھوڑ جائے نہ سی کچہ پروا کرتی پس یہ ہر اسے عین دلیل کذب ایمان اور صدق لفاق خلیفہ صاحب ہی اور شیعوں کی نزدیک عاشق و معشوق در میان افلح اور حضرت عمر کی مسلم ہی لیکن اہتمام سے اوںکو کچہ علاقہ نہیں ہے یہاں ہکا ذکر ہے کہ اگر ابو بکر عند اللہ والرسول مستند علیہ فی الایمان والایقان ہوتی تو مثل جناب امیر علیہ السلام کی اوںکو اپنا خلیفہ اور جانشین کرتی اور اپنی فرش خواب پر سلاتی قولہ دوسری اگر ابو بکر صدیق اپنے جان و مال کو حضرت پر نثار کر نیسی رضی نہوتے اقول جناب والا وقت جان نثاری روز روشن احد و خیبر میں تھامیں خلیفہ صاحب فی پشت بہ کفار دیگر راہ فرار کو اختیار کیا نہ مقام اوںکا شب تار حال ہتھارنی الفار تھا اور فلس قلعہ اباعن جیڑنی کہاں مال پاپا جو نثار کرتا اور اوس شب تار میں کیا محل مال نثار کر نکاتا اور کسکو دیا اور کیونکر نثار کیا شیعوں کے کتاب سی تو کہاں کین سینوں ہی کی کتاب سی بیان فرمائیے قولہ تو وہ ایسے مصیبت کیوقت میں خود شریک نہوتی اقول اگر شیرے کفار میں کہر جانی کا حال معلوم ہوتا تو شاید مثل احد و خیبر کے کتاہ کش بھی ہو جاتے خیال مبارک

میں تو یہ تھا کہ شب تا میں عالم غفلت کفار میں گھل جائیگی اور وہاں جا کر مال دنیا پر
 ہاتھ لگائیگی سفر کو وسیلہ انظر جائیگی بی اجازت خدا و رسول گھر سے باہر نکلی یہ سفر تو
 دس ہی منزل کا تھا طلب دنیا میں کلاب حیفہ دنیا مار چین و روس جاتے ہیں اور
 کیسی کیسی تکلیفیں اور مصیبتیں سفر و بر کی اٹھاتے ہیں آپ اپنی ایشال اور اوتن
 سے قیاس کو لیتی دنیا مقام اعتبار ہی فاعتبروا یا اولی الالبصائر قولہ تفسیری گھر
 میں سے نکلنے کی وقت سی مدینہ منورہ میں پہنچنی تک جو باتیں صدیق اکبرؓ کی کیوں
 ہمارے خیال میں تو یہی آتا ہے کہ جو باتیں کین سب تدبیر حصول دنیا میں کین اگر
 کفش برداری اور خدنگداری کی تو ہر حصول دنیا کی اگر خدا و خیانت کی راہ پر قدم
 مارا تو وہ بھی برائی حصول دنیا تھا جب دربار پر اپنی برادران کفار پر نظر پڑی تو خیال
 شریف میں یہ آیا کہ جناب رسول خداؐ جی جس دنیا کی حصول کی طمع ہی وہ ابھی بعید
 ہی اور اگر اپنی برادران کفار کو کسی حیلہ سے متنبہ کر کی اور خفت کو گرفتار کر وادی بھی
 تو اسے میں انہیں کفار سی کہ مال دنیا عاجزا ہاتھ لگ جائیگا اس خیال خام سے
 بہت جوع و فرغ کرنا شروع کیا اور گزینیگی مار کا حیلہ کیا مگر چونکہ ملائکہ کی گوش و چشم
 کفار پر پردہ ڈال دیا تھا یہ افسوس کہہ کا رگر نہوا لاجرم پہر دی جوتیان سیدی کرنے
 کی راہ پر چلی ہیا تک کہ مدینہ میں پہنچی قولہ اور جلی پیبر خدا کی مخالفت کی اقول غلط
 اور کا خود ایزد کو دگر راہ اور ملائکہ خداوندگار تھی و ابوبکر چون کس چہ خفتہ و چہ بیدار جو
 شخص کہ خود اپنی مخالفت نہ کر سکی اور مقابلہ کفار میں باوجود اعوان و انصار کے
 بہاک کہرا ہودہ تھا مخالفت دوسروں کی کیا کریگا قولہ اور جلی پیبر حق رفاقت کا
 ادا کیا اقول ادا ہی حق رفاقت جوع و فرغ کرنے سی اور طلق اور اضطراب کے

رونمائی ظاہری آری جب یہ مکروہ و محسوس رفت نہوا تو بوجہ خوش آمد کی اور کفر
 برداری ظاہری کے حصول دنیا کی لٹی اور کون صورت تھی لاجرم مثل دیگر فتنین
 کی ابتدا صدقہ نامہ کرتے تھے قولہ اپنی جان و آبرو کا کچھ خیال نہ کیا اقول جان کا
 خیال نہ کیا تو لڑائی و خون سے جان بچا کر ہبا گئی سے ظاہری آری آبرو کا خیال
 البتہ کیا ہو گا کہ اشال ابن ربیعہ کی پرانی جو تیس کے صدقہ سی پھر حال ہو جائیگی
 قولہ تعنی اور صحابہ نبیؐ کے لئے اوئین سی کوئی اس رتبہ کا تھا جسکو پیغمبر خدا
 اپنی ہوا دیتی تھے اقول جتنی صحابہ نفاق تھے کیوں ایسی طمع دنیا غالب نہ تھے
 کہ خلاف حکم رسولؐ گھر سے باہر نکلی بوجہ خلیفہ صاحب کی اس راہی ہم ہی انکار رتبہ
 سی بڑا کر جانتی ہیں مگر بے اعتمادی میں انکار رتبہ سب سی بڑا کر جب ہم جانتی کہ اور
 صحابہ نفاق ہی گھر سے باہر نکلی ہوتی اور اوس وقت میں وہ حضرت سبکو چور جاتی
 اور انکو ہوا لیجانی تو ہم کہہ سکتے تھے کہ انکار رتبہ خوف افشای راز میں سب سی بڑا
 ہوا تھا لیکن جب بجز انکی کوئی باہر نہ نکلا اور واقعہ راز نہوا لاجرم انہیں کو خیال
 اس کے کہ ایک مرتبہ جو تیار ان کفار کی کما سچے ہیں مبادا اب تاب تحمل نہ لاکے افشا راز
 کرین یا طمع و ناہمی غار میں افشای راز کیا چاہتے تھے یہاں سے کرین ہوا ایسا
 اس بات سی خانہ کہ نعل صحابہ پر فضیلت ثابت ہو قولہ پانچویں اللہ جل شانہ کو یہ
 خدمت صدیق اکبرؐ کی ایسے پسند آئی کہ اوکی صدیقیت اور رفاقت کو ان اقول آیہ
 کتاب خدا بانفاطہ و دود ہی کسی لفظ کو تضمننا اور التزاما ہی کسی اداسی نہمت پر ولات
 بینن ہے فضلا عن المطابۃ آری التزاما دلالت اوس حرکت نا شایستہ پر ہی کہ جس سے
 صاحب خلق عظیم نے بلفظ لیتن لا تحزن نہی فرمائی اور اگر بیاسے او حضرت کے

کوئی افظ و اغلط مثل حضرت عمر کی کافنی اصبح اتجاری ہوتا تو اسکت ایھا الشقی فرماتا
اور اسے طرح آید شریفیہ میں نہ ذکر صدیقیت اور ادای حق رفاقت ہی اور نہ ذکر باری
و مدد گاری ہے آری یہ سب معنومات بمقتضای لغنی نے بطن اشاعر حضرت محاط
کی پیٹ میں ہیں اور خداوند تعالیٰ سے ذکر رفیق بی توفیق مثل سارق ابرق اسلئے
فرمایا تاکہ معلوم ہو کہ ہمارا پیغمبر وسوقت دشمنان ظاہری اور لطنی دونوں میں
مگر قمار تھا اندھنی ایسی وقت میں اپنی قدرت کاملہ سے اسکی نصرت اور مدد کی کہ
کوئی مددگار تھا نہ یہ کہ جب ابوبکر مددگار تھی تب ہمیں مدد کی قولہ چہوین اللہ جل شانہ
نے ثانی، ثننین کا لفظ فرما کر ظاہر کیا کہ بعد پیغمبر خدا کی دوسرے شخص او اسے
مناصب دینی کیو سہلی ابوبکر ہے اقوال پیشتر اس سے بیان ہوا کہ اہل لغت و تفسیر
متفق ہیں اسپر کہ معنی ثانی ثننین او ثالث ثلثہ کی احدا لاثنین اور احد الثلثہ کی ہیں یعنی
ایک دو کا اور ایک تین کا اور اذھما فی الغار جو بعد کی ہے ولالت کرتا ہی
کہ احدا لاثنین ہونا فی الغار تھا جس طرح سے کہ احدا لاثنین ہونا او ثلثہ کی کا وقت
خلوت حضرت عائشہ کی مثلاً فی الدار تھا تو اگر کیا را حد الاثنین فی الغار ہونا موجب
خلافت ہی تو صد بار احدا لاثنین فی الدار ہونا البتہ صد بار موجب خلافت ہوگا پس
حضرت عائشہ صد بار تحقق تر بخلافت اپنی پدر بزرگوار سی ہونگی شاید اسی سبب سے
یعنی اونٹ پر چڑھ کر چاہا تھا کہ خلافت جناب امیر علیہ السلام سے چھین لین مگر شکر
خدا کہ شکست فاش پائی اور جنگ جمل کی ذامت الی یوم القیامت پیونگی ہاتھ
آئی اور اگر کوئی کہی کہ نسبت غامکہ ثانی ثننین خدا سے فرمایا ہی اور یہ نسبت اس کے
نہیں فرمایا تو ہم کہیں گے کہ خدا فی ثننین فرمایا مگر واقع میں تو ایک وقت خاص میں

ساتھ اولیٰ ثانی ہوتی تھے یا شیعوں کی نزدیک اور وقت خاص میں کوئی
 ثالث باخیر بھی موجود ہوتا تھا اور ترتب احکام اور امور واقعہ کی ہوتا ہے خواہ خدا
 بھی اور سکا ذکر کری خواہ نگری بہر کیف ثانی اشین سے شیعوں کی نزدیک غرض مفید
 ہی کہ نسل حضرت عائشہ کی ایک خانگی دشمن اور وقت میں بھی موجود تھا اس بات کو
 ادایٰ مناصب دنیا و دین سے کیا علاقہ آری اگر اتحاد میں الاشین مفاد آئی ہوتا
 جسطح الفساد و انفسک میں ہے تو لبستہ اگر کوئی شخص اتحاد منصف کا قائل ہوتا تو یہاں
 نہ تھا لیکن اس مقام میں تو ہرگز مفہوم احد الاشین میں اتحاد شیعیں صنفاً و نوعاً و جنساً ضرر
 نہیں ہے فضلاً عن اتحاد الذات والصفات ایک آقا اور ایک غلام ملا کر نہیں
 ہوتی میں اور آقا احد الاشین کہلائیگا اور یہ طرح ایک ملک پاک اور ایک سنگ
 ناپاک اور ایک ایزد اور ایک بت آذر اور ایک خدایٰ برحق اور ایک جہل مطلق
 مکر اشین اور احد الاشین پایا جاتا ہی اسی ایک دوسری مماثلت اور مشابہت فی الذات
 و الصفات نہیں لازم آتی ہے اور اگر حضرات اہلسنت کو فقط ثانی سے دھوکا ہوا
 ہے کہ کبھی مشابہت اور مماثلت میں متعل ہوتا ہے جیسی کہتی ہیں کہ زید ثانی اسد
 ہی تو ہونے بیان کیا کلاس مقام پر ثانی بمعنی احد ہی نہ بمعنی مشابہ بلکہ معنی مشابہت
 وقت اضافت باشین کہنا فی نفسہ سمن محل ہے ورنہ برقیاس ثانی اسد معنی ہی
 مشابہ باشین کے ہونگی وہو لکھو بہت علامہ اہل جناب باری نے ثانی اسد مقام
 پر جناب رسول خدا کو فرمایا ہے نہ ابوبکر کو پس اگر معنی مشابہت مراد ہوں تو لازم
 آتا ہی کہ جناب رسول خدا مشابہ ابوبکر ہوں اور چونکہ قاعدہ کلیہ ہی کہ شبہ باتوی
 مشبہ ہی ہوتا ہی پس لازم آویگا کہ ابوبکر العیاذ باللہ نہ متخل جناب رسول خدا ہی ہو

و ہو جل بالاجماع من کل اهل الاسلام و بقرض محال اگر خداوند تعالیٰ ثانی ابو بکر کو
 فرماتا اور میں شہادت ہی مراد ہوتی تو تشبیہ کی لئے مشارکت فی بعض الامور کا فی
 سبہ نہ مشارکت فی کل الامور یہاں تک کہ زید کا لاسدین زید کی لئے دوم بھی ضرور ہو
 پس تشبیہ کی لئے مشارکت فی الاستار فی النار کا فی ہے ادای مناسب دینی کہاں ہو
 ثابت ہو سکتا ہے اگر ابو بکر کو لیاقت ادای مناسب دینی ہوتی تو تبلیغ آیات سورہ
 برات کہ اونی مناصب دینی سی تھا حضرت ابو بکر اوس سی بی لیاقت نہ کہی جاتی
 اور حضرت نعمانی یودی عتی رجل من اہلبیتی و لایودی عتی الا اہلبیتی
 کافی البیضاوی و فی اذالۃ الخنا پس ادای مناسب نبی کی لیاقت بعد از حضرت کی لیاقت
 کو تھی نہ اوسکو کہ جسی لیاقت اونی منصب کی ادا کر نیکی نہ تھی لیکن جب خدا نے
 نسل کفار عمار کی آنکھوں ادر کا فون پر پردی ڈالی ہوں تو بحر براہ ضلالت کے راہ
 ہدایت کب دکھائی دیتی ہے فاعتبروا یا اولی الابصار قولہ ساتوین اللہ جل شانہ
 فی صاحبہ کا لفظ ابو بکر صدیق کی نسبت فرما کر اذکی صحابیت کو ثابت کیا اقول
 شیعوں کو ہرگز صحابیت ابو بکر کا نسل صحابیت جملہ منافقین کے انکار میں ہے لیکن اس
 صحابیت لغوی کو یا صحابیت ظاہری کو موجب شرف و فخر نہیں جانتی اس لئے
 کہ یہ صحابتین من المؤمن و الکافر و من المؤمن و المنافق اطلاقا تو ان و شیا
 سی ثابت ہیں کما سیجے آری شرف اوس صحابت میں البتہ ہے بسیمین قید
 ایمان حقیقی کے اود ما تو اہل الایمان حقیقی کی لگے ہوئی ہی اور شیعوں کی نزدیک
 بہ نسبت صدیق سنیاں کے دونوں مسلم نہیں ہیں بلکہ عدم ایمان اور صحت الکفر ثابت
 ہے قولہ انہوین اس آیت میں الفاظ لا تحون لہ اللہ معنا سی ثابت ہو رہا ہے

کہ غیر منہ انی ابو بکر صدیق کو تسلی دی اقول ابھی تو آپ ابو بکر کی باری اور مددگار
 اور جان نثاری اور خدمتگزاری کو گہری نکلنے سی دینے میں پہنچی تک سرایتی تھی
 اب کیا ہو گیا کہ خود ابو بکر قابل تسلی دشمنی وادن ہو گئی کہ خود جناب رسول خدا
 کو انکی مددگاری اور خدمتگزاری کرنے پڑی حال جان نثاری بخوبی معلوم ہو گیا
 کہ فقط کفار کی دیکھنے سی جان نکل گئی اور قبل از مرگ داویلا کرنگی بیاتنگ کو پھیر
 کو تسلی دینی پڑی اچھا نا اگر کفار تلواریں کینچن کر آہی پڑتے تو یقین تھا کہ بی مارے
 مر جاتی سبحان اللہ کیا اچھی حفاظت اور کیا اچھی خدمت اور رفاقت تھی اور بعد
 اسکے معلوم ہو گا کہ لا شخړن صیغہ نہیں ہے اور حقیقت نہیں وہاں حرمت کے ہی
 اور ولالت کرتی ہے اور پرہیز کر نیکی ایک فعل قبیح سے گریہ کہ کوئی قرینہ او کی
 خلافت پر قائم ہو جیسا کہ شان کل مجازات ہی یوحییٰ قولہ اور خدا کی حفاظت اور
 نصرت میں اونکو اپنا ساتھی بنایا اقول نا اس کلام کی اس پر ہی کہ ان اللہ معنا
 ہیں مراد معیت سی بہتیت من حیث التائید والنصرۃ ہی نہ من حیث العلم والقدرۃ
 اور ضمیر جمع مستحکم کا استعمال واحد پر نہیں ہو سکتا اور یہ دونوں امتزاج میں ہیں و
 علی الترتیل کوئی تفضیل بکری پر ولالت نہیں ہی بلکہ ردلیت پر ولالت ہو سکتی
 ہی تفصیل اسکی یہ ہی کہ اگر معیت سی جو لفظ معنائیں ہی مقصود پہلی ابو بکر ہوتے تو
 ان اللہ معک بجای معنا ہوتا اور اگر جناب رسول خدا اور ابو بکر دو مقصود
 اصلی ہوتی تو معی ومعک ہوا ضرور تھا اور جب یہوا تو ہم کہتی ہیں کہ اس مقام
 میں معنائیں فقط جناب رسول خدا مقصود ہیں اس دلیل سے کہ مراد معیت سی
 بہتیت من حیث العلم والقدرۃ بنا برہم مخاطب کی نہیں ہی ہر چند شیعوں کی لئے اسکی

وجوب ذلالت اللہ
 معنا یوحییٰ
 عام کرانہ
 خاص کرانہ
 مراد معیت
 مراد علم و قدرۃ
 مراد معیت
 مراد علم و قدرۃ

گنجائش ہے کہ کہیں کہ جناب رسول خداؐ انی معنا اس راہ سی فرمایا کہ اسے ابو بکر
جناب باری میری اور تیری حال سے خوب واقف ہی اور تیری بنیتی اور میری
نیک طینتی کی جزا دینے پر قادر ہی تو کیوں جنج و فرج کر کے محکوم ایزد تباہی جیسا
کہ آپ معنی و ہم شیعین بعد کی کہیں گی لیکن یہ بات چونکہ آپ کی طبع نازک پر
استدرا ناگوار ہی کہ اسکے سنی سے حالت جنون طاری ہوتے ہی لہذا پاس خاطر
آپ کی ہم اس سے درگزر کر کی کنتی ہن کہ جیسا آپ فی فرمایا کہ مراد میت سی ہنت
بتائید و نصرت ہی یہی سے لیکن یہ تائید و نصرت بقول خداوند تعالیٰ وایدہ بخند
لو توہا مخصوص بنجاب رسول خدا ہی اور حضرت ابو بکر اوس سی بی بہرہ ہن
پس بنا بر اسکے ضروری کہ صیغہ جمع سے استقام میں معنی مفرد کی مراد ہون ہر چند
الہنت فی آیہ اتما و لیکو اللہ میں جو بروایات و فقہین مخصوص بنجاب امیر
علیہ السلام ہی اسکا انکار کیا ہی اور اطلاق جمع علی الواحد جب یسینین جانا ہے مگر
محاورات فصحا و بلغا میں کثرت ہی بلکہ خود کلام خدا میں آنا اور سخن واسطے
ذات واحدہ اپنی کی بہت آبا ہی اور اسطرح رب ارجعون اور یا الہ النبی اذ لعلکم
ورنا یتیمہم لنخرجنہم یا الہ النبی اذ لعلکم قصہ حضرت سلیمانؑ میں مگر یہ کہ خود حضرات الہنت و بنا بر گواہ
کا ذہب کی جو شان نزول آیہ ولا یاتلوا الفضل میں بنا یا ہی حضرت ابو بکر کو
مصدق اؤ ثمر یا ہی الغرض اسطرح اس مقام میں ہی کیوں نہیں جانتی کہ معنا
سی فقط ذات واحدہ جناب رسول خدا مراد ہو لیکن اگر آپ کچھ سختی اسکو نہ مائی
اور فرمائی کہ ہم کو اطلاق جمع علی الواحد پسند نہیں ہے بلکہ ضروری کہ اس مقام پر
وہ شخص شریک کسی جائیں تو ہم کہیں گے کہ شخص دیگر جناب امیر علیہ السلام ہیں

جیسا کہ آپ معنی اول شیعہ میں بیان کر چکے ہیں جب جناب رسول خداؐ نے پوچھا کہ تم
 تنگی یعنی اسی ابو بکرؓ کو کیوں روتا ہے کمانی اذاتہ الخفا ابو بکرؓ نے اذراہ زور و کمر
 کہا کہ میں اپنے فسطی نہیں روتا ہوں بلکہ علیؓ کی فسطی کہ وہ مار ڈالی گئی ہو گئے اور
 آپؐ کی فسطی روتا ہوں کہ غریب شہید ہو جائے گا تب حضرتؐ نے فرمایا کہ اِنَّ اَبَدَ عَمَّا
 یعنی ہمارے اوپر علیؓ کا ناصر معین خدا ہے اور اگر یہ بات ہی آگے نہیں پسند ہے تو
 پاس ناظر عاظر ہم اس سے بھی درگزر کرتے ہیں اور کتنی ہیں کہ بہت خوبصورت
 آپؐ فرماتی ہیں کہ ابو بکرؓ ہی معنایں شریک ہیں وہ ہے سہی لیکن ان کے کچھ شک
 نہیں ہی کہ جب وہ فسطی نہیں ہیں جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا تو لاریہ کیا کہ ایک
 بالاصالۃ اور دوسرا بالبعیت ہی اور ظن غالب ہی کہ اتنی سے انصافی تو آپؐ
 انگریزی کہ مقصود اصلی ابو بکرؓ کو ٹھہرا دین و تفضیل ابو بکرؓ جناب رسول خداؐ پر لازم لگی
 ہر چند آپؐ کی علما اس سے کچھ باک نہیں ہی ابو بکرؓ کی عمر کو تفضیل رسول خداؐ پر دیکھائی
 جیسا کہ مصنفہ خدا اول عمر سے بیان ہوتا ہی اور قصہ اساری بدر میں باغی الامر
 ہی کہا جاتا ہی اور بے حاشہ کی ناچ دیکھلانی کی وقت شیطان حضرت عمرؓ سے
 باگتا ہے بہر کیف آپؐ مسلم کریم یا نکریم مقتضائے ادب یہی ہے کہ کہا جادی
 کہ مقصود اصلی بعیت رسول خداؐ ہی اور بعیت ابو بکرؓ بالبعیت ہی چونکہ وہ حضرتؐ کی
 ساتھ ہی لیکن ہر چند ہم غور کرتے ہیں مگر یہ کوئی شرافت اور فضیلت اور فریت اس
 بعیت میں حضرت ابو بکرؓ کی لئے نہیں ثابت ہوتی ہے اگر فرض کیجئے کہ دعوت
 میں ایک بادشاہ عالیجاہ کی کچھ انفا رہی ہو یا اب ہو جاوین تو ادون انفا رکھی کیا
 شرافت ہی اور اگر ظلمت میں ایک شاہ بازی کی ایک کہوت کی جان بچ جاو

تو کہو سٹ کی لمی کیا فضیلت ہی اور اگر شکاثر غیر مذکور کی میں خود سے کو مری بھی میر
 ہر گز تو ٹوٹی کی کثرت میں ہی قولہ ابو بکر کا حسن اور توفیق ہونا ثابت ہوا قول احسان
 اور اتفاق بعد از ایمان ہے اِنَّ اَمْرًا مَعَنَا کَرُوْدًا لَّاتِ اُوْرَعَدَمُ اِيْمَانِ اَبُو بکر کے ہے
 اسی کہ علم فصاحت و بلاغت میں ثابت ہو ہے کہ تائیس اور فی اور اقدم تاکیدی
 ہے پس اگر حضرت ابو بکر کو تصدیق و اذعان و ایمان و ایقان بتائید و نصرت خدا و
 منان لستہ الا لیس و الجان ہوتا تو وہ حضرت اِنَّ اَمْرًا مَعَنَا اَبُو بکر سے کیوں فرماتے
 خصوصاً تاکیدی لفظ اِنَّ کہ حقیقہً مخصوص واسطے مسکین کی ہی کما ثبت فی علم البیان
 اور دایمان کہنے والی بتائید و نصرت خدا لرسولہ وہ منافقین تھے خلی شان میں
 خباب باری و ماما ہی الظانین بِاللّٰهِ خَلَقَ السَّوْءَ عَلَيْهِمْ دَاوْرَةُ السَّوْءِ وَ غَضِبَ اللّٰهُ
 عَلَيْهِمْ و لَعَنَهُمْ و اَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ و سَاءَتْ مَصِيْرُ اُ تَجِبُ ہر کہ
 لوگ صدق و غضب خدا اور لعنت خدا ہوں اور زہم نکاح مصیر ہو وہ محسن اور توفیق
 کیونکہ یہ کہتی ہیں قولہ نوین الذیل شانہ فی اپنی قسے ابو بکر بآزل کی قول
 لا اُشک کہ ضمیر علیہ کی طرف ابو بکر کی پہرتی ہے کیونکہ نہیں جائز ہی کہ جسکے
 طرف کل ضمیرین قابل مابعد کی پہرتی ہوں اور کسی طرف ضمیر علیہ کی بھی پہرتی ہو اِذَا جَاءَ
 الاحتمال اطلال الاستدلال چہ جای انیکہ گرداوردہ فصاحت و بلاغت سے
 اوس کلام کا جو حد عجاذ میں ہے دلیل بطلان احتمال اور تین ہوجانی احتمال
 ثانی کا ہر کما سببی مغرب یہ کلام متعلق بقول ہے لیکن دلیل عقلی اور تین احتمال
 ثانی کے پس قلی مخاطب ہی وہ وہ اود خدا اپنی تالی نازل سنسین کرنا اگر وہ نیز
 لوگوں پر جو کہ ایمان میں ہے اور اسلام میں مضبوط ہوتے ہیں اقول اسبات میں

از باب مذکور
 خلاصہ از الفاظ
 اِنَّ اَمْرًا مَعَنَا

ہم اپنی سر موخا الفت نہیں کرتے اور بقضای الکذب قد یصدق ہما پر ایک سو پچاس ہتر
 یمن اور ہم بھی کہتے ہیں کہ بی ایمان کو لے خدا تسلی نہیں تاویل کرتا لیکن جو کہ بی ایمانی
 ابو بکر کی بعدم تصدیق وعدہ خدا و رسول اور طلق اور اضطراب و رجوع اور فرخ اور
 ظن السورہ باللہ سی ثابت ہی پس جو شخص کہ مور و غضب و لعنت خدا ہو وہ مور و تسلی خدا
 کیونکہ یہ سکتا ہے یہی ہے دلیل عقلی اور اس بات کی کہ ضمیر طبع کی جناب رسول خدا
 کی طرف پرتی ہے نہ ابو بکر کی کی طرف اور جب دلیل عقل و نقل ثابت ہو کہ ضمیر
 طرف رسول خدا کے پرتی ہے تو نفیس نزول مکیہ علی رسول اللہ ہما پر
 دلیل ہے اور اس بات کی کہ اس جگہ پر بیت الرسول کہ فی مومن تمنا و نہ انزل اللہ
 سکینۃ علی رسولہ و علی المؤمنین ہوتا و لا اقل علیہما ہوتا اسلی کہ جان جان جناب
 رسول خدا کی ساتھ مومنین ہوی تو تخصیص سکینہ بر رسول نہیں کی گئی بلکہ خدا نے
 انزل اللہ سکینۃ علی رسولہ و علی المؤمنین فرمایا ہی اور جت نہوا
 تو یہ ایک دلیل دیگر ہوی اور پھر حضرت صدیق عتیق کے پس علاوہ فضیلت شہتم کی
 فضیلت نہم ہی دلیل ہے پھر کے ہوی اور مثل شہور یک نشہ و دوش کی صادق
 آئی بلکہ بیان تو باعتبار اسلی کہ ہر فضیلت ہی ایک کفر ہی نکلتا ہے ایک نشہ وہ
 شکہنا چاہے قولہ و مومنین ان آیتوں پر غور کر نہی بڑی فضیلت صدیق اکبر کے
 ثابت ہوتی ہے اقول صاحبان بصیرت اگر فضیلت دہم اور پنجم پر غور کر گئی تو بخیر
 مکرار بی سود کی کہ چل نہ نظر دیکھا فرق مابین صدیق ہی کہ اس میں اصل مضامین آیات
 سابقہ پر عادی نہیں اور حقیقت یہ ہی کہ دو تین سخن و اہی یمن کہ خلیو رنگ برنگ
 کی تقریر وں سے دس کی گنتی گنائے ہی اور اسے سبب ہی احراز فضیلت

ہم کو شل چارم و پنجم و ششم کی کہا گیا ہی اور عوام فریبی کیو اہلی حاشیہ پر لکھ دیا
 ہی کہ ہم نے ضحنا ذکر کیا ہے حالانکہ دس کی گنتے تھی عقلاً سمجھتی ہیں کہ محض فریب
 عوام ہی بہر کریف جواب ہم وہی ہی جو پنجم میں مذکور ہوا یعنی خداوند تعالیٰ نے
 اس آیت میں کہین صدیقیت صدیق کا ذکر نہیں فرمایا اور نہ کوئی تمثیل دی اور نہ
 کوئی ادائیغہ خدمت اور ادائی حق رفاقت کا ذکر کیا اور نہ کہین یاری اور نہ
 مددگاری پر کوئی لفظ دلالت کرتا ہی بجز اسکی کہ رفیق بے توفیق ایسا تا کہ خود
 پیغمبر کو اسکی تعلق اور اضطراب کی اہمالت کرنی پڑی اور اس دشمن خانگی سے
 ہمیشہ دشمنان بیرہی کے اندھا دھنٹانی پڑی اور ایسے وقت میں ہم نے اپنے
 پیغمبر کی مدد کی کہ درمیان دو قسم کی دشمنوں کی وہ گرفتار تھا اور کوئی حقیقتہ میں اسکا
 دوست نہا پس وقت تنہائی وقت مددگاری ہے نہ یہ کہ ایک مددگار کی موجود
 ہونی کی وقت وقت مددگاری ہو طرفہ یہ ہے کہ خود حضرت مخاطب بیان وفاتی
 ہیں کہ خداوند تعالیٰ اپنے بی نیازی اور بے پروائی کو بیان فرماتا ہی پس ایسے
 وقت میں ذکر یاری و مددگاری غیر کا کیا موقع ہے جو خداوند تعالیٰ یاری اور
 مددگاری ابوبکر کا ذکر فرماوی اور اپنی بی نیازی اور بی پروائی کو باحتیاج مددگار
 و نصرت ابوبکر طے کری اور کون لفظ اس آیت میں اور مددگاری اور نصرت
 ابوبکر کی دلالت کرتا ہی مقام حیرت ہی کہ خداوند تعالیٰ تو فتح نصرت اللہ سی
 نص صریح اور اپنی نصرت کی فرماتا ہے اور مخاطب نے بدستی نصرت اور مددگار
 ابوبکر کا غل بچا تا ہی عقل کے حال کی تجویز نہیں کرتے ہی کہ اگر مقام نصرت و
 یاری غیر خدا ہوتا تو وہ حضرت کسی شخص کو شہا مان اور ابطال سے ساتھ

نہ لیتی بلکہ ایک جہان کن سال منٹ خصال کو جسکا خود خلق و مقطاراب سے بڑا
 حال ہو ہر اہلیتی اور جب وہ خود ہی ایسا واسا بنتہ ہو کہ خود پیغمبر کو اسی ملکین
 دینی پڑی تو کیا دوا اور نصرت اوسنی کے ہوگی قولہ غرضکہ فضائل ابوبکر اقوال
 اس کلام مختل النظام میں بجای لفظ فضائل کے ردائل اور بجای حضرات شیعہ
 کی حضرات سنیہ اور بجائی محدثین البتہ یہ کی بائیںغ اور بجای فضل الصحابہ کے
 اکفر اہل اتفاق کر کے اس تقریر کو ہم منقلب کرتے ہیں کہ کالائی بدیش خداوند
 اولی است و ہا انا اشرع نے رد ہفواتہ الآخر قال لہما ط البتہ مقام ہر ادا اللہ
 بسل السلام بیان شیعان عبد اللہ ابن بابا کی اعتراض کا آس آیت پر ہم
 اعتراضات کو اسی ترتیب ہی بیان کرتی ہیں جس ترتیب سے ہم نے فضیلتیں بیان کیں
 ہیں تاکہ وہ کہیں والو کو ہر فضیلت کی مقابلہ میں اعتراضات اور شبہات شیعوی معلوم
 ہو جاوین چلا اعتراض پہلی فضیلت پر جو کہ ہم نے پہلی فضیلت میں بیان کیا ہے کہ
 اللہ جل شانہ کی حکم سے پیغمبر خدائی صدیق اکبر کو اپنے ہمراہ لیا او سکوا امیہ اسطرح پرورد
 کرتے ہیں کہ نہ خدا کے پیغمبر خدا کو ابوبکر کی ہمراہ لینے کی اجازت دینی پیغمبر صاحب
 نے اپنی خوشی سے ان کو اپنے ساتھ لیا بلکہ بلا مرضی اور بغیر اجازت حضرت
 کے ابوبکر ہمراہ ہو گئی چنانچہ اس بات میں جو کہ علماء شیعہ نے لکھا ہی او سکوا ہم بیان
 کرتے ہیں بڑی ہمت صاحب یعنی شیخ کی قبلہ و کعبہ ذوالفقار میں لکھتے ہیں کہ
 کہ احتجاج باہن آیت موقوفست کہ بہ ثبوت رسد کہ ہجرت ابوبکر باجارت حضرت
 نبوی واقع شد و شیعہ این را قبول ندارند اور ماضی نور اللہ شوستری سے
 مجالس المؤمنین میں اور اپنے اور مامون میں بھی یہی لکھا ہی کافی شتہ اکلام

کہ فاضل نور اللہ شومتری در مجالس المؤمنین و بعضی از رسائل دیگر ذکر یکینہ ذکر ابو بکر
 و منافقین بود و برخلاف امر اقدس نبوی در انصار را و ایستاد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 بعد از جبر شیدہ و راہ را گرفت تا کفار را دلاالت نہ کند اور ایک رسالہ میں جو سنہ
 چہینتہ ہی ایک بڑی میر صاحب اسطی پر لکھتے ہیں کہ چون پارہ راہ برقت مید
 کہ شخصی در برابر آنحضرت می آمد حضرت توقف نمود چون نزدیک رسید بنشانت کہ
 ابو بکر است فرمود کہ ای ابو بکر من ام خدا بشمار رساندم کہ کفتم کہ از خانہ خود ما بیرون
 نیامد تو چرا مخالفت امر آتی کردی گفت یا رسول اللہ دلم از بجز تو خائف بود و بران
 بودم بخوانستم کہ در خانہ تو را گیرم پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تخرماند بواسطہ آنکہ حکم
 آتی نبود کہ کسے در ہمراہی خود برد در ساعت حضرت جبریل باز رسید و گفت یا
 رسول اللہ بخدا سوگند کہ اگر این را اسکیڈاری و ہمراہ نہ گیری کفار را گرفتہ عجب
 تو باید و ترا قبل رسانہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم آنوقت بطور خورشتہ باور با خود
 برد و در غار داخل شد غرض کہ اس اعتراض سی ثابت ہو کہ ابو بکر صدیق تصدیق
 گرفتار کرانے پیغمبر صاحب کی گھری نکلے اور راہ رک کہ کثری ہو گئی اور با وجودیکہ
 حضرت فی گھری نکلنے کو نہ کر دیا تا وہ عدول حکمی کر کے بارادہ اینہ امرانی پیغمبر صاحب
 کے سہ راہ ہوئی آخر کار پیغمبر صاحب مجبور ہوئی اور بصلاح جبریل علیہ السلام کی انکو
 اپنی ساتھ لی لیا اگر ہمراہ نہ لیتی تو ضرور ابو بکر کفار کو لی آتے اور پیغمبر کو گرفتار کرتے
 اگرچہ اہل انصاف غور کر سکتی ہیں تو بہ تو بہ ایسی بیہی امر میں غور کی کیا حاجت ہی
 ویسی ہی سمجھ سکتی ہیں کہ یہ اعتراض باطل پوچ اور وہابی ہی اعدا و کی کہ کات باطلی
 الفاظ و معنی سی ظاہر ہے لیکن ہم چند باتیں اس اعتراض کی بطلان پر لکھتے ہیں

اور دعوت اس دعویٰ کی کہ ابو بکر صدیق برحقہ گرفتاری و انیامی پیغمبر صاحب کی
 نکلی تھی ثابت کرتی ہیں اول سوچنا چاہی کہ ابو بکر صدیق اس وقت پیغمبر صاحب کی دست
 سے یا دشمنی کے وقت تھے گرفتاری اور نیت ایذا دہی کی کیا ہے اگر دشمن تھی تو سبیل پر
 ابو جہل وغیرہ اور دشمن حضرت کی قتل کی نیت سی آپ کے گھر پر گئی تھی اور سبیل پر ابو بکر
 ان کی ساتھ کیوں نہ گئی اور نہی علیحدہ کیوں ہوئی دوسری ابو بکر کو حال ہجرت کا اور
 وقت مولتہ ہی برآمد ہو سیکھا اور نارین تشریف لیجا سیکھا پیغمبر صاحب فی تملایا تہا
 یا نہیں اگر نہیں بتلایا تو نہیک وقت پر عین اسی راہ چس طرزی حضرت جاتے
 تھے ابو بکر کس طرح راہ روک کر کھڑی ہو گئی اگر پیغمبر صاحب فی پہلی سے بتلادیا تہا تو
 حضرت کو ابو بکر کا ہمراہ لیجا منظور تھا یا نہیں اگر منظور نہ تھا تو راز فاش کرنی سے
 کیا چاہل تھا اور ایسی پوشیدہ بات کو دشمن پر ظاہر کرنی سوائے اندیشہ ضرر کے
 کیا فائدہ تھا اگر ساتھ لیجا منظور تھا تو بہر اعتراض بھی ٹھل ہوا تہی ہی اگر فرض ہے
 کیا جاوی کہ ابو بکر صدیق بنیت قتل پیغمبر خدا راہ روک کر کھڑی ہو گئی اور اپنے
 بنیت میں ایسی مضبوط تھی کہ حضرت جبریلؑ ان کی نیت سے خوف کر کو خدا ہی سہی
 اوتری اور پیغمبر صاحب سے کہنی لگی کہ اگر این را میگذاری و ہمراہ نہ گیری کفار ارا
 حصب تو گرفتہ باید و ترا قبل رساند لیکن یہ بات معلوم نہیں ہوتی کہ اس وقت ابو بکر
 تہا تھی یا اور کوئی کافر ہی ان کی ساتھ تھا اور ہتھیار بند تھی یا خالی ہاتھ اگر یہ کہا جاوی
 کہ اور کافر ہی موجود تھی تو کوئی شیعہ ہی اسکا قائل نہیں اور اگر کوئی اور کافر ہمراہ
 ابو بکر کی نہ تھا تو تعجب آتا ہے کہ ابو بکر باوجود جانی شجاعت اور قوت پیغمبر صاحب
 کی تہا حضرت کی گرفتاری اور قتل کو بغیر ہتھیار کی چل دی اور دو چار فریقوں کو بھی

اپنی ہمراہ نہ لیا اور اگر یہ کہا جاوی کہ وہ قحطِ زبانی کی لئے کھڑی ہو گئی تھی چنانچہ جبریل علیہ السلام کی اس ارشاد سی کہ کنار را از عقب تو گرفته بیا۔ مینابت ہوتا ہی تو یہ امر معلوم نہیں ہوتا کہ کنار ابجگہ سی جہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر کو ملی ایسے نزدیک تھے کہ آواز پہنچ سکتے تھے یا اتنی دور تھی کہ اونکے بلانی کے لئی جانا پڑتا اگر نزدیک تھی تو تعجب ہی کہ ابو بکر نے اونکو آواز دیکر کیوں نہ بلایا اور چپ چاپ کیوں کھڑی رہی اور اگر دور تھی تو معلوم نہیں کہ کیوں پیغمبرِ خدا کو دیکھتی نہ تھی ابو جبریل وغیرہ سی خبر کر نہ لیں نہ دوڑی کس امر کی انتظار میں کھڑی رہی اور تعجب تو اس امر پر ہی کہ جبریل علیہ السلام فی یہ صلاح تو پیغمبرِ صاحبِ کودمی کہ اس دشمن کو اپنی ساتھ لی لو اور یہ مشورہ نہ کیا کہ ذرا اہر و جب یہ تمہاری دشمنوں کو خبر کرنی اور بلانی کو جاوی تب چل دینا اور جب تک وہ لوٹی تب تک جامی مقصود پر پہنچ جانا خدا جانی خیرئیل کی عقل کو معاذ اللہ کیا ہو گیا تھا کہ ایسی اضطراب کی وقت میں پیغمبرِ صاحب کو ایسی شیز کی ہمراہ لینی کے صلحِ قحوی اور جو حکمت اوٹی بچنے کی تھی وہ نہ بتلائی جوتھی تعجب ہی کہ جب ابو بکر کو پیغمبرِ صاحب کا گرفتار کرنا ہی منظور تھا تو پیغمبرِ صاحب کی ساتھ کیوں چل دیں اور کیوں خار میں جا کر حضرت کی ساتھ چپ چاپ بیٹھ رہی اور کس لئی کوئی تدبیر گرفتار کرانی کی نکلے اہل انصاف غور کریں کہ جس طرح پراو سوت ابو بکر صدیقؓ نے حضرت کو راہ میں پایا تھا امداد کا قصہ قتل کا تھا اگر اس طرح پراو جبریل یا امداد کوئی کافر قریشی حضرت کو دیکھ لیتا تو کیا کرتا اور حضرت اوس سی کیا کرتے اگر کسی کی ذہن میں یہ بات گوی کہ وہ حضرت کو چھوڑ دیتا یا حضرت اوس کو اپنے ہمراہ لی لیتی تو ہم ابو بکر کی نسبت بھی شیعوں کی خیال کو درست کہہ سکتی ہیں ہم بتنا

نعت کرتی ہیں کہ شیعوں کی عقل پر کیا پردہ پڑ گیا ہے کہ انہیں سمجھتی کہ ہجرت کا
 وقت وہ تھا کہ تمام کفار مکہ کی پیغمبر صاحب کی قتل کے مدینہ تھی اور وہ دولت پر
 جمع کر کے اپنے ارادہ کی پوراکر چکی تھی پہنچ گئی تھی اور کسیکو خبر تک نہ تھی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
 اس گہری نسل گئے بلکہ سب جانتی تھی کہ اپنی جگہ پر آرام کر رہی ہیں اور سوت میں
 رفیق حضرت کا ہوا وہی نسبت دشمنی کا گمان کرتے ہیں اگر وہ رفیق کا اور بعضی
 پیغمبر صاحب کی رفاقت کی لیے آمادہ ہوتا تو وہ اس گروہ میں شامل ہوتا جو درود
 پر وہ اعلیٰ قتل کے گیتا تھا یا بلا اطلاع بلا خبر راہ روک کر کھڑا ہوا یا بقول لہتسک
 بولایہ علی ابن ابرطال علیہ السلام بیان ستیان زید و معاویہ العاویہ کا
 کہ آخر میں شیعہ اس آیت پر ہی محض کذب اور دروغ بی فروغ ہے بلکہ جب علم
 اپنی اہلسنت معاویہ مدعی ثبوت فضائل ابو بکر اس آیت سے ہوتی ہیں تو شیعہ
 بعد تسلیم دعویٰ ہی سبے دلیل اور کسی موجب ہوتی ہیں ان جوابوں کا نام آخر میں
 آیت پر رکھنا کمال حماقت اور بی عقلی پر دلیل ہے کجا اعتراض برآیت اور کجا جواب
 استدلالات اہل بدعت و مجاعت قولہ ہم اعتراضات کو اسی ترتیب ہی بیان
 کرتی ہیں اقول ہذا وعدہ کند و ب وعدہ تو یہ کیا کہ ہر فضیلت کی مقابلہ میں اعتراضات
 بیان کرینگے لیکن انجام کو نہ پہنچا اور بحیلہ بیان ضمنی جان چرا کر اور دم و بالی کل گئی
 مگر الحمد للہ کہ شیعوں کی پوری پوری کہ ہر فضیلت کو طہل کر کے بیینی حضرت ابو بکر
 ہمیں ثابت کر دی اب جو ٹوٹی ہوئی جوابات اہلسنت نے دی ہیں کہ مصداق اس
 گنواہی مثل کی ہیں کہ سیانی بی کہہا نہ چہ اسکو ہی بعون اللہ طہل اہل اہل و ہر پانچ
 کسی دینی میں قولہ پہلا اعتراض پہلی فضیلت پر اقول چہ کہ فضیلت جتنی ہے آپ

کہ ابتدائی حکم خدا ہی پر غیر ابوبکر کو ساتھ لی گئے شیعہ اس دعویٰ بلا دلیل پرستار
 کہتی ہیں اور چونکہ منع ایک مقدمہ خاص کی ہے احتیاج بدیع نہیں ہی کا تقرر
 فی علم المناظرۃ منع ذلک تبرعاً و احساناً منع ہم کتب الہنت سے ثابت کرتے
 ہیں کہ ابوبکر کو جناب رسول خدا نے ابتدائے ساتھ نہیں لیا تھا کہ سچی کہن انانہ خلفا
 وغیرہ اب الہنت کو لازم ہی کہ اثبات اپنی دعویٰ کا کہ دلیل عقلی سے کریں
 کیسی ایسی دلیل عقلی کریں کہ شیعوں کو جسکی انکار کی گنجائش نہ ہو و نہ خط افتاء
 پس بغرض محال اگر کسی خبر سی جو اخبار احادی ہو کوئی سے اثبات اپنی دعویٰ
 کا کری تو شیعہ کب دوسری مسلم کر لگی با آنکہ بھلا کسی خبر واحد کو بھی اسپردالت
 نہیں ہے کہ مستعلم عقرب قولہ بڑی مجتہد صاحب اقول بڑی مجتہد صاحب
 اور چھوٹی مجتہد صاحب مثل مجتہد سنیان ذاب خور محل صاحب کی ایسے ناوان
 نہیں ہیں کہ امثال طلحہ وزبیر کی فریب میں آویں اور چھوٹی کو اہیان الہنت کے
 مثل شہادت روز باجرائی کلاب خواب کی مان لین اسے سبب ہی طالب دلیل
 میں قولہ ذوالفقارین کہتی ہیں کہ حجاج باین آیت موقوفست اقول منع سہرہ
 مقدمہ اولیٰ کی مقدمین دلیل سے اور جس طرحی اثبات فضیلت اور اثبات یہ مقتضی
 کی موقوف ہی اسبطح احتجاج موقوف ہی اور اثبات مقدمہ ثانیہ کی ہی یعنی
 جسکو پیغمبر حکم خدا ساتھ لین وہ ضروری کہ یکساں مسلمان ہوا سپر ہی ہم لائیں کہتے ہیں
 کیونکہ نہیں جابر ہے کہ ایک منافق کو بھی مثل ایک کافر کی جو دلیل رسول اللہ
 تھا ساتھ لین کما قریش و خاندان قحط قولہ کہ کا ذکر فی سنتہ اکلام اقول صاحب منہی
 انتہی کی صادق اور حضرت مخاطب او کی خلف الصدق ہیں قولہ ایک بڑی

وہابیہ کی دعویٰ
 کہ ابوبکر کو
 رسول اللہ کے
 ساتھ لینا
 صحیح ہے
 اور ان کے
 مخالفین
 کو کفر ہے
 اور ان کے
 عقائد کو
 کفر ہے

وہابیہ کی دعویٰ
 کہ ابوبکر کو
 رسول اللہ کے
 ساتھ لینا
 صحیح ہے
 اور ان کے
 مخالفین
 کو کفر ہے
 اور ان کے
 عقائد کو
 کفر ہے

وہابیہ کی دعویٰ
 کہ ابوبکر کو
 رسول اللہ کے
 ساتھ لینا
 صحیح ہے
 اور ان کے
 مخالفین
 کو کفر ہے
 اور ان کے
 عقائد کو
 کفر ہے

میر صاحب اقول بڑا میر صاحب نے بڑے شخص صاحب کی طرف نسبت قتل کی نہیں دی ہے
 بلکہ کفار کی طرف دی ہے آپ بتاسی ایک کاذب کی ناحق قتل کی کذب فصیح جتنے ہیں ساتھ
 کوئی کتاب یا بین ہو اور کوئین متداول ہی عبارت اوکی یہ ہو در ساعت جبریلؑ در رسید
 گفت یا رسول اللہ بخدا کہ اگر اور اکذاری کفار اور اگر فتنہ از عتب تو یانید و ترا
 بقتل رسانند الخ قال جناب والا اس تفسیر اور تبدیل عبارت کذب و اقتراس
 جو غرض الدنیا والاخرہ کی کچھ کام نہیں نکلتا غرض اس کلام سی یہ ہے کہ اگر آپ
 ابو بکر کو چھوڑ جائیں گے تو یہ گرفتار دست کفار ہو جائیگی اور کفار مار مار کی اسے
 سمت تشریف بری کا پتہ اور نشان پوچھیں گی تو یہ سبب خبث سرپرست کی حسب
 اعتقاد شیعوں و سبب حسن سیرت کی باعتبار اعتقاد اہلسنت کی پہلی کہ صدیق
 تھی ضرور پہچانی جائے گی ورنہ کذبیت کہ سنائی وصف صدقیت ہی لازم آئیگی
 بہر کیف خواہ خوشی خاطر خواہ کبر و اکراہ بخوف کہ نہ فقال ابن ربیعہ گمراہ جب منظم
 رسول اللہ ہوئی تو البتہ سبب قتل انجسرت کی جو جاویدن گی اور نسبت قتل طرف
 سبب قتل کی دنیا مجازات ثنائی سی۔ ہاں اگر صاحب رسالہ حسینہ نے
 نسبت قتل طرف ابو بکر دی ہوتی تو ہو سکتا تھا لیکن جب انہوں نے نسبت
 قتل نہ کی تو آپ ناحق بنائی جواب اور ایک ام مذہب کی ٹھہرائی
 اس قولہ غرض کہ اس انتہائی ثابت ہو کہ ابو بکر صدیق بقصد گرفتار کرانے
 پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی گھری سخیلے اس گمراہی جواب شیعہ اور قصد ابو بکر کے
 نہیں ہے بلکہ ابھی توضیح تمام بیان نہ بنائی جواب اور عدم تسلیم اس
 مقدمین کی ہے بسکا مقدمہ اولیٰ نہیں کہ پیغمبر خدا ابتدا سی ابو بکر کو ساتھ لکیر

گہری نگاہ چنانچہ جو اتریں بخت آب فی فعل کہیں صحت سے بات پر
 دلالت کرتی ہیں بانے رہا یا مگر کہ ابوبکر سے کس قصد پر نگاہ کیا گرفتار کر کے
 قصد پر نگاہ کیا اگر انکی قصد پر نگاہ یا خود قتل کر کے قصد پر نگاہ کیا ہے کہ وہ انکی قصد پر نگاہ
 یا بطبع دنیا ہی حاصل کئے کہ کفار سی ہاتھ آوی یا بطبع اجل بھی کہ بعد مدینہ پونہچنے
 کی جب اسباب گنت و شمت ہم پونچین تب مال دنیا حاصل ہو واپا کا ان کے لفظ
 کو ان عبارتوں میں دلالت اور قصد ابوبکر کی نہیں ہے قولہ را در وک کر کھرے
 ہوئی اقول در انشای راہ ایستادق دلالت اور پڑاہ روکنی کے نہیں ہے اہین کہ انرا واپا
 انتظام کے بھی ہوتا ہی اور واسطہ واقف ہونے اور اسرار کے بھی ہوتا ہے راہ روکنی پر منحصر نہیں ہے
 حضرت مخاطب نے راہ کار و کنا کہا جسے کالاقولہ عدول علمی کر کے بارادہ انداز سنا غیر صاحب
 کی سنداء ہوئی اقول عدول علمی کرنا سلم ہے لیکن بارادہ انداز سانی یا بارادہ دیگر اسکا ذکر
 ان عبارتوں میں نہیں ہے اور کوئی لفظ ان عبارتوں کا ارادہ ابوبکر پر نہیں دلالت کرتا ہے
 اور اسی طرح سنداء ہوئی پر ہی دلالت نہیں کرتا قولہ تو ابوبکر ضرور کفار کو ہمراہ لاتی
 اقول ابوبکر کفار کو ہمراہ لاتی یا نہ لاتی اسکا ذکر نہیں ہی بلکہ اسکا ذکر ہے کہ کفار
 ابوبکر کو بضرر شک و اطمینان نشان دہے کی ہمراہ لاتی قولہ یہ اعتراض باطل ہوچ
 اور واپا ہی ہے اقول تم خود ہوچ اور واپا ہی ہو اور تمہاری اعتراضات بھی از سر
 تا سر ہوچ اور واپا ہی ہیں جسکے رکات اسکی الفاظ و معانی سی ظاہر ہے قولہ اور
 سناہت اس دعوی کی اقول تم خود غیبی ہو اور یہ دعوی تمہاری سناہت کا شہید
 ہو واپا ہی شہید اس مقام پر ہرگز دعوی کے سامنے نہیں بلکہ تمہاری اس دعوی کو
 کہ بغیر خدا نے بلکہ خدا ابتداء سے ابوبکر کو ساتھ لیا مسلم نہیں کہتے ہیں اور کئی میں

کہ کہوں نہیں جائز ہے کہ جیسا شیعہ ہدایت کرتی ہیں کیا ہو کر گا کہ ہر شیخ نکلنا بلا مرضے
خدا و رسول واقع ہو ایسی سچ ہو لیکن ابو بکر کس قصد ہی نکلے باغواشی شیطانی یا بقصد
تحصیل دنیاوی فانی یا بقصد ایذا رسانی اسکا ذکر ان عبارتوں میں نہیں ہے پس اپنی طرزی
ایک دعویٰ تراشنا اور ذکر کی ابطال کی کرنا نہایت منہایت پر دلیل ہی قولہ صدیق
اور وقت پیغمبر کی دوست تھی یا دشمن اقول افسوس ہی کہ بائیمہ دعویٰ تھیں اب
تک حضرت مخاطب کو یہ نہ معلوم ہوا کہ شیعہ کا عقیدہ اسباب میں کیا ہی خیر اگر نہیں
معلوم ہی تو اب سنی کہ حضرات شیعہ حضرت ابو بکر کو منافق کہتے ہیں یہ بظاہر
دوست و باطن دشمن جو میں محض اور نہ کافر محض بلکہ لائی ہو لاء ولا الی الہو لاء یہ لوگ
ایک قسم کی کافر لاء و کفار تب پرست کی تھی حقیقت میں یہ لوگ بندہ نہ تھی نہ دوست
پیغمبر تھے نہ دوست کفار تھی بلکہ دوست کامل بغیہ دنیاوی بی اعتبار تھی قولہ اگر دوست
تھی تو قصد گرفتاری اور نیت ایذا ہی کی کیا سنے اقول دروغ اگر دوست ہوتی
تو کہے او کی ساتھ اور او کے اولاد کی ساتھ بلکہ او کی غلامی غلامی کی ساتھ ایسا کرتی
جیسا کہ کیا لیکن جب دوست کامل دنیا کی تھے پس جس جگہ احتمال حصول دنیا گرفتاری
و ایذا دی ہوتا تو حق مقدم کر کیوں اوس سی باز رہتے اور حقیقت یہ ہے کہ حق مقدم ہوا
نہیں رہی مگر صوفیہ تک سے و تہذیبہ فی ماسدات کی مجبوری مذکور ہے
لو کہش برداری میں حاضر ہی اور جب قابو میں نہ تھا تو اب اگر تک جلا یا چا نہ خود
شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ میں آگ لیجانی واسطے جلائیے کے و الہدیت رسالت پڑھیں و بیہ علم
اللہ تین ظالمات متقلب یغلبون قولہ اگر دشمن تھی تو مصلح پڑھیں و غیرہ اور
دشمن حضرت کی قتل کی نیت سے اقول و اعجاب حضرت مخاطب کی لمیہ نفسی تو کیا نہ

ہی مگر چونکہ یہ سے یاقین کرتی ہیں ابوہل وغیرہ کی دشمنی اور عدولت ظاہر نظر آہر تھے
 وہ منافق تھے اور ابوہل کو منافق تھی باطن کی دشمن اور ظاہر کی دوست تھی پس اگر ظاہر
 کی دوست ہی کفار کی پاس جاتی تو وہ کج مروتانی اسلئے اگر کفار علم باطن نہ کر سکتے تھے کہ
 در بیان دوست ظاہری اور باطنی کی جھگڑتی تھی کہ یہ منافقین ایسے ہی تھے کفار
 بھی کیسے قدر ہم در راہ سے کہتے تھے کہ ان کو کفار ایسا ناستاتی تھے جیسا مومنین کو ناستاتی تھی
 جیسے حضرت عثمان جب کفار کو زمین تشریف لگئی تو ان کو کہنے مار نہیں ڈالا بلکہ باغزان
 و اگر ام پیش آئی ہر کیف حضرت شیخین چونکہ ظاہر میں رقبہ و اسلام میں در آئی تھے
 گو یہ در اطمینان ہی تھا اگر اب شکر کا کفارسی ہونا اور کسانیں ہو سکتا تھا بیخبت شرکت
 ابوہل مکن تھے اور اگر شرکت ابوہل میں کہ نفع دنیا دہیتی تو پیشتر ہی سے اس کا ساتھ
 چھوڑ کر ظاہر مسلمان کیوں ہوتی آئے اگر غیرہ کو گرفتار کر آیتے تو اللہ بون تک رسائی
 ہو جاتی بلکہ کچھ غلط اور جائزہ اور انعام ہی ملنے کی امید تھی اور مکن ہی کہ خلیفہ صاحب
 اسی طمع پر خا میں غل چایا ہو لیکن چونکہ قدرت کاملہ پروردگار وہ تمام سی و کوشش
 بیکار ہوئی لاچارم بحلیہ و حالہ گزیدگی مار پھلانا اعتبار جالونم ہاتل ہمیر میں آن
 امام کہ در حد کشت مار بن این امام مار گزیدہ کجاہم بقولہ دوسری ابوہل کو حال ہجرت
 کا اور وقت و تر سے برآمد ہو کیا الخ اقول یہ پیغمبر خدا کی ابوہل کو حال ہجرت کا بایا تہا نہ
 ہمارا لیجا نا منظور تھا بلکہ گھر سے نکلی کو منع فرمایا تھا مگر ابوہل اس منع کو نیسے سوچی کہ کوئی
 امر ہم پیش ہی اور قرآن حال ہی معلوم کیا کہ پیغمبر خدا کو گہری نخل جانا منظور ہی پس
 ایک ابن ربیعہ کی جو بیخا خون دوسری طمع نہا جکا ذکر ہم سابق میں مکرچی و در اول بعثت
 اکی ہوئی کہ خلاف حکم خدا رسول گہری با سر نخلی اور انعامات ملاقات ہی ہو گئی اسلئے

الٰہی ٹیک وقت جانی کی کیا ضرورت ہی علاوہ اس کی اگر ٹیک وقت نہ معلوم ہوتا ہی
 وہ چار گھنٹہ کی وقت ظنون ہی پیشتر نکل کر سہراہ مشترک نظر کر رہا ہو سکتا ہی کہ سین
 خواہی خواہے ملاقات ہر خصوصاً وہ شخص جو ہمسایہ میں کسی شخص کی ہوا و سکون زیادہ تر
 آہٹ جاگنی کی اوراد و شے کی ہمسایہ کی مل سکتے ہی بہر کیف ایسی استبدادات پلچ
 و پلچ ہی اثبات کسی دعویٰ کا نہیں ہو سکتا ہی جب تک کوئی دلیل اور بیان قطع
 سی اسکا اثبات نہ کی کہ یہ غیر بخیر حکم الابداناً و ابوبکر کو ساتھ لگی و اذیس فلیس قولہ تیری
 اگر فرض ہی کیا جاتی کہ ابوبکر صدیق بہ نیت قتل پیغمبر کی راہ روک کر کھڑی ہو گئے
 اقول سابق میں بیان ہوا کہ جو عبارتیں اپنے نقل کیں ان میں کوئی لفظ اور نیت اور
 قصداً و ارادہ کسی کے نہیں دلالت کرتا ہی کہ قتل کر نیکی قصدی کوئی نکلا یا کر واسطے
 قصدی نکلا یا بلا حکم خدا اللہ قہر خدا سی اپنا سونہ جلائی قصدی نکلا یا دنیا کی ایک شے
 نکلا یا ابن سبغہ جو تین ہی جان بچا کہ قصد نکلا یا جو نکلا راہ روکنا ہی ان عبارتوں میں نہیں نکلا
 جس عبارت میں اپنے کذب وضع تبدیل اور شے کر دی ہی اس میں ہی جو بہ نیت
 قتل کی باشرت قتل کا ثبوت نہیں ہی اپنے جو تقریبات اور پراسکی کئی ہیں وہ سب بانی
 فاسد علی الغالب میں ایسے وہی تقریروں خود سامنے کا جواب دینا ناحق ملاقات معزز کو
 ضائع کرنا ہی قولہ حضرت جبریلؑ انکی نیت سی عن کر کو فوراً ہی سدہ و واقعہ آئے اقول
 ہر کو معلوم نہیں کہ مخالف کی نزدیک حضرت جبریلؑ کا نازل ہونا ہی حکم خدا جملات
 يفعلون ما یؤمرون اور بظلمات نزلہ علی قلبک باذن اللہ سے کو جہت تھا
 یا حکم نہ ہوتا تھا بلکہ قابل ہونا تو میں یہودیت ہی اور باہر ثنائے کی کہنا چاہئے کہ خدا ہی
 جبریلؑ خود ہی سناختن ہی پیدا مانع اور ترسان تھا کہ ہمیشہ منافقین کی کاہلوں اور نکلا

سی اپنے پیغمبر کو خبر دیتا رہتا تھا اور بنی بنی مائتہ اور نصف کی شریعیان کی لئے بالکفوف
 بیات اقدس متوجہ ہوتا تھا پہلی جبریل اور صالح المؤمنین کو شک کی گم فزاتھا اظہر
 بنی الکفار کے بقضای والملائکۃ بعد ذالک ظہیرا اور حضرت کو بھی
 مدد گاری کی واسطے بلاتا تھا پس جب دعائی جبریل کو شک کی دن ضعیف کی ایسا خائف
 ہو تو اگر خود جبریل کو مدد ضعیف سی خائف ہو کر سدرہ سی اور آئی تو کون متعام شکایت ہی
 قولہ کہ سی کے کہ اگر این واسطہ گاری و ہمراہ گیری کفار از عقب مگرفتہ یا با قول
 لعن اللہ الکاذبین المسحوقین الکلو عن مواضعها قولہ لیکن یہ بات نہیں
 معلوم ہونی کہ اس وقت ابوبکر تہا تھے یا کوئی اور کافر ہی ساتھ تہا اقول ایک کافر
 جو کان بن الکافرن تہا وہ تو شک تہا اور یہ کہ وہی نہیں معلوم قولہ تہا رنڈتہ یا غار
 ہاتھ ہی الی قولہ اپنی ہمراہ نہ لیا اقول اس بحث وخص اور وقت نظر پر روح حضرت عمر
 کی سوجانے آپ پر قربان اور روح ابوبکر عثمان کی بلاگردان اگر آپ ابھی ہو چکا ہوتا
 کر گئے تو ہر چہ پجاری شیعوں کا کہاں بٹکانا ہے آری سے ظہار و رشو گانے کا
 طائزادہ است لیکن ہتھو ایک ہونڈی سی بات یہ جانتی ہیں کہ شیعہ ہرگز اسکی
 قایل نہیں ہیں کہ حضرت ابوبکر اس نیت سی نکلی کہ نفس نہیں مہا شتر قتل ہو ان اسلئے کہ
 یہ امر نیت دنیا طلبہ کی خلاف تھا غایۃ الامر یہ ہے کہ اگر گرفتار دست گرفتہ ہو جانے
 تو وہ مار مار کی شکست اسرار ہوئی اور یہ حضرت اپنے چین اور بدینی سی کاشفات
 ہو کر سب قتل بنی قمار ہوئے آری اگر شیعہ کہتی کہ خود بیعت عمری پر دست
 قتل کر نیو سکے تھی تو بیشک آپ یہ فرماتی تھی کہ ایک بیان کو فصل شیعہ شیعہ مان نام
 اسکان کرنا ایک انتہا کی طاقت ہی اور باوجود اس قصہ طاقت کی پہلی جہا پہنچے

کہ کسی شخص ایک دعویٰ پہلی سے ہی بڑی حاکمیت ہی اور عقل کسی مقل کی قبول نہیں
 کرتی کہ حضرت ابو بکر ایسے پھر حروف ہوں کہ اسطرحی دعوہ و حاکمیت انہی علیہم اھم یہ
 تقریر کی بہت درست ہوتی اور اگر شیعہ اسکی جواب میں کہتی کہ جو شخص دنیا کو آخرت
 پر دیدہ و دانستہ اختیار کری اور اس سے زیادہ احمق من اہل بقعہ کون ہوگا تو یہ بات کیکہ
 خود کو مطلب ہوتی مگر ائمہ راشد کہ شیعوں نے باوجود دشمنی کی خلیفہ صاحب کی جان
 بچا دی اور ایسا کوئی دعویٰ نہیں کیا کہ جس سے حاکمیت حضرت ابو بکر کی لازم آوے مگر
 حیف ہی اہلسنت سے کہ باوجود دعویٰ و دوسرے اتھاخرتہ کی حاکمیت خلیفہ صاحب کی
 لٹی ثابت کرتی ہیں آری سے دشمن و انا کہ پی جان بود بہتر از ان دوست کہ دلائل
 بود دای یار حضرت اہلسنت کی لٹی یہ مقام رونی اور خاک اورانی اور صف نام چھا
 کا ہی بگویش دل متوجہ ہو کر سنو راویان اخبار فضائل ابو بکر و مخفی کنندگان آثار غلو کہ
 کہ انہیں میں سے حضرت مخاطب ہی ہیں لیون روایت کرتی ہیں کہ حضرت ابو بکر بطور
 تیت اور کمال صدیقیت جانا بڑی اور جان نثاری پرستند ہو کر واسطے یارے اور
 مددکاری پیغمبر کے تنہا ہزاروں کفار میں بی یار و مددگار اور بی ہتیار گری باہر نکلے
 چنانچہ ادوی غذا فضیلت چارم و پنجم میں اسکا تذکار کرتا ہی اور تنہائی اور بی ہتیار ہونی کا
 استقام میں اقرار ہی سے یار داس روایت سے چند حاکمیت ابو بکر کی ثابت ہوئے پہلی کہ
 باوجود جانی شجاعت اور قوت اکثریت کفار کی ایک پیروزت کو قہر انکی مقابلہ کا کارواہین
 حاکم تھی دوسری حاکمیت یہ تھی کہ تنہا انکی دوچار اور فریقوں کو ساتھ نہ لیایا تیسری حاکمیت
 یہ تھی کہ بی ہتیار بکری ہوئی نکلے کاش ماری جانے جان بچی کی لٹی ایک سپر ہی ہونہا
 سے ہوئے موقت قتل و بریرین سابق سپر کرنے پڑے شیعہ مقام پر ایک فقرہ

بکرمزاد ہی بیان کرتے ہیں کہ جب احد اور خیبر وغیرہ میں باوجود ہتھیار کمزوری حضرت
 خلیفہ صاحب ہی کچہ یاری اور مدد گاری انہوں کی تعاس نہ تھی چنانچہ میں جاری اور مدد گاری
 ہوئی ہوگی وہ بخوبی معلوم ہی ہوئے اہل سے در قرا گند مرو باید بودہ عزت صلاح جنگ
 چہود قولہ چپ چاپ کیوں کہ مری سے ہے اقول حضرت سلامت آپ ہوئی تو
 لو متعلم پر کچہ کام کر جاتی مگر خلیفہ صاحب ہی تو کچہ ہی نہیں پڑی اسوجہ ہی کہ ایک طرف سے
 ابن ربیعہ کی جتھوں کا خوف تھا اور دوسری طرف سے انش اسلامی کا ہی ڈر لگاتا پھر
 بیچارہ چپ چاپ نہ تھا تو کیا کرتا قولہ اس دشمن کو اپنی ساتھ لیلوا قول اس سے
 ظاہری اور دشمن باطن کو اپنی قابو ہی میں رکھنا اور وقت مناسب تھا انشائی راز
 نمونی پانی قولہ یہ مشورہ مذکور اندر اقول اگر آپ شاہد ہوئی تو یہی مشورہ دیتی کہ
 نہرو کہ حسین کفار اگر گرفتار کر لیں لیکن محل کل جو بلوان خانہ کل شریعت لاری وہ ایسا
 مشورہ کیونکر دے قولہ خدا جانی جبریل کی عقل اقول خدا جانی کہ ہماری عقل
 پر کیا پھر پڑی کہ حکم کفارہ منافقین ایک ہی کئی دیتے ہو قولہ جوتی قہر ہی کہ جب ابو بکر
 پیغمبر صاحب کا گرفتار کرنا منظور تھا اقول جب ہم اہل قائل نہیں ہیں کہ مقصد
 گرفتاری اور مقصد قتل ہی کے بلکہ ہم کہتی ہیں کہ جسد نبی علیہ السلام ہی حاصل ہو تو جو
 تعزیمات اس تقریر میں ہی آپ ہی بارخصوص مقصد گرفتاری و قتل کے ہیں سب بنامی نامہ
 علی افغانہ ہی ظلمتہ لانا الی جوابہ قولہ وہ پیغمبر صاحب کی سائنہ کیوں بل دی اقول
 ساتھ ملنے کی وجہ تو بہت ظاہری کہ بعد از ملاقات سترابی اور نافرانی حکم رسول خدا
 خیر اختیار ہی باہر تھی ورنہ زمرہ اہل نقانہ ہی نکل کہ محل زمرہ بعض کفار ہو جائے
 اور وقت میں جناب رسول خدا انکی ساتھ اس طرح پیش آتی مصلح اگر کوئی کافر ملتا تو

او کی ساتھ پیش آتی قولہ غارین جا کر چپ چاپ بیٹھ کرے اقول اگر چپ چاپ
 ہی بیٹھ رہتی تو شیعہ کہہ سکتے اور انکی شکر گزار رہتی لیکن سینو کی کتاب نے یہ زوال اور
 پٹا اور طرق اور اضطراب اور کھا نا بت ہی قولہ اور کس ہی کوئی تدبیر گرفتار کر لینی
 اقول اور مولیٰ نے تو کر لینی بہت تدبیر کی مگر کچھ چل نہ سکی اگرچہ ایسی ابو بکر کی کوئے
 انکا ایسا دشمن نہ ہوتا تو ہم ہی کہتی کہ شاید کچھ کام کر لیا مگر اس بڑے عقل ہی کچھ کام
 نہ بھلا یقین ہے کہ اگر کوئی نیا ت انہوں اسکا رہا ہوگا اگر چہ خدائی کفار کی انکو ملنا اور
 کا نو پروردی ہی ڈالی تھی تو آپ ایسے اگر ہزار بھی ہوتے تو کچھ نہ بنا سکتے قولہ
 بسط رحیم اور سورت ابو بکر بنی حضرت کو راہ میں پایا تھا الی قولہ اوس سی کیا کرتی اقول
 ہم نہیں سمجھتے کہ حضرت مخالف کیا فرماتی ہیں دو قسم کی کافر و کافر ایک قسم کا کیوں
 بنائی ہیں یہ بات تو بہت ظاہری کہ اگر ابو بکر ابو جہل ہوتے تو خشک پیغمبر پیدا کرتی
 اور وہ حضرت بھی اوسکو فی التارکینے لیکن کفر ابو جہل کفر خودی تھا جو ان قتل و قتال تھا
 اور کفر ابو بکر کفر بنائی تھا جو ان قتل و قتال ظاہری جانبین سی تھا اہل کی کہ ایمان ظاہری
 منافقین کا مقتضایہ تھا کہ ظاہر ظاہر پیغمبر پر پابند تھا وین گود میں ہو کہ کسی تدبیر سے
 قتل کریں مگر ظاہر میں نہانگ رسول اللہ صلی علیہ وسلم کی تھی گویا ہی شہادت انکی کذب و
 خدع کی دینا ہی جیسا کہ سورہ منافقین اس پر شہادت دیتا ہی اور ان حضرت کو ہی حکم خدا تھا
 کہ منافقین کو قتل کریں چنانچہ جلد ثانی صحیح مسلم میں صفحہ ۱۱۲ سنن طبرانی میں ہی در باب اوس
 منافق کی کہ حضرت عمر بنی اہل اہل کی قتل کی جناب رسول خدا صلی علیہ وسلم نے پس ان حضرت فی
 فرمایا دعہ لا یحدث الناس ان محمد ایقتل اصحابہ یہی اسی عمر کے چور ڈھائی
 تا لگ کہ کہیں کہ تھا اپنی اصحاب کو قتل کرے مرنے شام خودی فرماتی ہیں کہ اس حدیث میں

ولایت ہی حضرت کی علم پر اور ہر کدو پھنسا اور پندیدہ کو بخوفِ شربتِ معنہ و حرکِ کونہ سے لود
 بعض نے مناسدہ کو اختیار کرتے تھے بخوفِ اہلِ کدوئی ہفسدہ خطِ حرام و شہِ نالایم اور کدو تائیفِ قلوب
 ہر کدو کو تھوڑا دھجکا اعراب اور نیافیتن چیر کر تھوپی تاکہ شوکتِ کلین قوی ہو اور دعوتِ اسلام
 تام ہو اور ایمان دونین مولفہ اقلوب کی جگہ پکڑی اور غیلاؤں کی طرف اسلام کی رغبت
 کرین اور اسیدو جہی وہ حضرت منافقین کو اموالِ خیر لہ غایتِ فراقی تھی اور دلو کو میوہ سے
 قتل نہیں کرتے تھی اور سلسلے کہ منافقین ظاہرین اظہار اسلام کرتی تھی اور وہ حضرت
 جانبِ خدا سی مامور تھی کہ حکمِ بظاہر کرین اور خدا ستوی سر ائیر قلوب ہی ولایتِ کاناں سوزین
 فی صحابہ یعنی وہ لوگ بظاہر حضرت کی اصحاب میں شمار ہوتی تھی اور جادو کرتی تھی اور حضرت
 کی ساتھ یا جیت یا بطلب یا یا سببِ تعصب کی وہ طلی اون کو گون کی جوادن حضرت
 کی ساتھ تھی عثمان اور قائل افکی سی لنتہ التمرہ بلفظ اس حدیث اور شرح حدیث میں
 فواکیر وہین کہ انشاء اللہ مقاماتِ مناسبہ میں او کی طرف اشارہ کیا جائیگا قولہ وہ حضرت
 کو چھوڑ دیا حضرت اسکو ہمراہ لی تھی اقول یہ بات اگلی ٹیک ہی کہ نہ اجل حضرت
 کو چھوڑنا اور نہ حضرت اسکو بغیر فی الناکبھی چھوڑنے مگر او بکری اور حضرت کو علاوہ امور
 کی وجہ اتفاق چھوڑ دیا اور اون حضرت نے ہی او کو بوجہ افکی نفاق ہی کی ہمراہ لیا ابدا اگر
 مومن ہوتی تو مثل جناب امیر طیبہ السلام کی خوش خواب رسالت پرستی نہ یہ کہ حسین
 فارین ابدا ملکزین مارڈارین مار کر روقی قولہ شیعین کی خیال کو درست کہہ سکتے
 اقول شیعہ کا خیال درست ہی آجکا خیال مضائل ہی کہ حضرت ابو بکر کو محض
 کا خیراتی ہین اور ثانی ابو جہل بناے میں حالانکہ ایمان و دعو کا فروں ہی پاک واجب القتل
 اور دوسر واجب الحکم تھا یہاں کہ حدیث صحیح سلم اور شرح نووی سی یہی ثابت کر دیا قولہ

شیعہ کوئی مثل پر کیا پردہ پر گیا ہی یا قول خدا یا شیونگی مثل پر کیا پردہ پر گیا ہی یا ابو بکر
 منافق کو حکم ابو جہل کا فر دیتی ہیں قولہ اور کسی خبیث نہی کہ پیغمبر صاحب اس گمراہی مثل گئی
 اقول جسطری کا فر کو خبیثی ایدل حضرت ابو بکر کو ہی خبر سننے اسی سبب خلاف
 حکم خدا و رسول تنقص جناب رسول خدا میں آئی تو جناب امیر علیہ السلام کو خوشن خدا
 پر سوتا پا کر رسول خدا باکر یا نبی اللہ یا نبی اللہ بکار گئی چنانچہ بعد اسکی اس بات کو ہم ہمیشہ
 از الہ الخفا سی ثابت کر گئی قولہ سو قوت میں جو زمین حضرت کا ہوا وہی نسبت نبوی
 کا گمان کر سکتے ہیں یا قول اگر رفاقت کا حکم خدا و رسول ہو چکا ثبوت ہوتا تو فی الجملہ
 گمان دوستی کوئی کر سکتا تھا ہر چند ثبوت دوستی سبب ہی نہیں ہو سکتا ہی اسلئے کہ جائز
 ہی کہ صلوات اللہ وقت حکم ایک منافق کی ہی ساتھ لینی کا ہوا ہو جیسی کہ ایک کا فر جو دلیل
 رسول اللہ تھا وہی ساتھ لینی کا حکم ہوا تھا چنانچہ پیغمبر اس سی طبقات اور مذہب اعلیٰ
 اویس صحیح بخاری سی سننے قتل کیا کہ عبداللہ بن اریطہ یولی یا سئلے کہ ایک کا فر تھا وقت
 ہجرت دلیل رسول اللہ تھا او شل ابو بکر تا رہیں ہمراہ تھیں جسطرح ایک کا فر ظاہرے
 ہمراہ تھا اویس جسطرح اگر ایک کا فر سبیلے ہی ہمراہ ہو تو اس میں کیا استناد ہی قولہ تو وہاں گویا
 میں شامل ہوتا جو درود و طہ پر واسطے قتل کی گئی تھا اقول یہ دعویٰ ہی محض غلطہ
 اگر منافقین ہمیشہ شریک کفار ہو کر سنے تو ابو بکر ہی شریک کفار اور شامل قاتلین رسول
 کریم ہوتا جاتی حالانکہ یہی ترجمہ عبارت نبوی ہم قتل کر چکی کہ منافقین کی حلال میں کہتے
 ہیں انہم کا فاعل صدیقین نے کہا یہ دیکھا ہوں سہ اامیہ و اما اطلب الدنیا و حبیبہ
 لمن مد من عنائہم پس اگر منافقین شریک کفار ہوا یا کرے تو یہ حضرت کی مستی
 باہرین اطلب الدنیا اور عبادت جلالیت اور عبادت حبیبیت عزیز و غائب کون لوگ نہی

شیونکی مثل پر کیا پردہ ڈگیا ہی با قول خدا یا شیونکی مثل پر کیا پردہ ڈگیا ہی با قول خدا
 منافق کو کم اور جل کا فردی بن قولہ اور کسی خبر تک نہی کہنے کے لئے صبی ہون اور یہی
 قول جبرسی کا فرد کو خبر تھی اسطرح حضرت ابو بکرؓ کی رفاقت کی سبب ہی تھیں طرح
 حکم خدا و رسول تنقص خباب رسول بخش کی کہ یا رسول اللہ میں تو وہ شخص ہوں کہ اگر
 پرستار یا کہ رسول خدا یا کہ سرسین بلاؤں میں گرفتار ہوں اور قیامت تک ان میں پڑا ہوں تو ہی
 از الہ انعامی ثواب میں سے بہتری کہ تم کو جو کہ دنیا کی سلطنت قبول کر دوں میری جان سپرد
 کا گمان کیجی اس خیال اور کی سبب سے آپ پر قربان میں آگے جو کہ کر گمان رہوں گا
 کہ گفت پابہر نے کہ مد تو ناز میں مرا اہلب خیال ہوں ہم عمر آن زمین را و یہ شکر
 پیغمبر خدا سے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تیری زبان موافق تیری دل کی ہی
 تو بہترین خدائے تعالیٰ کے جولو کہ میری سمع و بصر کی کہے گا اور مجھ کو میری ساتھ
 نسبت ہوگی جو کہ میری سمع و بصر کو بدل سے ہی اس روایت کو کہ میری سمع و بصر
 کہ پر کر کے شیونکی زبان سے یہ بات نکلی گی کہ جلا جارت پیغمبر خدا کی ابو بکر صدیق راہ رو کہ
 کہ کمری ہو گئی تھی اسلی کہ خود امام حسن عسکری علیہ السلام تصدیق کرتی ہیں کہ پیغمبر خدا کی
 حکم اور جی کے ابو بکر کو اپنے ساتھ لایا اور جو کیا بکر فی خبر خدا کی کا اور جو کہ حضرت
 فی انکی نسبت فرمایا یہی خود کہ فی معلوم ہوتا ہی کہ ابو بکر صدیق کو پیغمبر خدا سے
 کیے محبت تھی اور پیغمبر خدا کو بھی اور کسی شفت تھی کہ ان کو اپنے سمع و بصر اور جان اور
 ہیں انہم کا تو خدا تعالیٰ نے ربانہا ہے کہ اس حدیث کو جب تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام
 سن میں عنانوں میں اگر ان میں شریک تھا نہ تھا بیاں علی خان کے کہ تھا تو خان صاحب
 مجاہدین طلب اللہ یا اور مجاہدینت جاہلیت اور مجاہد بصیبت عزیز و غارب کون بول ہی کا

مقام تھا اسلئے کہ جب امام کی قول ہی مسرت ابو بکر صدیق کا بوجی اے حضرت کی ساتہ
 ہجرت کرنا اور پیغمبر خدا کا ابو بکر صدیق کو سمع و بصیرت تشبیہ و ثابہت ہوا تو ہر بطلان
 عقائد امامیہ میں کونسا شبہ باقی رہا اور شیطان علی بن ابی طالب صاحب فی اس روایت
 کو دیکھ کر جو خط مروی نورالدین صاحب شیعہ ثالث کی نور العین کی نام لکھا ہے اور جو رسالہ
 الکاتب فی روتہ الثعالیب والغرر ایب مطبوعہ ثلثہ ہجری کی صفحہ ۱۹ امین بلفظہ نقل ہی
 قابل ملاحظہ کی ہی ہم ہی شائقین کی دیکھنے کیلئے اس عبارت کو بلفظہ نقل کرے ہیں
 وہ وہ دکن اشکال میں است کہ ناصب لحادیث طریقہ امامیہ التکاثر کرد و بالفعل پنج جزو
 از کتاب ابرام بصارت لہین یا چہ نام دارد فرستادہ در ان حدیث بسو طائر تفسیر منسوب بہ
 حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام قصہ ہجرت در معانی بک نقل کردہ پس اگر تالیف و تالیف
 بندہ بدست کسی از تلمذ ہیں بحدیث غیر اسلام افتد و اسراہ و اسرافہ نی معاذ اللہ حکم تبارنا
 و تفاقا کند مگر عالم طہت قدر تمدن ان علوم صاحب الامور الزمان نزد و برسانہ تا این احوال
 از میان برخیزد و غرض کہ شی صاحب ہزارہ اسراہ و وایلا و ہا وین او ہم چند امام صاحب
 الامور علیہ السلام کی طور کی دعا کریں مگر امام حسن عسکری کی تکذیب نہیں کر سکتے اور جو فضائل
 ابو بکر صدیق کی امام کی قول ہی ثابت ہوئے او سکون طلب نہیں کر سکتے ای ہائے فدا ہو
 کہ جب امام صاحب یہ فرادین کہ بھی اے ابو بکر کو پیغمبر خدا کی اپنی ہمراہ لیا اور پھر ملاقات
 شوہ سترے وغیرہ سامعین یکمین کہ ابو بکر را روک کر کہ مری ہو گئی تھے تو اب ہم
 امام کی قول کے تصدیق کریں یا ملاقات شدہ شوہ ستری کی بات میں حقیقت تو یہی کہ ملاقات
 شدہ ستری فی ظاہر میں تو دعویٰ محبت ائمہ کا کیا لیکن باطن میں ان کو جو بڑھانا یا اور
 تشبیح کی پردہ میں ایمان اور اسلام کو داغ لگایا ہے دامن نشان گذشتہ عاوارا ہا ہانہ

ساخت خاکم باداد و صبار لہانہ ساخت یقول لہم تک بولایۃ علی بن
 ابراہیم البعلب علیہ السلام ہتمام پر وہی مثل صادق ہی کہ دروغ گویم بر روی
 تو اپنی جواب شیعہ کو اعتراض بر آیت نام رکھا اور فرمایا کہ چند باتیں اس اعتراض کی
 بطلان پر لگتے ہیں اب فراقی ہیں کہ جو کہ لکھا بہ تسلیم روایات شیعہ لکھا اگر شیعوں
 کی روایات تسلیم ہی کئی تو بطلان کس کا کیا شیعوں کا کلام ہتمام پر استقدر تھا کہ خطاب
 فی ثبات فضیلت اولیٰ میں دعوہ کی کئی ایک تویہ کہ جناب رسول خدا حکم خدا ابوبکر کو
 ساتھ لگیں شیعوں کی کہا کہ لائنم کیوں نہیں جائز ہی کہ بلا حکم خدا و رسول ساتھ آئی
 ہوں جیسا کہ شیعہ روایت کرتی ہیں کہ باجوہ منہ رسول خدا کی ابوبکر گری سنے
 اور انسانی راہ میں ملاقات ہوئی تب حکم خدا بخوف انشائی باز کہ سبقتل پیغمبر ہوتا
 انکی ساتھ یعنی کا ہوا و سرادھوی مخاطب کا یہ تھا کہ جو شخص پیغمبر کی ساتھ حکم خدا جادی
 وہ ضرور ہی کہ پچاسلمان اور سچا ایمان والا ہو اس دعوہ پر ہی شیعہ لائنم گنتی ہیں
 اور کہتے ہیں کہ کیوں نہیں جائز ہی کہ ایک منافق مثل ملک کافر کی جو دلیل رسول اللہ
 تھا ساتھ دعوہ اپنے اپنی دونوں دعویٰ سے بلکہ کسب کا اثبات نکلیا بلکہ ایک اور آخر
 کی ابطال پر چارہ لیلین بوجہ اور چارہ بیان کہین تھے ابوبکر کا بقصد قتل اولیٰ حضرت کی
 گری سنے تھا بلکہ ہے حالانکہ ہرگز شیعوں فی قصد ابوبکر ہی بحث ہی نہیں کی تھی کہ
 بقصد قتل سنے تھی یا بقصد طلب دنیا سنے تھی یا بقصد گہنی کی سنے تھی یا موتی کی سنے
 تھی بہر کیف اس قول خارج از بحث کو اگر ہر حال ہی ہمیں تو اس ہی ثبات کی دعوہ
 دعویٰ کا نہیں ہوتا کہ ہمیں نہیں کہ اگر آپ کس خط میں گرفتار ہیں تو افسوس غلامتہ انج
 میں تحریر فرماتی ہیں اقول البتہ عبارت طویل تھا کہ بعض دعویٰ اہل پرہیزگاری پر مدشرط

ایک قصہ نقل دوسری اعتبار روایت نہ ایک عری ثانی پر اور ثانی فحشیت ابو بکر موقوف اور ثانیات مدونہ
 و نمودگی ہے نہ ایک پکار مرگین اولاً کلام قصہ نقل میں ہی پس ہر شرم آتی کہ حضرت مخاصکے گنہ گار
 گناہگار کی جن عباتین آپ خلاصہ انج نقل کرتے ہیں ہم اوس مطابق نہیں پاتے معلوم نہیں کیا
 عمدہ ہی ایک کے تفسیر المسند کو آپ خلاصہ انج سمجھتی ہیں ہم تو انکی خدمت میں بیاسیاد
 کچھ دستاخی کو گئی مگر شیعیاں مشاق تو لائل فوراً عنہ اللہ علی کا ذین بیان پر جا رہی
 بہر کیف عبارت مفسر کو کی نسخہ مطبوعہ ۱۲۸۴ء چاہے طہران میں جو ہر جگہ موجود ہی یہی دہر شرم
 کہ امیر المومنین را در حاجی خود خواہانید و خود بر قاف ابو بکر بیرون آمدہ در جان شبیدہ
 غارتہ متوجہ شدہ انتہے پس اس عبارت میں نہ کہیں وحی آئے کا ذکر ہی نہیں مرنے
 رسالت پناہی کا ذکر ہے سکی آپ مدعی ہیں اور نہ کہیں از خانہ ابو بکر بر قاف او کا لفظ
 ہی اپنے بر قاف ابو بکر کو از خانہ ابو بکر بنایا اور اوس ہی ابتدای رفاقت نکالا اور وحی
 آئے اور مرنے رسالت پناہی کا اور پسی حاشیہ چڑھایا ان حیلہ ساز یون او کو با
 باز یون سی کچھ کام نہیں نکلتا ہی اس عبارت میں او پر ذکر شرم کہ موجود ہی کہ انکنا اوس
 صاف ظاہر ہی کہ ذکر شرم کہ سی سیکھلے کا ہی معنی جس وقت حضرت شرم کہ سی نکلی اور قوت
 ابو بکر ساتھ ہی لیکن یہ ساتھ ہونا ابتدا سے تھا یا بعد خرمج از خانہ تھا اور وحی الہی اور
 رضای رسالت پناہی ہی بخوشے خاطر نہی یا مجبور ہی یا بمعنائی مصلحت وقت بعد از
 ملاقات ہی اس عبارت کو کیسے طرے اس پر دلالت نہیں ہی پس مخالفت مولانا
 شوتری کی قیل ہی آپ کا خیال تمام ہی الحمد للہ کہ مولانا می شوتری اور صاحب
 خلاصہ متنبہ دونوں سچے اور آپ ہی جو ٹی نکلی ثانیاً گفتگو اعتبار روایت میں سب سے پس
 بغرض تسلیم کی کہ کسی نسخہ میں کسے خدائے ترس شنی فی عبارت کو تیسف کیا ہو اور طہران

آپ اہل بین واسطیج عبارت ہو تو یہ روایت بشیخونکی نزدیک قابل اعتبار نہیں
 ہی بخند وجہ ایک احتمال تصحیف کہ نسخہ مستبرہ کی خلاف ہی دوسری سابق: سیاق واد پر
 عدم اعتبار کی دلالت کرتا ہی سینے دہل ہوا اسکا تحت قولہ نقل است کہ در سال نهم از
 ہجرت الخ اور مابعد اسکے روایات مغیرین اہل سنت کاشل مجاہد قوادہ کی ذکر ہوا دلالت
 کرتا ہی اسپر کہ یہ روایات بطور اہل سنت کی ہین تیسری مخالف ہوتا اس روایت کا
 روایات مقبولہ شیعہ سی جیہ کہ خود مخاطب رسالہ حنیفہ اور ذوالفقار اور عباس
 سی قابل ہوا پس جو روایت مخالف روایات مقبولہ شیعہ سی شیعہ و سکوک مستبر
 کین گئی ہزاروں روایتیں یونکی کتب امامیہ میں موجود ہیں کہ سبب مخالفت خاصہ
 اور موافقت عامہ کی محمول برقیہ ہیں پس مخاطب کو واجب ہی کہ پہلی مقبولیت روایت
 ثابت کری تب اس سے استدلال کری ورنہ غلط اعتقاد قولہ تفسیر امام حسن عسکری
 علیہ السلام میں لکھا ہی اقول قبل اسکی کہ اس حدیث میں سند متناوہ دلالت بحت وخص
 کیجاوی ہم جواب میں یہ عرض کرتے ہیں کہ علی التثزل اگر ہم فرس ہی کر لیں کہ حدیث صحیح
 ہی اور منہون ہی اسکا ہی ہے کہ حضرت ابی بکر کلم خدا ساتھ لئی تو اس سی اچکا دعوی
 فضیلت ابی بکر نہ ثابت ہو گا تلسی کہ مکر گزارش ہو ا کہ کیون نہیں جائز ہی کہ حکم خدا
 لمصلحت ایک منافق کی ہی ساتھ لیں کا ہوا ہو جیسے کہ لکب کا فرج ویدل رسول اللہ تا
 وقت ہجرت ہوا تا کما مر از اب ابوالاجاب میں ہم کہتے ہیں کہ جو تفسیر منسوب بہ امام
 حسن عسکری علیہ السلام ہی گو اکثر روایات احادیث اوکی منہ شیعہ مدوح چون مگر ان
 احادیث کو ہم قطعہ الصدو نہیں جانتی اور جب احادیث کتب اربعہ کو کہ دلد و مار مذہب
 شیعہ دوی پری ہوا ہی متواترات کی شیعہ قطعہ الصدو نہیں جانتی غلطک بغیرا

من الکتب او حال شیعوں کا اس بارہ میں مثل حضرت اہلسنت کی نہیں ہے کہ احادیث
 صحیحین کو قطعاً الصدوق سمجھتی ہیں اور دعویٰ اجماع است اوچیت صحیحین کی کرتی ہیں چنانچہ
 شارح نودی شرح صحیح مسلم ص ۱۰۲ کہ کتاب بطبع میں فرماتی ہیں اتفق اہلما رحمۃ اللہ
 تعالیٰ علیہم علی ان اصح الکتب بعد القرآن الغزیز صحیحان المسلم والنجاشی انتہی یہاں تک کہ علماء
 اہلسنت اسکا اقرار کرتی ہیں کہ اگر کوئی سنیہ طلاق زوجہ کو مطلق بجماعت مافی الصحیحین کہی
 تو طلاق واقع ہو جائیگا اور شیعہ جب اپنی کتب کی نسبت ایسا اعتقاد نہیں کرتی پس
 جو احادیث مقبول او معمول بہ اپنی اصحاب کی نہیں ہیں او انکو ماول اجماع علی الثقیۃ
 یا مطرح جانتی ہیں پس یہ روایت ہی جو آپ نے تفسیر امام حسن مکاری علیہ السلام کی لکھی
 ہے اگر فرض کیا جاوے کہ اسکا وہی مطلب ہی جو آپ بھی ہیں تو چونکہ روایات مقبولہ علماء کی
 خلاف ہی ضروری کہ مطرح ہوئے پس اولاً مقبولیت روایت ثابت کیجیے بلکہ
 معرض استدلال میں لاسیے وہ نہ خط انتقاد نہ انیا اس روایت کی اول او آخر اور
 وسط کو خلاف مقصود اپنا پاکیا قل فی حذف واسقاط کیا اور فقرات بی سرو پا کا التقاط
 کیا اور نہ کل روایت لنقض صیرج ہی اور نہ اتفاق بکری کی گویا لا تقر بوا الصلوۃ لی لیا اور
 اتم سکاری چھوڑ دیا مثل آپ کی ہر کافر کا حکمہ سکا ہی کہ خدائی قرآن میں خمر اور سر کے
 تعریف کی ہے اور فرمایا ہے کہ اوسمین منافع للناس ہی باقی رہا ابتدا میں جو نماز کبیر
 ہی اور بعد اسکے جو انما اکبر من نعمنا ہے تو یہ مسلمان کی موافق مطلب ہی اسکو منکرین اسلام
 مسلم نہیں کہتے پس جو کچہ اہلسنت جواب کفار میں کہینگے وہی شیعوں کی طرف سے
 جواب حذف فقرات الاعلیٰ اتفاق کا ہوگا نا تا زعم مل حضرت غلام بن ان فقرات
 ملقطہ سی کوئے فقرہ او کی دعویٰ بی دلیل یہ صریح تر اس فقرہ سے نہیں ہوگا کہ

امرک مستعجب ابوبکر یعنی حضرت جبریلؑ نے کہا کہ اسی پیغمبر حکم کیا ہی خدائی محکو کہ
 ساتھ لو ابوبکر کو لیکن ہم نہیں سمجھتے ہیں کہ اس فرد میں کون نفاذِ مہرِ طالت کرتا ہی
 کہ حکم ساتھ لینی کا برضا سندھی خدا و رسول تھا اور شیعہ جو کہو اسی قسم کی ساتھ لینے
 سی انکار ہی چنانچہ خود آپ نے تصریح شیعہ میں بیان کیا ہی کہ یہ پیغمبر صاحب فی اپنی
 خوشی سی اور کو ہمراہ لیا ہی اتنے درجہ مطلق حکم خدا ہمراہ لینی کا شیعہ انکار نہیں کرتی
 بلکہ صاحبِ ہدیہ خود اسکی تصریح کرتے ہیں کہ حضرت جبریلؑ نازل ہوئی اور فرمایا ابوبکر
 کو ساتھ لو کلامِ امین ہے کہ آیا یہ حکم ابتدائی تھا جسکو آپ اور پختہ شنودی اور رضائے
 خدا و رسول کی دلیل ہر اتی ہیں گونا گے از فیہ افیہ نہیں ہی اسلئے کہ یہ دلیل رضا از
 حکم ہی نہ دلیل رضا از محکو جیسا کہ ہنسنے کبریٰ میں کہا ہی کہ کیوں نہیں جائز ہی کہ مکے
 منافق کو اور کسی کافر کو کہ دلیل رسول اللہ فرض مصلحت بخوشے خود و خد اپنے پیغمبر خدا نے
 ساتھ لیا ہو کیا قرآن حکم غیر ابتدائی ضرورت مصلحت وقت کمال نا رضائے ہا شیعہ کہتی
 ہیں کہ کیوں نہیں جائز ہی کہ ابتدا فقط حکم خدا و حضرت کو تھا بغیر اسکی کہ خبر کے
 دوست و دشمن کو ہو ہجرت کر نیکا ہوا اور اسوجہ سی اور حضرت فی صحابہ کو گھر سے
 نکلی سی منع فرمایا ہو لیکن ابوبکر کے عرض سی خلاف حکم خدا و رسول اگر سی باہر نکلی ہیں
 جب وہ حضرت گھر سی نکلی اور ملاقات ابوبکر سی ہوئی تو متعیر ہوئے کہ کیا کریں کہ ایک شخص
 کو خبر از کار پو شیعہ ہم سچی تب حضرت جبریلؑ حکم رت طیل نازل ہوئی اور فرمایا کہ قریش
 عتق ریب بتصدیق آپ کی آیا چاہتے ہیں پس خداوند تعالیٰ فرماتا ہی کہ علی کو اپنی قریش غاب
 پر سلاؤ تا کفار جانیں کہ اسی آپ سوتی ہیں ورنہ فوراً لعاب کینگی اور نوبت آپ کے گرفتار
 ہو جائیگی آؤ گے گی اور یہی فرمایا ابوبکر کو اپنے ساتھ لو اسلئے کہ اگر اسکا چوڑا لگی تو

یہ کفار کو خواہ طمع و یا خواہ خوف جان خواہ خوف کہنہ نعل اشال باہن برسیہ انکی طرف دلالت
کرے گا اور موجب اسکی قتل کا ہوگا اور بسبب اسکی کہ انحضرتؐ نے زبرد تو بخ ابو بکرؓ کی سنے
احتمال اسکا تھا کہ شکستہ خاطر فریاد واری ہی سرتابی کری یا کفار سی جالی امثال ایفا
جیسا کہ جمیع مؤلفہ القلوب کی ساتھ کیا جاتا تھا یہ ہی حکم ہو کہ فائدہ ان انسانک وساعدک
وذا نمرک وثبت علی تعاهدک و تعاقدک کان فی الجنة من سرفقا نلک

و فی خرفاتہا من خلاصا نلک یعنی اگر ابو بکر اس سفر میں ہمارا ساتھ

دیگا اور ہواست اور مسعدت اور موازرت تمہاری ساتھ کرے گا اور بعد اسکی حمد و بیان
ایمان پر باقی رہ جائیگا اور عقد معیت ایمانی کو نہ توڑے گا تو درجات بہشت میں تمہاری تھا
تھی اور عزرات جنت میں تمہاری خلاصی ہوگا اور یہ ایک قضیہ شریعی ہے کہ جس میں
دلالت ہوتی ہے اور پر انتہائی شرط کی بسبب آغاسی شرط کی اور شیعہ جب بنیفہ تھا
کی ایمان ہی کو نہیں مانتے تو وہاں بشر و ایمانی کو کب بائیں گی و اذافات اشطر
فات الشر و اور اقل عہد شکے اور غیر ہواست اور سی مقام غار میں مل میں
آئی کہ منظر طلق و اضطراب ہوئی اور معلوم نہیں کہ کس غرض سے روز اپنا شروع کیا ہواست
ایک طرف موجب و مشت خاطر عاظم ہوئی یہاں تک کہ اون حضرت کو خود ہی سمجھا نا پڑا
باقی اسکے جواب میں جواب ابو بکر نے اظہار لسانی اخلاص بتائی گا کیا پس کل منافقین
لساناً ایسا ہی کرتی تھے بلکہ حضرت ابو بکرؓ کی تو کوئی قسم ہی نہیں کہانی اور لوگ متعین
کہا کہا کر ایسے باتوں کا اظہار کرتی تھے یحلفون لکم لترضوا عنہم فان رضوا

عنہم فان الله لا یرضی عن القوم الفاسقین قولہ زبان سے
یہ بات کیونکر نکالے گی کہ بلا اجازت پیغمبرؐ کی ابو بکرؓ راہ روک کر اقول راہ رو

کا مضمون تو آپ کا تراشیدہ ہی مگر گہری نخل کر ملاقات ہونی کی نفی عبارتیں حدیث کی کسے
 لفظی نہیں نکلتی قول خود امام حسن عسکری تصدیق کرتے ہیں اقول شیعہ ہی اسکے
 تصدیق کرتی ہیں کہ رسول خدا فی ابوبکر کو حکم آئے کہ بفرستہ جبریل ساتھ لیا چنانچہ صاحب حسنہ
 تصدیق کرتی ہیں کہ جبریل نازل ہوئے اور کہا کہ ابوبکر کو ساتھ لودرنہ کفار کو دلا کر گیا
 قول اور جو کہ ابوبکر نے پیغمبر خدا سے کہا اقول منافقین تمہیں کہا کہا کہ اس سے سبب بڑھ
 بڑھ کر کہا کرتی تے لیکن دل ساتھ زبان کی موافق نہ تھا بقول ابن ابی اہم مایس فی ظہور ہم
 اسی سبب سے جناب رسول خدا فی تصدیق صدیق نبی اور فرمایا ان طلع الشمس علی قلبک ووجد
 ما فیہ موافقا لما جری علی لسانک یعنی اگر خدا تیری راست گفتاری سے مطلع ہو گا ان طلع کی
 شرط پر نور کرنا چاہئے کہ خود مصدق صدیق نبوی بلکہ ان کی تصدیق کو جلالہ علم خدا کیا اس
 کلام سے صاف صاف سمجھ لیا گیا کہ مقصود او حضرت کا یہ ہے کہ میں نہیں جانتا کہ تو سچا ہی کہ
 جو تا ہی لیکن اگر خدا تجھ کو سچا جانے کا تو تجھ کو یہ رتبہ دے گا کہ ابوبکر کا اپنی سمع و بصر اور جان اور
 دل سے تشبیہ دیتی ہی اقول آپنی تشبیہ دینا سمع و بصر سے تو دیکھ دیا اور سن لیا مگر قیود
 اور شروط پر کچھ نظر کی ادراک مفاد او سکی ہی آگہوں اور کانوں پر پردی کیوں پر گئی بالکل قیود و
 شروط سے ہی وفا بعد و بیان ابان او زک نہ کرنا او بغیر کرنا او تبدل نہ کرنا اور سد نہ کرنا اور
 حضرت ابوبکر کا حال قیود مشہور و مہربنا شیعہ نبی نزدیک غیر مسلم ہی بلکہ اگر خود جناب
 رسول خدا کو ابوبکر کی طرح سے اطمینان ہوتا تو وہ حضرت ہرگز بمنزل اسمع و بصر نہ ہو سکتا موقوف ان
 شروط پر لغزاتی بلکہ شرط سے جناب اسیر علیہ السلام کو نہ کسی شرط کی اپنا سمع و بصر و جان و
 دل فرادہ بقولہ لعلی نالہ ہی ہوتی کذب یعنی نخل سے کی کہ وہ بہ نسبت میری ایسی ہی نہیں
 بمنزل اسمع و بصر و جان و دل میں وہی فوق ذلک بلکہ اس سے سبب بڑھ کر میں او میں ابوبکر

کو بھی فرمادیتی اور اس کے شرط پر موقوف نہ کرتی لیکن جب ایسا نکلیا بلکہ تین سطریں عبارت میں تین
 ہی مرتبہ حروف شرط لائی پہلے تو ان انسک اور او کی تحت میں چند قیدیں ذکر کر گئیں دوسری
 ان طلع اشد علی قلبک اور او کی تحت میں شرط موافقت لسان بنیان ذکر فرمائی تیسری
 من عایدتہ اور او کی تحت میں عدم کثرت عدم وعدہ تغیر اور عدم تبدل اور عدم حد کو ذکر
 فرمایا تو اس سے صاف سمجھا جاتا ہے کہ ابوبکر کو عامل ان شروط کا نہ جانتی تھی اور سہ گز ان پیر
 اطمینان تھا کہ ان شروط پر عامل ہو گئی بلکہ حدیث ترجمہ شدہ ادا حد میں تو تصریح اور پرہیز
 اطمینان کی بالخصوص بہ نسبت حضرت ابی بکر کی کہ وہی ہی جیسا کہ فرمایا ہے لا اور سے
 ماتخذ ثون بعدی کما عرغن جذب القلوب پس حضرت صدیق اگر بصدق نیت موصوف
 اور ذفاق ہی بری ہوتی تو حضرت زانی بی اطمینانی اس سے فرمائی نہ انکی حسن نال میں قبول
 اور شروط لگاتی الفرض جو تقریر اپنے اور انکی ایمانی کی کار گیر مولوی سید علی صاحب
 متقی الکلام فی فضیلت ابوبکر میں کاٹ چنانٹ کر مثل نری ہتر کی خوش نما نابی وہ آدھے
 قد وقامت زیار پرست نائی آلات اور اوقات شرط کا ہر کچھ خیال و لحاظ ہی نہیں فرمایا
 نہ سمجھے کہ یہ فرمانا جناب رسول خدا کا بعینہ و سیاہی کہ حضرت موسیٰ بنی فرعون سے کہا
 تھا کہ اگر تو ایمان لا دیکھا تو یہ سلطنت تیری ابد لا باد رہے اور یہ یہ مہراج دنیا اور آخرت
 میں تجھے ملین گی اور جناب یہ شہداء علیہ علی آباءہ و ابناہ و الاف امتحیہ و اثنتانی عمر
 سعیدین سے فرمایا تھا کہ اگر تجھے قتل نہ کر گیا اور میری سعادت نہ کر گیا تو دنیا اور آخرت
 میں تجھے یہ درجات ملین گی لیکن جب اولن اشتیاقی اولن شرطوں پر عمل نہ کیا تو متحق
 اولن درجات کی بھی نہیں ہوئی فرق اس قدر ہے کہ اولن اشتیاقی ظاہر نظر ہر سراسر ہے
 کی مودہ منافقین بنی ساءا اقرار کیا اصد جانا انکار ہی موجب سے جناب رسول خدا نے

رسول محمدی ان اطلع الله علی قلبك ووجد ما فیہ موافقا لما جرى علی سنانك
 فرمایا اور بعد اسی شروع کلمہ کیٹ ولم یفر ولم یتبدل ولم یسجد کی گائی اگر یہ شرطیں بحال ستے تو
 بیشک وہی مرتبہ پاتی جو حضرت نبی فرمایا لیکن اذافات الشریطات المشرطہ اور نکث
 عہد خلیفہ صاحب سی ہجرت وکرات عل میں آئے چنانچہ ابتداء و سبقت مقام خاتین
 بانظار طوق و مضطر را زیادہ رسول کریم کا رہوسے اور اگر خدا چشم و گوش کفار پر پردہ نہ
 ڈالتا اور ملائکہ حافظہ نبوی تو خلیفہ صاحب کی کشف اسرار میں اپنی روئی پیٹنے کی کوتاہی
 نہیں کی تھی پہر نکث بیعت عدم فراہم دین خیرین جنین میں کی پہر نکث بیعت غدیری
 مسین حضرات فی سبغ کلمات باروز شقیفہ محل میں لائے اور حکم خدا و رسول میں بجا ہوش
 دنیا ہی فانی تفسیر کیا اور خلیفہ حق کو ساتھ خلیفہ باطل کے بدل دیا اور جناب امیر علیہ السلام ہی
 حسد کیا جیسا کہ آخر فقرہ حدیث میں جو آئے لفظ کیا ہی آپ خود ہی قبل ہیں ولم یسجد من قد
 ابانہ اللہ تفضیل یعنی نہ عسکری و شمس کا کہ خداوند تعالیٰ انی کے فضل کو ظاہر کیا ہے
 آیات قرآنی میں مثل آیہ انما وکیم اللہ ما ینہ مباہلہ اور آیہ تطہیر اور آیہ قرب بائش اس کے
 بہت سی آیات میں قولہ مولوی حیدر علی صاحب فی جواب میں سجان علی خان صاحب
 کی لکھا تو خان صاحب کی ہوش و جا اس جاتی رہی اقول قبل انکی حضرت غائب
 کاذب عن کاذب بن شیعہ لکھنوی انتی بلکہ بعض کذب را فرمایا جانی ہیں و کیف لا
 حالاکہ انما شیعہ کی تہوڑی توجہ فی فیض آباد کی کچی بنائی جو بیکسی ٹانگے توڑی اور
 جانب روی فرسودگان نکال کئے ابن ربیعہ کا سوڑی فرج سے خنجر متوار شاعرانہ جہوں
 انعامین کافی مزج المسلم العرض تسلیم ایسی روایتی باعث ہوش و جاں بہر خواہا
 خلیفہ صاحب ہی کہ مثبت نفاق ہی نہ ہوش و جاں شیعہ با کراؤ کی عتہ و با کرا

عین وفاق ہی قولہ اور حقیقت میں ہوش و حواس جا بیکجا تمام اقول حقیقت میں تظام
 ہوش و حواس جا بیکجا یہی کہ ایسا دعویٰ تجراور دعی فہم و فراست ایسی حدیث کو جو سرسری
 اور قطاق صدیقی کی دلالت کرتی ہی نہ فضیلت ان کی ہٹراوی اور قیود اور شروط کلامی
 بالکل تہ چشم پوشی کر کے کلام ناقص کو معرض استدلال میں لاوی یہ بات ایسی ہی کہ عقول اعتبار
 کو دلوئی تخریر میں پہنچے ہی آئی کہ اس حدیث میں کوئی لفظ خلاف دعویٰ شیعہ نہیں ہے
 بلکہ اتفاق بکری کا حسب دعویٰ شیعہ ثبوت ہی کما تر قولہ امام کی قول ہی حضرت ابو بکر
 صدیق کا جو ائمہ حضرت کی ساتھ ہجرت کرنا اقول شیعہ ہی ہی کہتے ہیں کہ بغیر خود کے
 بحکم رب جلیل ابو بکر کو کمال ارضامندی حضرت فی ساتھ لیا اور اس حدیث کا کوئی لفظ
 اور پرچوشتہ و رضامندی ساتھ لینی کی نہیں دلالت کرتا کما تر قولہ ابو بکر صدیق کتب و بصیر
 سی تشبیہ دیا اقول قدرانہ کان شروطا بشر و اذافات اشروطا بشر و
 قولہ تو پر سلطان عطاء امامیہ میں کو نہ اسٹ رہا اقول عین حقیقہ امامیہ کو سبطل عطاء
 امامیہ سمجھنا نہایت مرتبہ کی دانشمندی ہی قولہ رسالۃ المکاتیب فی رویۃ الثعالیب و
 الغرائب اقول آپ کن لوگون کی روایہ بازی میں پڑی ہیں اور کس غراب الہین
 آگے حیران دادی غربت اور سرگردان تہ ضلالت کیا ہی رسالۃ المکاتیب کہ درحقیقت
 اکاذیب الثعالیب ہی ظاہر مصنف اور سکا وہی کارگیر انبیاء کا یا کوئی اتبع انبی
 سی ہی کہ جسکی غربت طریقہ علمی کے بغیر غرابی لفظ غرائب سی ظاہر ہی کہ بظاہر جمع
 غراب سمجھا ہی وہاں نہ عجب الہی غرائب صفت سودھی جیسا کہ کلام خدا میں غرائب سود
 ہی انہوں کہ دعویٰ امامی نے محفوظ قرآنی قرآن دانی کی ہیں اور غفطیں کہ کلام اللہ
 میں موجود ہیں او کی معنی لفظ ہی نہیں سمجھتی معنی مقصود کیا سمجھیں گی الفاظ قرآن سے

مثل طوطی دنیا کی ازبر کر لئی منوں ہی کچھ مدہ خطہ نہیں جو احادیث مسلم اور بخاری میں ہی
 کہ بہت لوگوں کی کلام اللہ و نہین پہنچا اور گلی سے بچی نہ اور بیجا مضائقہ دوسکے
 اہلسنت میں جو غرائب سودی سے سیاہ کوی کی سمجھتے ہیں حالانکہ منی غرائب سودی کی
 سخت سیاہ کی ہیں اہتمام پر وہی مثل شک ہے کہ سیانی کوی گوہ کمانی ہیں بالجمہ ایسے
 حالت شعار کی تصدیق بجز انکی انشال کی کون کر سکتا ہے اور کیونکر عقل باور کرے کہ
 جس حدیث میں از سر تا سر شواہد نفاق ابو بکری بہری ہوئی ہیں اور کون سی شیعہ معمول مرج
 ابو بکری پر کری آری حبان ابو بکر ایسا کر سکتے ہیں لان حب اشیٰ عیسے و عیسیم علی القزل
 عبارت از انما رضائے قطا والالت کرتی ہی اور پرتاوی سوال و جواب کی تاہم بحدیث
 شیعہ ہی در ہی لان الحرج مقدم علی التخیل کا نسبت فی الاصول قولہ امام حسن
 عسکریؑ کی تکذیب نہیں کر سکتی اقول شیعہ کلام امام کی تصدیق کرتی ہیں کیا قرادر
 کذب کو کافر جانتے ہیں آری تکذیب وہ لوگ کرتی ہیں جو ان رذائل کذب کو کہ
 قول امام سے ثابت ہوئی مبدل بفضائل کرتی ہیں قولہ اسی بایوزر اسچہ اقول
 اسی سے بایوزر اسچہ کہ امام صاحب توفیق ابو بکر ثابت کریں اور حیدر علی مغربی غیو
 معاندین اہلبیت یہ کہیں کہ ابو بکر کے فضائل بیان کرتی ہیں تو اب ہم امام کی قول کی
 تصدیق کریں یا اوس مغربی کی باکوینین حقیقت تو یہ ہے کہ انشال حیدر علی فی ظاہر میں
 تو دعویٰ استدال بقول ائمہ کیا لیکن باطن میں ان کو جو طابا یا اور قسطن کی پردی میں کچھ
 ایمان اور اسلام کو داغ لگایا ہی سے دامن نشان گدخت و اما را بہانہ ساخت
 فاکثر یاد داد و صبارا بہانہ ساخت **قال** مخاطب اہتمام ہوا
 اللہ بل السلام اس تفسیر کی روایت سی ہی اگر سیری نمودی اور فار سے ازرو

پڑھنے والی کو اس قمیض کا ملنا شواہد تو ایسے کتاب کی بدوایت میں جہر مگر مل سکتی ہی
اور جب کاموت بڑا غالی شیعی مشہور ہی اوسکو دیکھ کر ذرا عبرت کپڑے میں کہ پیغمبر کی یاد غاے کے
تہ لیتا تھا باوجود ایسے تعصب و عناد کی انہیں کی مجتہدین و علماء کی اقرار ہی ثابت ہوتی
ہی اور انکی بغض کی پیاری کی دوا اور نین کی فحش سے نکل آتی ہی اسپر ہی دوا اگرین
اصل نا پاک ہونا چاہین تو اختیار ہی اب اوس روایت کو ناجاہی جو حاکم حیدر میں

مذکور ہی
ز نزدیک آنقوم پر گرفت
کہ سابق رسوخ خبر دلہ بود
چو بیکر زان حال آگاہ شد
نبی کہ غلین از پای خویش
چو رفت چندی بدان دست
ولی ز چیت متجانی گفت
بر رفتہ القصہ چندے دگر
کہ خوانی عربی ترش لقب
بہر جا کہ سوراخ باز نہ دید
یکی خستہ گرفتہ ماندا ز قصہ
نیامد جزا دین شکرت اوس
دینا حق پر طاعت از زوت
اس روایت ہی ثابت ہوا ہی کہ پیغمبر ہندو علیہ السلام خود ابو بکر کی بیعت اور انکو

چنین گفت اوی کہ مالائین
بسوئے سرائی ابو بکر رفت
نبی بردار خانہ اش چو چل سید
ز خانہ بروں رفت و ہمراہ شد
بسر خیمہ راہ رفتن گرفت
قدم فلک سائی مجروح
کہ بکرس پتان قوت آمد پید
چو گردید پیدان شان سحر
گرفتند در جوف آن خار جانی
قبارا بدید و آن رختہ چید
بران رختہ نامدہ آن یاز خار
کہ دور از نزدی نہا بے
در آمد رسول خدا ہم بار
نشستند کجا ہم ہر دو یار
اس روایت ہی ثابت ہوا ہی کہ پیغمبر ہندو علیہ السلام خود ابو بکر کی بیعت اور انکو

چو سالم بحفظہ بان آفرین
پنی ہجرت اونیسرا دہ بود
بگو شمش ندای سفر در کشید
گرفتند پس راہ تیر پیش
بی خود ز دشمن ہفتن گرفت
ابو بکر آگاہ بدوشمش گرفت
کہ باز بوت تہا کشید
بریدند غاری دران تیر شب
ولی پیش بہاد بو بکرائی
بدیکو نہ نامدہ نام آن قباہ
گفت پائی خود را نمودا تنوار
نیامد جزا دین شکرت اوس
دینا حق پر طاعت از زوت
اس روایت ہی ثابت ہوا ہی کہ پیغمبر ہندو علیہ السلام خود ابو بکر کی بیعت اور انکو

ہمراہ لیا اور جو بکری بکری سے خدیتین میں مینی پیغمبر خدا کو دوشس چڑھانا اور غار
میں اول بابا آو اور سکویاں کرنا اور قبا کچاک کر کی سوراخوں کا بند کرنا اور باقی ماند
سوراخ کو اپنی کت پہی لاسد و کرنا وہ عشق و محبت پر والت کرتی ہیں نہ کہ نفاق و دغا
پر اگر یہ خدیتین جو ابوبکر صدیق فی شب ہجرت میں کین نفاق کی نشانیاں ہیں تو معلوم
ہیں کہ محبت اور عشق کی علامتیں کیا ہیں یہ بات بھی لایق کہنی کی ہی کہ بعض شیوخ
فی دعویٰ کیا ہی کہ پیغمبر خدا فی سب صحابہ کہنے کیا تھا کہ اپنی گہروں سے نہ نکلا اور
ابوبکر فی خلافت علم پیغمبر کی کیا وہ بالکل غلط ہی اسلئے کہ خود تو خدیتین افکی اقرار کرتے
ہیں کہ پیغمبر خدا فی سب صحابہ کو اقل ہی سے روانہ کر دیا تھا اور صرف دو شخصوں
کو رکھ لیا تھا یعنی حضرت علیؑ کو کہ او کو اپنی جگہ پر لایا اور ابوبکر صدیق کو کہ او کو اپنے
ساتھ لیا پس کونسا اصحاب باقی رہ گیا تھا جسکو پیغمبر خدا فی شب ہجرت میں باہر نکلی ہی
منع کیا ہوا تھا کی نسبت یہ ارشاد کیا ہو کہ نہ امر خدا بشمار ماند کہ از خانہ خود باہر نہ میناید
تو چرا مخالفت امر الہی کردی اور یہ امر کہ سب اصحاب پہلی ہی ہجرت کر گئی تھے اور
صرف حضرت علیؑ اور ابوبکر صدیق کے لئے ہی باقرار تو خدیتین شیعہ ثابت ہی پیغمبر

حکمہ یہ یہ میں لکھا ہی کہ	حبیب خدا چون بدید آن ستم
چنین داد فرمان ز لطف و کرم	کہ اصحاب ہجرت بہر شرب کینند
نہان یک یک از چشم عمار وند	نماند یاران بمنبران قدم
برفتند بہان بہ دنبال ہم	بدین گونہ فرستند یاران تمام
علیؑ ماند و بکری غیر الانام	غرض کہ باقرار علماء شیعہ ثابت

ہوا کہ پیغمبر خدا فی اجازت او حکم لایا ابوبکر کو ہمراہ لیا اور ابوبکر فی حق نفاق اچھی

طرح پر لکھا کیا بقول اہل تہذیب بوللاتے علی ابن ابیطالب علیہ السلام اما وث
 لائے کہ لکھ اور تو ال علمائے اسلام ہی جب حضرت مولانا کا کچھ کام نہ نکلا۔ رانچی دلیں سپی
 کہ جاری خوبیاں بالکلیہ شیعوں کی نزدیک ثابت ہو جائیگی تو ناچار ہوا کہ اپنی دعویٰ کو
 قول شعرا سے ثابت کرنا شروع کیا پھر اس سے کہ قول علماء کی ساری قول شعرا سے گنتی
 شمار میں ہی آپ استدلال کرتے ہیں کتاب حلیہ زہری سے کہ ایک کتاب تاریخ ہی اور
 مصنف اس کا شمار علمائے ہی نہ بہتدین میں بلکہ شیخ زہری ایک شاعر تھی المذہب
 ہی اکثر کتب تذکرہ شعرا سے اور بالخصوص کتاب مآثر الامراء سے ظاہر ہوتا ہے کہ مصنف
 سلمہ عبد بادشاہ مشغوب مالگیر میں کلیہ دارقلمہ کو الیا رتساہ بانی اولیٰ صوبہ دارگجرات
 تھی اویسی زمانہ میں کہ تصنیف بادشاہ وقت سے انتہا کا تھی تہذیب و تان میں شیعوں
 کی لہنی تہا نظم محاربات جناب امیر ملیہ انعام شروع کیا۔ و کتاب مارج العنبت وغیرہ
 تو تاریخ اہلسنت کو تفتیش میں نظر رکھا اور بحوالہ رواۃ اپنی دامن کو لوٹ کذب سے بری
 کرتی تھی چنانچہ خود کہتے ہیں کہ سن از گنت راوی بیان می کنم جو ابشس برو
 گفتہ گریش و کم با اینہمہ بشوخ طبعہ جان کہیں کچھ بقیہ لمبا ہی تو توفیقات سے
 کرتی ہیں اور بوجہ لطیف روایت کی تضعیف بھی کرتی ہیں چنانچہ ہی روایت میں
 دو جگہ تعرض اور تضعیف کی ہی ایک جگہ فرماتی ہیں — ولی زین حدیث
 ست جانی شگفتہ دوسری جگہ فرماتی ہیں کہ دروازہ فرویناید بے چلیا
 کہ آپ خود ہی نقل رہے ہیں اس سے ہی سمجھ لیا گیا کہ یہ روایت اہل سنت کی مذہب
 کی ہے اور اگر اپنی مذہب کی روایت باقی تو اگر تفتیش کرتی تو لاقبل تضعیف بھی
 نہ کرتی بلکہ اگر مخالفت مجمع علیہ ہوتے تو مثل آیات قرآنی تاویل کرتی اس سے واضح تر

کوئی دلیل اس پر نہ ہوگی کہ یہ روایت شیخین ہی بلکہ تقیہ روایت سنیہ کو نظم کیا ہے
 اور جب تک وہ بادشاہ متعصب زندہ تہا تب تک کی نظم تو اسی طریقہ پر ہی واجب
 رہا اپنی مقرر کردہ اور مقتضای جاہ و اختیارات و ذوق الباطل بہا و شاہ و بادشاہ رحمہ اللہ شیخ
 ہوا تو صاحب علم ہی سنیہ تقیہ کی شکل کو کمال پڑی اور آخر علیہ من باجہ ہی غیور و متقیہ ہندی
 شائقان بی سیر و بلا بلا تقیہ بیان فرمایا اور وہاں کہہ دیا ہی ہو گئے کہ روایت الیہ
 یہ اگر گف ہر غلطہ ہو مفضل و ایسی روایت سنیہ ہی ہو تو اس پر اہل سنت میں موجود ہی
 اسد لال شیخین نے کرنا نہایت دانشمندی حضرت مخاطب ہی قول کہ اس روایت
 سی ثابت ہوتا ہی اقول جو کچھ اس روایت سی ثابت ہوتا ہی جو کہ روایت سنیہ ہی
 معرض اعتبار میں نہیں ہے اور جبکہ خود مصنف کتاب اس روایت کی تضعیف کر رہی
 تو اور لوگ اس کا اعتبار کیونکر کر سکتے ہیں اس سنت میں اس روایت کا موجود ہونا
 اور کتب شیخین نہ پایا جانا اول دلیل ہی اور پر اس کی کہ مصنف فی تقیہ روایت سنیہ
 کو نظم کیا ہی الخزن بنیہ خد کا ابو بکر کی گھر جانا اور انکو ہمراہ لی آنا ہرگز ہاری کتب مہتو
 سی ثابت نہیں ہی بلکہ خلاف اسکا ثابت ہی بلکہ خلاف اسکا کتب معتبرہ امت میں ہی
 ثابت ہی اور چونکہ ہاری اس بات کو جہاں باور نہ کریں گی اور کہیں گی کہ حضرت مخاطب
 بات کا باین شدہ مدعی ہی اور اسکو اول دلائل اور سرسب فضائل حضرت ابی بکر
 سی قرار دیا ہی کیونکہ ہو سکتا ہی کہ اسکا خلاف کتب اہل سنت میں پایا جاد ہی اسلیٰ کہ مفضل
 ہو کہ واسطے تنگدین خاطر نا بلدان کو چہ تحقیق کی کہ تہہ اور نشان بتا دین پس محض جریہ طبری اپنے
 تاریخ کی جزو ثانی میں علی نقل یوں روایت کرتے ہیں کہ آنی حضرت ابی بکر نزدیک
 علی کی پس سوال کیا کہ کہاں ہیں جناب رسول خدا کا علی نے کہ کسی طرف غار ثور کی

اور کہا میں نے نہ کہ اگر مجھے کچھ حاجت ہو تو جا پس ابو بکر یا سہمی اور راہ میں قریب رسول خدا
 پہنچے چنانچہ کوشش جناب نبوی میں آواہ جس ابو بکر پہنچے تارک شب میں پس
 مکان کی یہ غیر خدائی کہ کوئی شخص مشرکوں سے ہی پس جلد ہی کی اور حضرت فیصلہ میں
 تا ایک نیکو فعل مبارک ٹوٹ گیا پس اور حضرت کو بڑھ کر لگی کہ انگوٹھے سے اونکی خون
 جاری ہوا بعد اُنکی ابو بکر سے ملاقات ہوئی سُننے ترجیحہ منع الحاجتہ کیوں حضرت اس
 روایت سے قنہ کلمہ ابو بکر کی جانا ہی ثابت ہی نہ ساتھ لی آنا ہی ثابت ہوتا ہی بلکہ اس کے
 شامت سے پائی رسول خدا کا حکم ہونا ثابت ہوتا ہی اور اگر حضرت مخالف کو اس پر
 برا طعن ہو یا یہ صحیح طبری میرے نزدیک یا کوئی مستغیب او سکونا مستغیب اوی اس کے ہاں حضرت
 ہر ایسے کتاب کا ہم نشان دین کہ جو کثیر الوجود ہی اور چپ جانی سے ہر کس و ناکس
 دست فرمود ہی اور جسکی موثوق اور مستبر ہو میں کسیکے مجال نہیں ہی کہ دم نہ ہی یعنی
 کتاب از الہ الخفا شاہ ولی اللہ پرنشاہ عبدالعزیز صاحب نسخہ کی او کی جگہ شاہ فرمود ۲
 میں ملاحظہ فرمائیے کہ گہمی میں قال ابن عباس و شری علی نفسه فلبس ثوباً ثم انتم
 ختم نام مکانہ قال ابن عباس وکان المشرکون یرون رسول اللہ علیہ السلام ابو بکر و علی و
 نام قال و ابو بکر یحسب انہ رسول اللہ صلعم قال قتال یا سنبہ اللہ بقال اللہ و ان
 نبی اللہ قد یطلق نحو بیریون فادکر قال فاطمہ ابوبکر و علی معہ الفارقتی ابو بکر و علی
 کہ جناب امیر علیہ السلام نے اپنی جان کو راہ خلا میں بچا یہ اشارہ طرف آیہ شہری نفسہ تنجا
 مرضات اللہ کی ہے کہ مع جناب امیر علیہ السلام میں نازل ہوا پس پہنا جناب امیر علیہ
 السلام فی لباس رسول اللہ کو اور نبوی فرشتے پر اور حضرت کی اور شہر کیں گمان
 اسکی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے انکی طرف پس آئی ابو بکر جس حال میں کہ

علیؑ سوئی تھی اور گمان کیا ابو بکرؓ کی کہ رسول اللہؐ سوئی میں پس پکاری حضرت کو یا
 نبیؐ آئے کہ کہ پس کہا جناب امیر علیہ السلامؑ کی کہ نبیؐ آئے تھے لیکن کی طرف چاہم میں کی
 پس جا تو پس چلی ابو بکرؓ ہاتھ تک کہ رسولؐ خدا سی ملاقات ہوئی پس ساتھ دون
 حضرت کی داخل غار سوئے انہی حضرت سلامت ذرا اس حدیث کو ملاحظہ فرمائی
 اور سرخجالت اور زہانت بھی جو چکا بھی آپؐ دعویٰ کرتی ہیں کہ جناب رسولؐ خدا
 ابو بکرؓ کی کہ میں آئی اور ابو بکرؓ کو اپنی ساتھ لائی لیکن آپؐ کے بعد فاسد شاہ ولی اللہؒ تصدیق
 اس بات کی کرتی ہیں کہ جناب رسولؐ اللہؐ انہیں آئے اور ابو بکرؓ خود بی بلائی
 ہوئے پیغمبرؐ کی کہ میں گئی اور پیغمبرؐ کو ساتھ لیکر گری نہیں نکلی بلکہ راہ میں ساتھ ہو
 اب فرمائی کہ آپؐ کے بعد محمدؐ ہونامی شومتری کی تصدیق کرتے ہیں کہ انکی اللہؒ
 کشیوں کا دعویٰ ثابت اور انکا دعویٰ آپؐ ہی کی کتاب ہی کا ذب ہو افسوس ہی
 کہ تادم صاحب زندہ نہیں میں نہیں تو بندہ اذنی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کہ عرض کرتا
 کہ گو بات آپؐی سچے کسی گرا پی پیری کی خبر کو دی اگر کسی ہی دست گوئی آپؐ اختیار
 کر گئی تو مرید کا فور ہو جائیں گے اور باز پیری مریدی سرد ہو جائیگا قول پیغمبرؐ خدا کو وہ
 پیغمبرؐ ہایا قول یہی روایت سنیں ہی جسکے تصنیف خود صاحب حکمہ کرتی ہیں جیسا کہ
 فرمایا ہے ولی زین حدیث ست جای گفت کہ در کس چنان قوت آمد پیدا ہو کہ بار
 نبوت تو اندک شیدا اور مذتب اس روایت کی روایت نقش قدم شناس ہی جگہ نام
 ابو بکرؓ خراعی تھا اور قریش اسکو ساتھ لیکتی تھی کہ وہ نشان پای مبارک پچاتا ہوتا
 در بار پچا پناچہ عبارت روایت یہ ہے نماز ال یقوا انہ رسول اللہؐ حتی وقت بمسم
 باب التارقال ہذا قدم محمدؐ لینے بلا نقش پای رسولؐ خدا کہ پچاتا ہوتا در بار پچا

اور کہا کہ نقیض قدح محمد ہی بیاتک و حضرت خلیف آئی ہیں بعد اکی نہیں معلوم کہ اسان
پر کئی یا زین میں سماگنی اور مصدق اس روایت کی کتب تواریخ مثل ردھنہ اصناف وغیرہ
کی ہی ہیں پس اگر وہ حضرت ابو بکر پر سوار ہوتی تو بی شناس قدم اور حضرت کا کونکر چھٹا
التنزل اگر ہم فرض بھی کریں تو کل ہونا ابو بکر کا دلالت کر چکا اور غیر محاسنست فیما بین کے
اسلئے لگا کر مثل جناب امیر علیہ السلام کی من نور واحد من شجر واحد ہوتی اور اسپس علامتہ
اصل دفع نبوت اور امامت ہوتا تو فرج متحمل اصل کی نہ سکتی جیسا کہ ازالہ انھما میں مذکور
ہی کہ وقت کسر اصنام کہہ جناب رسول خدا فی جناب امیر علیہ السلام سی فرمایا کہ ای علی تم
متحمل بار نبوت نہیں ہو سکتی ہو آخر مقتضای الامور فن الادب جناب امیر علیہ السلام
دوین مبارک پر قدم رکھی فر فرغہ کسر الاصنام و لنعم ما قبل سے یہی نقیض بای کہ ہر
دو شش احمد زہد نبوت مقدم شیند مہر کیف اگر روایت ساری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ہو تو ابو بکر تحمل نہوگی مگر بار جسے کی نہ بار نبوت کی لیکن جاسمی اس واقعہ و خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بار میں فضل ابو بکر ہی تھا کہ نہ نزلون تحمل جاسمی اور جنسرت کا ہوتا تھا اور ابو بکر تو خدایا ایک
سیر کی ہی نہ بار بردار ہوئی ہو گئے اور گویا بعض مصالح جمل ہی ہی ہو حضرت کی بعد اکی
کہ طاقات ہو گئی ایک یہی صحت ہو سکتی ہی ہے بجا یہ خراجہ بی تمیزت چون
بار ہی بر عزیزت قولہ اور غار میں اول جانا اقول یہی بیٹے اور پادوسی طایت
مذہب کی ہی اور علی التنزل اول جانا ظاہر میں سبتے بزوحش آمد و باطن میں او پر
اسکی ہو سکتا ہی کہ پہلے اپنی ہی تین چشم کد لشراری چپائی اور امن خط و است
میں پہنچ جائے اوکل اخال تعاقب ایسی ہی ہوتی ہی کہ ظاہر میں کہ باطن میں
کہاؤرتی قولہ اور قبا کو پاک کر کی سوار خون کا بند کرنا اقول یہی روایت سنیتہ

ہی بلکہ صاحب ازاتہ عثمانی انس بن الکرسی باین لطافت روایت لی ہے پھر ادا
 حجر نال شہو چٹھہ ثم القہہ الحجرتے افضل ذلک شہو بوج شہو بوج موضع علیہ غیبہ وقال
 اوصل علما یسبح قال لا التبت قاین ٹوبک یا ابا کاخبرہ بالندی صنع الحدیث متصل یہ
 سی کہ ابو بکر بنی کل سور اخونکو اپنا کٹر اہاڑہاڑ کر بند کیا یہاں تک کہ کٹر اتمام ہو گیا اور ایک
 سور اخ باقی رہ گیا پس جب صبح ہوئی تو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
 کٹر کا یہاں ہوا کہ ماکو سور لہو کی بند کریمین خرچ ہو گیا پس اسے منع بیع اور فعل شرف
 پر صاحب عاملہ تعریض کرتی ہیں کہ ۵۰ یا میرزا و این شکر ف از کسی کہ دور
 از خدمتینا دبے، اس مقام کی بعض اشعار بتا رہی ساری القرآن مخاطب فی جزئی
 وہی ہذا ۵۰ بنار اندرون در شب تیر و فام چہان دید سور اخ را تمام درون تیر و شب
 یک بیک چون شہر و بی کا مافزون ہوا پشہر و دنیا چہین کا راز غیر اور الحق طے
 تعجب ہی کہ اوس شب تیر و تو مارین تاریکی غارین یا رنار کہ سور اخامی کثروہ وار کیونہ
 دکھائی دے کو باوہاڑہاڑ کر بند کی اور اگر فرمائیے کہ مثل اندھ کی ٹوٹا تو اتنی سور اخ
 کثیر کہ جب بند کریمین ۱۰۰۰ قباصرت ہجائی کل ٹوٹنی سی طلائع ریز ہجائین اور ہجرت
 جواپی بچے تھا اور وہ سور اخ مارتا کوئی باقی نہ رہی خالی از استغراب نین ہی اور شکر ف
 تیری کہ قباہی مبارک تزیین ملل کی سنو کی کہ دروہ ہونین صد او کی شل صدای منہ
 عمری ملی البصر ظاہر ہوتی اور بوقامت حاجت باظہار پرتی بلکہ ظاہر ہی کہ قباہی علیہ صبا
 پشم شتر و غیرہ کی ہستی پس لا اقل اوس سی وقت صدی صدی گوز شتر شل صدی
 خرمہ معاویہ علی المنبر کی شان میں حاضرین مجلس فی علی منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 تھی ہر گز اور اس میں ہی شک نہیں ہی کہ نسبت سور اخامی متحدہ کی یہ صدائیں ہی تھیں

بخشی بنویس پس تعجب ہی کہ جناب رسول خدا با این همه قرب کوئی آواز نہ نہیں بیان تک کہ
 جب دن ہوئے تو مال بیاپوچیں جب صدیق بصدق راستے بیان فرماویں کہ شب
 کو خوف کروم وار اہل بیت گئی ہر کف علی التقریل یہی ایک فعل غنائی تھا کہ اہل بیت
 سے محل اور کیا جو خوش آمد کی کسی امر نہیں ہو سکتا ہی و نعم قبل سے دست بیاں
 چون بجان زرد چارہ جہاں درین نیست قولہ مؤنثین اذکی اقرار کرتی ہیں کہ غیر خدا
 فی سب اصحاب کو اول ہی روانہ کر دیا اقول غلط محض ہی کوئی ہوسخ نہیں اقرار
 کرتا اور صاحب علم فی جو روایت نیثہ تقیہ نظر کی ہی بسیا کہ ہنری ابی بیان کیا شیخ
 حجت نہیں ہو سکتی یا عجب کہ شیخوں کی واسطے روایات علماء حجت نہوں اور قول ایک شاعر
 کلام وہی تقیہ اقل روایت منیہ ہوا و خود او کی تضعیف ہی کرے حجت ہو یا ہی اب ہا
 کہتی ہیں کہ روایت منیہ فی نفسہ اہل ہی اور خلاف او ان خصوص قرآنی کی ہی کہ حسین صاحب
 کو تاکیدین واسطے ہجرت کی گئیے ہیں مثل قولہ تعالیٰ قالوا کنا مستضعفین
 فی الارض قالوا ان تکن ارض الله واسعة فتهاجروا فيها وقولہ
 تعالیٰ ومن یهاجر فی سبیل الله یجد فی الارض مراعاً کثیراً وسعة
 وقولہ تعالیٰ ومن یمخرج من بیتہ مهاجراً الی الله ورسولہ یشوقہ یشوقہ
 الموت فقد وقع اجرہ علی الله پس اگر صحابہ ہی کوئی بات تہا توبہ تاکیدین کن
 گوگو نکرو و اہل ہجرت کی ہوتی تین سے سبب ہی محققین اہل سنت فی اس روایت باطلہ
 کی تاویل کی ہے پانچ محدث شاعر عبد الحق دہلوی فی کتاب جذب القلوب میں روایت
 نہ باقی رہے کسی شخص کی صحابہ ہی تاویل کی ہی و ہذا عبارتہ فاصحابہ غیر از ابو بکر صدیق و
 علی مرتضیٰ و فی انہ تعالیٰ اعصاباً انحضرت در مکہ نماز مودا نا کہ مراد باین کلام است

کہ از اعیان صحابہ و اکابر اہل بیت خیر از صدیق اکبر و علی رضی اللہ عنہما باو کسی نماند و الا در روایت
 آمد کہ جدا از برآمدن سرور انبیاء علیہ السلام و سر از تہذیب و سفیان و سائر مشرکان ضعیفان
 صحابہ را کہ با حضرت متوالستند برآمد و در ہر مجلس و انواع مہنوبات گرفتار میکردند
 انتہی موضع الحاح اب کوئی صاحب انصاف و فراموشی کیستہ قول صحیح ہوا و اگر کما غلط
 ہوا قول کہ کوننا اصحاب باقی رکیماتنا قول بقول آنکی ابو بکر را اصحاب تو باقی رکیماتنا
 تو اگر اوی سے حضرت فی فرمایا ہو کہ من امر خدا بشمار رساندم تو کیا قیامت ہے آپ
 خود اقرار کر چکی میں صفحہ ۳۷ میں کہ خطاب طرف کل کی ہوتا ہی او مراد بعض ہوسنے میں
 یہ بات تنزیلی ہی ورنہ صحابہ کما ہو ہونا ہی ہر بات کیکی میں او اطلاق لفظ صحابہ
 کی نہی مقام میں آپ کے کلام میں بخبر تاویل حضار کوئی بات نیالین نہیں آتی قولہ شکر
 باقرار علمای شیعہ ثابت ہوا قول غرض کہہ اذاعلامی اہلسنت ثابت ہوا کہ ابو بکر
 ابتداً باجازت خدا و رسول اسلام ہر انہیں گئی تھے بلکہ خود ہی گئی تھی اور حضرت گھر سے
 اذکہ ہر انہیں لگئے تھے بلکہ راہ میں گئی تھے او راوی حق رفاقت میں قطعی و جہلاً
 جنبی طبعی یا ساختہ تعینے کو تاجی کی اور اگر کوئی خدمت بھی کی تو بخوشش آمد و ریاکاری
 و دنیا خواہی کی کما تر و تھے و قال الخطاب القمقام ہا و اللہ سبل
 السلام و دوسرا اعتراض دوسری فضیلت پر دوسری فضیلت میں پہنچے بیان کیا ہی کہ
 اگر ابو بکر صدیق پہنچے خدا پر عاشق نہوتی اور اپنی جان و مال کو حضرت پر شکار دینی پر راضی
 نہوتی تو ایسے مصیبت کی سفر میں کبھی شریک نہوتی اور علمای شیعہ یہ اعتراض کرتی
 ہیں کہ ابو بکر کی نیت ہجرت میں بھی تھے چنانچہ جہد صاحب ذوالفقار حسین کی بن گنجین
 اتفاق فریقین شرط ترتیب ثواب ہجرت صحت نیت مستالی قولہ پس مادامیکہ

اما علم صحت نسبت الی بکر بیوت نمود و غفل اور مدلول این آیت قیاس بخشد و تا ستمش شود
 احتجاج باین آیه بر طومر تہ او نمی تواند شد از رضای صاحب اتفاق الحق میں فرماتے
 ہیں کہ قد ظہر من خبرہ و بکائہ ما کون من شلہ سدا و الحال فی الاختلاف الی قولہ فافضلتہ فافضلتہ
 فضیلۃ فی الغار نتیجہ بالابی بکر و لا الکسارۃ واللہ اعنی ابو بکر صدیق کی جرح اور بکاسے
 ثابت ہو کر اور کمال اچھا تھا اور نسبت او کی درست تھی اس ماعتراض کا جواب خود
 امام حسن عسکری کی تفسیر سیاد پر مذکور ہو چکا ہے کہ جب پیغمبر خدا فی پہا کہ ارضیت انما کون
 مسی یا ابابکر تطلب کما اطلب الی قولہ قال ابو بکر یا رسول اللہ انا اوعزت عمر الدنیا
 اعذب جینما است عذاب الہی ابو بکر تو میری اسرا تھیں ہی اس شہر طہر رضی ہی
 کہ تو عذاب اور تکلیف میں گرفتار ہوئے تو انہوں نے بی بی ابابکر داکہ اکی ہر فاقہ میں
 اگر قیامت تک بھی عذاب ہو دی تو منہ تو بیکے ایک ہی میں ہوڑا انتظار نہیں ہے
 پس اس جواب سے کیا ثابت ہوتا ہے بیک نیست ہونا ابو بکر کا یا بدین ہونا اور چونکہ
 نیست کمال افعال اور اعمال سے ظاہر ہوتا ہے اور حرکات و اوجہ ہی دل کی کیفیت معلوم
 ہوتی ہے پس جو کلام ابو بکر صدیق کی مشہرت کو کہی وہ او کی نیک نیتی پر شاہد ہیں یا او
 بدیتی پر بقول التمسک بولایت علی بن ابیطالب علیہ السلام
 دعائے جان نشاری لڑائیوں میں جہان بچا کر ہائے سے ہم باطل کر چکے
 دعائے مال نشاری بے ہم دعوائے بے دلیل ٹھرا چکے اور شہت تاریک
 میں کون محل مال نشاری کا ہوا مصیبت سفر کا ہے سال ہم سہ چکا
 کہ کلاب بنید دنیو سفر اس چین و دس کرتی ہیں اونکے تخطیفین بحسب ویر
 کہ کہیں تکالیف حضرت ابو بکر سے بڑی ہوتی ہیں قولہ ابو بکر کی نسبت ہجرت میں پہنچے

اقول شیخ کی نزدیکی نیت ابو بکر کی کہی۔ کسے کام میں اچھی سنتاؤ کی بیسیئے کا
 ترمیدوں عرض الدنیا سی ثبوت ہی تکلف جیش اسامہ سی مقلد بند ہی غصبت فاطمہ
 فی الرحمن سیکڑوں دلیوں سے ثبوت ہی اور با خصوص اہتمام پر مذمتی سبے حکم خدا
 و رسول کی گھر سے نکلتی ہی غار میں روئی پیٹنے سی تعلق و اضطراب ظاہر کر نیس اندازی
 رسول اللہ اور قصہ افشائی راز رسول اللہ سی ثابت ہی اور وہ ثبوت بتی کی طرف اہل کو
 اوکیرف الہست کذب و دروغ منسوب کرنی ہیں بشرط ثبوت معمول ایاکاری ہیں کا
 ہوشان اسماں الناس فیین المائین الذین یراون الناس قولہ صاحب ذوالفقار لگتے
 ہیں **اقول** صاحب ذوالفقار و صاحب اتحاق الحق جو کہتے ہیں وہ نہایت بجا اور درست
 ہی اسلئے کہ ثبوت اتحاق اور مذمتی فقط ایک فعل دال بر فاق سی ہے جاتا ہے جیسا کہ
 صاحب ازالہ غنا قبل ہیں کہ انوف الناس فیین شخص علی ابن ابیطالب علیہ السلام پس اگر
 کل انما کسی شخص کی حسن ہوں مگر سجا فقط ایک اسی فعل سی مینے بعض علی ابن ابیطالب
 سی اثبات فحاق کر لیتی تھی اسطر سے جب ہر غصب غلامت اور غصب مذک و مفع
 قرطاس او تکلف از پیش اسامہ اور امثال اسکی سی کہ اتوی ہر دم ایمان بوفائی وعدہ خدا اور
 اطاعت و اضطراب اور خیر و بجا اہتمام بر فحاق اور مذمتی خلیفہ صاحب کی نہایت ہو گئی تو
 اگر آپ بزار و نکی حدیثین و معتقین او مشتقین بیان کرینگے ہم سبکو معمول ریاکاری پر کرینگے
 اور یہ بات بعد فرض ثبوت ہی و اتی لہ الثبوت قولہ جواب خود امام حسن عسکری کی تعمیر
 سی اور یہ ذکر ہو چکا ہے **اقول** جواب الجواب ہی توضیح اوی کی نتیجے لک چکا ہی قولہ
 جب پیغمبر خدائی پوچھا الی قولہ اس جواب سی کیا ثابت ہوتا ہی **اقول** اس جواب سے
 خدائی اور ریاکاری ثابت ہوتی ہی کہ زمین کو تھار زبان پر کہہ تھاجیسا کہ ہننے

بیان کیا کہ ایسی جہ سے جناب رسول تعالیٰ تصدیق مستحق تھی اور یہ فرمایا کہ اسی ابو بکر کو ترجیح ملنا
 ہی بلکہ فرمایا ان اطلع اللہ علی قلبک آہ کہ خداوند بیکرا ہر کسی نہیں ہی کہ ان ابو بکر کا بعد ان کی توجہ
 کتاب ہی کہ جو کتاب تھا ہی رسول خدا کا تصدیق کرنا اول دلیل اور پرکذب صدیق کی سبب
 تعجب ہی خوش فہم مخاطب ہی کہ اظہار لسانی کو دلیل تصدیق جنابی مثل ما ہی شاید فتویٰ ہونے پر ہم
 الیس فی اللہ ہم خبر ہی نہیں ہی قولہ اور چونکہ نسبت کا مال افعال اور اس حال سے معلوم ہوتا ہی
 اقول سچ ہی کہ افعال اور اعمال ہی سے معلوم ہوتا ہی نہ اقوال لسانی ہی کیونکہ حضرت
 قلع اور اضطراب اور جع اور کیا کیا افعال اعمال ہی نہیں کتاب و زبانی کہ یہ حرکات خوش مندی کی
 ہیں یا یتیمی کی **فتاویٰ النحاطب المقام ہر اہل اللہ سبیل السلام تیسرا**
 اعتراف تیسری فضیلت پر تیسری فضیلت میں ہونے بیان کیا ہی کہ کسی کلمہ کی بوقت سی
 مدینہ میں پہنچنے تک جو باتیں صدیق اکبر نے کیں وہ ان کی عشق اور محبت پر سائنہ رسول خدا
 کی دلالت کرتی ہیں حضرات شیعہ اس سے انکار کرتی ہیں اور کہتے ہیں کہ ابو بکر صدیق
 کی کمترین ان کی نفاق اور عداوت پر دلالت کرتی ہیں اس لئے ہم ان کی خدمت کو جو شب بھر
 اوصول میں کیں بیان کرتے ہیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ جو کام ابو بکر صدیق نے کئے وہ سوائے
 عاشق صادق کی کسی دوسری ہی نہیں ہو سکتی اول جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ساتھ
 ابو بکر صدیق علی تب راہ میں ادھر ادھر نظر کرتی جاتی تھی حضرت نے فرمایا اے ابو بکر یہ کیلئے تیرا
 حال ہی تب ابو بکر صدیق نے عرض کی یا رسول اللہ میرا مطلب صرف اپنی حفاظت ہی
 چنانچہ صاحب تہی الکلام ریاض النضرہ سے اسکا خلاصہ ان قہطون ہی کہتے ہیں کہ چون
 صدیق ہمارا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا علم بارشاد شریف متوجہ غار شدہ گاہی ہیں میری
 دکان ہی دھت و ذرا بی بجان راست توجہ میرا دماغی بطرف چپ قطع راہ سے غور

حضرت پرسید که ای ابو بکر گاه ہی ترا چنین نرید و بودم چاقا و دگر در قسطنطنیہ را به خلافت مینوی عرض
 کرد که متصور من بگاہیانی حضرت از شروشنان مست مبادا کلا زنجیات در رسند و حضرت
 را اندازد تا غار بروش برود و سری جب پیچیدگی پای سبک کی گسل پر ابو بکر صدیق
 کو اطلاع ہوئی تو ہمہ اسی کہ حضرت کی کچہ کہا ابو بکر صدیق فی حضرت کو اپنی بدوش
 چڑھایا و رفار تک پہنچا پس ہی نصیب ابو بکر کہ علی بدوش پر شاہ نبوت فی قدم
 رکھا چنانچہ اس امر کو ہم اور چلہ حیدریسی ثابت کر آئی ہیں تشری بب غلگی کند پس
 پہنچی تب اول ابو بکر صدیق غار میں گئی اور او کو صاف کیا اور سورہ اخون کو بند کیا تب پھر
 کو بلایا اور اپنی زانو پر سلا یا اسکو بھی ہم ثابت کر آئی ہیں او قاضی نور احمد شوشتری ہی ابو بکر صدیق
 کی اول غار میں جانیکو تصدیق کرتی ہیں جیوی ابو بکر صدیق کی اوس باتوں میں چونکہ سیکے
 لئی سورہی پر رکھا تا سانپ فی کاٹا اور حضرت فی او کو تسکیدی پاچون جبکہ
 میں ہی تب تک ابو بکر صدیق کی گہری اونکار کا کانا اسپنا مارا اور پیغمبر صاب گلا تا
 رہا چونچون دو دو دشمنان پیچیدگیانی ابو بکر صدیق کی میی سنگانین اور اوئی حاضر کردین ایک
 پر آب حار موی اور اپنی ساندہ ابو بکر کو سوار کیا اور دوسری پر مار حکہ شان بیت الحرام
 تا ایشتران سوار ہوا چنانچہ اس سب بات کو موطع چ صاحب طہ حیدری فی بیان کیا
 ہی او کو ہم سکتہ ہیں بدت میں امر چارم کی

رسیدند کہتہ را بی زبان	اور اند کم پائی آن میر قار	کہ بر روی سورخ بود ستار
رسیدند بزدان ماری گزند	وزان در دافغان او شل بند	پیر سیر باد گفت آست ہش
رسیدند اندکن راز فاش	مخو غم گردان صراط الجند	کنا ز منہم انہی نیابی گزند
تبت میں امر چہسم کی	بنالاند روی سہ روز شب	بسر روان شہنشاہ رت

کے کمال
 ان تو لکھنؤ میں
 تین بیویاں
 محل مستند
 دھندلے
 ہاتھ میں
 ہوا کی طرح
 ہوا کی طرح

اور علاوہ اسکی ابو بکر سی برکھ نصیب اور حضرت کی حاکمیت سے جب کا نام مفسور تھا کہ بارش اور
نبوت منزلیں اور ہاتھ آری نے نصیب اور شاہ ولایت کی جسے قدم دوش
شاہ نبوت پر رکھا کہ امین از الہ انھا و نعم اقل سے علی بردوش ہوشم بدور
عیان شد معنی نور علی نور قولہ ازل ابو بکر صدیق غار میں گئی اقول وہی روایت تھیہ
ہی کہ امر قولہ قاسم نے نور اللہ شد شتری ہی اقول ایک کو کچھ تیر بات سمجھنی کی نہیں ہی
جب خرازی مدعی اسکا ہو کہ ثانی اثین کی سے یہ ہیں کہ ابو بکر شل جناب رسول خدا
ہیں تب مولانا ہی شد شتری علیہ الرحمہ اسکی ابطال میں فرماتی ہیں کہ مقام پر ہی
ماثلت لفظ ثانی سی مراد دنیا بنا بر قول موزین اہلسنت کی بھی اطل ہی اسواسطیکہ انون
فی ابو بکر کہ ثانی نہیں کہا بلکہ جناب رسول خدا کا ثانی ہونا اس راہ ہی کہا ہی کہ اول غار
میں گھسنے والی ابو بکر سے اور ثانی جناب رسول خدا تھی پس معنی ثانی بنا بر قول
انکی ہی شل کی نہ شتری بلکہ دوسری کے ہوئی یہ طلب نہیں ہی کہ لانا ہی شد شتری
خود اسکی قائل ہیں ورنہ حوالہ سیرت میں کیوں کرتی جیسا کہ انکی عبارت ہی ظاہر ہی اور ہم
ابطال اسکا کہ ثانی سے معنی شل نہیں ہی ابطال فضیلت ششمین بخوبی پر کی فتہ کر قولہ
سورخ پر رکھا تھا سانپ کی کا اقول تب جناب رسول خدا فی ابو بکر کی صاحب ہیں نکادیا پر
روایت گئی آدمی کیوں کہتے ہیں شیعہ اس روایت میں اسے قبول کرتی ہیں
کہ اس بابہ ہی ابو بکر ہوئی اور قصہ فضائی راز رسول اللہ کیا پنا نہیں شاعر ملک آپ
مصنف ہیں اور میں یہ مضمون بصرحت مندرج ہی ہے یہ سیرت پر گفت آیتہ باش
رسید خدا کا من راز فاش و مخور غم گردان خدا را بلند کہ از زخم سلفے نیانی گزند
قولہ ابو بکر صدیق کی کہ سے اب نکال کا کہنا اپنا تار اقول اور نکال کا یا آدمی کا کہ

بیجا لگا کی بعض روایات میں ہی اگر اپنی باپ کے واسطے کہا ملائی تو ابو بکر کی کیا خدمت گزاری
 ہوئی بلکہ ان کی لڑکی نے اپنے باپ کی خدمت کی واسطے کٹر مثل پاسدے کے وہ باخلف
 نہیں تھے شاہ عبد الحق دہلوی جذب الغلوب میں موصوفہ لدنیہ ہی نقل ہیں کہ
 اسانبت ابی بکر ہر روز طعام برای آنحضرت بالای کوہی بود و محمد بن ابی بکر انبار کف
 می رسانید انتہای تعجب پیدا شش محمد بن ابی بکر کی عامیہ میں ہی کہ کتے سال ستاخر
 از ہجرت ہی پس کہ ابو بکر محمد بن ابی بکر قبل از پیدایش اپنی انبار کفار خباب رسول خدا
 کو پہونچاتی تھے اور اگر کوئی خذرم راوی کری تو حضرت مخاطب کی پیرو مشد کا دیگر
 اینائی کی ایسے باتو پر نہایت سخری کرتی بن بہر کیف ایک مضمون حیرت یہی
 ہی کہ جو تو شکر بندہ پلچیر بہاڑ کی بازہ کیا کہ جس سی اسم املازات النظارین ہوا بیجا لگا کی
 روایات میں ہی وہ کیا ہو گیا جو ابو بکر کی لڑکی کو کہا نا پہنچانی کی احتیاج پڑی اور یہ
 بھی تعجب ہی کہ جو شخص ابو بکر کی اسٹے زیر سواری لانا بلا قیمت کی مثل خلوت عایشہ
 بلا مہر کی باوجود اس راہ ابو بکر کی قبول فرمائی کہانی صحیح البخاری وہ کہا نا ابو بکر کا بلا حجت
 کیوں کہ قبول فرمایا اور اگر قیمت قبول کیا تو بت بیماری قیمت لیکر کیا نا کمال دیتی ہیں
 اس میں کوئی امر ابو بکر کی لئی موجب غرینہ ہی قولہ چہ یون دو او عثمان بن عفان خدا نے
 ابو بکر صدیق کی بیسے مٹی سنگائیں اقول ابو بکر کی بیسے کا اوشیان لانا کوئی حد تک گڑھی
 حضرت ابو بکر بنین بے بلکہ الامالہ خدمت پسر ہی واسطے پڑی گوئی مضمون میں
 ایک کارہ عمل خدا سے ہو گیا لیکن آپ نے تو وعدہ ابو بکر کی خدمت میں کیا بیان کر چکا کہ اتنا
 نہ کہ ان کی مساخر لوی کی خدمت میں بیان ہوں اور کیوں نہیں جانتے کہ صاحبزادی کے
 یہ خدمت مضمون ہی بطبع دنیا یا منوط با حیرت ہوناق اولاد مٹا یہ جیسا کہ مضمون با حیرت

حضرت
 ابو بکر صدیق
 سال ہجرت
 رسول خدا
 صاحبزادی
 مٹا یہ جیسا

دوسری روایت المہنت میں وارد ہے پانچ سو چھ ہجری کا یہ وہی وہی القلوب میں مذکور ہے
واللفظ لاخیر بعد از ان شخصہ از بنی اہل کہ نام او قبط بود و در کار ہدایت و ہدایتی ماہر و
بمانت و حفظ اسرار مشہور و داجیر کہ تہ تابعد از سر روز ہر دو شنبہ بحمل ثور حاضر آورد و
این قبط ہم در دین کنار بود انتہ اس روایت میں و اجیر کا فرکی اور میان لاخیر مذکور ہے
ابو بکر کی لڑکی لڑکی کا کچھ ذکر نہیں ہے اور بکر کی بی بی اسلم لڑکی کی بی بی شل پر کی اہل خاق
سی تھی تو ان کی خدمات ہی بافعال خفاقی ہوئی ہمارے آپ کی بحث اس مقام میں ابو بکر
میں ہے نہ ان کی اولاد اور اخلاص میں قولہ فی الحاشیہ حضرت شیدہ کو اس مصرعہ
پر ضرور کرنا چاہیے کہ پیغمبر خدا نے ابو بکر صدیق کی صداقت اور صفائی کو کس صفائی سے بیان
فرمایا ہے اقول یہ صفائی تقریر مزایا باذل علیہ الترحمہ ہے اور مبتدئہ اور پختہ اور استہرا کی
ہی ورنہ آپ خوب جانتی ہیں کہ شیدہ صدیقیت کی سکر اور کذابت کی مفر میں شایہ قصیدہ
عالی نظر مالی ہی نہیں گزر رہیں مذکور ہے اقل ان ہر سہ تن حضرت صدیق بود و
انصدقت شہم جملہ شاہان و اقوالہ موثرین شیعہ کی ان خدمتوں کا تذکرہ کرتی ہیں اور پھر
ہی ابو بکر صدیق کی صدیقیت کا اقرار نہیں کرتی اقول اولاً اور دلیات سنہ کا اقرار ہی نہیں
کرتی اور نہ نایاب اشیاء التشریث افعال دیگر ناقصین کی محمول ہر بار و معہ کرتی ہیں پھر آپ ہی فرمائیے
کہ کیونکر صدیقیت کی قائل ہوں آپ کا تعجب جاسی تعجب ہی کہ ایسی پیش پا افتادہ باتیں ہی
نہیں سمجھاؤ و احق تعجب کرتی ہیں قولہ فی الحاشیہ چوتھی اور پانچویں اور چھوٹی فضیلت
کی اعتراض کو ہم اور فضیلت کی اعتراضات کی ضمن میں بیان کر چکی اقول سابق میں ہم نے بیان
وہی نہیں کیا تھا بلکہ فرمایا تھا کہ ہم اعتراضات کو اسی ترتیب سے بیان کرتی ہیں جس ترتیب
سی ہے فضیلتیں بیان کیں ظاہر و باہر اعتراضات سے مابعد ان کے برابر ذکر نہیں

۴
۵
۶
۷
۸
۹
۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

اپنے جان بچانی خیر ہم ہی رہا گئی اور الیکا چچا نہیں کر سکتے اور مثل اپنی سکتے ہیں کہ ہمارا جواب
 الجواب بھی غنائاً جادی کا **قَالَ** الخاطب القمقام ہوا اللہ سبل
 السلام ساتواں اعتراض ساتوین فضیلت پر سے منہ اوپر بیان کیا ہی کہ لصاحبه کی لفظ سی
 صاحبیت ابو بکر صدیق کی ثابت ہوتی ہی اور یہ تیرہ کسی دوسری کو نصیب نہیں ہوا کہ خدا
 فی کیے محابیت کو تخصیص کر کی بیان فرمایا ہوا و پر ظلمار شیشیمہ عید طوسی اعتراض کرتی
 ہیں اول اس طرح کہ لفظ صاحب سی مراد ہوا کی ہی اوس سی کوئی فضیلت ثابت نہیں
 ہوتی بلکہ اللہ جل شانہ فی اپنی کلام میں کافر کو مومن کا صاحب بیان کیا ہی چنانچہ فرمایا
 سے فقال لصاحبه وهو يحاوره اكفران بالذی خلقك من تراب
 اور دوسری جگہ فرمایا ہی کہ حضرت یوسف فی اپنی رفیقین سی جو قید میں تھے اور کافر تھے
 فرمایا لصاحبی ائمن پس اس صاحب کی لفظ سی فضیلت بکیر ط اسلام کا ثبوت بھی
 نہیں ہو سکتا ہی اور صاحبیت مظلما حی کی ایسی ایمان کا ہونا ضروری کہ وہ ابو بکر صدیق کو
 حاصل ہی نہ تھا پس وہ فضیلت جو اس لفظ سی ظاہر ہوتی ہی نسبت افغانی ثابت نہیں
 ہو سکتی چنانچہ ایت اول کا جواب یہ ہی کہ بشک ایت فقال لصاحبه وهو يحاوره
 میں اللہ جل شانہ فی کافر کو صاحب مومن کا فرمایا اگر اوس وقت لو کی امانت ہی بیان
 کر دی اور وہ کافر ظاہر کر دیا اور کہد یا کہ اکفران بالذی خلقك من تراب اور
 یا جو صدیق اگر کو صاحب بیان کیا تو اوس کے ساتھ ہی وہ کلمہ جو محبت اور علی پر ملاط
 کرتا ہی بیان کر دیا کہ پیغمبر کی طرف فرمایا کہ لا تحزن ان الله معنا کہ تم نہیں
 ہو سنا ہمارے ساتھ ہی پس دونوں کیا مناسب ہی اور دوسری ایت کا یہ جواب
 ہی کہ صاحبی ائمن میں صاحب کا لفظ مشافہت میں کیر ط ہی حضرت یوسف کی طر

یہ مسئلہ
 چنانچہ اور
 یہی نہیں
 را اعتراض
 دیکھو غرض
 کی اعتراض
 کی نہیں
 بان کر گئی

اور اس آئین لفظ صاحب کا صفت نبی کی طرف ہی رہا ایمان لانا ابو بکر صدیق کا وہ
 بروایات مقبرہ امامیہ ثابت ہی چنانچہ عباس المؤمنین میں قاضی نور اللہ شہد ستری
 فی لکھا ہے کہ خالد بن سعید ازنا یقین اولین بود اسلام و مقدم بر اسلام ابو بکر بود بلکہ
 ابو بکر بہرکت خوابی کہ او دیدہ بود مسلمان شدہ بود با جملہ سبب اسلام خاندان بود کہ در خواب
 دیدہ بود کہ بر کنار کتے افروختہ استادہ است و در بارو خواب کہ او در پیشش انذار
 کہ آگاہ رسالت پناہ گیران او را گرفتہ بجانب خود کشید و باو گفت کہ بجانب من بیایا
 بہ آتش نفی خالدا زین خواب ہولناک بیدار شد و قسم یاد کرد کہ این خواب من شیخ
 است و آنجا متوجہ خدمت حضرت رسالت گردید و راہ ابو بکر باو ملاقات نمود و از حال او
 پرسید خالد صورت واقعہ را باو بیان نمود و ابو بکر نیز باو موافقت کرد و بعد از آن حضرت صلی
 اللہ علیہ وسلم آمدند و بشارت اسلام فائز گردیدند اس روایت کی کہ نبی والی انصاف
 کر سکتے ہیں کہ شخص اسلام کی بچائی پر بالہام غیبی یقین لایا ہو اور جسکو خدا فی روایا صادقہ
 کی ذمہ داری ایمان پر راغب کیا ہو اور نبی بہت سکی زبان سی نکل سکتا ہے کہ وہ ایمان بھی
 بی بہرہ تباری خدا کوئی قاضی نور اللہ شہد ستری کے اس فقرہ کہ ابو بکر بہرکت خوابی کہ او دیدہ بود مسلمان
 مجتہد صاحب کے اس فقرہ کہ خلیفہ اولی از اول امر زایمان بہرنداشت با اتفاق صحابہ و الامامیہ مطابق کر
 اور انصاف نگذرتے کہ ان کو کوئی شے اور عداوت کیسا اندھا کر دیا ہو کہ ایسی حدیث زایمان ہی انکار کر دیا
 جسکو خدا فی ذمہ داری صادقہ کی یقینت اسلام پر آگاہ کر دیا ہو اگر کوئی کہی کہ قاضی نور اللہ
 شہد ستری فی اسلام کا اقرار کیا ہی اور مجتہد صاحب فی ایمان سی انکار فرمایا ہی اور سکا
 جواب ہم چند طرح سے دیتی ہیں اول یہ کہ ابو بکر یا عمر ثابت کرنا ہی کہ ابو بکر صدیق فی ہمہ صحابہ
 کی نبوت کو کسی سچ جانا اور حضرت کی دعوت کو دل سی قبول کیا اور سکا نام مجتہد صاحب

اسلام زمین یا ایمان سے مجتہدہ تعالیٰ تعالیٰ خاصے نور اللہ شومتری کی اقرار سی ثابت ہو گیا اور اگر
مجتہد صاحب فی ایمان اور اسلام کی تفسیر میں اس نظر سے فرق کیا ہو کہ ایمان سی مراد تصدیق
بالجہان ہی اور اسلام سی فقط اقرار باللسان اور ایمان سی ابو بکر صدیق کی سلسلے انکار کیا
کہ ان کو کچھ میر صاحب کی نبوت پر تصدیق تھے کامرتہ بہ تھا تو ان کی کذیب کی الٰہی اور نبین کی
شہید ثالث کا اقرار کافی ہی سینے ابو بکر برکت خوابی کہ او دیکھ بود سامان شدہ بود و ہم چنی
مانا کہ ایمان اور اسلام میں فرق ہی اور اس روایت سی شہید ثالث کی اسلام ابو بکر کا ثابت
ہو تا ہی نہ ایمان لیکن ہم ابو بکر صدیق کا ایمان ہی امیر المومنین علی مرتضیٰ کی اقرار سے
ثابت کرتی ہیں اور مجتہد صاحب کی تار و پود کو درم بر ہم کئی دستے میں مومنین کو چاہی
کہ ان کو خدا دل سی نہیں اور اس بنے بزرگوں کی بھیری پر انھوں کرین کہ ملائمہ علی فی شرح تفسیر
میں کہا ہی کہ قتال علیہ السلام یوما علی المنبر العتیدین الاکبر ان انوار وق الاکظم اہل
قبل ان اہل ابو بکر و آنت قبل ان آمن کہ حضرت علی علیہ السلام فی ایک دن خبر یہ فرما لکہ میں
صدیق اکبر ہیں ہن خالق عظم اسلام الا قبل اسلام ابو بکر کہ وہ ایمان لایا بل ایمان ابو بکر کے پس
ملائمہ علی فی حضرت علی کی زبان سی اسلام ہی ابو بکر کا اور ایمان ہی ان کا ثابت کر دیا لکہ نہ شہد
کی قول سی مجتہد صاحب کا قول علی ہوا تا تو اب علی مرتضیٰ کی قول سی اون کا قبل
کہ خلیفہ اول از ایمان بہرہ داشت بل ہو گیا والحمد للہ علیٰ ذلک بلکہ اس روایت سی یہ
ہی معلوم ہو کہ اسلام اور ایمان کو ابو بکر کی سب سے وقت اور عزت اور شہرت ہی کہ حضرت
علیؑ فی غریب بیان کیا کہ میں ہاؤ سے ہی پہلی ایمان اور اسلام لایا اگر موافق قول شیوخ ابو بکر
صدیق باہان اور اسلام میں کامل ہوتی یا مسافرا نہ موافق ہوتی یا طبع دیا سی ایمان لائی
ہوتی تو حضرت علیؑ سی پیشتر ایمان لائی پراختار کیوں کرتی سی ہم اس روایت سی یہ

بی ثبات ہوا کہ ابو بکر صدیق کی اسلام ایمان کی نسبت جو علماء امامیہ کا قول ہی کہ وہ صرف
 ظاہر میں اسلام لائی تھی اور کائنات کی کہنسی میں طبع خلافت مسلمان ہو گئی تھی وہ بالکل غلط
 ہی لیکن قاضی صاحب کی شہادت سے زمین اور انہوں نے ابو بکر صدیق کو سابقین اولین میں
 بیان کیا ان کی اگلی پہلے جوٹی ہو گئی اور یہ کوئی خیال نہ کری کہ فاضل صاحب کی اس
 فقرہ فی غلط اپنی نہا اور مجتہدین کی قانون کو باطل کیا بلکہ اپنی حضرت صاحب الامر کی
 قول کو بھی رد کر دیا جسے شیعی نے امام مہدی صاحب کا بے ہی قول ہی کہ ابو بکر صدیق
 دنیا کی طبع سے ایمان لائی تھے اور یہودیوں سے پیغمبر صاحب کی بادشاہت اور غلبہ
 کا حال بنا کرتی تھی پس موافق ان کی کہنے کی ظاہرین کلمہ کو ہو گئی تھی چنانچہ اسکو ملا باقر
 مجلس فی بحار الانوار سی رسالہ رجبیہ میں بروایت شیخ صدوق مخبرین ابو یوسف کی لکھا
 ہی اسلام ابو بکر طوطا بودا ناری طبع دنیا زیر اثر کہ ایشان با کفر وہیہ و مخلوط بود ناری اقوالہ
 چون حضرت دعوی رسالت فرمود ایشان از روی گفتہ یہود و بنیہ ظاہر کلستین گفتہ دور
 باطن کا فرود نذر آفرض ان روایتوں سے اسلام اور ایمان ابو بکر صدیق کا بخوبی ثابت
 ہوا اور جب ایمان اور اسلام ان کا بخوبی ثابت ہوا تو صاحب کی لفظ سی یہی نبض انسان
 ثابت ہوا کہ وہ پیغمبر کی صاحب تھی اور پیغمبر صاحب کی اصحابوں کی جو فضائل اور درجات
 ہیں اور انکو علماء امامیہ ہی تسلیم کرتی ہیں ان کے مصداق ہی شری پس ان کو وجود ہی جو کہے
 ان کی صحابیت کا بھی انکار کری اور ان کی فضائل کو نہ مانی وہ منکر ضل ترانی ہی بقول
 الممتنع بولایۃ علی ابن ابراہیم طلیہ السلام ہم ہی اور پر بیان کر چکی کہ
 فی نفسہ صحابہ میں کوئی شہادت نہیں ہی مگر بعد ثبوت ایمان حقیقی اور ایمان
 حقیقہ کو جو خطم ادکا تصدیق بخانی ہی منافقین صحابہ میں خصوصاً حضرت ثناء میں

۱۔ صاحب الامر کی نسبت جو علماء امامیہ کا قول ہی کہ وہ صرف
 ظاہر میں اسلام لائی تھی اور کائنات کی کہنسی میں طبع خلافت مسلمان ہو گئی تھی وہ بالکل غلط
 ہی لیکن قاضی صاحب کی شہادت سے زمین اور انہوں نے ابو بکر صدیق کو سابقین اولین میں
 بیان کیا ان کی اگلی پہلے جوٹی ہو گئی اور یہ کوئی خیال نہ کری کہ فاضل صاحب کی اس
 فقرہ فی غلط اپنی نہا اور مجتہدین کی قانون کو باطل کیا بلکہ اپنی حضرت صاحب الامر کی
 قول کو بھی رد کر دیا جسے شیعی نے امام مہدی صاحب کا بے ہی قول ہی کہ ابو بکر صدیق
 دنیا کی طبع سے ایمان لائی تھے اور یہودیوں سے پیغمبر صاحب کی بادشاہت اور غلبہ
 کا حال بنا کرتی تھی پس موافق ان کی کہنے کی ظاہرین کلمہ کو ہو گئی تھی چنانچہ اسکو ملا باقر
 مجلس فی بحار الانوار سی رسالہ رجبیہ میں بروایت شیخ صدوق مخبرین ابو یوسف کی لکھا
 ہی اسلام ابو بکر طوطا بودا ناری طبع دنیا زیر اثر کہ ایشان با کفر وہیہ و مخلوط بود ناری اقوالہ
 چون حضرت دعوی رسالت فرمود ایشان از روی گفتہ یہود و بنیہ ظاہر کلستین گفتہ دور
 باطن کا فرود نذر آفرض ان روایتوں سے اسلام اور ایمان ابو بکر صدیق کا بخوبی ثابت
 ہوا اور جب ایمان اور اسلام ان کا بخوبی ثابت ہوا تو صاحب کی لفظ سی یہی نبض انسان
 ثابت ہوا کہ وہ پیغمبر کی صاحب تھی اور پیغمبر صاحب کی اصحابوں کی جو فضائل اور درجات
 ہیں اور انکو علماء امامیہ ہی تسلیم کرتی ہیں ان کے مصداق ہی شری پس ان کو وجود ہی جو کہے
 ان کی صحابیت کا بھی انکار کری اور ان کی فضائل کو نہ مانی وہ منکر ضل ترانی ہی بقول
 الممتنع بولایۃ علی ابن ابراہیم طلیہ السلام ہم ہی اور پر بیان کر چکی کہ
 فی نفسہ صحابہ میں کوئی شہادت نہیں ہی مگر بعد ثبوت ایمان حقیقی اور ایمان
 حقیقہ کو جو خطم ادکا تصدیق بخانی ہی منافقین صحابہ میں خصوصاً حضرت ثناء میں

شیونگی ترویک مستعد ہی پس اگر صحابت اصطلاحی بھی اہتمام پر راؤ لیجاوی تو نہونی
 مگر باعتبار ایمان ظاہری کی سطح کل منافقین باعتبار ایمان ظاہری کی تخصیصا بین داخل ہی جیسا
 سابق میں قیل الامم کو کسی نے ثابت کیا کہ وہ شان منافقین میں فزاتی ہیں و لا اثم کا نوحد مدین صحابہ
 دیجاہ دون سعد انا حبیۃ وانا لطلب الذیالے آخر یہ وقت قرار وحدت صحابی اسحابی اور
 میت من الامم صاحب سن لایانی اور ایشال اور کجریان ہو چکے سب اسی پر دلالت
 کرتی ہیں کہ منافقین داخل صحابہ ہی پس اگر جناب باری نی بھی اسی صاحبیت نقاتی اذ
 یتول اصحابہ میں مراد لی ہو تو حضرت ابو بکر کی کے لئی امین کیا شرف اور کیا فضیلت
 نکلی لیکن کسے تفسیر فی کسی تفسیر فی کسی محدث فی اہتمام پر بین کہا ہی کہ خدائی معنی بھلا
 مراد ہی ہیں باقی ہے سے سنوئی پس اطلاق او سکافقرآن میں حدیث میں عرفین
 اور ساتھ سے والون کی آیا ہی خواہ ساتھی سون ہو خواہ کافر ہو یا تنک اگر حیران
 ہی ساتھی ہو تو کسی او سکوی صاحب کتی ہیں جیسے عرب بلاتی ہیں پس اصحاب الحما
 پنا نچقرآن عیدین چند مقام پر اسطر کا استعمال موجود ہی پس اسی ہی جناب رسول خدا
 کو صاحب کفار کہنا پنا نچ فرمایا ہی و اصحاب کجمنون یعنی اسی کفار تبار اصحاب یعنی باب
 رسول خدا کجمنون نہیں ہیں اور اسی سے ہی بیان صحابت در بیان ایک سون اور ایک
 کافر کی جیسا کہ فرمایا ہی فقال اصحابہ وہو یجادورہ انا اکثر تنک مالا اعترفنا یعنی ایک کافر
 فی اپنے صاحب ہی کہا کہ میں زیادہ تر ہوں تجھے از روی مال کی اور پرفریا قال
 لہ صاحبہ وہو یجادورہ اکثر بالذنی مطلق من تراب یعنی کہا وہی او کی صاحب کی
 فی در حالیکہ با حشر کرتا تھا اوس ہی کہ آیا کافر ہو گیا تو ساتھ او کی کہ بنے پیدا کیا تیرے
 تین ٹپے سی لاویسی ہی ہی وہ تمام جان خداوند علام فی زبانی حضرت یوسف کی فرمایا

ہی کہ انہوں نے دو کافرون ہی جو قید خانہ میں اپنے ساتھ تھے کہا یا صاحب مجھے پہنچائیے
 اسی دو نو صاحب میری قید خانہ میں پس صحابت لغوی فی نفسہ موجب کسی فضیلت
 و ترافت کی نہیں ہے ورنہ کافر کو صاحب مومن اور مومن کو صاحب کافر نہ کہتی آئے
 کسی صاحب کی فضیلت کسی لفظ یا بعد یا قبل تجارت کی بجائی تو کام اوس لفظ یا بعد اور
 قبل میں ہوگا نہ لفظ صاحب میں قولہ سپر شیعہ نہ طرح سی اعتراض کرتی ہیں اول
 طرح پر قول یہ اول وہی کہ جسکو انانی آئین منفقہ دی اوں چند طرح کی اعتراضوں کا جواب
 کرتی ہیں اگر آپ سی جواب نہیں ہو سکتا تھا اور فقط ایک ہی اعتراض کی جواب برآگو
 قدرت تھی تو یہی فرمایا ہوتا کہ اوں چند اعتراضوں ہی ایک یہ ہے اوسکا نام اول کیوں
 کہا اسلئے کہ لفظ اول خواہی نخواہی خوابان ثانی ہی قولہ صاحب سی مراد ہوا کی ہے
 اقول اتفاق مفسرین اس مقام پر یہی معنی لغوی مراد ہیں کسی مفسر نے نہیں کہا ہے کہ
 انیس قرآن میں صحابت کی اصطلاحی معنی ہی مراد ہیں و لا قبل اذ احبوا والا احتمال طبل
 الاستدلال اور جب اطلاق اوسکا مومن کافر دونوں پر ہوا تو قول شیعہ کہ صاحب کی
 لفظ سی فضیلت کی طرف اسلام کا ثبوت ہی نہیں ہو سکتا جیسا کہ آپ خود قبل میں نہایت
 بجا اور درست ہر اسلئے کہ اگر کہیں مذمت یا فضیلت سمجھی جائیگی تو نفس لفظ صاحب ہی
 سمجھے جائیگی بلکہ یا لفظ یا قبل یا بعد سی سمجھے جائیگی اور قابل بحث و محسوس ہی لفظ یا قبل
 و یا بعد ہوگا نہ لفظ صاحب کا قولہ آیت اول کا جواب یہ ہی اقول یہ جواب محض قبل
 ہی اور دلیل کمال غابوت ہے یہاں پر یہی اسلئے کہ خود مخاطب اسکا اقرار کرتا ہے کہ
 بیشک خدائی کا ذکر کو صاحب مومن کہا ہی پس اسی قدر سی دعوائے شیعہ کہ صاحب کا
 اطلاق مومن کافر دونوں پر ہوا ہی ثابت ہوگا قولہ مگر اوس وقت اسکی امانت ہی بیان

کردی اقول اہانت کلیان کردینا میں ثبت دعویٰ شیعہ ہوا اگر اہانت نہ بیان فرما
 اور کفر و سکا نہ ثابت کرنا تو ہم کہہ کر جانے کی صاحب کا اطلاق کافر پر ہی آیا ہے قولہ وہ یہاں
 جو صدیق اکبر کو صاحب بیان کیا تو اس کی ساتھ ہی وہ کلمہ اقول آگاہ کی ساتھ ہی وہ کلمہ بیان کیا
 تو وہی کلمہ و فضیلت کی بنا پر مخاطب کی عقیدہ و کدالات کر چکا نہ لفظ صاحب کا اور کلام مقام لفظ صاحب
 میں ہی نہ اس کلمہ دیگر میں کہ بحث و محض اوسین بعد اس کی ہم کر لگی اس نام پر عرض سید
 ہی کہ لفظ صاحب میں کوئی فضیلت نہ ہوئی نہ اسوہ مطی کہ اگر بقول تنہاری فضیلت ہوئی تو
 لفظ با بعد میں ہوئی نہ لفظ صاحب میں الحمد للہ کہ یہ دعویٰ شیخ کا تو باور آگئی ثابت
 ہو چکا اب آئی لفظ با بعد میں ہم گفتگو کرتے ہیں کہ وہ لفظ لا تخزن ان اندہ بنا ہی آپ مدعی
 ہیں کہ یہ کلمہ محبت و تسلی پر دلالت کرتا ہی ہم کہتے ہیں کہ لاسلم نہ یہ کلمہ فی نفسہ محبت پر
 دلالت کرتا ہی نہ تسلی پر بلکہ لفظ لا تخزن ہی بیغہ ہی اور اصل زہی واسطے حرمت کی ہی
 جیسا کہ اصل امر واطی و جوب کی ہی پس باعتبار سننے اصلی کی یہ لفظ دلالت کر گیا اور چوتھی
 ہوئی لیک فعل قبیح کی خلیفہ ماقول سے کہ وہ اظہار قلع و مضطرب اور حزن و بکا متاجو
 دلیل ہی بدینی اور بی ایمانی اور عدم تصدیق بوعده خدا و رسالہ پر ملنا کہ اوپر سننے ہی کی
 معمول ہی لاسلم کہ تسلی کی لے ایمان ہی لازم ہی کیوں نہیں جائز ہی کہ کسی کافر یا منافق
 کہ خوف افشای راز تسلی دیا دی بیٹے اگر اس کافر یا منافق کو تسلی مذمتی تو وہ افشا
 اس راز کا کہ جب کچا پنا مصلحت وقت تھا کہ دیا تو اس پر دو زمین کیا مناسبت ہی
 اقول دو تو اتنی زمین بڑی مناسبت ہی ایک تو یہ کہ لفظ صاحب نہ وہاں ایمان پر دلالت
 کرتا ہی نہ یہاں ایمان پر دلالت کرتا ہی دوسرے جیسے وہاں با بعد دلالت کفر پر کرتا ہی
 ویسا ہی یہاں ہی شیعوں کی نزدیک با بعد دلالت اوپر کفر ہے کے کرتا ہی جیسا کہ مغرب

بنان آپ بخت و فتنہ لفظ انحرزین میں گزینی ہم توضیح تمام بیان کر گئی قولہ اور دوسری آیت
 کا یہ جواب ہی کہ صاحبی نے جن میں انحصار صاحب کا منافی سخن بطرف ناقول و اوستا
 ایسا جواب نامستقول اور سمجھنی سے انصاف کی نہایت جاسی حیرت ہی صبیان کتب
 ہی باقی میں کہ انصاف باوقیہ است محاورات فصحا و مذہبین ثانی و ذوالجہ ہی ہر رمضان
 الیہ کو ضرور نہیں ہی کہ منصف ایضاً قتی ہو جیسے جری النہر و لم العیدہ بہم شہیل پس نیست
 میں نہ نہ کر کوئی چیز تالی ہی کہ جسکے طرف جریان کی انصاف کرین اور نہ عیہ کوئی جانور ہی
 کہ اوکا گوشت کہیں نہ لیں کوئی گلشنی کہ جسکا تیر ہو پس یہ انصاف میں نہیں مگر ادا سے
 ملا بہت اس طرح انصاف صاحب کی طرف سخن کی بلا بہت غرضیت ہی نہ یہ کہ سخن نہ
 الیہ حقیقت ہی اور کہو کہ حقیقت صاحب سخن کی ہو سکتی ہی حالانکہ سخن عبارت ہی جسد الیہ
 سفت سی پس کون کہہ سکتا ہی کہ فلاں شخص صاحب جبار ہی اور صاحب ضعف ہی
 اتنی اگر معنی صاحب کی مالک کی این تو سخن صاحب الیہ حقیقتی ہو سکتا ہی لیکن اس مقام پر
 صاحب سخن مالک سخن تھی بلکہ عقیدتی ان سخن تھی بنا بر اعلیٰ منہ و رجوع کا کہ منصف الیہ
 معنی بیان معذرت کیا جاوی کہ وہ یا ہی حکم ہی اور معنی کلام کی یکی جاسین کہ امی و دونو ستا
 میری قید نانہین اور اگر اس بات کو آپ ہم ہی باور نہ کیجئے تو اپنی بڑی مفتوح صاحب تھی
 بیضاوی کی کہنے کو تو الیہ نامی کا دیکھئے وہ اپنی آفتاب میں فراتی ہیں کہ معنی یا صاحبی
 ان سخن کی یہ ہیں کہ یا صاحبی ان میں فاضل تھا الیہ علی الاشباع کہ قولہ یا مارق الہیات بل الدار
 سلتہ ایسی معنی میں کہ امی و صاحب میری بیج قید غائے کی پس انصاف طرف
 سخن کی مجاز ہی جیسا کہ قول قابل میں ہی امی پرانی والی رات کی اہل دار کی تین اتو
 کہہ باقی چون و چرا اگر میری ہوگی اب فرمایا صاحب اور صاحبی میں کیا فرق ہے

صاحب مضاف طرف نبی کی دو نو جگہ ہے کہ نہیں اُڑی یہ فرق ہے کہ ایک جگہ مضافت ایک
 صاحب کی ہے اور دوسری جگہ اضافت دو صاحب کی ہے بسبب یہی کہ دوسری صاحب
 بیان موجود ہی نہ تھی ورنہ نہیں معلوم کیا آفت برپا ہوتی اور جناب رسول خدا کو کتنے
 قسما دینی پڑتی اور ربی مشکی تو یہ تھی کہ دوسری صاحب تو تسلی دینی و راضی ہوئی
 عادت ہی نہیں رکھتے تھے چنانچہ روز حدیث میں چند جناب رسول خدا فی تسلی دی اور
 فرمایا کہ اتنی رسول اللہ و بنی نضیعینی اللہ یعنی بن خدا کا رسول ہوں اور خدا جگہ ہرگز
 خلیع کر گیا کہ غیظ و غضب میں خلیفہ صاحب کی کمی نہ ہو جیسا کہ صحیح مسلم میں موجود ہے
 یہاں تک کہ نبوت ہی میں انکار شک کر نیکی پس یہ صاحب ہی تو فقط ان اللہ منا
 کسی سی جان بچانی بہت مشکل بات تھی مگر الحمد للہ بخیر گذشت کہ آپ ساتھ ہی تھے
 قولہ اس آیت میں لفظ صاحب کا مضاف نبی کی طرف ہے اقول اگر عرض یہ ہے کہ
 لفظ نبی کی طرف مضاف نبی تو محض کذب و اقوی علی اللہ ہے اسلئے کہ مضافت طرف
 ضمیر محرم و متصل کی ہے کہ لکھنے میں و اور پر مبنی میں ہے ہی لکھا صحیح بطلان و نحو یہ اور
 اگر عرض یہ ہے کہ باعتبار مرجع ضمیر کی اضافت طرف نبی کی ہے تو کوئی کہہ سکتا ہے کہ لفظ
 کیون نہیں جائز ہے کہ مرجع ضمیر لفظ فارہو کہ بہت قریب ہے اور اضافت صاحب لفظ
 کی مثل اضافت صاحبی اشجن کی ہو پس اس صورت میں بھی منہرہ کہ نائب کا
 میں لفظین محض اجل ہو گیا اور اگر عدت شت نماز قابل پذیرائی ہوگا تو شیشو شگاہ
 ہی عدت شت نماز یکینہ علیہ میں کہ جس سے عدم ایمان خلیفہ صاحب ثابت ہوتا ہے ایضاً
 قابل پذیرائی ہوگا یہ نہایت بی انصافی ہے کہ میثا میثاہب اور کرڈا کرو اتھو یہ جیسے
 اسکی ہی کہ آہ اتھو لکھ اللہ میں جس سے خلافت جناب امیر طریہ السلام ثابت ہوتی ہے

اطلاق جمع علی الواحد جائز نہیں ہے اور آیۃ الفضل میں الواو بکر میں افسوس ہی کہ دنیا
 میں انصاف نہیں ہے قولہ رہا ایمان لانا ابو بکر کا وہ بروایات معتبرہ امامیہ ثابت ہے
 اقول ہیکو معلوم نہیں کہ مخاطب کس ایمان کا ذکر کرتا ہے اگر عرض ایمان نفاقی ہی جیسی
 ایمان منافقین تھا کہ صدق و الہا اننا باؤا ہم و لم تؤمن و لم یسم کانتہا یا
 صدق آمنوا ثم کفر و انقطع علی مسموہم لایفتنون کاستاق
 بطیب خاطر مسلم ہے کہ روایات معتبرہ امامیہ سی البتہ ایمان لانا ابو بکر کا بین ایمان
 ثابت ہے اور اگر عرض ایمان حقیقی ہے جسکا جزو عظم تصدیق جانی ہی پس ہاں مسلم کہ
 کسی روایت غیر معتبرہ امامیہ سی ہی ثابت ہو فضلا عن الزوایات المتنبیہ بلکہ خلاف اسکا
 ثابت ہے چنانچہ خود ہی حضرت مخاطب صفحہ ما بعد اور حاشیہ میں اوکی فرماتی ہیں کہ
 روایت حضرت صاحب الاثر کی کہ بسکا مضمون یہ ہے کہ ابو بکر کونین دنیا ایمان لانی ستے
 منجملہ اون روایتوں کی ہی بنے اکثر کتا بین شیعوں کی بہری ہوئی ہیں یعنی دلالت کرتی
 ہیں اور پر کفر اور نفاق حضرت خلیفہ صاحب کی طرف یہی کہ وہ اسٹی خوش کرنی ہونین کے
 آپ کہ بتدراہ کی نقل کا ہی ارادہ کرتی ہیں غافل اس سی کہ البتہ اون روایتوں سی ہونین
 خوش ہوگی مگر اہانت کی گھر تو صفات ہیکے اور اوی بجکے انشا اللہ عز و جل
 مخاطب کی اور اوی بزرگوں کی بیودگی اور بزرگاکت بیان ہی ہو جیسا کہ حاشیہ میں فرماتی
 ہیں بلکہ ہیکے فاش طور قولہ قاضی فراتہ شد تری فی لکہ ہی اقول اس روایت میں
 ترکیب جوئی ایمان کا ہی ذکر نہیں ہے فضلا عن الایمان استیتمہ و تصدیق الخانی آماری
 بیکت خواب خالہ ابو بکر کی مسلمان ہویکا ذکر البتہ ہی اور مقتضای دلائل قولہ اسلمنا
 و استایمنل الایمان مسموہم کل منافقین مسلمان ہوئی تھی اس سے

ایمان صحیحین ثابت ہوتا ہی قولہ اس روایت کی دیکھنی طالی انسانت برسکتے
ہیں اقول کس دیکھنی طالی اس روایت کی مثل غائب کی فہم نہیں بن کہ جن کین
ایمان ابو بکر کا ذکر ہم نہیں ہی اس میں ایمان سقے اور بقصدیں بنانی ابو بکر نہیں آری
اگر اسلام ہو جائے کہ دو ائمہ ہی ایمان حقیقی اور کفر غفائی ہی قولہ کہ جو شخص اسلام کی بجائی پر ایمان
غیبی یقین لایا ہو اقول اس روایت میں نہ ابو بکر کی امام غیبی کا ذکر ہے نہ ابو بکر کی
یقین لایا ذکر ہے آری ذکر خواب دیکھنے والا کا ہی ہے اے امام ہو الا یقین آیا تو خواب
دیکھنے والی کو آیا نہ ابو بکر کو قولہ کہ جو نہ اس نے روایا صادقہ کی ذریعہ سے ایمان پر راضی
کیا اقول کہ یہ سمجھ میں نہیں آتا ہی کہ حضرت مخاطب کتنے بطلان کی نشانی میں یہ کلام کر رہی
ہیں نہ ان کی کلمہ روایا صادقہ دیکھ لایا اور کلمہ غائب طرف ایمان کی کیا روایا صادقہ
دیکھنی والا نہیں ہی مگر خدا کی جہاں اسلام مقدم اسلام ابو بکر ہی ہوا بلکہ اس کا خواب بظاہر
اسلام ابو بکر ہوا ابو بکر کو نہ ان کی کتب خواب دیکھ لایا اور کتب امام کیا ان کی خواب دیکھنی کا
ذکر کیا کہ اس عبارت میں نہیں ہی یہ بخور و فکر کی معلوم ہوتا ہی کہ غالب یہ کہہ سکتی
کہ مگر ہی او نہ است بخودی میں یہ صورت تشرکہ ابو بکر کوئی صورت دیگر او کی تخیل میں نہیں
ساقی لہذا وہی ضمیر اس عبارت میں کہ بلکہ ابو بکر پر استخوانی کہ او دیدہ بود مان سشد وہ
طرف ابو بکر کی خلاف سابق و سابق کلام میرا ہی حالانکہ سابق کی ضمیر میں طرف خالکی
پہ تی میں جیسے ضمیر تشر از سابقین اولین بود اور ضمیر بارنا اسلام او مقدم بر اسلام ابو بکر بود
پھر اس کلام پر غفلت بلکہ ترقی ہی کہ اسلام خالہ اسلام ابو بکر پر مقدم ہی تا بلکہ خواب خالہ خوب
اسلام ظاہری ابو بکر ہوا اور بعد اس کلام کی ذکر خواب خالہ ہی پس اگر ضمیر ہو سکے
طرف ابو بکر کی پس ہی جا چکے تو اس کلمہ کو ماقبل اور مابعد کی بنا طور ہنگام میں سے

کہ دستور اللہ بیان خوانان مکتب بن اس عبارت سی جز خواب خالو کی خواب ابو بکر مجیز
 کی کوثر تب ہی خوش نہیں نزلے سی کہ ماب سات فارسی عبارت کی سمجھنے میں
 آگئیں خواب غفلت سی نہیں کہوتی اور سیے ہو کرین سوئے کی کافی ہیں کہیں سے
 لڑ کو کوہنے آتی ہی اور باہیمہ خوش نہیں دعویٰ قرآن اور حدیث کی عبارت سمجھنی کا
 ہی جناب والایہ کلام اور نہیں ہی کہ جسکو مائتہ الناس میں سمجھتی ہیں بن نہیں کو جد ہرجی
 چاہنا خلاف سابق و سیاق پیرہا جیسے مکینہ طبع کی نہیں ہی خوف و خطر طرف ابو بکر کے
 پیرہی کو کہلا مہر اور بخصاست سی کر جانی تو کر جانی مگر ابو بکر کا کام تو جانی اگر اس
 بی انصافی میں رسوائی اور فتنہ سی تو وہ اس کی نزدیک ہی مہم کی نزدیک تو نہیں
 ہی لیکن اس عبارت ذری کی نام نہ تو کیا تون اور لالہ لالہ اور گلستان خوانوں کے
 نزدیک ہی سلاب فیضی ہوگی اور بکینگی کہ متقاضی بنون و دیو کی ہی کہ کوئی عیب
 خالہ کہ خواب ابو بکر کی حضرت ناماب کو غیر چھپ گئیں ہی مگر خدا کہ ہو شرم آستے ہی
 کہ سمجھنے ایسی خوش فہم کو مخاطب کیا ہی کیا کیجئے کہ انسان بخیر و برکت ہر جانی عفو
 کی طرف توجہ ہوتا ہی و شرم اقل سے پائے آنا مگر بخصاست حاجتی زمانہ اہل و عیال ہی
 ضرر ہی میں نیست قولہ ار کی نسبت کی زبان سی نکل سکتا ہے اقول خواب کی نہیں
 والی کی نسبت تو بیک نہیں نکل سکتا ہی لیکن ابو بکر کی نسبت جو خواب دیکھنی والی شے تھے
 البتہ نکل سکتا ہی کہ ایمان سی سب بہرہ تھی قولہ برائی نہا کہوئی نام نہ نور امتی کی اس
 فقرہ کو اقول برائی نہا کہوئی اس فقرہ کو کہ بلکہ ابو بکر کی نسبت ان سائنہ فقرہ واجب کی کہ تمام
 اور تمام بر اسلام ابو بکر بودہ اور سائنہ فقرہ واجب کی کہ باجمہ سبب اسلام خالہ ان بودہ کہ
 خواب و یہ بودہ احوال و سی اور کی کہ اس عبارت سی خواب خالہ کا ثبوت ہوتا ہی پائے

ابوبکر کا اور بعد کی خوش فتنے خائب پچھین و آخر میں گری باتھیں دفن قولہ ہند حبہ
 کی اس فتح کو الی قولہ مطابق کری اقول بنیہ و بین اشدہ منی و دونین فقرہ کو مطابق کیا تو
 و دونین نہایت مطابق بلا و کسیر کا آپسین تعامل نہیں ہی اسلئے کہ ہند صاحب مثل
 کل فرقہ امامیہ کی تانی ایمان تینے خانیہ اول میں اور مولانا شہر علیہ الرحمہ
 بھی مثل کل فرقہ امامیہ کی مثبت اسلام ظاہری ابوبکر مثل اسلام ظاہری کل منافقین کی
 ہیں اور ان دونوں باتھیں آپسین کسیر کا ناقض اور تعامل نہیں ہی بلکہ علماء اہل سنت
 بھی یہ نسبت کل منافقین کی اسی بات کی قایل ہیں کہ ظاہر میں مسلمان اور حقیقت میں ایمان
 تھی پس اگر علمای شیعہ بھی ابوبکر کو اہل نفاق ہی سمجھ کر اسکی قائل ہوئی تو کیا حاجت
 لازم آئی قولہ کہ ان لوگوں کو دشمنی اور عداوت کی کیا اندازہ اقول حقیقت میں کور رسولی
 وہم ہی کہ جسکو محبت شیعہ نے ایسا اندازہ کر دیا ہے کہ عبارت فاسی تک کا ہی ضمن نہیں سچیا
 نعم حب الہی سیمہ و سیم و انما لانہی الابصار و لکن قہی التلوک الہی فی السدور قولہ
 ایسے صدیق کی ایمان کا انکار کرتی ہیں اقول اوس صدیق کو کہ مصداق ہے عکس
 نند نام نگہی کا فورہ ہی کذب سمجھ کر اسکی ایمان کا انکار کرتی ہیں قولہ جسکو خدا نے بذیہ
 رو یا صادقہ اقول تدری رو یا صادقہ و اعلی ابوبکر کی خود کا ذب و فتری سب ہو لانا
 شہر ستری نی رو یا صادقہ و اعلی خالہ کی ثابت کیا ہی نہ ولسٹ ابوبکر کی اندر ہے
 ایمان ابوبکر کو ٹوٹے پھرتی ہیں مگر کہیں خواب و خیال میں ہی نہیں دکھائی دیتا تب جہو
 خواب بقاتی ہیں یہ این خیال ست و محال ست جنون قولہ اگر کوئی کہے کہ
 قاضی نو لاندہ شہر ستری فی اسلام کا انکار کیا ہی اقول امدولہ فتنے کو فتن کرنا کیا حقیقت
 میں قاضی علیہ الرحمہ مثل کل شیعہ کی اسلام ظاہری کا انکار کرتی ہیں اور ایمان حقیقی کا

مثل کل شیء کا کرتی ہیں تو یہی مال مجھے حساب کا ہی ہی قبول نہ غیر حساب کی
 نبوت کو دے لے سچ جانا اور حضرت کی دعوت کو دل سے قبول کیا اقول اگر اسی امر کا
 آپ ثبوت کر دیتی تو ہماری اور آپ کی جھگڑا ہی مٹے ہو گیا ہوتا آج بارہ سو برس کا زمانہ گزرا
 اور اگر کوئی تخی ہی ہوں خام زمین مر کے کھڑا نہ جڈ کہ ایک مذہب ہی اس دعویٰ سے ثابت
 نہ ہو گا بلکہ آپ پیچاری ایک ہوئے مانتا اب ابوبکر کی ہوا سطلے بنا کی اور بدر میں خواب خالہ
 کو خواب ابوبکر نے کہا کیا ثابت کسی کا قولہ سو بفضلہ تعالیٰ قاضی نور اللہ کی اقرار سے ثابت
 ہو گیا اقول محض غلط اور نہایت دروغ غیر مرغ ہی کس عبادت سے کس فقرہ سے کس
 لفظ سے قاضی علیہ الرحمہ کی ثابت ہو گیا کہ ابوبکر نے نبوت کو دل سے صحیح جانا اور دعوت
 کو دل سے اپنا عبادت نہ کر دین تو فقط مسلمان ہو چکا ابوبکر کی ذکر یہی دل سے صحیح جانا اور
 دل سے قبول کرنا کس لفظ کا مشہوم ہی مسلمان ہونا ستائیم صحیح جانی کا نہیں ہی درجہ تکلیف
 مصدق نبوت دل سے ہو جائیں قولہ تصدیق قلبی کا مرتبہ نہ تھا اقول ماشا اللہ
 کہ تصدیق قلبی ابوبکر میں کہے چہ وہی گئی ہو اُن تک نہ کوئی شیعہ اسکا مستعد ہی نہ تھا
 تک ہو گا قولہ او کی تکذیب کی ہی اب نہیں کی شیعہ ثالث کا اقرار کافی ہے اقول
 مخاطب کی تکذیب کی ہی یہ عبارت شیعہ ثالث کی کافی اور دانی ہی کہ کہیں تصدیق
 قلبی ابوبکر کا اور میں ذکر ہی نہیں ہے بلکہ فقط مسلمان ہو چکا ذکر ہی اور خواب خالہ کا ذکر
 ہی نہ خواب ابوبکر کا لفظ ابوبکر ہی مسلمان ہوئی تو بسبب خواب خالہ کی ہوئے کہ وہ
 خواب مذکور ثبوت کا بن ہوا کیا مستعمل قولہ ہے ماکا لیا ان اور اسلام میں فرق ہے
 اقول یہ بات ایسی ہی کہ اگر خوشی مانے لگے تو جس تمامات پر نفس قرآنی بل قولہ انما
 جب ماری لانا پڑ گیا آری بعض تمامات چہ کیا کہ سابق بنو ہاشمہ ہوا اسلام و ایمان

دو لفظ ہوتے ہیں اور جب عبارت شہید ثالث فقہ اسلام ہی پر وہاں لکھی ہوئی ہے تو ابتدا
 میں کیوں لکھا کہ تم اذکی ایمان کا اثبات کرنے میں قولہ لیکن ہم ابو بکر سید بن کلابان
 ہی امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کی اقراری ثابت کرتی ہیں اقول کہ شہید ثالث کی اقراری
 ثابت کیا ہے کچھ بتایا ہے نیز کی اقراری ثابت کچھ بھی لکھو تو لیامت نعم من کی ہی نہیں ہی
 تم کلام ناب امیر علیہ السلام کیا تاکہ سمجھو کہ قولہ تارو پود کو دم دم و برہم کئی دینی ہیں اقول
 تارو پود ایمان ابو بکر امیر دم و برہم نہیں ہی کہ تمہاری سبیلہای سی جگہ جایی طمائی اہانت
 فی بارہ بارہ سو پانچویں کی ڈاہنیوں کی جیانی تین جب ہی بارہ سو برس پہلے کی کر ایک :-
 سلجھا اٹھے کی کارگر تک یہی بہت متوجہ رہی اور بہت طمانی مغربی تقریریں بھی کر
 کوئی عبادت بکار آمد و صورت زیبائی حضرت ابو بکر نہ ہوئی قولہ اور اپنی نذر کون کے
 بخبری پرافسوس کریں اقول کہ تمہاری نذر کوئی بخبری پر الہ افسوس ہی کا اپنے
 سلاح میں ادا دیتے نفاق ابو بکر مثل حدیث غضب مذک و نہایت بیش اسلام اور
 قوطاس اور حدیث یقینہ و انسا لکھا کہ کیوں حیا ہی ابو بکر کی تلو پود ایمان کو دم و برہم کئی
 کہ اب تک اوکی سلجھا نہیں سیتو کی جان پر ہی ہی مگر کچھ نہیں بن پڑی قولہ علامہ علی
 فی شرح تخرید میں لکھا ہی اقول علامہ علی علیہ الرحمہ فی بغرر ابطال دعوی سابق الاسلامی
 ابو بکر کی اہانت فریہ مدعی ہیں اس حدیث کو کتب اہانت ہی آجنا نا عظیم لکھا ہی اور ظاہر
 ہی کہ جو کلام لڑا انھم کہا جائیگا وہ ضرور ہی کہ کتب غصہ ہی لکھا جائی چنانچہ اپنی ہی
 ہی ماسکو نقل کیا ہے پس جو کلام کہ مقبول اہانت ہو شہید اہانت کو اس ہی لازم دیکھی
 ہیں اور اہانت کو نہیں ہو سکتا کہ شہدوں کو اس ہی لازم دین قولہ علامہ علی نے
 علی مرتضیٰ کی زبان ہی اقول اگر زبان حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام

کی سنی کی مخاطب کو لیت بہتی تو اس کلام کو ہرگز زبان پر نہ لانا کہ جس ہی دعوے
 نہ حقیقت و غارت و قیاس و تحقیق اور انکی رفیق و شفیق کا کاذب اور سرافقہ و سبابت اور
 ستر ستر باطل ہوا جا تا ہی اور باوجود کذب و تدقیق اور غارت و قیاس کی ہوس ثابت
 ایمان کمال بلالو می ہی اسلئے کہ نابراہکی ایمان خود بخود اجماع مرکب باطل ہو جائیگا
 بیونہی کہ اجماع کل تلمت اسی پر ہی کہ یا خلیفہ جی موصوف بصدیقیت اور ایمان سے یا
 موصوف بکینیت اور ایمانی تھی پس قول عدم صدیقیت باوجود ایمان ایک قول کلام
 ہی کہ جس میں خرق اجماع مرکب ہوا جا تا ہی و ہذا ہو باطل بالاتفاق لیکن ہم قطع نظر ہی
 کی کہ کہتے ہیں کہ اس عبارت میں فی نفسہ ہی ثابت ایمان ابو بکر پر نہیں ہو سکتا ہی بحدیث
 اولیہ کہ عرض اول حضرت کی اس کلام باغت نظام میں کہ مجمع عام میں علی المنبر فرمایا
 ابطال دعویٰ ہوا خواہ ایمان ابو بکر و عمری جو بزعم باطل اسے بعثت سابق الاسلامی و
 سابق الایمانی ابو بکر کو لقب صدیق اکبر دیتے تھے اور انکی اسی فضیلت سابق الاسلام
 تھراتی تھی پس وہ حضرت ردّ ابطال الازعمہ الفاسد فرماتی ہیں کہ اگر بزعم باطل تمہاری
 سبقت اسلام اور ایمان موجب صدیقیت ہی تو میں صدیق اکبر ہوں اسلامی کہ اسلام اور
 ایمان میرے مقدم ہی نہ اسلام اور ایمان ابو بکر کا جو تمہاری عقیدہ میں اسلام اور ایمان حقیقی
 ہی کو حقیقت میں فقط ظاہر ہی ہی پس ان حضرت فی اطلاق ایمان ابو بکر پر نہیں کیا اگر نیز
 عقیدہ ہوا خواہ ایمان ابو بکر کی جیسے خدائی را التکرم فیہ میں اطلاق بالکعبودان باطل پر نہیں کیا
 کہ نابراہ عقیدہ باطل باطل کی اور اسطر حسی حضرت ابراہیمؑ میں شمس و قمر کو دین نہیں کیا
 کہ نابراہ عقیدہ اہل باطل کی کما صرح بہ علماء التفسیر نابراہ اطلاق کی اگر کوئی مومن کسی کافر
 کی کہی کہ الہیت خداوند کہیم کی قدیم ہی اور الہیت تمہاری کہہ کی حادث ہی یا لین

کہے اور سی جو سیکہ کذاب کی نبوت کا قائل ہی کہ نبوت قائم لایا بیشیرہ نبوت سیکہ
 ہی تو آیا کوئی اور ہون کو مصدق الوہیت اللہ جل یاہ صدق نبوت کذاب کہہ سکتا
 ہی ابیہ طرہی اس کلام جناب امیر مہدی تصدیق اسلام اور ایمان حقیقی ابو بکر ہندین ہو سکتی نہ انیا
 جبرئیلہ کہ روی خطاب طرف ہو ایمان ابی بکر کی ہی اور وہ اسلام اور ایمان کو مترادف
 جانتی ہیں اور ان میں ہی کہی مترادف ہو تی ہیں جیسا کہ ہم نے سابق میں بیان کیا پس
 اگر جناب امیر علیہ السلام فی ہی ان تمام پردہ نو کو مترادف لیا ہو تو ابو بکر کی ایسی راہ راہ اسلام
 کوئی امتزاج نہ ہوگا اور ہم گام اسلام ہم ہی ایمان حقیقی ہی جیسا کہ آیہ قل لم نؤمنوا ولا کن
 قولوا اسلمنا میں ہی ظلالہ لالہ لالہ علی الخاص باحدی اللاتالات التکث اور اگر قرینہ خطاب
 سی ہی قطع نظر کیا دی تو لائل مختل ہی واذاجا والاحتفال لائل لالہ پس جب تک
 مخاطب کوئی دلیل عدم مترادف میں اس تمام پر قائم کری ایمان حقیقیہ ابو بکر کا ہم جناب امیر
 علیہ السلام سی ثابت نہیں کر سکتا تا ثاجب معلوم ہی کہ اطلاق لفظ ایمان کا ایمان حقیقی اور
 ایمان ظاہری مدون پر آیا ہی جیسا کہ جناب باری فرماتا ہی یا ایہا الرسول لا یحزنک الذین
 یسارعون فی الکفر من الذین قالوا امنا بانوا ہم ولحق من
 قلوبہم اور پھر فرماتا ہی ومن الناس من یقول امنا باللہ و
 بالیوم الآخر وملتئم منین اور پھر حق منافقین میں سورہ منافقین میں فرماتا ہی ذالک با
 امنوا ثم کفروا فطبع علی قلوبہم فہم لا یفقهون اور پھر فرماتا ہی
 ان الذین امنوا ثم کفروا ثم امنوا ثم کفروا ثم امنوا ثم کفروا ثم امنوا ثم کفروا
 الغرض جب اطلاق ایمان کا ایمان ظاہری پر ہی ہو پس ایمان سی ثابت ہوا کہ قول
 جناب امیر علیہ السلام میں جو ایمان کہ لفظ امنست سی مدلول ہی وہی ایمان لفظ امن ابو بکر

سی ہی مراد ہو بلکہ ہم کہتے ہیں کہ ایک جگہ ایمان قہری یعنی ظاہری و باطنی دونوں پر ہی
 اور دوسری جگہ فقط ایمان ظاہری ملو ہی پس حضرت مخاطب بنی دونوں یا تو کو ایک طرح کا ہونا
 کما فی ثبوت کیا اور کیا نہ کر بھی کہ ایمان ابوبکر اور ایمان جناب امیر ایک تہا فتنان مابین اہل
 والارض فرق آسمان زمین ہی در میان ایمان حقیقی و ایمان ظاہری کی آری کوئی حرف
 تشبیہ ہی اس جگہ ہوتا تو مخاطب کو نفا ہر اسکا گمان ہو سکتا تھا مثلاً یوں ہوتا کہ انت
 کما اسن ابوبکر لیکن بعد ازاں وہی تو نہیں ہی اور اگر ایسا ہوتا تب ہی اتحاد و دونوں کا مکمل الگو
 نہیں ہو سکتا تھا اسلئے کہ تشبیہ کی الٹی اتحاد فی بعض الوجہ کافی ہی ورنہ زید کا لاسہ
 میں زید کی الٹی دم ہونا ہی ضروری ہوتا پس اس مقام میں وجہ تشبیہ میں فقط اقرارسانی کافی
 تھا یہ کہ ضرور نہیں ہی کہ دونوں میں تصدیق جانی ہی ہوا و شیعہ کو جو کہ بحث ہی تو ہی
 تصدیق جانی ہی نہ اقرارسانی میں جیسا کہ کل منافقین میں پایا گیا تھا کہ صدق یقولون
 با فواہم الیس فی ظہور ہم کی قہری اور جب خود جناب امیر علیہ السلام خطبہ شریف میں کہ باقران
 عبداللہ بن فیروز آبادی اور ابن اشیر حزری صاحب قاموس و صاحب نہایہ کلام جناب امیر
 ہی اتفاق حضرت ثناء ثبت کرین اور حق حضرت ابی بکر میں لفظ تعصبا الی حق فافہم و بطمان
 محلی منہ محل القطب من الری فیہ تحقیق کہ تکلف و تضعیف میں لایا قیص خلاف کو
 ابوبکر کی بکر وضع و غریب غلیظ عجیب بن بیٹھے حالانکہ خوب جانتا تھا کہ حقیقت میں آسیای
 خلافت موسیٰ میری گرد کیے نہیں پر سکتے ہی تو مصورت میں او حضرت کی کلام سی
 ایمان حقیقی ابوبکر ثابت کر نہایت خوش فہمی مخاطب ہی واضح ہو کہ یہ سب گھٹو ہاری
 حضرت لای ورنہ یہ حدیث کتب السنن کی ہی کہ ہاری علمائے اہل انصاف لکھا ہی کما اشترنا الیہ
 پس ازراہ ابطال حدیث مقبول ہی فان اقرار السلاطین انفسہم مقبولہ دون لا انفسہم

از ثبوت ایمان قبول نہیں ہی جیسا کہ مخاطب اس حدیث کو ازراہ اثبات ایمان نہ سمجھتا
 فاسطیٰ قبول کرتا ہی اور ازراہ البطلان حدیث نہیں قبول کرتا حالانکہ جو کہ حدیث اس کے
 مذہب کی ہی اور مکمل ہر طرح سے قبول کرنا لازم ہی ہو لہذا ایمان ہی اور کثابت کر دیا قبول
 ایمان ظاہری جو ہمچو کہ اود اسلام ہی کوئی اور کائنات نہ کلام ایمان حقیقی میں ہی جو توحید
 خانی پر موقوف ہی اور ہرگز کلام جناب امیرین تصدیق خانی کا ذکر نہیں ہی قولہ اگر نہ
 شد تری کی قول ہی اقول نہ علامہ شہوتری کی قول ہی ایمان حقیقی ثابت ہو نہ
 قول جناب امیر طہیہ السلام ہی بلکہ دونوں کی قول ہی سابق الاسلامی بطل ہو گئی اور یہ عام
 المسنت کا ماہہ الاتحار تھا اور اسی پر لقب صدیقیت دینی کا نہ تھا الحمد للہ کہ صدیقیت برآیا
 مقبولہ مخاطب مبطل کی نسبت ہو گئی آری ساتھ کثیت کی ایمان ظاہری کا ہی ثبوت ہوا
 اور ہم اس کی شکر نہیں مین بلکہ شکر ایمان حقیقی خلیفہ صاحب کی مین اور وہ اس مقام پر حق
 اجماع مرکب بطل ہو گیا کما اشہرنا الیہ اور جب ایمان ظاہری ثابت اور ایمان حقیقی
 بطل ہو گیا پس اس سے تمام نفاق ہی کیا قدرت خدا کی ہی کہ جس بس کلام ہی مخاطب ایمان
 ثابت کرتا ہی اویسی ہی نفاق ثابت ہوتا جاتا ہی و ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء اقولہ
 اور نکایہ قول کہ خلیفہ ازل از ایمان بہرہ نہ داشت اقول جس ایمان ہی خلیفہ صاحب بہرہ
 تھی وہ ایمان حقیقی ہی اور وہ ثابت نہوا بلکہ جاسی اور کی نفاق ثابت ہوا قولہ الحمد للہ
 علی ذلک اقول الحمد للہ علی ثبوت النفاق قولہ ایمان کا اور کہ کسی حقیقی تحت عت اور شہرت ہی
 اقول نہوا ایمان ابوبکر کی نزدیک وقت و شہرت مستحکم اور دونوں نے بعض خلیفہ بنا سکے ایسا
 کیا نہوا لیکن شیعوں کی نہ ایک جیسی وقت اور عت جی ابونوب معلوم ہی اور جس ایمان کی اور کی
 شہرت جی وہ ہی ابونوب معلوم ہی کہ ان کی حق من بہترین نفاقی کی کہ ایمان حقیقی

لب پہنیں آٹا ہی بلکہ کین دم خیال میں ہی نہیں گذرتا قولہ اسلام میں کامل ہوتی یا
 سدا اللہ منافق ہوتی یا طمع دنیا سی ایمان لائی ہوتی یا قول تردید کی کچا سیلج نہیں ہے
 قضیہ لائق لمحہ اور رائے الحکومین بلکہ شیعوں کا اعتقاد یہ ہے کہ خلیفہ صاحب ساتھ کل ان
 صفات کی موصوف ہی قولہ فتحا کر یوں کرتی یا قول سبحان اللہ کیا خوش فتنے
 حضرت مخاطب ہی کجباب امیر تو دعویٰ ابو بکر و یحنا بر منبر علی رؤس الاشہاد باطل کرین
 اور حضرت ابو بکر کی لمبی بجای صدیقیت و صف کذبیت ثابت کرین اور مخاطب باغیرت
 اور فتحا کرین اور کین کہ جباب امیر افتخار کرتی ہیں بنایا لا افتخار فرمائے بلکہ مناسب
 ہی کہ بجای افتخار فجار افتخار فرمائی یعنی غاصبین خلافت غاصب القاب ہی تھی
 قولہ سوم اس روایت سی یہی ثابت ہوتا یا قول اس سوم کو اور اس ہی پیشتر
 ہی دوم کو مکمل اعتراض سی کہ واسطہ نہیں ہی وہ اعتراض کہ خود مخاطب فی شیعوں کی
 جانب سی اپنی اور پر کیا تھا بقولہ اگر کوئی کہے کہ قاضی نور اللہ شوشتری فی اسلام کا
 اقرار کیا ہی اور مجتہد صاحب فی ایمان سی انکار فرمایا ہی اسکا جواب ہم چند طرعی دیتی
 ہیں انتہی پس کوئی نصف مخاطب کی دوم و علی الخصوص سوم کو اس اعتراض سی سدا
 اور وہی کہ اسکو جواب اعتراض سی کیا علاقہ ہی دوم میں اگر ایمان برعم مخاطب ثابت
 ہی ہوا تو قول جباب امیر سی نہ قول مظلای شوشتری سے حالانکہ اوپر دہی کیا تھا
 کہ ایمان لانا ابو بکر کا سوا نا شوشتری کی روایت سی ثابت کرتی ہیں اور سوم میں یہ
 بیان کیا کہ مسلمان ہونا ابو بکر کا طمع دنیا تھا قاضی نور اللہ شوشتری کی بیان سے
 باطل ہو گیا کہ قاضی کی اقرار اسلام اور مجتہد صاحب کی انکار ایمان ابو بکر سی کیا علاقہ
 ہی دوسرے اعتراض اس سی کیونکہ دفع ہوا غرض ہماری اس تطویل ہی فقط اثبات تجبیط

حضرت مخالف ہی کہ شل ہاتھ عشا کی ہر طرف ہاتھ پاؤں پکٹتا ہی اور کچھ بنائی بن نہیں چڑھا
 ہی قولہ ابو بکر صدیق کی اسلام اور ایمان کی نسبت جو علماء امامیہ کا قول ہی کہ وہ صرف ظاہر
 میں اسلام لاتی ہی اقول سچ ہی یہی قول کل علماء امامیہ کا ہی کہ اونہیں سے مولانا
 شمسو مہری ہی ہیں اور اس روایت میں ان کی کیا اسلام اور ایمان ظاہری اور حقیقی سے
 بحث نہیں ہی اور بجز اس کی کہ برکت خواب خالد ابو بکر سلمان ہوسے لکونی لفظ پر نہیں
 دلالت کرتی کہ اقرار نبوت بصدق دل کیا اور بندہ وفی اللہ کیا اور بطبع دنیا نہیں کیا قریم
 میران ہیں کہ اس روایت میں مذکور ہی کو قول علماء امامیہ سی مخالفت کیا ہی
 مخاطب کو لازم تھا کہ وہ مخالف توجیح و تصریح بیان فرماتا ادعویٰ بے سرو پا نہ تھا قولہ
 اور کاہنوں کی کہنے سی بطبع خلافت سلمان ہو گئی تھی اقول یہ بات ہی سچ ہی علماء امامیہ
 کا اتفاق ہے ہی اور احادیث معصومہ ہی اسی پر بالتحریک دلالت کرتی ہیں اور اس
 معصومہ کو سطر حسی مخالفت روایت مولانا شمسو مہری ہی ہیں اس لئے کہ مضمون پر ہوتا
 اسبق ہی کہ خواب خالد بایمان ابو بکر ہو ایں مراد سبب سی ضروری کہ سبب قرین
 یا جاوی اس طرح کہ خواب خالد یاد وہ قول کا نہیں ہوا اور طبع خلافت سراپا جلالت غالب
 آئی اور ہی سبب ہو اسلام ہونے کا یہ کہ اتنا زکھشات اللہ سلمان ہوئی قولہ وہ بالکل
 غلط ہی اقول وہ ہر غلط نہیں ہی بلکہ آپ کا غلط کتنا بالکل غلط ہی اور آپ خود غلط اتنا
 غلط انا غلط ہیں اور اگر آپ خود غلط نہ ہوتی تو اپنی دعویٰ پر کوئی دلیل بیان کرتی قولہ لیکن
 تافضے صاحب کی شہادت سی حسین اونوں نی ابو بکر کو سابقین اولین میں بیان کیا
 اقول ماننا دکھانا کہ تافضی صاحب نی ابو بکر کو سابقین اولین سی کہا ہو لکن خالد بن سعید کو
 سابقین اولین سی کہا اور شل جناب امیر طبع اسلام کی سابق الاسلامی ابو بکر کو باطل کیا اور

جو اسلام ابو بکر کی لئے ثابت کیا وہ مومنوں کا سلام و تحیات ثابت
 کیا نہیں معلوم کہ حضرت مخاطب کس عبادت سے کس نقطہ سے ابو بکر یا سابقین اولین سے
 ہونا ثابت کرنی ہیں متعلق سابقین اولین ہونے کی اسی بہت شرطیں ہیں کہ مقدم اول شرط
 ایمان اور تصدیق بالجہان ہی وہ ابو بکر کی اسی ثابت ہی نہیں ہی پہلے ابو بکر سابقین اولین سے
 کیونکہ مگر گئی بعد چند مومنین مومنین کی فقط لفظا ہر مسلمان ہوسکتی کوئی شخص سابقین اولین سے
 نہیں ہو جائے جب تک ہفت ایمان اور تصدیق خانی نہ ثابت ہو اور محمد اللہ وایت
 قاضی نور اللہ رحمہ اللہ کی کسے لفظ کا سپرد وکالت نہیں ہی پس اور عامی مخاطب از سر
 باطل اور علیہ صحت سے مائل ہی قولہ لہذا کی اگلی پہلی جوئے ہو گئی اقول اس درشت
 زبانی سے کیا فائدہ جناب والا ہمارا جی نہیں ہوتا کہ ہم ہی مثل آپ کی ایک دعویٰ بلا دلیل کرنا
 اور آپ کی علماء کی شہرت تک جوڑنا اور غری اور کذاب اور خائن اور فاداد و رافضی کہہ کر
 دیکھ کر کہیں اور ہی اسکا اثبات کسی اور ہی اسکو قبول کر لیں آپ کی جان چوڑوین کوئی صحیح مسلم
 کی کتاب الجہاد کی باب حکم النبی کو اور میں ملاحظہ فرمائی وہ حدیث کہ حسین حضرت خلیفہ
 ثانی بخطاب و خطاب جناب امیر علیہ السلام اور عباس سے فرماتی ہیں علماء تو فی رسول اللہ
 قال ابو بکر انما دئی رسول اللہ فنبأ طلب یسرک من ابن ابیہک و یطلب ہذا میراث
 امرائے من ابیہا فقال ابو بکر قال رسول اللہ لا نورث ما ترکناہ صدقہ فزایاہ کا ذبا انما غوراً
 عائلاً الی ان قال نعم تو فی ابو بکر گفت دئی رسول اللہ و دئی ابی بکر فرمایا نے کا ذبا انما
 غادرا فائداً حدیث یعنی ہر گاہ رسول اللہ فرماتے فرمائی ابو بکر کی کہ میں نے رسول اللہ سے
 پس تم دو ہوا ہی عباس و علی و امین پس ان پس ہی عباس تو طالب میراث ابن ابیہ کا
 ہوا اور یعنی علی اپنے عورت کی باپ کی میراث کا طالب ہو پس کہا ابو بکر کی کہ جو غلام

تی کیا ہی کہ ہم سیکو ورنہ نہیں دیتی جو سب سے پہلے اور صدقہ ہی پس نہیں کیا تم دونوں سے
 ابو بکر کو جو ٹانگہ ہمارے زیادہ غارتخانہ پس جب ابو بکر اور امین خلیفہ وارث رسول اللہ
 وارث ابو بکر ہو اس پس جائز نہیں ہو ٹانگہ ہمارے غارتخانہ مال مردم خود را نہی اور اسی حد
 کہ صحیح بخاری والی فی عبیدہ روایت کیا ہی مگر چونکہ یہ کیا ہی کہ بجای کا ذاتاً غارتخانہ کی
 کہ اولاً لکھ دیا ہی اور جو بڑی دغا باز ہو کی تصریح کر دی پس اگر خلیفہ صاحب سچی مین تو دیند
 جناب امیر علیہ السلام کہ خلی شان مین یہ درالحق مع علی حیث دار متفق علیہ جو بڑی دغا باز مین
 اور اگر جو بیہ مین تو ہی اپنا مطلب ہی ہی اب آپ کو اپنی عمر غریبی کی قسم ہی کہ بانصاف
 فرمائی کہ پروان صادقین علیہ السلام کی اگلی پہلے جو بیہ مین یا پروان کا ذب و غارتخانہ
 کی اگلی پہلی جو بیہ مین قولہ علما و مجتہدین کی تو نہ کو باطل کیا بلکہ اپنی صاحب الامر کی قبل
 کو ہی کہ کیا اقول اللہم غننا من شر کل غیبی و غوی خدا یا اس را علی ہجہ کیا ملاح ہی
 چاہتا ہی مخاطب خوش فہم ہمارا کہ قول مجمع علیہ کل علما و مجتہدین کو جو موثر منصوص ہی
 ایک روایت احادی ہو کہ منسوب کسی معصوم کی طرف ہی نہیں ہی باطل کری حالانکہ امامت
 بخلاف و خدایہم و دعائے اذانہ در قول مجمع علیہ سی انبار احادی و اقل یا مخرج کرتی مین اگر
 مخالف مجمع علیہ ہو چہ جای انیکہ ہرگز روایت خالصت مجمع علیہ فرقہ حقہ نو اہل کی کہ خاتہ مانی
 اباب روایت قاضی علیہ الرحمہ ہی ثبوت اسلام ابو بکر ہو تا ہی نہ ایمان اور نہ تصدیق انان
 اور اسلام اور ایمان ظاہری ہی ہی مجمع علیہ فرقہ حقہ ہی جسے عدم ایمان حقیقی و عدم تصدیق
 خانی متفق علیہ فرقہ حقہ ہی پس ان دو نو با تو مین کون ناقض اور تضادی کہ ایک دوسری
 کا بطل ہو و قد مر فی صلا قولہ امام مہدی صاحب کی ہی قول ہی اقول آپ بہت مجمع علیہ
 فراموش مین اس بار مین ہم آپ کی خباہت قبل کر نے مین خالق اکذب تصدیق ہے

اور یحییٰ بن یساکہ روایت کی کہ صحیح مسلم واسطے سے تو باطل پر وہ قاتل کر دیا۔

کہ انحضرتؐ نے یوں ہی فرمایا ہے اور جو کچھ اونہوں نے فرمایا ہم اسکا ایمان لائے اور کفر تلبا بجمہت
 واطاعا حقہ پس اگر روایت سابقہ کی مخالفت ہوتی تو ظاہر اسکا مطرح کرنے کے
 بحمد اللہ کہ کسی طرح سے مخالفت اسکی نہیں ہے بقولہ انرض ان رطیتونی اسلام اور ایسا
 ابو بکر صدیقؓ کی تجویز ثابت ہوا الی قولہ منکر رض قرانی ہے اقول انرض اینین روایتوں سے
 کفر و فحاشی ابو بکر کا اور کذبیت اور جہوٹی صدیق کی تجویز ثابت ہوئی اور قتال اصحابہ
 کی لفظ سے یہی نفی قرآنی ثابت ہو کہ مومنین کی صاحب کافر سے ہوتی ہیں اور اصحاب کفر
 کی بدذائل اور روکات جو ہیں او کو مٹائی اہلسنت ہی تسلیم کرتے ہیں اور ابو بکر سب کفر
 فحاشی کی افوی مصداق ہی ٹھہری پس باوجود اسکی جو افوی محاببت کفری و فحاشی سے اسکا کفری
 اور افوی بدذائل کو کافی نہ منکر چند نصوص قرآنی ہے قال المناط ب ل تقام ہر اشد
 سبل السلام آمنون اعترض آثمون فضیلت پریمنی اور پریمان کیا ہے کہ
 لا تخزن ان اللہ مناسی ثابت ہوتا ہے کہ ابوبکر صدیقؓ نے کفار کو بدذاری پہنچا ہوا دیکھا نہیں
 اسکی کہ حضرتؐ کو مدینہ پہنچی انہو کہیں ہوئی تب حضرتؐ نے فرمایا کہ لا تخزن ان اللہ مناسی
 کہ کچھ غم نہ کرو خدا ہمارے ساتھ ہے اور مناسی میں ضمیر جمع متکلم کی ہے اسلئے فرمایا کہ اوس میت میں
 خدا کی ابوبکرؓ ہے شریک ہو دین میں غیر صاحبؓ نے ابوبکرؓ کو بھی اوس میت میں اپنی
 شامل کر لیا اسچند طر سے امامیہ اعتراض کرتی ہیں اول اسطرح پر کہتے ہیں کہ خزن ابوبکرؓ
 کا طاعت تھا یا صعب اگر طاعت تھا تو پیغمبرؐ کا طاعت ہی منکر کرنا ثابت ہونا ہی
 اور اگر صعبیت تھا تو صحابہ ابوبکرؓ ثابت ہوا دوسری ابوبکرؓ کو خدا اور اسکی رسولؐ کی قتل
 پر یقین تھا اور بلا کما پنی انکہ یہی غار میں بہت سی نشانیاں حفاظت کی و کمین مشل
 کہ تہرون اور جنگبوت وغیرہ کی گتت ہی او کو یقین حفاظت پر نہوا اور خوف کی ماری

نوزد و سری روز مشروح کیا اور سہ روز پیغمبر خدا سے جمع ہوا اور بجز وہ تو پنج باز رکنا چاہا مگر وہ سہ
 اور چلائی ہی باز نہ ہی تیسری باو بکر کا رون اور چلائی ہی مقصد تھا کہ کفار و از سن لہن اور
 پیغمبر خدا سے کفر و کفر لہن اور اسید اسطی حضرت اذ کو بہمانی اور دوسری باز کرتی ہے
 لیکن وہ باز ہے تہی اور اپنی بدعتی اور فساد اپنی کور و نیکی پر ایہ میں ظاہر کیا پاپستی تہی
 بلکہ محسن دانشمندوں فی اسقدر اور سہی بڑا دیا ہی کہ جب ابو بکر کا دوسری کام نہ نکلا
 اور کافروں فی اواز نہ تہی تب اوسوں فی اپنا پاؤں غاری باہر کر دیا کہ کفار دیکھ لہن اور
 خاک کی مانند ہیں اوسین کہ اوسیت خدا کی حکم سی مانپ فی اذ کی پاؤں کی تا اور مجبورے
 اوسوں فی اپنا پاؤں اندیکہ پنج لیا چوتھی جب ابو بکر کا مطلب پاؤں کی باہر کر نیسی ہی محل
 نہوا سے کافروں فی اگر حضرت کو فادین نہ پڑا تب اور طرعی پیغمبر خدا کو تکلیف دینا
 شروع کیا یہ حضرت علی کی یا درنگی اور اذ کی تہائی پر اپنا پنج ظاہر کرنگی تب پیغمبر خدا
 فی فرمایا کہ لا تخزن کر اسی ابو بکر اپنا پنج علی کی تہائی پر ظاہر کران اللہ خدا جہاری اور علی
 کی ساتھ ہی آچوین ان اللہ معاسی دوسری ہمار لیتی ہین ایک یہ کہ خدا جہاری اور علی کی ساتھ
 ہی دوسری یہ کہ ابو بکر سی پیغمبر خدا کی کہ اگر جس ہمار سی ساتھ ہی ہینی جہاری علی پر اور
 تمہاری ہم پر مطلع ہی ہکوئی کا صلہ اور کو بدی کا بلا دیکھا ان تقریر کو نہ کر شخص جو
 حیرت ہو اور از انوی تیسری سر نہ اوٹا بیجا اور تعجب کیا کہ یہ اعتراض ہی ایمنون کی
 بیسی جواب ہی ایدو ان کی جبک ہی بلکہ جو لوگ عقل و دانش کستی ہین اذ کو تعین
 اسکا ہوگا کہ یہ تقریر ہین کسے عالم یا مجتہد کی زبان سی نکلی ہوگی کہ میں کیسے شک ہو وہ
 اتفاق الحق اور جاس المؤمنین وغیرہ کو ہلا کر کہی کہ انہیں تقریر کو شیعہ ثالث فی کس
 آب و تاب ہی لکھا ہی اور تاخیر شدہ فی ان تقریر وین پر کیا فخر کیا ہی اور واجب

قطب الکامنی بحواب تقریر خاتم التوحیدین کی اسی پر کیا کچھ نادر کیا ہی بلکہ مولانا صاحب پر
 بڑا طعن کیا ہی کہ ادنون فی قاضی نور اللہ شہسوری کی تقریر کو کو بیعتہ نقل نہیں کیا اور ان
 لفظوں سے اپنا غصہ ظاہر کیا ہی کہ ناجبہ راہی بالیت کہ این عبارت جات جانی را نقل میگرد
 بل انچی توانست وارد میگرد تراشیدن تقریری از طرف خود نسبت بلون بطرف شیعیان و بعد
 اطلاق بحواب ان مشغول شدن از اعظم کائناتین ناجبہ است اب ہم لون تقریر و خط
 تو کہ کلی نسل عبارت کو ہی کہتے ہیں اور نہایت ادب سی خدمت میں حضرت شیعہ
 کی عرض کرتی ہیں کہ وی ذرا انصاف فرمادین کہ یہ تقریریں اسی ہیں کہ اوپر کوئی ناز
 کری یا ایسے ہیں کہ اونسی شرابی ہماری نزدیک اگر کسی دانشمند با صاحب حیا و
 شرم کی طرف ایسی تقریریں کو کہی منسوب کری تو نہ درود اوں نسبت کو اپنا عار و زنگ
 سمجھیکا اور ایسی پورچ اوپر بیودہ باتو کی انتساب سی شراب و گیگا معلوم نہیں کہ قاضی صاحب
 اور ملا صاحب فی ان تقریر و دین کو کنسی مضامین حکیمانہ درج کئی ہیں اور ایسی جڑ ہر شیں ہا
 او دین کری ہیں جن پر کو کو اور از کی متعلقین کو اس قدر ناز و افتخار ہی ہم تو دین ایک بات
 ہی ایسے نہیں پاتی جو بیودگی سی خالی ہوا و ایک لفظ ایسا نہیں و کیتی جو نہایت
 اور رکاکت سی محفوظ ہوے زبانی تا بسرش ہر کجا کہ ہی گرم ہا کہ شمع و امن دل
 میکشد کہ جا اینجا است ہماری نزدیک تو شاہ صاحب قدس اللہ سرہ فی بڑا مسلمان
 قاضی صاحب اور ملا صاحب پر کیا تھا کہ او کی تقریر کو کو بیعتہ نقل نہ کیا اور ضخیمت اور
 رسوائی سی او کو بچا یا لیکن چونکہ حضرت امامیہ کو او کی تفسیر سی منظور ہی اسلٹاب ہمینی
 بمجوری او کو نقل کردہ یا اگرچہ ہوا ایسی بیودہ تقریر کی جواب میں لکھا و اوقات کا ضلیح
 کرنا ہی مگر بتیم اسخا کہ کہتے ہیں میقول است کہ لا یتیم علی ابن ابطالب

ہم نے نبی اور پر بیان کیا ہی کہ ابو بکر کا اعلان غرض بغیر اسی جو مستحق گریہ و زاری تھا اور قریب
 بافتشای راز رسولؐ ایڑہ بکتر تا اگر امو قحی تھا تو بستے اور پریدنی اور بی ایمانی کی تھا کہ تصدیق
 بوعده خدا و رسولؐ باوجود کمینہی عطیات اور امارات حفظ و حراست کی تھی اور اگر اقتضای تھا
 تو ولایت او سکی بیدینی اور بی ایمانی پر ظاہر تر ہی اور اگر ایک اونی چہرہ و کسبے ساتھ ہو
 اور مالک او سکا کمین اپنی دشمنی چپ کٹی بی اور وہ رونائینا شروع کری اور
 خلق و مضطرب ظاہر کری گا مالک او سکو سمجھاوی تاکہ وہ شکین باوی اور داپوشید
 انشا نہو جاسی مگر ایسے غلام کو لوگ نگرام کہینگے گو وہ ہی کر میں اپنی و اعلیٰ نہیں و تاہون
 بلکہ تمہاری ہی واسطے رواہون لیکن یہ کہنا او سکا اور مالک کا سمجھا ناموجب اسکا نہو گا
 کہ عقلا اس فعل غلام کو ممدوح کہیں بلکہ جو مائل سنی گاہی کہیں گاہ کہ یہ چہرہ بڑا چنی نکو ام تھا کہ
 مالک کو گرفتار ہی کر لینی فکر کی تھے گو وہ مالک اپنی قسمت سی بچ گیا ہو یہ جابی اسکی کہ
 ایک پیر فرقت بقول مخاطب و اعلیٰ یاری اور مدد گاری کی ساتھ ہوا اور پیر اوس سے
 ایسی حرکت ناشایتہ عمل میں آوی پس مصلح مالک کا سمجھا نافع عار و شمار واسطے
 غلام کی نہو گا بعینہ اسطرحی جناب رسولؐ خدا کا ابو بکر بقول تمہاری لا تخزن ان اشد مننا
 مگر سمجھا ناموجب دفع عار و شمار ابو بکر کو اعلیٰ نہو گا اور اگر فرض کیا جاوی کہ جناب رسولؐ
 باین لفظینے بصفہ نبی کہ اصل اسکی واسطے حرمت کہ نہی سمجھا تھی بلکہ لفظ دیگر مثل اسکت ان اشد مننا
 سے سمجھا جب ہی فعل قبیح کا قیاس ہرگز طرف نہو چاہی جائیکہ وہ صیغہ جو حکم ولایت بلا صلا
 اور ایک فعل قبیح کی ہی کہ استغفر او حضرت مخاطب جو اسکا دعویٰ کرتی ہیں کہ ابو بکر
 بنیال اسکی کہ حضرت کعبہ پہنچی اندو کہیں ہوئی یہ ایک دعویٰ محض بلا دلیل ہی شیعہ
 اسکو ب مسلم کرتی ہیں نہایت کا کوئی لفظ اسپر کسی ولایت سی وال ہی کوئی حدیث

مقبول شد و اسرار دلالت کرتی ہی سپر اٹکیو کھانے ثابت ہوا کہ ابو بکر کو واسطی روتی تھی
 کیونکہ نہیں جائز ہی کہ بکر و فریب روتی ہوں یا از راہ چین و بزودی و بی ایمانی بوجہ خدا
 و رسول روتی ہوں جیسا کہ اعتقاد شیعہ افکی روایتوں ہی ہی اور اگر فرمائی کہ ابو بکر
 خود ہی اکی منظرہ سہی ہین کہ میں اپنے واسطے نہیں روتا ہوں بلکہ اکی واسطی روتا
 ہوں تو ہم اولاً ابو بکر کا کہنا ہی نہیں مسلم کہتے اسکی کہ قتل اسکی سلم اور خاری ہی ہین شک
 ہزاروں روایتیں ہم کذب و افتراء علی اللہ جانتی ہین اور ثانیاً اگر قسم تسلیم ہی کریں تو
 جب ہم خود فعل ابو بکر کو معمول برکرو فریب کرتی ہین تو قول ابو بکر بحسبہ اولی معمول بر
 حذع و فریب اگرنگی حضرت مخاطب کو اپنی حماد و ابو بکر ہی کی قسم ہی کہ ذرا انصاف کو
 راہ دیکر فرمائیں کہ جو لوگ حضرت ابو بکر کو رشاد و حضرت عمر مقبول جناب امیر کا کذب اور
 فائن اور خاد و اور آئم کما فی صحیح اسلم سمجھتے ہیں وہ کیونکر قول نقل ابو بکر کو مول بر کذب حذع
 و فریب کریں اور کیونکر اذکی اس فرمانیکو کہ میں اپنی واسطی روتا ہوں خدا تعالیٰ یہ بڑا تفصیر
 نہ سمجھیں علامہ اکی اختلافات بیانی اچکا کہ مبتنی اوپر اختلاف بیانی نسبت ابو بکر کی ہی اول
 دلیل ہی اوپر کذب و خدع کی کہی تھے دینی رسول خدا کو سبب ہی اوپر پناہ کاٹنی کی کرنے
 ہین جیسا کہ پیشتر اس سی اپنے فرمایا اور کہی سبب ہی اوپر اسکی کرتی ہین کہ اپنی واسطی حکمین
 نہ تھی بلکہ جناب رسول خدا کو واسطی حکمین ہی جیسا کہ آجکلہ آپ فرماتی ہین اور کہی سبب ہی اوپر
 مقتضائی بشریت کی کرتی ہین جیسا کہ اذکی چکر فرمایا عیضا العرض یہ قلع او واضطراب توہر نہیں
 ہی مگر کفیل قبیح جیسا کہ واسطی اکی مقتدین ان باتو کی بیانی کو ان میں تو ان میں بہا شیعہ
 کہ مانتی ہین اسلئے کہ ابو بکر کو صحاب کفر فتنی سی جانتی ہین قولہ اے میںا میں منیر جمیع کلم
 کی ہی اسکی فرمایا کہ اس میت ہین خدا کی ابو بکر ہی شریک ہو دین اقول جواب من

تفتیح و توضیح تمام هر دو فضیلت هشتمین بیان کردیم که این دو چند طریک جوابات یکدیگر بجای می
 آید بی هیچی که اطلاق سینه جمع او پر واضحی محاوره و فصاحت و بجا می آید و در کلام خدایین بهت هی دور
 آنا و سخن سی ذات واحد و مقتدر و ملامت و در مقام پر کلام حضرت فاجب بهی اسکاموید
 هی سینه که سطر سابقین من آپ فراتی این که جب ابو بکر صدیق بی کفایت و در فایر آهینجا هوا
 و کیا تو خیال کنی که حضرت که صد سه پنجمی نامد و گین هو بی اس بی مساف سجا کیا که اپنی
 و اسلی نامد و گین نه تنی و در صاحب از لاله الخانی بهی تصریح اسلی کی هی که جب جناب سطر الخا
 فی ابو بکر سی پوچا که همگی سینه تو کیون ردا هی تب ابو بکر بی فرایا که من اپنی و اسلی نین
 رتو باطله کی و اسلی رتو باهل و در ظاهر هی که جس چیز که اسلی انسان اند و گین نه و گین تنی
 و در نگین دنیا کسی شخص کا ایک امر مفرد ہے پس تنی دنیا جناب رسول کا ابو بکر کو حفظ
 اپنی ہی و اسلی تمانه یہ کہ اپنی و اسلی و در خود ابو بکر کو اسلی ہی تناسل صورت میں بقول مطب
 محصل ان نامد معنا کا یہ ہوا کہ اسی ابو بکر تو اپنی و اسلی تو نگین ہی نین ہی باقی رہا میری
 و اسلی ہی اند و گین نہ و گین میری ساتھ ہی بنا بر اسکی معنا کا بیچ معنی ہی کی ہو نا خود آپ ہی
 کی اقرا سی ثابت ہو گیا و در قائلین و حدہ لا شریک لہ کی نزدیک حضرت مخاطب کا شریک
 ابو بکر باطل ہو گیا و الحمد للہ و در اس سوانح الوقت قولہ اقول اسطرح پر کتی ہیں کہ عزن ابو بکر کا
 طاعت تھا یا عصیت اقول ہرگز یہ تقریر اعتراض شیعہ نہیں ہی کا ذب
 معنری ہی جو شخص کہ مدعی اسکا ہی کہ یہ تقریر شیعہ ہی آج قریب ہر ارسال کی زمانہ گذرا
 کہ شیخ مفید علیہ الرحمہ نے اسکا انکار کیا و اس تقریر کو تراشد ابو بکر علیہ السلام و دستاورد ابو بکر
 سی تبا سجا لیکن آجک کسی شی سے یہ نہو سکا کہ گت شیعہ سی اس تقریر کو ثابت کر کی
 قول شیخ مفید علیہ الرحمہ کو باطل کر دیا کہ قد حضرت با غیرت ہیں کہ اوسی خرقہ پارہ شیخ

میں آج تک پیوند لگاتی ہیں اور اسی کہنہ چرکینہ سی ہشت و شوب اس فاختہ
 ابو بکر کو بنیاتی ہیں غافل اس سی کہ شیعہ جب یکسین گو تو اسکو چہرہ پار ڈالیں گی اور بی تکلف
 نیایفہ صاحب کی پردہ دری کر ڈالیں گی مصدق اس مقال کی اور کذب مخاطب سپہ
 کذب و احتیال کی عبارت مجالس ہی کہ اس میں مذکور ہے کہ ترجمہ حکایات مفیدہ شیخ مفید علیہ
 الرحمۃ آنت کہ در مجالس خود از ابو الحسین خیاط رئیس معتز انقل بنود کہ گفت روزی کی از
 شیعہ امامیہ نزد من آمد و اظهار نمود کہ رئیس ایشان اور فرستادہ کہ سوال نماید از آنکہ
 خونی کہ از ابو بکر در غار و قمشہ و حضرت رسالت بقول خود لا تحزن از ان نمی فرمود طاعت
 بود یا معصیت اگر طاعت بود پس نہی آنحضرت منع از طاعت باشد و اگر معصیت بود پس
 عصیان ابو بکر ثابت شود ابو الحسین گوید کی چون آن سوال از رو شنیدم گفتم کہ مرفوعہ اب
 را بکزار و پیش آن رئیس برو داد و سوال کن کہ خونی کہ موسیٰ برا بود حق تعالی بقول خود لا
 منع فرمود طاعت بود یا معصیت اگر طاعت بود پس خدای تعالی انہی ما و از از طاعت
 کردہ باشد و اگر معصیت بود معصیت موسیٰ لازم آید آن سائل نزد رئیس خود رفت چون
 باز آمد گفتم کہ رئیس تو از ان سوال چہ جواب داد و گفت مرفوعہ نمود کہ دیگر با او آشنائی کن
 و بعد از نقل حکایت مذکورہ جواب شیخ فرمود کہ سخت این بر من ظاہر نیست و در نیست
 کہ ابو الحسین آن حکایت را از پیش خود وضع کردہ باشد و اگر راست بودی کہ کہ اس از
 روای شیعہ مخبر کہ آن سوال بودی ہر آئمہ آن رئیس در دفع سارضہ ابو الحسین
 تقصیر خواستی نمود و انچہ بجا میرسد آنت کہ ابو الحسین چون آن نقض را قوی گمان برود
 خواستہ بود کہ وضع آن حکایت تصحیح حال امامیہ نماید انتہ بلطفہ تصفیہ اس عبارت کی
 و کہنی سی دریافت کر نیکی کہ بقدر ریاضت شیعہ نہیں ہی بلکہ قطع و بر یک خیاط کی

ہی بنا براسکی ضرورت تہا نہ مخاطب تقریر اعتراض اول کتب شیعہ سی ثابت کلمات شیعہ
 جواب ہوا بعد ناپنی بنائی بات کو جواب دیا صدیق شل کا نئی نصفت غلما انکھا
 ہوا۔ چہ معنی شل اوس زن منکارہ بنا براسکی کہ اپنی بی بی کو آپ ہی کہوئی اعتراض شیعہ
 استقام پر اوس تقریری ہی جو قاضی علیہ الرحمہ فی الحاق الحق میں بیان فرمایا ہی اور آپ نے
 بعد اوسکی نقل کی جوابات قیود اسکی سی جی پر ایامی اور بنا جواب اور اوس تقریر خیاطی کی
 سہرا یہی کیا متصفح عنقریب قولہ دوسری ابو بکر کو خدا اور اسکی رسول کی قول پر یقین تہا
 اقول یہ اعتراض ایک جز وہی ماوسی اعتراض اہل کاجو کلام قاضی علیہ الرحمہ میں مذکور ہی
 اور مضمون بیان مخاطب اہل تقریر کی طانی سی ظاہر ہو جا تا ہی کہ یہاں بنای کلام لمحق حنف
 پر ہی اور رد مان کلام مبتنی ہی اور اظہار خوف و طم و اضطراب و انزعاج اور بکا کی جو
 مستوجب افتاء و راز خدا و رسول تہا اولن و دونن باتو میں بڑا فرق ہی جیسا کہ عنقریب
 ظاہر ہو گا قولہ دوسری ابو بکر کا روئی اور طانی سے یہ مقصد تہا اقول ابو بکر کی اپنی مقصد
 دلی کا حال تو تہا یہ اپنی دو متون سی بیان کیا ہو گا شیعہ بیان علی ابن ابیطالب کو کیا
 معلوم مگر ہم اہانت سی از روی انصاف ابو بکر کی قسم دیکر پوچھتی ہیں کہ اگر کوئی ظلام یا
 خدشہ کا کہیے تا وہ حرکات کری کہ برسی افتاء و راز مالک لازم آوی تولے یہ ظلام و خدشہ
 کہ خدا کیا کہیں کی حضرت ابو بکر کا سن شریف تہا چل شوش با این ریش فوش اظہار خوف
 و طم و اضطراب کرنا کہ جس سی خلق اور اضطراب و راز خارج اور بکا اعضا و حارح پر طاری
 ہوا اسکی کیا سے پس اگر شیعہ کہیں تب ہی جو سی گامی کھی گا کہ یہ مقصد ابو بکر اکر کرے گا
 رسول خدا کو تہا تاکہ کھاری کچھ فرمایا ماحل ہاتھ آوی پائل خوارات عن الرحمہ کی جن
 اہل حق ہی اور مدد ایمان بوجہ نصرت خدا و رسول باعث اسکا تہا بکریت ان حرکات

ہر طرح سے دلالت اور سوجھ بوجھ حضرت ابو بکرؓ کی ہی قولہ عن نبی کریم ﷺ دن فی استدرہ ویری
 بڑا دیر ہے اقول باؤن بڑا نکاح ابو بکرؓ کے خود مخاطب ہی اقرار کرتی ہیں فرق استدرہ ہی
 کہ علت اس کی اپنی سوراخ ارنہ کرنا فرمایا ہی اور یہ سبب اس کی ہے کہ آپؐ انہی جن عقائد
 رکھتی ہیں وہ نہ کہنی دلیل اس پر قائم نہیں ہی اور شیعوں کی نزدیک چونکہ اتفاق ابو بکرؓ کا ثابت
 ہی وہ خواہی نخواہی اس حرکت کو بھی مثل علم افعال کی محمول حرکت اتفاقی پر کر لگی اور دلیل
 شیعوں کی اس پر سانپ کا کاٹنا ہی اگر نیت بخیر ہوتی تو ہرگز ایسی وقت میں کہ حیوانات
 دیگر مثل کبوتر وغیرہ محکوم مشقت الجانی اور سرگرم مخالفت بالہام کبریائی تھی بلکہ نباتات
 بھی مثل درخت وغیرہ کی جو حکم انیز و قوار و رخا پر لگاتے جیسا کہ بعض روایات میں ہے
 کیون سانپ ابو بکرؓ کو کاٹنا اور جاوہ اطاعت ہی سرکشی کرتا پس درحقیقت شیعوں ہی
 کا قول درست معلوم ہوتا ہی اس لئے کہ سانپ کا کاٹنا ابو بکرؓ کو عین مخالفت رسول خدا کی تھی
 اگرچہ جویری ابو بکرؓ پادین گینچ نہ لیتے تو شک افشائی راز رسول خدا ہوتا باقولہ چہی جب
 ابو بکرؓ کا مطلب پاؤں کی باہر کرسی ہی حامل نہوا اقول مطلب ہی ابو بکرؓ کو خدا جانی ہم کو تو
 ان کی حرکات مخفیہ ہی سوائی اتفاق کی بوی وفاق نہیں آتی بسوقت کہ باظهار خلق و منظر
 و بجا قریب بافشائی راز ہوتی تو کیوں نہیں جانہی کہ رسول خدا فی بقول آپؐ کی واسطی سے
 اور شفقی ہی کی وجہ بجا بقول خود تم تکلی سے کیوں روتا ہی کافی اذالہ تھا مگر پوچھا ہو
 اور حضرت ابو بکرؓ کی ہر دفعہ بغایت اضطراب یا مقتضائی آنکہ درو غور احاطہ نہا شد
 ایک ہی وجہ بیان فرمائی ہو پس جس طرح ایک دفعہ یہ بیان فرمایا کہ سانپ کی کاٹنی سے
 روتا ہوں دوسری دفعہ کہا کہ آپؐ کی واسطی سے روتا ہوں جیسا کہ آپؐ خود معین اس واسطی سے
 دفعہ تیسری دفعہ یہی بیان کیا ہو کہ آپؐ کی واسطی سے روتا ہوں کہ قریب ہی کہ گزشتہ دست

دست کنار ہو کر شید ہو جائی اور علی کیواسطی ہی رد ماہون کہ وہ تو غیبی ہی ہوگی نہوی پس
اگر شیون فی اسکی روایت کی تو اس میں کونسا حال اور کیا اجتماع متعین اور کون
شریک الباری لازم آیا کہ اکی عقل اور کقبول نہیں کرتی قولہ پانچویں ان اللہ مناسی و
معنی مراد لیتی ہیں اقول بلقین میں توجہیات نیز ان اللہ مناسی کی گزرجکی اوس سی غائب
کی معلوم ہوا ہوگا کہ شیون کی نزدیک توجہ کلام انہیں دوزخ منور ہو قوت نہیں ہی بلکہ جائز
ہی کہ بخاطر حضرات اہلسنت ہم اوس سی درگزر کریں جب ہی حضرت ابو بکر کی لئے یہ
نفع اور شیون کی لئے کہ حضرت زین ہی بلکہ ام ایلس ہی قند کر قولہ ان تقریر ذکر ہو کر شخص
محریت ہوگا اقول شخص فرمائی بلکہ پاسا ہرشی فرمائی قولہ او تعجب کری گا
اقول ہکتو ماہیں کہ تعجب نہیں ہی بلکہ تعجب اس میں ہی کہ بس آیہ سی شیدہ کرمک
حضرت خلیفہ اول کا بلا ل وبراہین ثابت کئی دیتی ہیں پھر کہ حضرت اہلسنت اوس سی
فضیلت ابو بکر کی ثابت کرتی ہیں مگر کہ یہی شرم و سیاہوتی تو پھر اس آیت کا نام نہ لیتی قولہ
یہ اعتراض ہی کہ بخون کی بطر ہی جواب ہی کہ دیوانوں کی جبک ہی اقول جبک مرقی
ہو کہ کما تی ہو کیا کہتی ہو طریقہ علم کلام فقہ و ابراہم ہی و بلا وجہ درستی اور بد زبانے
پا بیو نکا کام ہی جواب بات کہ بات ہی اور پاچی پن کا جواب جو تا و دلات ہی حضرت
مخاطب کو اعتراضات شیعہ معنی با و لا کر و واجب جواب نہیں ہو جئات در سر و کو دیوانہ
اور نیز کہتی ہیں اور نہیں سمجھتے کہ اگر خصم آپکا بر سر تمام آگیا تو آپکی کیا حقیقت ہے
آپکی شائستگی کیا گت بنا و کیا تعجب ہی کہ تیزی زبان شیعیان سی تو حضرات اہلسنت
مالان اور گریان ہیں اور آپ انہیں سی زبان درازی کرتی ہیں اور مال کاری نہیں
ڈرتی کہ اگر ادھر ہی ہی تیری کی شہر و کی بوجہ ہرگی تو حضرات کی اگلی پشتون کی

پیش از حضرات شریف فخری سے چہ کردی باک و خوار انداز یکبار ہر خود را بجا
 نیگہ ستی چون نگ انداختے بر روی دشمن و خد کر کا مذرا اجتناب نشسته قولہ کہ انہیں
 تقریر کو شہید ثالث نے کس آب و تاب سے لکھا ہے اقول اگر غدا ہی اور کتا سے
 پیش نظر مخاطب نہ ہوتی تو شہید ثالث کی تقریر کو بعینہ اسی آب و تاب سے نقل
 کرتا اور اس کا جواب دیتا اور کڑائی تقریر کو نہ بیان کرتا طرفہ یہ کہ باوجود بگاڑی تقریر کی
 پہر ہی جواب نہ سکا بجز ایک تقریر یا طے کی کہ اس کی جواب الجواب میں بلا فہم مقصود ایک
 عالم کی خاک اپنی سر پر ڈرائی اور پہر ہی بچہ بنائی اور باہمہ شہید شین صدق
 حج بنے شین ہو کما ستعلم عن قرب قولہ کہ حاضر شہدی اقول ہم نہیں جانتی کہ یہ بزرگ
 کوئی تمہاری بزرگوار دوسرے بن یا تمہاری والد ماجد کی بزرگوار دوسری ہیں ہماری ملیہ میں
 کوئی شہر تبرا حاضر نہیں ہی قولہ صاحب تغلب الکامدنی بجا جواب تقریر خاتم المحدثین اقول
 صاحب تغلب الکامدنی آپ کی خاتم المحدثین بحدت اکبر و صغریٰ کیا دی و سکاری معل
 عبارت قاضی علیہ الرحمۃ ظاہر کر دی ہی کہ اعتراض شیعہ کی تقریر اور ہی اور شاہی کی
 تقریر اور ہی شاہی کی بکذب و ذریب ایک تقریر خود تراشیدہ کو شیوخ کی طرف باقری
 منسوب کیا اور یہی عادت جعلی لو کی ہی کہ کل تقریریں ساختہ و پرواختہ اپنی شیعوں
 کی طرف نسبت دیتی ہیں اور کس کتاب شیعہ سے نقل نہیں کرتی اور ہر جوابات میں ہیں
 تقریر ہی خود ساختہ کی گئیے کسی ناز و خروش سے ملکتے ہیں اور انہیں کیان کرتی ہیں و
 نسیم باقیل سے خروچ سرگیش کند بخندہ برگردون زندہ با: چو کنگا طلب فی خوف
 افضل جانی خاتم المحدثین کی عبارت تحفہ اہتمام نقل نہ کی کہ کیا دی ان کی طانی عبارت
 قاضی علیہ الرحمۃ سی ظاہر ہو جائیگی اسلئے مناسب معلوم ہوا کہ ہم عبارت شاہی اور عبارت

صاحب تقلیب علیہ الرحمہ ہر مقام پر نقل کرین تاکہ انصافین کی نزدیک فرق در میان تقریر
قاضی علیہ الرحمہ کی اور تقریر خود ساختہ شاہجی کی معلوم ہو جائی اور حضرت مخاطب کا۔ بے
نفع اور فریب خط و خط طے در میان تو یہ قاضی علیہ الرحمہ کی اور در میان تقریر خیاطی کی
ظاہر ہو جائی پس واضح ہو کہ عبارت تھنہ سرور شاہجی یہ ہے کہ اپنی مکا بنیہ بین فرامی
ہیں گویند الہست جان را بر شجاع در مقررہ خلافت و امامت کہ بنامی کارآن بر شجاعت
و دلیری ست و نیک و قال با کثارت و تجہیز و تہش لازمہ آن منصب است بجمع دہند
ایضاح این ہم آنکہ شجاعت حضرت امیر حمزیت کہ تمام عالم ضرب اشل و درین اتفاق
شہرہ و علم است و ابو بکر صدیق جان بود و دلیل قولہ تعالیٰ از بقول مصاحبہ اتخرن معلوم
شد کہ ابو بکر در بار محزون بود و درین زمین قسم عمارک امتحانیہ دلیل مبین ست اہم صاحب
تقلیب المکائد اسکی جواب میں فرامی ہیں چون الہست بر فضیلت ابو بکر مین آید کہ یہ
تسک جتہدہ علمائے شیعہ در جواب ایشان گفتند کہ آید مذکورہ ہرگز دلالت بر فضیلت
ابو بکر نمیکند بلکہ دلالت بر نقصت او البتہ سیکند چنانچہ قاضی نور اللہ شہرستانی در احقاق الحق
گفتہ و کیف تیوہم حصول منتقبہ لہ فی حضور النار و قہظہ فی النار و لا تلاما دخل
فی الحوزہ المحررہ المسکان المصون بحیث یامن اللہ تعالیٰ علی نبیینہ علیہ السلام لیسن الالبات
من شیش الظائر و نسج العکبوت علی بابہ و لم یثمن بالسلامہ و لا صدق بالایہ و اظہر الخیر
و الخافہ حقی علیہ بکاؤہ و ترادف لقمہ و انزاعاجہ و لی التبعہ فی ملک الحال الی مقاساتہ
و دفع الی مداراتہ و نہاہ عن الخزن و زجرہ و نہی التبعہ لا تیوہب فی الحقیقۃ الا الی جرحن لشیخ
و لا یسئل الی صرفہ الی المہاجرین و لیس الا سیاقہ طہر من جرمہ و بکاؤہ لکیون من شملہ فساد
الحال فی الاخبار و نہوا ثانی عن استلانتہ و وقع منہ و لو سکن نفسہ الی او عدا اللہ تعالیٰ غیبتہ

وصدقہ نیا خبر میں نجات ملے بحیرن حیث ان کیوں اسندہ ولا انزع قلبہ فی المنع اللہ سے
 یقین سے سکون نہ فاقی خضیلہ فی انوار شیعہ بالابی بکر لولا المکابرة والقداد ہذا انتہی حاصل یہی
 کہ کبر نہ کر تو ہم کیا باسکتا ہی کسی تعریف کا واسطے ابو بکر کی بیچ ماجرا سی مار کی حالانکہ اوکی
 خطا اور نعرشس وہاں ظاہر ہو گئی اسلئے کہ ہر گاہ وہ داخل ہوئی ایسی تمام محفوظ اور کان
 مصون میں کہ خداوند تعالیٰ فی اپنے نبی کی واسطی جاسی امن و امان مہرایا اور نشانیوں کو
 اپنی حفظ و حمایت کی بر ملا دکھلایا بیسے کہ تران خوشی کا اوس جگہ ہر یکم خدا نشین کر اور
 انڈی دنیا اور غلبوت کا درنا پر جالگانہ عرض آیات و علامات طمانیت بخوبی ملاحظہ
 کسی تب ہی نیلغہ صاحب فی اعتماد قول خلیل خدا و رسول پر کیا اور فوق سلامت و
 عافیت حاصل ہوا اور آیات حفظ خداوندی کی تصدیق کی اور اعلان اور اطہار خزن و
 بجا شمع کی کیا ہانک کہ غلبہ کیا اور پیکانی اور زائد ہو اطلق اور اضطراب اور نزاع
 یعنی بیقراری اور بی صبری اور لڑ جبار قلی اوکی ہانک کہ جناب رسول خدا کو سچ و غم اٹھانا
 اور ابو بکر کو سمجھنا پڑا اور جس طرح کیا رسول خدا فی ایسے اظہار خزن و احوال سی جو
 مورث انشائی راز تھا اور نبی رسول کی بنا برہنی حقیقی بنین ہی گرسخ کرنا ایک فعل
 قبیح سی اور بدلیل طرف معنی مجازی کی مانا جائز نہیں ہی خصوصاً ایسے مقام پر جان
 خنوع و ذریعہ اور بکا موجب خرابی حال افتخار ہوا ورام نے غلطاری نہ تھا کہ بلا قصد و عمدہ
 سرزد ہو گیا ہو ورنہ احتیاج منع نہ ہوتی بلکہ جب اس حالت پر استدانت ہوئی تو حاجت بخ
 ہوئی اور اگر سکون ہوتا اوکی نفس کو ساتھ اوس وعدی کی جو خدا فی اپنے نبی سی کیا تھا
 اور تصدیق رسول کرئی اوس خبر میں جو رسول فی دی تھی اپنے نجات کی ہمت کفار
 سی ملو ایسا حزن ایسے تمام امن میں نہ ظاہر کرئی اور نہ مقید ہوتا دل اوں کا ایسی تمام میں

خصوصیت دلدادہ ساتھ اباب حق کی کرنا اور اسکی مقتضی پر عمل کرنا تاکہ مصداق حمد و
 بہا و استیقتنا انفسہم کہ نہو کیا جو اشیاء شرح سلم میں بیان سے تصدیق و اذعان
 میں بخوبی تحقیق کیا گیا یہی اسید طح حزن و خوف ہی سے نفس متعلق بحسن و قبح نہیں ہو سکتا ہی
 مگر باعتبار سوابق و لواحق کی جو امور اختیار یہ تہی میں پس اگر سوابق اور لواحق بجا ہیں تو حزن
 و خوف بھی بجا اور احسن ... ہے اور اگر سوابق و لواحق بجا ہیں تو حزن و خوف بھی بجا
 اور قبیح ہی پس سوابق سے ہی مثلاً کما ظنا ظلم حبوت کہ نسبت بجا نہ مال و عرض پہنچا
 اور کوئی مانع اور حائق اور حافظہ عارض انہی ظلم کا نہو پس اس مقام پر حزن و خوف بجا ہی اور
 فعل حسن ہے اور عقلاً اسکو مذموم کہیں گی بلکہ ایسے تمام پر خوف نکرنا عین مفاہت و
 وقاحت اور محمول بر تنہو مذموم ہی اور فاعل اسکا ملوم اور ضروری ہی کہ خوف معصومین
 اسی قسم کا ہو جیسا کہ مقتضای عصمت ہی اور سوابق حضرت ابو بکر سے یا مرتباً بلکہ خلاف
 اسکی تھا اسلئے کہ غار میں دست پس ظلمہ کی الٹی مانع اور حائق حفظ و حراست خداوندی تھی
 اور عہدہ خدائت جانب خدا سے بقول رسول بقول او کو معلوم ہو چکا تھا اور آیات اور
 علامات حفظ خدا مثل تشیش الطائر ونسج النکبوت وغیرہ خود اپنی انگوٹھی دیکھتی تھے
 پس ایسے وقت کا حزن و خوف نہایت بجا اور فعل قبیح اور مستبہ بر عدم ایمان بقول خدا
 و رسول تھا پس ایسے خوف اور حزن مخصوص کو جو مستبہ اور عدم ایمان کی ہی خوف
 و حزن معصومین پر قیاس کرنا قیاس آسمان بر زمین ہی اور چند درجہ بالاتر از قیاس شیطان
 میں ہی ہے۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک نہ تھا اور بعض سوابق کا ابداً حق کا
 ذکر ہی نہیں لہجی پس لواحق سے ہی مثلاً ثبات وقار اور صبر و سکون و وقار و وقت لحوق
 سزا و عزت و خصلہ اس تمام پر جان کوئی امر واجب کنند ثبات و تحمل ہو مثلاً احسن

بہ ثبات قدم و عدم فراغ عن الزحف یا حکم خداوندی و رعایت و رسول پس صحتی تمام خوف
 اور عزت میں یہ ثبات قدم اختیار کیا اور صبر و تحمل کو راہ دیا اور سنے نہایت فعل حسن کیا اور
 خطا کی نزدیک قابل ملح و شامہا و اور معصومین علیہم السلام کو عصمت پہنچانے کی خلاف
 اسکی عمل میں لا دین پس خوف و عزت اور حکا صلیح باعتبار سوابق کی قبیح نہ تھا باعتبار لاحق کی
 بھی قبیح نہیں ہو سکتا ہی برخلاف خوف و عزت یا جو کہ جس طرح باعتبار سوابق کی قبیح
 تھا اور صلیح باعتبار لاحق کی بھی قبیح نہ تھے کہ بعد لاحق خوف و عزت یا جو کہ ثبات قدم
 اور صبر و تحمل کو ایک ذرہ بھی کار فرما نہ تھی پناہی وزارت اولی عن الزحف اس پر شاہ عادل
 ہیں اور بالخصوص مقام غارین لطاف و انتظام اور جزع اور بقاری اور گریہ و زاری کہ
 موجب اقتضای ساز خدا و رسول حتی ما دے عمل میں آئی پس یہ عزت و خوف خاص جو
 مستقیم عارض تھا اور مسلمانی رسول انیزہ کردگار تھا اسکو عزت و خوف انبیا و معصومین علیہم
 کیا نسبت جو کوئی ایک کو دوسری پر قیاس کرے پس یہ قیاس ہی وہی قیاس آسمان بر زمین
 اور چند درجہ بالاتر قیاس شیطان لعین ہی اب صاحبان انصاف بتلائیں کہ آیا ہمیں
 جو بعد ایک حسن کی ہوساتہ اوس نہی کی جو بعد ایک قبیح کی ہوسا دی ہو سکتی ہی اور کس
 نہی کو لیاقت اسکی ہی کہ قتل اور تشقیہ پر محمول ہو انکس نے کو سے پہلی پر محمول کرنا
 ضرور ہی جسکو ایک ذرہ بھی عقل ہوگی وہ خواہی نخواہی اوس نہی کو جو بعد وقوع ایک فعل
 قبیح کی ہوگی حرمت پر محمول کر لگا اسیدوہی بنیاب قاضی صاحب علیہ الرحمہ فی فرمایا کلاس
 مقام پر نہی کو محمول سے تجارتی پر کرنا بیوجہ ہی کہ عقل کسے قائل کی اسکو جائز نہ کہے
 کی اور اسیدوہی بنیاب قاضی صاحب علیہ الرحمہ فی فرمایا کہنا جسے راجعی البیت کہ این حدیث
 جناب قاضی رافضی لیکر دو برآن انجیمی تو انست رد و میکرو و ترشیدن تقریری از جناب خود

و نسبت دادن بطرف شیعیان و بعد از ان بجواب ان مشغول شدن از احکام کایدان صحت
قولہ بلکہ مولانا صاحب پر طعنہ کیا ہی اقول جب تہی تقریر تراشیدہ آپکی مولانا کی اور تقریر اصل میں
علیہ الرحمہ کی دونوں نقل کردی تو یقین ہی کہ منصفین آپکی مولانا کو ہر طعن و مبالغہ
ملامت کریں کہ جواب اپنے خصم کی تقریر کا دنیا تھا اور مخالفت کی کہ چوتھوں کی دارد و کناہتا
نہیہ کہ خود ہی اپنے نازک ہاتھوں سے اپنے سر پر مارین اور خود ہی سپر و منہ جالین قولہ
اب ہم اون تقریر کا خلاصہ تو لکھتے ہیں اقول ایک تقریر با ضبط و ربط بجا کر خیر تقریر
بی سرو پا لکین اور اسکا نام خلاصہ لکھا کہ حسین کہیں سی جای فرار لمجای اور کوی لمجا
اور ما و اجان بچنی کا اثر جاریے لیکن شیعہ کس کس کو و فریب میں اتے ہیں اور کس کس
کیادی کا دھوکا کھاتے ہیں قولہ اصل عبارت کو لکھتی ہیں اقول اصل عبارت کو تو خود
صاحب تغلیب لکھا علیہ الرحمہ فی لکھتے دی ہی لیکن تمنی اصل عبارت شاہی کو نہ لکھا کہ
و دونو با ہم ملانے سے کیا دی شاہی ظاہر ہو جاتی قولہ اور نہایت ادبی خدمت
حضرات شیعہ میں الی قولہ ما اینجاست اقول ہم ہی بعد اسکی کہ دونو عبارتیں
شاہی اور قاضی علیہ الرحمہ کی نقل کر چکی نہایت تر از نہایت داب ادبی خدمتیں
حضرات اہلسنت کو عرض کرتی ہیں کہ وی ان دونو تقریر کو ملاوین اور ذرا انصاف
کریں کہ قدر آہستہ میں فرق ہی کجا ایک خوف و حزن غم کو باعتبار سوابق اور لواحق کی ہی کیا
اور بی ایمانی شہرنا اور کجا اسطرح خوف و حزن کو دلیل حین شہرنا نشان لین السماء والارض
اور بعد اسکی ذرا غور فرماوین کہ اپنی تقریر میں کا خود جواب دنیا اور اسیر استعدانہ و غری
کو نا صاحبان شرم و حیا ہی عثمانی کا کام ہی عار و تنگ کا مقام ہی اور یہ کسی کیا دو کلا کے
شعبہ کار سے ہی یابی غیر تے اور بیجا سے فواجش با دار سے ہے

جب دانشمندوں اور علما کا حال یہ ہی تو داسی بر حال چلا گیا کسی ادنیٰ سے ادنیٰ جاہل سی ہے یہ گمان نہیں ہوتا کہ ایسے بیچ اور پیوہہ حرکت کری کہ اپنی تقریر پیوہہ کو دوسروں کی گلی سنڈھی اور پیر اپنی پیوہگی پر ناز و غرہ فراوی اور خدا و خلق خدا سی ہنشا و مسلمہ نہیں کہ شاہ صاحب اور مخاطب صاحب کو یہ کھنسی اتھال کھما ہنہ پیوہ میں آن کہ جو ہر شیش پہاکی جگہ جو بی سوئی تو کمانی اور عوام کو دافریب میں لانی ہنم تو اور جو دان لوگوں کی رو بہ بازے اور میلہ سازی کی ایک بات ہی ایسے نہیں پاتی جو پیوہگی سے خالی ہو اور ایک لفظ ہی ایسا نہیں دیکھتے جو صفا ہت اور داکت اور طاقت اور وقاحت اور فصاحت اور شاعت اور ذالمت اور ضاعت سی مخوف ہو سہ زبانی اب سرش ہر کا کئی کرشمہ دامن دل میکشہ کہ جا اینجامت بقولہ ہماری نزدیک نواہ صاحب فی بردا احسان الی قولہ نقل کردیا قول ہماری نزدیک نواہ جی فی جو کہ احسان کیا حضرات اہلسنت پر کیا کہ جو تقریر شیخونی جگر سوز اہلسنت تھی اور ان کی خرمین شکیب کو ستر مار چلا تھی اور جیتی جی دو نرخ کی کناری لگاتی تھی شاہ جی نے اسکو بجدع و فریب بالکل بدل دیا اور تبر و ازگی تقریر ایلہ فریب آتش مدونی اہلسنت پر آب پاشی کی اور اپنی فیضیت اور رساطی بکذب و فریب اپنی اور بگرا کر کی اور استقامت پر مخاطب والا قام فی بعض احسان شاہ چما اوپر یہ احسان کیا کہ عبارت شاہ جی کو نقل کیا یا بین خوف کہ اگر کوئی نصف اس عبارت کو عبارت تقریر قاضی علیہ الرحمہ سی ملا دیکھا تو شاہ جی کی فیضیت اور رسوائی بکذب و فریب ظاہر اور بیان ہو جائے لیکن اس پر وہ جی سی کیا حاصل کہ بیشتر اس سی صاحب تصنیف الیام علیہ الرحمہ کشف عورات شاہی نقل عبارت کا منہ علیہ الرحمہ کہ جی ہیں اور انکی سنگاری اور بیجائی اور غیرتے کو کہ ایک نیزہ پادرات اعلام سی ہی بڑی ہی کائنات

علیٰ رؤس السلام تکرر کیا میں آری گدہی پر جزائی کی تشبیہاتی کہے ہی وہ سب
 انشاء اللہ فی یوم الوقت المعلوم میں آجائیں گے قولہ اگرچہ یہ کہو ایسے ہو وہ تقریر کی
 اقوال اگرچہ یہ کہو ہی ایسی ہو وہ خود سنا کھیل تقریر کی جواب میں کہ لکنا اوقات کا
 ضائع کرنا ہی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ والاعیاد والاشقیاء کہہ دیتی ہیں مثال
 الخطاب المقام ہا وہ اللہ سبیل السلام بہ نسبت پہلی اعتراض کی کہ عز
 ابو بکر کا طاعت تھا یا عصیت گرو طاعت تھا تو پیغمبر صاحب فی کیوں منع کیا اگر عصیت تھا
 تو ابو بکر کا لگہ گار ہونا خدا کی کتاب سے ثابت ہو لہذا اب الزام یہ ہی کہ اللہ جل شانہ
 فی جو خطاب حضرت موسیٰ سے کیا ہی کہ لا تخف انک انت الاعلیٰ اور حضرت لوط سے
 فرمایا ہی کہ لا تخزن انما تخشونکم ولکن ما یرید خدا سے فرمایا ہی کہ لا یخفک قولہم اس سے
 ظاہر ہوتا ہی کہ حضرت موسیٰ اور حضرت نوح کا خوف تھا اور پیغمبر خدا کو کانٹوں کے باطن
 سے رنج ہوتا تھا خدا کی اوکی اطمینان اور تسلی کی لمبی لا تخف ولا تخزن فرمایا پس ہم
 شیعیان پاک سے جو چہی ہیں کہ اول پیغمبر و ان کا خوف طاعت تھا یا عصیت
 اگر طاعت تھا تو خدا کا طاعت سے منع کرنا ثابت ہوتا ہی اگر عصیت تھا تو انبیاء
 معصومین کا گنہگار ہونا ثابت ہوتا ہی پس جو کچہ وہ اسکا جواب دیں گی وہی ہمارے طرف
 سے بھیجیں اسکی جواب میں تھامے فرما لہ شہد شہری فی مجالس المؤمنین میں جہنم
 حکایات مفیدہ شیخ مفید کی بحوالہ قرطوبی الحسن بن ہارون بن مسعود کی لکھا ہے کہ انبیاء
 کی عصمت بذیل عقل ثابت ہی ہے لے جوئی او کی نسبت ہی اوس سے ظاہر ہے
 سے مراد نہیں ہو سکتے اور ابو بکر کی عصمت ثابت نہیں بلکہ جوئی او کی شان میں
 ہے او کی ظاہری سے مراد نہیں ہوتا جہاں یہ حضرات ان تیا سے ہی است لیکن انبیاء

را از ارکاب قبیحی کہ فاعل ان استحقاقم میشود بواسطہ دلیل عقلی کہ بر عصمت انبیاء واجب است
 ایشان از گناہان قائم گشت موجب عدول از ظاہر شد از ظواہر ان آیات عدول یکنیم
 و سرگاہ اتفاق حاصل باشد در آن کہ ابو بکر معصوم نمود و واجب است کہ اجر ای نبی کہ در شان آن
 واقع شد بر ظاہر آن کہ قبح حال ابو بکر است باند بجا ابی سلمہ سیدہ کہتی ہیں کہ خوف کو
 معصیت میں شمار کرنا ہی غلط ہی اور انبیاء علیہم السلام فی جو خوف کیا اور خدائی اونکو
 اوس سے مطمئن کیا اوس نبی کو بلا ضرورت ظاہر ہی عدول کرنا ہی لغوی ہی بلکہ خوف کو معصیت
 قرار دیکر عدا انبیاء پر تہمت کرنا ہی اور جو فرقہ انبیاء کی عصمت کائنات نہیں ہی اوسکو تقویت دینا
 حالانکہ خوف بخلاف اموال بشریت کی ہی جنسی کسی بشر کو خواہ وہ نبی نہ ماہ امام ہو خواہ ولی
 چارہ نہیں اوس پر خدا کے طرف سے ہے مواخذہ نہیں ہے
 چنانچہ حضرت موسیٰ اور ہارون کو حکم ہوا کہ فرعون کو جا کر سجدا اور
 اوسکو دعوت ابان کی کرو تو اونہوں نے خوف کیا اور یوں کہہ کر رہا
 اننا نخاف ان یفطرون علینا وان یطعنی کہ خداوند اہل خوف ہوتا ہی کہ کہیں وہ ہم پر
 مکر ہی نہ لیں فی مطمئن کیا اور فرمایا کہ لا تخافوا انہی معکم اچھے خوف کرو میں تمہارا ساتھ ہوں پس
 ذرا غور کر لیا مقام یہ کہ جب حضرت موسیٰ اور ہارون باوجود نبوت کو خوف کریں اور خدا کی طرف سے
 اس صحت ہوا تو غیاب نہ ہوئی اور انکی نبوت میں فرق نہ آیا اگر حضرت ابو بکر صدیق جو بالاتفاق نبی ہوتا
 یہ معصوم خوف کیا تو کیا گناہ کیا بلکہ جس طرح خدا نے حضرت موسیٰ اور ہارون کو اتنی معکم کہہ کر
 مطمئن کر دیا اسی طرح پر غیر خدا فی ان اللہ معنا فرما کر ابو بکر کو مطمئن کر دیا کہ خدایت کی
 سبب سے نہایت نجیب اتنا ہی کہ ابو بکر صدیق کی محبت ہونے منہم اور مخالف ہونے غیبی
 کو ہی گناہ ہونے میں داخل کر دیا اور ایک ابو بکر کی ذمہ گناہ ثابت کرنی کی لمی تمام پیغمبروں کی

نسبت معاصی کا الزام لگایا اور بلا ضرورت الفاظ خوف کو ادنیٰ حقیقی ظاہری معنی
 عدول کیا لیکن جب کہ جاہل قرآن میں الفاظ خوف کی انبیاء کی نسبت وارد ہیں
 اور مفسرین نے اس کی ظاہری معنی مراد لی ہیں اور کسی نے خوف کو معصیت اور گناہ
 اور نقص میں شمار نہیں کیا ہر تو ایک ٹہید ثالث کی کہنی سی کہ نہیں ہو سکتا چنانچہ یہ
 فاجہ جس منہم خیفۃ کی تفسیر میں علامہ طبرسی نے جو محققین شیعہ سی ہیں لکھا ہے کہ فلما
 امتنعوا عن الاکل خاف منهم وظن انهم يريدون سوءا فقلوا لای قالت
 الملائکۃ لا تخف یا ابراہیم کہ جب فرشتوں نے حضرت ابراہیم کی ساتھ کہا نہ کہ یا
 تودہ ڈری اور گمان کیا کہ کہیں یہ لوگ کچھ بدی سی پیش نہ اوین تب ملائکہ نے کہا ای ابراہیم
 کچھ خوف نہ کرو اور ہسی نہ درو تم آدمی نہیں ہیں پس خوف دور کر نیکی الی جو کلمات تشبیہی و تسلی
 کی بہ لفظ لا تخف یا لا تخزن کلام الہی یا احادیث نبوی میں مذکور ہیں اور کموازی قبل
 نہیں کی تصور کرنا جو انکا معاصی کی منع کی الی مستعمل ہیں بڑی غلطی ہے ورنہ اگر یہ تسلیم
 کر لیا جاوی کہ جہاں لفظ کا جو حرف نہیں کا ہی شہال کیا جاوی و ان مراد نہیں من المعصیت ہو
 یا جہاں کس شی کی نہی بیان ہو اوں سی اوکا وقوع ہونا ہی ضروری سمجھا جاوی تو ہزاروں اعتراض
 ائمہ کرام پر ایسی وارد ہوگی کہ سوای ان کی عصمت کی دوسرا جواب حضرات امامیہ سون پر بیگا
 مثلاً علل الشریع میں لکھا ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کیا علی
 لا تتکم عند الجماع ولا تنظر لفرج امرأتک ولا تجامع امرأتک بشهوة امرأۃ
 غیرک کہ اسی علی نہ کلام کر وقت جماع کی اور نہ دیکھ اپنے عورت کی شرمگاہ اور نہ محبت کر اپنے
 بی بی سی اور کسی عورت کی شہوت پر پس اگر کوئی پوچھی کہ حضرت علی علیہ السلام کی تہی یا نہ کرنی تہی یا نہ کرنی تہی
 تو وہ قاعدہ باطل ہوا جانا ہی کہ نہی شئی وقوع شئی پر دال ہے اور اگر کرتی تہی تو وہ

طاعت تباہی سبقت اڑ طاعت تباہی غیر خدا کی کیوں منع کیا اگر مصیبت تباہی تو ماحصوم
 کا گھمساہ نہ ثابت ہوا اگر کوئی یہ جواب دی کہ امام حصہ ہوتی ہیں اسلئے اس نئی کو لازم
 نہیں من المصیبت ہی از ظاہر آن عدول سکیم تو ہم ہی مجبوری یہ کہنے لگین گی کہ ابو بکر صلیت
 ہی محفوظ تھی اسلئے ہم ہی نہیں الا تحزن ان اللہ مناکو از ظاہر آن عدول سکیم اسی بار کو
 صبر اور صاف بات کو خدا اور عداوت سی کیوں متماہم علی بن ابی دین ہو اور مسیح
 سچی بات کو کس لئے مشکل کئی دیتی ہو ذرا انصاف کرو کہ اگر کوئی دوست کسم دوست پر
 صد پیہ پیچی سے رنج کرے اور وہ دوست اسکو مطلع کرے اور کہی کہ کچھ خوات نہ لائے بہر
 مرد گاہی تو یہ کہنا از قبیل تشقے اور فتنی کی ہی یا از قسم زجر توجہ کی اگر تشقے و فتنی کی قسمی بہ
 ذلالتحزن ان اللہ مناکو ہی اوس قسمی مجبور خدا کی یا تیوان کی تخریب لفظی نکرد اور یہ خیال
 محروکہ نہ کی حسرت کا استعمال واسطے از زجر و توجہ کی ہوتا ہی بلکہ واسطی رحم
 اللہ شفقت کی ہی ہوتا ہی چنانچہ اگر قرآن مجید کی لفظوں پر کوئی غور کری تو اسکو خود معلوم ہو جائے
 کہ اکثر جگہ خدا فی پناہ محبت میں ہی حرف نہی کا استعمال کیا ہی چنانچہ غیر خدا ہی فرمایا ہی
 کہ لا تحزک بہ سائک قتل بہ کہ بہت جلدی زبان نہ کہولہ یا کرد و سری کلام کو پورا سن لیا کرو
 اور وہ سری تمام پر فرماتا ہی کہ فلا تہب فکاس علیہم حسرت کہ لوگوں کی پیچھے تیری جان
 نہ جاتی ہے تو انکی لٹی اپنی جان نہ دی تو کیا ان کلمات کو بھی چھی حسرت زجر و توجہ کی گئی
 سمجھیں گی اور تحریک لسان اور ذہاب نفس کو مصیبت اور ذم تصور کر کی لحاظ مصعت
 حضرت کی ظاہر ہی عدول کر لگی اور اگر ان کلمات کو رحمت اور شفقت پر محمول کر لگی
 تو اپنی دعوی کی منہایت کی قائل ہوگی اعتراض دوسرا کہ ابو بکر کو خدا اور عدول پر کچھ
 یقین تھا اسلئے باوجود کہی سبت ہوا نہ ان کی حفاظت کی وہ روئی اعدائی

مجاننی لگن اسکا جواب یہ ہے ہانی لگنی کرنا اور زور و دسی چلنا ابو بکر صدیق کا کسی
 طرح پر ثابت نہیں ہے اسلئے کہ قرآن مجید میں تو مرن کرنا ثابت ہوتا ہی اور حزن کی
 معنی نوحہ آمد فریاد کی نہیں ہیں اگر کوئی خاص لغت کی کتاب حضرات امامیہ کی ایسی ہو
 کہ جو انھما صحابہ کبار کی شان میں ہوں اور کسی کچھ معنی ہی غلطہ اور حسین لکھی ہوں تو ہم نہیں
 جانتی ورنہ حزن کی معنی غم کی ہیں نہ ہانی ہانی چانی اور زور دسی چلانی کی جسکو نور اللہ شاہ
 فی الحقائق الحق میں لکھا ہے حتیٰ ظہیر کا وہ ذرا تعلقہ و ازواجہ علاوہ اسکی خود منتر میں
 امامیہ کی تفسیر پرنیال کرنا چاہئے کہ انہوں نے حزن کی کیا معنی لکھی ہیں پس منتر کا کھانچ
 فی خلاصہ الخ میں اساتر کہ لکھا ہے کہ چون گفت پیغمبر یا خود در اندوہ و غور اور ملاطبت
 فی فرمایا ہی لا تحزن ای لا تحف پر ہو مگر مرہرہ بیت ہی کہ فاسے صاحب فی حزن
 کی معنی نوحہ و فریاد کی کہانے لکھی بقول المتک بولایہ علی ابن ابیطالب علیہ السلام
 سابق میں بایق اگر تیرے عرض شیعہ نہیں ہے بلکہ تیرا شیعہ ابوہن خیاط ہے شیعہ مطلق حزن و غم
 سی بحث کرتے ہیں مطلق نہی سی بحث کرتی ہیں بلکہ ایک حزن خوف خاص سی بحث کرتی ہیں
 جو ابو بکر کی لمی غار میں یہود حاضر ہوا بلکہ برص بیانیانی و عدم تصدیق قبول صلوات علیہ علیہ عارض ہوا
 بقراری اور گریہ و زاری تالوہ باعتبار سابق اور لاحق کی ہزار قبیح کی کی طرح سی اوکی لمی کوئی
 محل صحیح نہیں نکل سکتا اور اسبیح ایک ہی خاص سی بحث ہی جو بعد اسے فصل
 قبیح کی واقع ہوئی کہ جسکو ہر معنی اسے حقیقی کی معنی مجازی پرل کی بابت نہیں
 ہی اور باوجودیکہ اگر کوئی معنی مجازی تشفی پرل ہی کری تب ہی مطلوب بہت
 نہیں مل سکتا ہی اسلئے کہ اگر کوئی قیامت حق و مضطرب ایک کانفر کی مثل انشائی
 مازکی لازم آوی تو ممکن ہی کہ بطور موقوف مقصود کی ایک کانفری قیامت تشفی

دیا جاوی فضلًا عن المناق المطهر لیساء التوافق اور جب یہ تقریر اعراض خود غتہ
 خیاط ٹھہری تو شیعوں کو اسکی رد جواب کی کچھ ضرورت نہیں ہی اور جو کچھ اس تقریر کے
 جواب میں لکھنی والے بے سرو پا لکھیں یا کوئی موحی صاحب کہتہ ہزار سالہ کو از سر نو
 سمجھیں یا کوئی بساطی صاحب اپنے بساط پر نئی ڈھنگ سے جماوین یا کوئی اونکی
 مستحقہ صاحب ایک عالم کی خاک اپنے سر پر اوڑاویں کلا و طر انبامی فاسد علی الفا
 قولہ جواب الزامی یہی اقول رد جواب الزامی سی جو بعد اسکے خود مذکور فرمائیے
 ایسے ہوش و حواس باختہ ہو گئی کہ ذکر جواب تحقیقی ہولی یہ بعینہ وہی جواب جسکا جائزہ
 سال کمابش اس زمانہ سی پیش اوسی خیاط مذکور نی واسطی ستر عورات ابو بکر کی قطع
 کیا تھا اور بریمان جد مکہ سوزن شہود اوکی قامت زیبا پر سیا تھا اور ہر چہ شیعوں نے
 چیرہ پاؤں کو اسکی پر زسی اوڑھی مگر ابتک ہوا خواہان حضرت ابی بکر اسمن جوڑ پیوند نگاڑ
 اور مٹر الگو تبا ناتی میں ہونکو مارا کر زبردستی پہناتی ہیں اور اوکی فصاحت کو جباتی ہیں
 لکن جسکو خدائی ایک خلق کثر کی سانس اذ شرق تا غرب رسوا کیا ہوا اسکی فصاحت کیسے چٹا
 سی نہیں چہتی قولہ حضرت موسیٰ کو اور حضرت لوط کو خوب تھا اقول بنا بقدر
 خبیثہ کی جب تک مائت خوف انبیا اور خوف ابو بکر میں نہایت کجاوی تب تک قیاس کا
 دوسری ہر قیاس مع الفارق ہی پس ثابت کرنا چاہئے کہ حضرت موسیٰ اور حضرت لوط اور
 جناب رسول خدا ہی بعد اسکی کہ مثل ابو بکر کی ایک مامن حفظ و حراست میں پہنچ چکی تھی اور
 خدائی وعدہ حفظ و حراست ہی کیا تھا بلکہ آیات اور علامات حفظ و حراست مثل
 تعشیش الطائر و نسج العنکبوت سے دیکھا یا تھا ہر ہی ان برزگوں کو اطمینان نہ حاصل
 ہوا اور اسد ر جب خوف و حزن طارے ہوا

کہ باوجود ہیکہ کہ مقام مقتضی کتبتا انکلاف رضای ندا بافت اور از خدا لازم نہا
 گویان انبیائی مثل ابو بکر کی کچھ اسکا لحاظ کر کے قلع و مضطرب و بغیر می اور اگر بیونکر
 کو شروع کیا ایسے ہنگام میں خدائی ان پیغمبروں ہی لا تحف اولاً تحزن فرمایا ہوتا
 پس جب تک یہ سب حالات اتفاق دالات العیاذ باللہ انبیاء کی مٹی حضرت طاب
 ثابست مگر یہی نہ تک دو خوف و حزن ایک نہیں ہو سکتی ہوائی کہ ذک قولہ جواب
 تقریر ابو حسن خیاط اقول سابق میں بیان ہے کہ تقریر خیاطی تقریر شیعہ نہیں ہیں
 برادران انیائی خیاط کو ضرورت ہا کہ اس تقریر کہ تقریر شیعہ ہونا ان کی کسے کتاب مہتر
 سی ثابت کرتی لیکن قریب ہزار سال کی زمانہ گذرا کہ کسی سنی انبات ہکا ہوسکا
 پس بصورت میں اسکا جواب شیخ کو دنیا کچھ ضرورت نہیں ہی باوجود اسکی علی التعلیل
 شیخ مفید علیہ الرحمۃ نے وہ جواب مقبول دیا کہ قابل قبول قول فوسی مقبول ہی اور اہل حق
 اجتناب اسکی تیج و تاب میں اور مثل ابو بکر کی عجب قلع و مضطرب میں ہیں کہ کہ نبائی
 نہیں بن پڑتی دیوانہ کی طرح اوکڑی پکڑی باتیں بی سرو پایہ ترین اور دوسری اپنا جی خوش
 کہتے ہیں کہ استعمال قولہ و بذر عبارتہ مضمون آن آیات نہی ہت اقول یہی مستحکم
 باتو قیصر لاجواب متبنی ہے اور چند مقدمہ کی ایک یہ کہ مطلق امر و نہی سے نصیحت
 فعل و لا تفعل حقیقہ موضوع واسطے وجوب اور جہت کی ہی اور یہ وہ بات ہے
 کہ تحقیق اہل اصول کا اس پر اتفاق ہی اور کثرت دلائل عقلی و نقلی کتاب اور سنت سی
 علم اصول فقہین اس پر قائم ہیں از انجملہ قولہ تعالیٰ فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ
 ان تصیہم فتنۃ عالم یعنی چاہت کہ ڈرین خلاف گفتگان امر خدا اس بات
 سی کہ پیچھے او کو کوئی بلا دنا میں یا عذاب درد زائل آخرت میں و قولہ تعالیٰ

ما منعنا ان لا تشعبدوا مطلق یعنی کون چیز مانع ہوئی تجکو سجدہ کرتی ہے
 جسوقت کہ کہاتے تھو کہ باسجد قائل البیضاوی بعد از امر تک دلیل علی بان مطلق الامر
 للوجوب و انقد یعنی توجیع شبہ بان نجافت امر از زبان دلیل اور اس بات کے
 کہ مطلق امر موصوفی حقیقتہً مطلق وجوب اور فوریت کی ہی اور جو لوگ کہ قائل اسکی ہیں
 کہ امر للوجوب ہی اور کو چاہے اسکی نہیں ہی کہ قائل ہوں نہیں میں اسالت حرمت کی
 دلیل قولہ تعالیٰ مانعاً کہ عنہ فانھوا یعنی نہ اور مطلق جس کام سی تکوینی کریں
 اوس سی باز نہ اور وجوب باز نہ اور واجب ہوا مطلق کہ انتہوا امری اور امر للوجوب ہے
 تو یہی سے حرمت کی میں اسو مطلق کہ جس شے سی باز نہ اور واجب ہی اور کیو حرام
 کہتی ہیں اور جب ثابت ہوا کہ حقیقتہً امر ذہنی واسطے وجوب و حرمت کی ہی پس
 بدیہیات سی ہی کہ سنے حقیقتی سی بلا قرینہ عارضہ ظرفیت منہی مجازی کی کہ جانا جائز نہیں ہے
 و در سرائقہ یہ کہ بدلائل قاطعہ اور برابر میں ساعدہ ثابت ہی کہ انبیاء معصوم میں اور کافی
 ہی اور مطلق اثبات اس امر کی تشریفاً انبیاء و جواب تخطیۃ الانبیاء بالمنع میں لکھی گئی ہے
 اور باوجود گذشتہ سیکردن برس کی تا جیک اور کتاب باب نہیں ہو سکا اور بدیہیات سی
 ہی یہ ایک عصمت مانع ہی اس سی کہ کوئی منہی اور کئے بارہ میں متعلق و قطع کی کسی اربع کی
 ہو سکی مگر مقدمہ یہ ہی کہ او کو کرشل انبیاء کی معصوم سے چنانچہ ابو بکر کے
 معصوم نہ ہونے پر کل امت کا اجماع ہی بلکہ بغیرت پرستے و شراب خوار و
 حلام کاری ایام جاہلیت یا در حجازی بدیہیات سی ہی پس کوئی ضرورت دعویٰ اسکے
 فہمیں ہی کہ جوئی او کی بارہ میں ہورہ خواہی خواہی معصوم منہی حقیقتہً ظاہری سے
 کجادی پس حامل ان مقدمات بدیہیۃ کا یہ ہی کہ کلیتہً جوئے انبیاء کی بارہ میں ہی

بضرورت عصمت ضروری است حقیقتاً بری می مصروف الی المعنی المجازی
 ہو اور ابو بکر کی لمبی یہ امر ضرور بین ہی بلکہ بلا وجہی حقیقتاً ظاہری سی مدول کرنا جائز
 ہی نہیں ہے یہ تقریر و معارضہ البنت سے تھے کہ جسکا نام حضرت مخاطب سے
 جواب الدوامی گناہی اور اس تقریر کی ہادشا سنے کی لمبی ضروری کہ کسی مقدمہ کو مقدمات
 مقدمہ ہی باطل کریں بلکہ جن حضرات البنت سی از مقدمہ میں احمد بن کسی صاحب سے
 یہ نہ ہو سکا کہ کسی مقدمہ کو ان مقدمات سی ذکر کریں بلکہ متاخرین حدیثین نی از جانب خود
 بیسودہ تقریریں بنا سکے بی سرو پا جواب دی اور اپنی اور دوسرو کی اوقات عزیز کو
 ضایع کیا کیا سمعت و تسمع تفسیراً قولہ بواب ایک ہم کہتی ہیں بقول یہ سوال
 از سلمان اور جواب از سلمان ہی قولہ خوف کو عصمت میں شمار کرنا ہی غلط ہی بقول
 یکیا اہل اور لغو کلام ہی کہنے مطلق خوف کو عصمت کہا بلکہ بعض خوف کو بیم میں مبتلا
 و طاعت شمار کرتی ہیں مثلاً وہ خوف جو انسان کو بلحاظ شرعی کہہ اور غضب خدا و رقبہ
 اور خوف نام کی عارض ہوتا ہی اور باعث توبہ و استغفار جدا جدا ہیں و اگر وہا ہی
 پس ایسا خوف ہرگز عصمت نہیں اسکو عصمت میں شمار کرنا ہم ہی غلط کہتی ہیں کلام
 اور بحث اور خوف میں ہی جو غیر انبیاء میں مورد ہی ہو اور معارف کارزار میں صورت
 فرار عن الزحف ہو اور مقام قلمین باعث افشاد زہ رسولؐ ایذا دہا اگر یہ خوف
 عصمت نہ ہی تھی تفسدانی کیوں ایسے خوف سی ہی غلامی اور غارتگری کی حق بار غضب
 من انشد کیوں فرمایا قولہ اور سننی کو بلا ضرورت ظاہری سی مدول کرنا ہی لغوی ہی بقول
 حضرت مخاطب خود لغوی ہی اور اسکا ہر کلام لغوی ہی اور بالخصوص یہ کلام لغوی تر از ہر لغو
 ہی کیچھا نہیں ہوتا کہ مطلق سننے ہی متبادر ہی حرمت ہوتی انکار ہی یا اقتدار

اگر انکار ہی تو اپنے اجداد کی تسمیحات کا کتب اصول میں کیا جواب دیتی ہیں اور
 اگر قرار ہی اور خصوصیت مقام تعیام قرآن صافہ عن المنع الحقہ بمقام پر سنے
 کو محمول پر سنے تسلی فرماتی ہیں تو اسل شیعوں کی منیٰ اصل حقیقہ سے عدول
 کرتے ہیں پھر سے اصل سے عدول کرنے کو نگو کیونکہ ٹھکراتے ہیں اور
 شیعوں کی کتب منیٰ تسلی سے اس مقام پر عدول کیا ہی آری ان معنوں کو اصل
 نہیں ٹھکراتی جیسا کہ کسی برخلاف تصریح تائیں علماء اصول کی ٹھرایا ہی اور جب یہ معنی
 اصلی نہویٰ تو ضرور نہی کہ محتاج بقریہ ہیں اور قرنیہ انبیائین عصمت انبیاء ہی اسی لئی
 شیعوں کی جان کہیں نہی تعلق انبیاء ہی وہاں مقتضائی مطلق نہی ہی کہ حرمت ہے
 عدول کیا ہی طرف معنی تسلی وغیرہ کی مثل نہی قبل از وقوع فعل تقدماً للفظ کافی قولہ
 تعالیٰ کا قطع منهم آثام و کفرتما لیکن اکی لئی ضرور نہیں ہی کہ جوئی متعلق بغیر
 انبیاء ہی اوسمین ہی خواہی خواہی بلا وجہ عدول کریں آری اگر کوئی وجہ عدول قائم ہو
 تو کر لگی اور اگر غرض یہ ہی کہ جوئی متعلق بخوف ہی مطلقاً خواہ نسبت انبیاء و خواہ نسبت بغیر انبیاء
 ضرور ہی کہ منیٰ اہلی حرمت ہی عدول کر کی معنی تسلی پر محمول کریں تو یہ اوں بہت
 سے کہ خوف انبیاء بسبب عصمت کی کیسے قبیح نہیں ہو سکتا ہی پس معنی اہلی حرمت
 اوسمین مراد لیا جائز نہیں ہی بخلاف خوف غیر انبیاء کی کہ باعتبار سوانق اور رواج
 کی قبیح ہو سکتا ہی جیسا کہ منیٰ خوف ابو بکر میں بالخصوص ناریں اور بالخصوص فارمین
 صفت جنگ ہی بعد از خسر و جنین میں کیا قولہ بلکہ خوف کو صحت قرار دیکر علماء انبیاء
 پر حمت کرا ہی اقول ہرگز شیعہ خوف انبیاء و مراد میاں کو عصمت نہیں ٹھکراتے
 بلکہ عدم عصمت انبیاء میں تنزیہ الانبیاء لکھتے ہیں حمت انبیاء پر کہ مراد لایا ہی فرم

۱۰
 ۱۱
 ۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰
 ۵۱
 ۵۲
 ۵۳
 ۵۴
 ۵۵
 ۵۶
 ۵۷
 ۵۸
 ۵۹
 ۶۰
 ۶۱
 ۶۲
 ۶۳
 ۶۴
 ۶۵
 ۶۶
 ۶۷
 ۶۸
 ۶۹
 ۷۰
 ۷۱
 ۷۲
 ۷۳
 ۷۴
 ۷۵
 ۷۶
 ۷۷
 ۷۸
 ۷۹
 ۸۰
 ۸۱
 ۸۲
 ۸۳
 ۸۴
 ۸۵
 ۸۶
 ۸۷
 ۸۸
 ۸۹
 ۹۰
 ۹۱
 ۹۲
 ۹۳
 ۹۴
 ۹۵
 ۹۶
 ۹۷
 ۹۸
 ۹۹
 ۱۰۰

گمراہی جو کہ خطیہ الانبیاء و کلمات ہی اور مصدقین کی خطائیں ثابت کرتا ہی قولہ جو فرقہ
 انبیاء کی عصمت کا قائل نہیں اقول وہ حضرات اہلسنت و جماعت ہیں جنکی بعض
 علماء دہانتیک قائل ہیں کہ کافر صادق الیمیہ ہی نہیں ہو سکتا ہی فضلا من القاب و قولہ تقویت
 دنیا ہی اقول تقویت دینی والی وہ نالایق ہیں جو سنی ظاہری سی عدول نہیں کرتی
 اور آیات تشابہت سی سنی ظاہری ہر اولیکر خطائی انبیاء ثابت کرتی ہیں نہ وہ لوگ کہ
 جو انبیاء اور اوصیاء کو از اول غمراہ و گمراہ صغیرہ و کبیرہ سی محصور جانتی ہیں بلکہ کہ
 کہ خطای اجتہادی بلکہ اجتہاد تک انکی نسبت نہیں بلکہ کہ نطق عن الہوی کا ایمان تائیں
 قولہ حالاکہ خوف بخلہ ان امور بشریت سی ہی اقول یہ بات سچی گمراہیہ اور اخیر
 انبیاء ہیں مقدمہ فرق ہی کہ انبیاء کا خوف دلیل عصمت کہی جا نہیں ہو سکتا اور باعتبار
 سابق اور لاحق کی خواہی خواہی من ہوگا اور خوف غیر انبیاء کہی جا اور کہی جیا اور کہی
 باعتبار سابق و لاحق من اور کہی قبیح ہو سکتا ہی جیسا کہ منی خوف ابی بکرین بیان کیا کہ
 محض جانتا اور نہایت قبیح تھا قولہ اوراد سپر خدا کی طرف سے ہی مواخذہ نہیں ہے
 اقول اگر مراد یہ ہی کہ بالخصوص بعض خوف خاص پر مواخذہ نہیں ہی تو سلم ہی ہم ہی
 کہتے ہیں کہ بعض خوف پر مینے جو خوف کہ جیا اور حسن ہی اور سپر مواخذہ نہیں ہے
 جیسے خوف انبیاء اور اوصیاء مطلقا کہ بسبب حسن ہر نیکی قابل مواخذہ نہیں ہی بلکہ
 بعض خوف کو ہم عین طاعت و عبادت و عین ایمان سمجھتے ہیں جیسے خوف خدا
 اور خوف عذاب اپنی مہیات اعمال پر لیکن خوف ابو بکر اس قسم کا نہ تھا بلکہ خوف جیا
 اور قبیح اور عین بی ایمانی تھا کہ اگر مراد یہ ہی کہ مطلق خوف قابل مواخذہ نہیں ہی
 تو غیر مسلم ہی اور دعوائی بلا دلیل ہی اس دعوائی کا جواب پر کاش کوئی جہوشی سے ہی

و طیل نواری ہوتی اگر مطلقاً ہر حرف میں مواخذہ نہیں ہی تو آیہ و ہنی ہایہ اتخشو غم خلافت
 حق اتخشو انکتہ من خیر من ذلک کا خوف کیوں نہ ہو یا انکتہ مومنین شیعہ کا ہر کہ صبح
 میں ایمان ہی ہاوی طرح اس مقام پر خوف از کفار میں بی یانی ہی اور ہر تعریف مومنین
 مجاہدین میں فرمایا ہے عبادوں فی سبیل اللہ و کایما فون لعمریہ لا شرم
 میں ہر گاہ عدم خوف از لائمن ممدوح ہوا تو خوف از لائمن البتہ مذموم ہو اور ہر فرمایا
 ہی فلا تخشوا الناس و خشوا لی یعنی جن مقامات میں تو خوف الناس سے منع کی گئی
 ہی وہ ان آدمیوں سے نہ در بلکہ خاصی ڈرو و ان فرض ایسے مقامات کا خوف البتہ مذموم
 اور قابل مواخذہ ہی پس ہر خوف پر مواخذہ نہ ہوا محض اجل ہو گیا اور بنیاد ہی ہی
 کہ ہر خوف انکی شیخ کی بار کی واسطے سبب قرار تھا بلکہ اور مقامہ کفار سے ہوتا تھا اگر چاہی
 مواخذہ نہ تھا تو کیوں خداوند تعالیٰ نے آیہ من یولہم مومنین رہے نازل فرمایا اور
 کیوں فقد باء بغضب من اللہ سے بگور و پزیرا بغضب ظاہر کیا کہ کیوں ہاواہ
 جہنم و بشر المصیر سے جہنم کو اونکا بازگشت قرار دیا آفسوس ہی کہ حضرت مخاطب
 حکمت حدیث اب رسالت آت میں موجود تھی ورنہ صحابہ کرام میں اور قرین متعلقین
 از جاد کی طرف سے بذریعہ سند حاصل کردہ از صدر و کالت فضولی کرتی اور مدتی تفسیر
 و لہذا یرکھ خدا اور رسول میں معذرت خواہ ہوتی کہ فرار و خوف بابت خوف ہی اور
 پایا جاناسلول کا عند وجہ العلم ضروری ہی اور خوف اول اسو بشارت ہی ہی جس سے
 ہرئی و ولی کو مجھدی ہی اور کے طرح قابل مواخذہ نہیں ہی تو کافرین غضب خدا میں اور
 متعلقین خصوصاً اللہ الذین خلقوا وری از رحمت خدا میں مقتضای امن باشد من خلف
 عن مینش اساتہ کافی اطل و اتمل گرفتار ہوتی قولہ چنانچہ حضرت موسیٰ و ہارون

اقول جب کل افعال کل انبیاء اور اولیاء کی بیل صحت حسن تی تو لاریب کفر
 اور نکاہی بجا اور حسن تانہ مثل خوف ابو بکر کی بجا اور تیج بالکل ذکر سنی و سنیے اور واثق
 و ابراہیم کا مخاطب کو کچھ فائدہ نہیں دیتا جب تک عصمت ابو بکر کو ثابت نہ کری یا عدم
 عصمت انبیاء ثابت نہ کری وافی نہ ذلک کاش اسیت قد ثابت کر دیا کہ ان انبیاء کو ہی
 باوجود ہر کی کہ خدا کی طرف ہی وعدہ حفاظت ملا اور آیات حفاظت ہی میں تفسیر اطلاق
 و نسخ انکبوت و کما لے گئی پہری قلع و مضطرب و غیراری اور گریہ و زاری لاحق ہوئے
 اور تصدیق بوعده خدا و رسول صلعم نہیں ہوئی اور پہری خوف لاحق رہا تب البتہ دو خوف
 یعنی خوف انبیاء اور خوف ابو بکر کیاں ہو جاتی و اعلیٰ فلس قولہ اس خوف پر کہ کتاب
 نہ ہو ای اقول خوف بجا اور حسن پر عقاب کی کیا وجہ قولہ خوف کیا تو کیا گناہ کیا اقول
 گناہ یہ کیا کہ خوف بجا اور تیج کیا بلکہ گناہ کیسا میں کفر اور بی ایمانی کی کہ تصدیق قل خدا
 و رسول کی قولہ ابو بکر کو معین کہدا اقول ہر کو کلام ایمین نہیں ہی کفر اور رسول کی کسی کفر
 کو صلح مثل عدم انشائی از مطمئن کرین خصوصاً ساتھ کما فی آیات خط و حراست کی مثل
 تفسیر اطلاق و نسخ انکبوت کی لیکن کلام ایمین ہی کہ ابو بکر کو باوجود اس سب کے
 اطمینان نہوا و اطلاق و غیراری اور گریہ و زاری کی کار بند ہوئی کما بیچین صحاحم کس
 یہی دلیل کفر و مذاق اور بے ایمانی ہی قولہ کہوشید ثالث کی سمجھ پر نہایت عجیب
 آتا ہی اقول کہ حضرت مخاطب کی سمجھ پر نہایت عجیب آتا ہی کہ انما حزن و غم و
 خوف ابو بکر کو کہ مبتنے اور پیدائی اور عدم ایمان بوعده خدا و رسول اور عدم تصدیق آیات
 خط کی تکیہ کر گناہ بلکہ کفر و مذاق نہیں کہتا اور اس خوف کفر و مذاق کو ساتھ خوف ستم کیا
 صوفین کی کہ نہ کمر سادی کر ہی قولہ ایک ابو بکر کی ذمہ گناہ ثابت کر نیکی ہی اقول

تھے ایک ابو بکر کی ذمہ گناہ ثابت کیا گئی تھی اس کے خوف کو قابل مواخذہ نہ کیا اور کل
 فائزین عن الزحف کو اور کل متحلفین اور قاعدین عن الجہاد کو خطاسی خوف کو مافیہ پرورد
 کفارسی ڈرنی پر عذر دیا کہ وہ تمام پیغمبروں کی نسبت معاصی کا الزام لگایا کہ قول
 الزام معاصی انبیاء واجب ہوا کہ خوف انبیاء ہی العیاذ باللہ مثل خوف ابو بکر کی سب سے
 برکفر و ففاق و عدم ایمان بوعده خدا و رسول ہوتا اور سب نے انبیاء و ملت عصمت سے بدل
 معنی اصل ظاہری حرمت سی نہ تھی اور ہر گاہ انبیاء اور ابو بکر میں فرق احسان و زمین پایا
 گیا پھر معصیت ابو بکر سی معصیت انبیاء کیوں کر لازم آئی کہ قولہ الفاظ خوف کو اس کے
 حقیقی ظاہری معنی سے عدول کیا کہ قول کلام میں ہی کہنے خوف کی معنوں سے
 عدول کیا نہی کی سب سے اصل حرمت سی عدول کر نیکو خوف کی معنی سے عدول کرنا ففاق
 میں نہیں معلوم کہ یہ غیبت ہی یا غیبت ہی قولہ الفاظ خوف کی یا انبیاء کی نسبت وارو
 ہیں اور فترت میں ہی اس کی ظاہر معنی مراد تھی ہیں یا قول بی شبہاں جہان خوف انبیاء
 ہی اس کی ظاہر ہی معنی مراد ہیں کوئی خوف کی باطنی معنی نہیں ہیں لیکن خوف انبیاء کا
 مستحق ہی اس خوف ابو بکر کا اور سب سے قولہ کہنے خوف کو معصیت اور گناہ اور نقص نہا
 نہیں کیا کہ قول اگر خوف حسن انبیاء کو معصیت اور گناہ اور نقص نہیں کہا ہی قواعد کی معصیت
 کی چہ ہی اس کو لازم نہیں ہی کہ خوف ابو بکر کو ہی معصیت اور گناہ بلکہ کفر و عدم ایمان یا بدگویی
 شمار کری کہ قولہ تو ایک شبہ ثالث کی گئی ہی کہ نہیں ہو سکتا ہی یا قول خوف انبیاء کو
 حسن اور خوف ابو بکر کو کفر و معصیت کہنی ہو الی خطہ شبہ ثالث نہیں ہیں بلکہ دنیا ہر کے
 شبہ میں ہیں اور پھر ہر گاہ کہ نہیں ہو سکتا ہی تاہم مستند ہو سکتا ہی کہ مجالس خاص
 شیعہ میں آپ کہہ کر نہیں ہو سکتی اور ضرورت اس کی پڑ جاتی ہی کہ مثل شیوخ کیا رکی رد و بفرار

لانی ہن اور موتی او بار ہو جاتی ہن قولہ چنانچہ آیہ فادوس منہم خفیۃ میں اسے قولہ بڑے
 غلط ہے اقول یہ بڑی غلطی اور اشتیاق کی ہی جو خطیۃ الانبیاء رکھتے ہن لیکن جو
 لوگ نبی کو سے اصلی حرمت سی بدایۃ عصمت معدول لگی تشریہ الانبیاء کو لکھتی ہن وہ
 ہر چوٹی بڑی غلطی مبتدا ہن لیکن اس سی آپ کے حضرت ابو بکر کو غلطی عصمت کا وہی
 بیت پرستی اور شراب خواری بی خاک میں ملایا ہی کیا لیگا پس جو نبی کہ او کی بارہ میں ہے
 ہو گیا وہ جاوے کیا غرض کہ معدول من ظاہر حرمتہ کریں آپنی او کو اپنا پیر نہایا ہی طیفی
 ٹھرایا ہی آپ جو کچھ او کی حق میں کریں بت بجا ہی مگر شکل یہی کتاب دوسرو نے
 ہی وہ ہے بات کروانی چاہتے ہن یہ بیجا ہی قولہ جان لفظ لا جو حرف نہی کا ہے
 استعمال کیا جاوے وہ ان مراد ہی عن المحیثتہ ہوا قول لڑکی میزان خوان ہی جانتی
 ہن کہ لاہر کلمہ حرف نہی نہیں ہے بلکہ اکثر حرف نفی ہی ہی اور کسے اسکا دعویٰ کیا کہ ہر
 لانی عن المحیثتہ ہی آری آپ کی تحقیقین ظہار اصل اسکی تصریح کرتی ہن کہ اصل نہی لحرمتہ
 ہی جیسا کہ اصل امر لوجوب ہی لیکن یہ کچھ ضرور نہیں ہی کہ ہر کلمہ اصلی معنی مراد ہون بلکہ جب کو
 قرینہ صارفہ ہو گا تب اصلی ہی معنی مراد ہوگی اور انبیاء اور اوصیاء میں عصمت قرینہ صارفہ
 ہی کہ وہ ابو بکر میں نہیں ہے اور اس امر کو ہر لانی عن المحیثتہ نہی ہی کیا علاقہ مگر جاری
 مخاطب عشق حضرت ابو بکر میں جیسے از خود رفتہ ہن کہ ہر بات مؤیدہ سی بی ممکن کی تکملی ہے
 قولہ ہزاروں اعتراض ائمہ کرام پر اقول خداوند قہار زبان اوس بد لگام بد انجام کے
 معترض تحشین ہی قطع کری جس سے نام اعتراض برائینہ کرام علیہم السلام علی جذبہ ہم آفات
 انتہیۃ والسلام نکلتا ہی اعتراض بر کرام ائمہ میں اشتیاقی پیام کلام ہی کہ عکبر طیب ولادت
 سی بہرہ نہیں ہی کیا بغیرتی اور ایمانی ہی قیاس کرنا مال جس الاذان و نجس الاحیان کو

اور پورا پاک خداوند منان کی کجا نطفہائی ناپاک مشرکین اور زائدہ ہی خواہش عاہرہ
 اور کجا معصومین و طہرینؑ سلا لکھتانی اصحاب طاہرۃ وارحام طاہرۃ ابوبکر کو عمر پر قیاس
 کرنا چاہئے نہ ابو جہل کو بغیر ہر پرے چہ نسبت خاک را با عالم پاک قولہ کہ مسواۃ فی
 عصمت کی دوسرا جواب حضرت امامیہ سی نہ بن پڑیگا اقول دوسرا میں پڑے یا
 نہ بن پڑی آپکا مومنہ تو طہری کی واسطے تو یہی جواب عصمت انبیاء اور اوصیاء کا فی اور
 مافی ہی اسلئے کہ مقام انھن فیہ میں دراجواب شیعہ اور عصمت کی ہی یعنی اصل سننے
 دلالت اور وقوع حرمت کی کرتی ہی مگر معصومین میں بقرئۃ عصمت ماول ہی اور ابوبکر
 میں چونکہ اتفاق عصمت فتخی ہی اور وقوع خوف اور حزن جی یا ظہار اضطراب و یقاری
 اور گریہ و زاری ہی کتب الہست سی ثابت ہی کامر محلا دے سبب تنصیلاً پس شیون کی
 پاپوش کو غرض نہیں ہی ابوبکر کی بارہ میں سننے کو شعی اصلی سی معدول کرین قولہ پیر خندا
 حضرت علیؑ سی فرماتی ہین اقول جیسے خدا پیغمبری فرماتا ہی لا شطع منہم انما
 او کفو لہا پس بحضورت عصمت دونوںی ماول ہین تنہی ابوبکر قولہ مجبوری یہ کہنی
 لگین گی کہ ابوبکر صدیق ہی محفوظتی اقول واقع میں یہ جواب مجبوری کا ہے جب
 جواب کہہ نہ بن پڑی تو بجز ایسے مملات و خرفات کی کہنے کی اور کلو چارہ کیا ہے
 اسی جگہ سی تمہاری عاجزی جواب سی ظاہری تنے بنامی الزام شیعہ مملات شیعہ پر
 کے ہی اور صدر کتاب میں کہا ہی کہ انہیں کی معتبر کتابوں نے ہم انکو الزام دیتی ہین
 اب جب اس مقام میں کہ نہیں بن پڑے تو بنامی جواب اور محفوظیت ابوبکر کے
 کرتی ہو اب تمہارے جواب اور لازم ہی کہ بنا برآنی اقرار کی محفوظیت ابوبکر کی کے غیر معتبر
 ہی کتاب سی شیون کی ثابت کرو تم خوب جانتی ہو کہ شیعہ انکی ایمان ہی کو نہیں مانتی

بلکہ ان کو کافر و منافق جانتی ہیں پہرہ دہی محفوظیت کو کب سلم کر لینی پس شیعوں کی
 مقابل میں یہ جواب دینا نہایت جبک ازرا اور گونا گویا ہی علاوہ اسکی اگر محفوظیت نہ
 عصمت از گناہ ہی تو تم خود اقرار کر چکی ہو کہ ابو بکر حصہ نہیں تھی اور اگر کہیں عصمت از
 معصیت نہیں ہی تو معصیت ابو بکر ہی کون امر مانع ہے کہ کسی کو ضرورت تاویل
 معنی اصلی سننے ہی ہو اور ہم نہیں سمجھتے کہ دعویٰ محفوظیت کس وجہ ہی ہی آیات پر
 سی یا شرک سی یا نفاق سی یا ارتداد سی یا شرب خمر سی قبل اسلام یا بعد اسلام اگر محفوظ
 ہوتی تو ترمیرون عرض الدنیا کی مصداق کیوں ہوتی اگر محفوظ ہے ہوتی تو تمولین الذہر
 سی کیوں ہوتی اور ناکشیں بیعت خلاہ و سول سی بغیر عن الزحف کیوں ہوتی آری اگر بعد
 خلافت اہلسنت کی نزدیک محفوظ ہو گئی ہوں تو ہو سکتا ہی گمشدہ کی نزدیک تو یہ
 خلافت سرا یا خلافت میں ارتداد ہی تفضل قولہ انظاہر ان عدول سکیم اقول
 بسیار بیجا کیونکہ کہ بدون عصمت مانع از معصیت از ظاہر معنی عدول سکینہ پس متاویلا
 کہ از ہی جملہ اہل مسا صہ و فسق و فجور عدول کینہ چہ ہی فرعون و ہامانی و فرود و شداد
 و دست از اسلام چہ از کرتانی ہم بردارید و بہر تہ گرائید قولہ صاف با گم غدا اور
 عداوت سی کیوں تھا اور پہلے اقول صاف بات تو یہی ہی کہ باوجود کہیں آیات
 حفظ خداوندی کی ابو بکر کا انطا طلق و اضطراب اور جمع و فرغ دلیل نفاق ہی تم کو چاہو
 متاویلا و چاہو پہلے بوجہ قولہ اور سید ہی ہے باکو کس ہی شکل کی دینی ہو اقول
 سید ہی تھی بات تو یہی ہی جو تم سن چکے شیعوں پر تو کا قایل ہونا بہت سہل
 اور آسان ہی اگر شیعوں پر شکل پڑی تو شیعوں کی پاپوش سی قولہ اگر کوئی دوست
 کے دوست پر صدہ پہنچنے سی رنج کری اقول اثبات دوستی ذمہ و دستان

ابو بکر ہی شیعہ تو انکو دشمن حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی سمجھ کی جو مناسب
 بحال دشمنان ہی نہ کہیں گے آپ چاہیں خوش ہوں چاہیں ناخوش ہوں +
 قولہ تو یہ کہنا از قبیل تشنہ او قسلی کی ہی کہ از قسم زجر و توبیخ کی ہے اقول اگر درست
 کی حق میں کہنا ہی اور خوف اور حزن اور سکا بجا اور درست اور حق میں ہی تو از قسم تشنہ
 اور قسلی ہو سکتا ہی اور اگر کوئی دشمن باطوار جزع و فرج و طلق و منطراب انشائی لازم
 کر کی فکر اذراسانی میں ہے اور خوف اور حزن اور سکا بجا اور استعجب ہی تو خشک زجر و
 توبیخ پر محمول کر نیکی سے ہر سخن جاسی و نہر کہتہ تمامی دارد قولہ آیتو لکی تحریف منطی
 کہوا اقول تحریف منطی تو حضرت عثمان موقوف القرآن فی کی اور تحریف معنوی تم کرتی
 ہو کہ بلا وجہ و بلا قرینہ معنی اصل سے بدل کرتی ہو قولہ اور یہ خیال نہ کرو کہ نہی کی حرف
 کا استعمال و اصلی نسخ اور زجر و توبیخ کی ہوتا ہی اقول یہ بات تم اپنی گرد گھٹلاؤں کو کیوں
 نہیں سکھا دیتی کہ وہ نہی کو جسے حرمت کہی نہ کہیں قولہ بلکہ و اصلی ترجمہ شفقت کی
 اقول ترجمہ اور شفقت اور عنایت اور محبت کوئی سے اصلی نہیں ہیں بلکہ قرآن صارفہ
 عن المعنی الاصلی مراد ہوتی ہیں برخلاف معنی اصل ظاہری کی کہ حسین احتیاج قرآن
 نہیں ہی یہ جائی ایک معنی اصلی پر قرآن ہی قائم ہوں جیسے انہن فیہ میں باطوار جزع و
 فرج و طلق و منطراب کہ مفسر بافتار از خدا و رسول تھا و لاریب فی حرمتہ قولہ لا تحک بہ
 لاسک الی قولہ تو ان کلمات کو ہی فاسد صاحب زجر و توبیخ کی کہے سمجھیں گی اقول
 ہرگز نہ سمجھیں گے اور کہیں گی کہ مصوئین میں دلیل عصمت اول اور مد باب ابو بکر معنی
 جہت اور عصمت پر محمول ہو گی قولہ لجا ط عصمت حضرت کی ظاہری عدل کر نیکی
 قول بان خشک کر نیکی لیکن ابو بکر میں تو کہیے قولہ اور اگر ان کلمات کو درست

اور شفقت پر محمول کرینگے تو اپنی دعویٰ کی منہایت کی قائل ہونگی اقول دعوای
 منہایت اور طاقت اور ضلالت اور غایت اور بلاوت یہی کہ کوئی شخص بلا وجہ اور بلا
 ضرورت داعیہ اور باقرنیہ صارفہ معنی اسلئے حرمت سے عدول کر کے مستی رحمت
 اور شفقت پر محمول کرے اور جس جس مقامات پر کوئی قرنیہ صارفہ عن المعنی الاسلئے موجود
 ہی جیسے انحن فیہ میں کہ عصمت ان عمل علی المعنی الاصلی ہی پس یہ مقامات منسوخ
 بحث سے بالاتفاق خارج ہیں پس سفیہ جاہل یا مستغیب متجاہل وہی جو غیر معصومین کو
 معصومین پر قیاس کرتا ہی قولہ دوسرا قراض کہ ابوبکر کو خدا و رسول پر کچھ یقین نہ تھا
 اقول وعدہ خدا و رسول یقین نہ کرنا یہ ایک جرم ہی کہ جس کا نشانہ اس مقام پر بجز حدیثی
 اور بیایانی کی اور کچھ نہیں ہو سکتا ہی آپ ہی اپنے ایمان ہی کسی صاحب ایمان کا نشانہ
 نہ بنے کہ جسکو وعدہ خدا و رسول پر عطا ہوا ہو اور پہرہ مومن حقیقہ کلاما یا ہو اگر یقین نہ
 ہوتا تو حزن خوف اپنی جان کی لمبی یا بقول لیکے بلکہ بقول کا ذخیرہ و انکی جناب رسول خدا کو لے
 باوجود دیکھنے آیات کے ہرگز نہ عارض نہ تا قولہ وہ رؤا اے اہی بچائیگے اقول رؤا اور ہئی ہئی چاہتا
 ایک جمع دیگر ہے علاوہ علم تصدیق وعدہ خدا و رسول کہ جس سے انشاء برا خدا و رسول ہوتا تھا اور
 ایذا خدا و رسول ہی اور ہودیان خدا و رسول مصداق لعنہم اللہ فی الدنیا والآخرہ ہیں جیسا کہ
 خود جناب باری نے فرمادیا ہی قولہ جواب یہی کہ الہی ہائی کرنا اور زور زور سے چلنا
 ابوبکر صدیق کا کیس طرح ثبات نہیں ہے اقول سچ ہی اور بجا فرماتی ہیں کہ آپ کے
 نزدیک ثابت نہیں ہی بسبب اسکی کہ محبت ابوبکر کی آنکھوں پر دی ڈالی ہیں نفس
 حب الہی یعنی و عیم لیکن شیعہ تو بدیل عقل و نقل ثابت کئی دستہ ہیں لیکن اقول
 پس اسوجہ سے کہ حزن و غم اور خوف و ترس علیہ امور قلبیت سے ہے اگر انسان

اسے تین بنہالی اور ضبط کرتی ہرگز دوسری شخص نہ کشت نہیں ہو سکتا ہی آدمی اگر ضبط
 مگرتی تو نظر اوکی اعضا و اجزایں مضطرب و متزلزل ہوتی مگر یہ داری ہو جاتی مین پس اگر وزن
 و خوف ابو بکر محض امر قلعہ ہوا اور ابو بکر نے ضبط اور کا کیا ہوتا تو پیغمبر کو اسکی منع فرمائی
 کی یا قبول ہوتا ہرے تسکین اور تسلی دینی کی کیا ضرورت تھی اور وزن قلعہ ابو بکر سے
 انتظام امور دنیا اور آخرت میں کون خلل آیا جاتا تھا جسکے رفع کرین خد اور رسول اکرم
 اہتمام ہو کہ ضرورت منع کرنے کی تسکین دینی کی پڑے پس لاریب لا تعزن منع ہوتا
 اور وزن و خوف سی جو تشرم افشائی برا خدا اور رسول اور مصلحت استتار فی
 الغایت ما اور نہیں ہو سکتا ہی مگر وہ وزن جو مستحق شود و فعل و بکا ہوا اور وہ خوف جو مصلحت
 صلاحاتی محمل اور بیجا اندر ہو بالا ہوا اور اگر فرمائی کہ یہ اہتمام فقط اور راہ محبت و دوستی
 تھا کہ وزن قلبی ابو بکر چند ساعت کا ہی گلداسی خاطر خدا و رسول تھا تو ہم اہل جواب میں
 عرض کریں گی کہ محبت اور دوستی بعد الا یان اور فرع ایمان ہی اور ہم ابتدائی کتاب سی تا اینجا
 اور از اینجا تا آخر کتاب کفر و نفاق حضرات ثلثہ ثابت کرتی مین اور جس آیت سی آپنی کوئی
 ہوئے فضیلت ہی نکالی نہیں اویسی جگہ سے بچا نفاق ثابت کر دیا اور قبول سابق
 میں ہمنے بیان کیا کہ تصدیق مکرنا وعدہ خدا و رسول کی اور ما وجود دینی آیات خدا کی
 کی پہچان نہ لانا اور یقین امن و ایمان نہ کرنا اور اظہار وزن و خوف نہ کرنا عین دلیل کفر و
 نفاق ہی اور ما وجود ثبوت کفر و نفاق دعوائی دوستی و محبت خلاف عقل ہی یہ ہے
 دلیل عقلی لیکن ثانی نے دلیل نقلی پس قول آپکی قدشین اور مغترین کا ہی چنانچہ آپکے
 محدث کمال شاہ ولی اللہ صاحب کتاب ازالۃ النہاتین صحیح بخاری و مسلم ہی نقل ہیں
 فاتخذوا التعمیل علیہم ناظم یہ کہ انہم اسراقتہ بنیادینہ و مدینہ مدینہ و مدینہ و مدینہ و مدینہ

یہی ہے
 صبح و شام
 ربو کعبہ

موقاموں کو ملاحظہ فرمائی کہ توضیح اوسکے تعلق و صیغہ کرتی ہیں اب قابل ملاحظہ بات
 ہی کہ جناب مولانا می شوستری کی عبارت میں جسکے آپ ناقل میں اسقیدہ ہی کہ متی
 غلبہ بگاڑہ و تروایدہ قطعہ و انزاعیہ پس غلبہ بکا باقر اسلم و بخاری و قلع و انزاعیہ باقر افاضی
 بیضا ثابت ہو گیا اب فرمائی کہ مولانا شوستری کی آپکے متدین اور مغتیرین سے
 بڑھ کر کون سے بات زیادہ کہی کہ جسکے آپ فکر ابطال اور انکار میں پڑی ہیں اور جب
 صیغہ ہی داخل مغموم انزاعیہ ہوا تو اگر مائی ہائی نہ تو داسی وائی سے اولاً اگر وہی ہیں
 نہ تو پون پون سے الغرض ہر طرح سی بکائی بیا باصدا صدای بیا ثابت گیا اور آپکا
 فرمانا کہ روزا اور مائی ہائی بیا اثبات نہیں ہی باطل ہو گیا قولہ حزن کی معنی غم کے
 ہیں نہ مائی ہائی مچانے اقول شہر پڑیں اس سمجھ پر یہ کہے کہنا کہ حزن کی معنی سٹے
 مائی مچانی کی ہیں جناب والا حزن کی معنی غم و اندوہ ہی کی ہیں خواہ بوجہ خوف
 یا بوجہ دیگر لیکن حزن و غم دو قسم کا ہوتا ہی ایک محض قلبی کلا نشان او سکا ضبط کاری
 دوسری یہ کہ گریہ و زاری و قلع و بقراری انسان او سکا منظر ہو لیکن حزن ابوبکر مستم
 ہی سے تھا جیسا کہ تمہی قول مغتیرین اور محدثین سے ثابت کیا اور احقاق الحق
 میں زائد اوس سے نہیں کچھ کماتر اور کوئی لغت خاص او کتاب خاص کی تصنیف کی
 شیعوں کو کیا حاجت ہی اور اگر تصنیف ہی کرتی تو آپ او سکو بمانتی ہو کو کتب عامہ
 انچہ مطالب کی اثبات کی لمی الزام علی النحالف کافی میں لطف اس میں ہے کہ
 جسکے جوئی او سے کاسر قولہ حزن کی کیا معنی لکے ہیں اقول جسے اندوہ کی
 معنی لکھی او سے محض قلبی کے قید نہیں کی اور جسے تعبیر خوف کیا او سنی بطور تہ
 البتہ باسم سبب کیا اسلئے کہ وہ حزن و غم جسکا ظہار بکا و قلع و انزاعیہ ہو سبب

کو کس طرح ادھی عدم یقین پر محمول کرتے ہیں جبکہ انبیاء و صلوات کی حرکت و خوف کا خود
 اقرار کرتی ہیں اور خاص سید انبیاء کی ہجرت کا سبب محض خوف قتل کتنی ہیں ہمارے
 عقیدہ کی مطابق ابو بکر صدیق حضرت موسیٰ اسی افضل ستہ کہ خائف نہ تھی پیغمبر خدا اسی
 زیادہ مطمئن اور کمونہ تھا کہ قتل و قاتل اسی نہ ڈرتی یہ عقیدہ تو حضرت شیعہ کا ہی کہ حضرت
 موسیٰ کو خائف بتا دین پیغمبر خدا کی نسبت قتل و قاتل کی خوف کو نسبت دینی کو ہیچ نہیں
 لیکن حضرت عیسیٰ کی نسبت خوف کا خیال ہی نہ کریں اور ادا کی تہیہ کو تہک ابرو کی خوف
 کا سبب ہمیں جیسا کہ تعلیم الکاظم کا مولف لکھا ہے تہیہ بخت خوف ہلاکت جان و دود
 بود بلکہ بخت خوف تہک عرض و ناموس بود مالی قول کہ دانستے کہ خوف حضرت
 امیر المومنین نہ از ہلاکت جان بود بلکہ خوف تہک عرض و ناموس عرض کہ ان سبب و نتیجہ
 شکینہ سی یہ بات ثابت ہوگئی کہ الزام خوف کا ابو بکر صدیق پر کسی طرح مایہ نہیں ہو سکتا
 اسلئے کہ اگر کیا جاوی کہ او کو خوف قتل و قاتل کا تھا تو ایسا خوف باقرار ملائی شیعہ
 انبیاء کو بھی ہوا ہی اور اگر کیا جاوی کہ او کو قتل و قاتل کا خوف نہ تھا بلکہ تہک ابرو کا
 تھا و سکا خوف حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ نے کو بھی ہوا ہی جو با عقائد شیعہ مبنیوں
 سی افضل اور سب پیغمبروں سے بہتر تھی تا حاصل قرآن مجید کی آیتیں اور اللہ کی حدیثیں اور
 علماء امامیہ کی اقوال اس پر شاہدین کہ حضرت ابراہیم سی پیغمبر خدا کی خلیل تھی اور حضرت
 موسیٰ سی نبی جو خدا سے باتیں کرتی تھی اور حضرت سید الانبیاء علیہ التحیۃ و التسلیم سی
 جو خدا کی خاص محبوب تھی اور حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ سی امام جو پیغمبر کی وصی اور
 خدا کی مشیر تھی اور سب پیغمبروں سی افضل اور بہتر تھی قتل و قاتل کی خوف اور عزت اور آبرو
 خوف و ڈر سی محفوظ نہیں رہے تو اگر ابو بکر صدیق بھی خوف و ڈر سے بچتی ہیں تو کیا عجب ہو کہ

نہایت تعجب آئی ہے ملا شمیم سے کہ انھوں نے ابو بکر صدیق کی ایک شب کی خوف
 پر اس قدر زبان درازی کی اور ان کی خوف کا وہی کفر و فتنہ کا نتیجہ تھا باوجودیکہ وہ کمال کا متقی
 ہی کہ تلم ائمہ کرام اول سے آخر تک پیدائش کی نمانہ سے موت کی وقت تک ہر لحظہ
 و ہر ساعت خوف میں رہے اور اہم اول سے لیکر اہم آخر از ان تک سب کی سب تقیہ
 کرتے تھے ایک ہی ائمہ اثنا عشر تھے ایسا نہیں ہوا کہ جسکی ہر خوف و ترس میں نہ لگتی
 ہو اور ایک خطہ ہی خوف سے ہلکتے پانی پر آتے تھے جسکے بنا میں سرخرو پڑے یا ان کا
 جزو غلط قرار دیا گیا اور التقیہ دینے و دینے والی امامت کا کلمہ ستر کیا گیا پس جبکہ ائمہ
 کرام باوجودیکہ موت مہیات ان کی امتیاز میں کہ جب تک چاہیں زندہ رہیں ملاکہ ان کی علم
 میں کہ جو چاہیں وہ کرین گناہ میں ان کی وہ تاثیر اگر بظاہر کی طرف دیکھیں وہ بھی بہت جاوہر
 بازو میں ان کی وہ قوت کہ اگر ایک ہاتھ اور ٹاویں سے ہزار جن قتل ہو جاویں علم کا وہ
 حال کہ جو کہ ہو اور جو گناہ بھی آگاہ ہو کہ گناہ اور گناہ کا سب سے واقف اعجاز کے
 کیفیت کہ حصا ہاتھ سے گراویں انہوں نے جاوہر کی تھار اور منافقین کی طرف اشارہ کریں
 ایک میں سب کو گل جاوہر اور پھر باوجود ایسی قدرت اور طاقت اور اعجاز کے تمام خوف و ترس
 ترس میں رہیں اور اپنی امامت کا دعویٰ تک نہ کریں جان و بے کی ڈری کسی سے چ بات نہ کریں
 کے اپنی انھیں خواص سے کوئی راز کی بات نہ کہی کہ ہوں تو دروازے بند کر لیں ڈرتے
 ڈرتے اپنی شاگردوں کو علوم دینی کی تعلیم دیں اور اگر ایک ماضی سامنی آجاوے تو ان کا
 کہ جاویں اپنے غلط احباب پرست اور ترہا کرنے لگیں اور حضرات شمیمہ ان کی
 خوف و ترس پر کچھ بھی طعنہ نہ کریں اور ان کی امامت اور فضیلت پر اس سے کچھ شبہ نہ کریں
 بلکہ اس خوف کو بہترین عبادت سمجھیں اور تقیہ کو ائمہ کرام کا دین سمجھیں اور ابو بکر صدیق کے

ایک شب کی خوف پر قصہ زبان درازی کرین اور ان کی خوف ترس کا دیکھ کر وفات کی
 دلیل سمجھیں باوجودیکہ نابوکصدیق کی اضیاء میں موت و زندگی تھی نہ ملاکہ ان کی تابع فرمان تھی
 نہ علم کا کان و ایکون او کو حاصل تھا نہ اسے ہزار جن کی قتل کر دینی کی اور کو طاقت تھی معلوم
 نہیں کہ حضرت فی ائمہ کرام کی خوف میں اور ابوکصدیق کی خوف میں بالانتیاز کیا فرق ہے
 کہ وہی خوف ائمہ کی حق پر فیضیت ہو اور ابوکصدیق کی حق میں نقض مہیبہ یہ میں تفاوت رہ
 انکاست تکابا لیکن اگر ہم شیروں کی حقیقی کی موافق خوف کو انبیا اور ائمہ کی نسبت بہ
 معصوم ہونی نافذ کی جاہر سے عدول کریں اور ان آیات کی نسبت جنسی خوف اور نہایت
 ہوتا ہی از ظاہر آن عدول سکیم کہیں تو یہی کہ حاصل نہیں ہوتا اسلئے کہ علاوہ انبیا اور ائمہ کی جنس کی
 کلام سی مؤمنین کا بھی خائف ہونا ثابت ہوتا ہی چنانچہ مثل شانہ فرما ہی کہ ان
 الذین قالوا ربنا الله ثم استقاموا تتنزل عليهم الملائكة الا تخافوا
 ولا تحزنوا وابشروا بالجنة التي كنتم تعدون کہ جو لوگ کہتی ہیں کہ خدا ہمارا پروردگار
 ہی اور ہم مضبوط ہے ہیں اور پورا کہ یہ کہتی ہوئی نازل ہوتی ہیں کہ لا تخفوا ولا تحزنوا
 کہ کہ خوف نہ کرو اور کہہ جن کو ہم اس سے امان مؤمنین کا جو اپنی ایمان پر نہایت مضبوط ہوتی
 ہیں خائف اور محزون ہونا ثابت ہوا اور ایک دوسری جگہ پر اللہ جل شانہ مؤمنین سے فرماتا ہے
 کہ لا تحزنوا وانتم الاعلون کہ کہ ہم کو تمہیں کو غلبہ ہو گا پس معلوم نہیں کیا ان
 آیتوں میں جو مؤمنین کی نسبت لفظ لا تحزنوا کا ہی یہی زبرد تو یہ کیوں اسلئے ہی یا اصل آیت
 کی ایسی پس یہ تو ظاہر ہی کہ طے صاب ہی اس کا اقرار کر گئی کہ بیان ہی زبرد تو یہ کی گئی
 ہی بلکہ یہی فرما دیئے کہ تسلی و تشفی کی ایسی ہے تو ہر ہم نہیں سمجھتی کہ ابوکصدیق کی شان میں
 جو لفظ لا تحزنوا کا ہی اور کو سطح زبرد تو یہ کی ایسی بیان کر کے میں تعجب کی بات ہی کہ

ایک ہی طرح تو عربی ہزار گنہ واسطے تسلی اور تسخیر کی استمال کیا جاویں ادا ایک جگہ واسطے
 زبرد تو بیغ کی ان اگر کوئی قرینہ کتاب تنگی کا پایا جاتا تو ہم تسلیم کرتی کہ ابو بکر صدیق کے
 نسبت کلمہ لاتحرن واسطے زبرد تو بیغ کی ہی سودہ ہی نہیں واسطے مصلح مبین کی
 نسبت خدائی فرمایا کہ لاتحرنوا اور اسکی بیان کیا کہ لاتحرنوا یا مجتہد کہ کچھ غم نہ کرو تمہاری واسطے
 بہشت موجود ہی یا ارشاد کیا کہ لاتحرنوا وانتم اعلون کہ کچھ غم نہ کرو تمہیں کو غلبہ
 ہو گا اور سیطرح پر ابو بکر صدیق ہی ہی پیغمبر نبی فرمایا کہ لاتحرنوا ان الله معنا کہ کچھ غم
 نہ کرو خدا ہماری ساتھی ہے پس غلبہ ہر دو دن میں کچھ فرق پایا نہیں جاتا واسطے اگر دن
 آیتوں میں لاتحرنوا واسطے تسلی اور تسخیر کی ہی تو اس آیت میں ہی تسلی کی لٹی ہی اور اگر دن
 واسطے زبرد تو بیغ کی ہی تو بیان ہی لیکن باوجود شہاد و انافاذ و تطابق قرآن کی لاتحرنوا کہ
 اول آیتوں میں تسلی پر اصرار بیان کتاب پر محمول کرنا موجب ہزار یرت ہی اور باعث
 صد ہزار تعجب ہی لیکن ہم حضرات شیعہ کہ عند سبقتی ہیں کہ اگر انافاذ قرآنی سے انکی
 حقیقہ سے ملازمین تصدیق اکبر کی صدیقیت کا اقرار کرنا پڑتا ہی اور اگر اقرار کریں تو سب
 ہاتھ ہی جاتا ہی پس پھر اسکی کہ قرآن کی تحریف ضروری کریں اور کلام اللہ کی غلطی کی نہ
 سنی بناوین اور کچھ چارہ نہیں ہی دست چارہ چون بجان نرسد چارہ چرخ سپر نہ دین
 نیست یہ قول المشک بولایہ علی بن ابیطالب علیہ السلام
 جو کہ آپ نے اور کیا اور کئی جی پہنی ہی اپنا طرہ چلا یا اور آپکی باجگاہ خفا کہ ثبات بنا دیا اور
 اگر آپ پر انہیں ثبات خرسودہ انتظار کو جلوہ گر کرتی ہیں تو ہر جناب ہر کوائف طرف
 رغبت نہیں ہی اگر سنا طرہ کی پہر ہم بادل خواستہ و ناخواستہ ہر ناشکی کریمکی اور اعلان کے
 اچکی آگے دھری گئے گو بار اول رغبت تھا اور بعد اسکی غلیظہ قوت یا نقطہ آگے مروت ہی ہو

بر کعبہ جن جن خوف و گمان آیات میں سنے ذکر کیا ہی یا خوف حسن اور بجا ہی یا مورد نبی
 نہیں ہی یا تعلق بمصومین ہی کہ بجا حسن جزا میل عمت ثابت ہی کوئی سہن ہی مثل
 خوف ابو بکر کی باعتبار سابق و لاحق کی بجا اور قسح و سستی بر عدم تصدیق قول خدا و رسول اور
 مستحق قتل اور بقراری اور گریہ و زاری اور تسلیم اقتضائی و از رسول اور خداوند پارسین و علم
 حضرت موسیٰ کی کہ کہ اخاف ان یقتلون اقول جواب تقریر خوف ابو بکر خوف
 موسیٰ یہ وہی مجوزہ شو با و بزرگسالہ ہی کہ بجا نشود کا خانہ خیاطی میں ہوا اور فرسودہ انظار
 علماء و قول سابقین لا یتین ہی معلوم نہیں کہ کتب حضرت اہلسنت لباسی تقریرات
 جدیدہ و سکون پانچا کہ ہر محفل میں نچا و نیلی اور گائی ہوئی راگ گادنگی حالانکہ ہم شمس و بطلہ نام
 بیان کر چکی ہیں کہ خوف انبیاء و اولاد و صیاء باعتبار سابق و لاحق کی تسنن و خوف ابی بکر
 بعد وعدہ خدا و رسول اور کہینی آیات منظر و حرارت کی نہایت قبح اور سحر و تما و نسیام
 اول میں بضرورت عصمت مصروف عن انظار و نسیام تانی میں بعد ضرورت داعیہ
 عن الصرف محمول علی الظاہری پس قیاس احد عالمی لاخر قیاس مع الفناء و قہر
 بالجلہ الکی اگلی بچلپون فی فریب دی عوام پر کر بانہی ہی اولاد نہایت قتل کو دریا قیس اور
 قیس علیہ کی ایک علت جاسمہ ٹہر کی و در خوف کو کیان کر دیا ہی حالانکہ یہ جامع محض غلط ہی
 خوف ابو بکر تھا کہ خوف جان جسکے وجہ ہی ہر ہر لڑائی ہی جان بچا کر باگتی تھی اور مصداق
 و نیتہم نہ ہن کی ہو جاتی تھے کہ چونکہ غار میں راہ فرار سب آجانی کفار کی سد و دی بچلپدی
 رونی پٹنے لگی اور فتنائی راز خدا و رسول کا کہ خیال کیا برخلاف حضرت موسیٰ کہ وہ راہ
 خدا میں قتل ہو جانی کو اور شہادت پانیکو خود عظیم جانتے تھی اور اپنی جان جانی سی نافع تھی
 مگر اسطی کر ایسا نہ کہ میر قتل ہو جانی سی مای رسالت میں جو مقصد خداوند جل شائے

برہمی ہو جائی اور چونکہ کوئی تیسیر مجھے واقع ہونی مقصود خدائین نہیں پڑی تو شاید یہ امر
 موجب ارضامندی خدا ہو پس حقیقت میں یہ خوف راجع طرف خوف خدا کی ہی بنیاد ہے
 اگلی بڑی مفسر قاضی بیضا صاحب توحید حسن خوف موسیٰ امین فرماتی ہیں انعام اللہ علیہم
 قبل ادا الہ رسالہ اور تحت قولہ تخاف ان یفرط علینا فرماتی ہیں ان یفرط علینا بالحقوبۃ ولا یصبر
 علی اتھام الذنوب واللہ العزیز العجوب فیہ یغرض حضرت موسیٰ کی یہی کہ میں خوف رکھتا ہوں
 اسکا کہ قبل ادا کرنی تیری رسالت کی بھی قتل کری یا نہیں معجوبت کری اور اس قدر ملت می
 کہ تیری دعوت کو میں پورا ادا کر سکوں اور تیری آیات معجزہ کو دیکھا سکوں پس اس ہی ثابت ہوا
 کہ حضرت موسیٰ کو جان جانی کا خوف تھا بلکہ حکم خداوندی کی غل میں نہ ایسا خوف تھا اور
 پیشتر اس ہی بیان کیا ہی کہ خوف خدا میں عبادت ہی اہاصل قطع نظر از عصمت انبیاء علیہم
 حسن خوبی کل افعال انبیاء کی ہی ہے جسے حسن ہو یا خوف موسیٰ کا تہاری بڑی مقبوتر ہے
 ثابت کرو اب تو کہو چاہے کہ حسن غیب ابو بکر کو کوئی ہماری غیر متبرج ہی کتاب ہی ثابت کر دیت
 ایک خوف کو دوسری خوف پر قیاس کر دو رہ نہ تمہارا قیاس بدرت از قیاس اول میں قیاس ہی
 قولہ تب خدائی فرمایا لا تخف انک من الامنین اقول کیون خدایہ
 آخری کرتی ہو کہ میں خدائی خاف ان یقتلہ ان کی بعد لا تخف انک من
 الامنین نہیں فرمایا بلکہ آیہ فلما ساراھا تھتز کائناتھا جات کی بعد لا تخف انک
 من الامنین ہی دعویٰ حفاظ قرآنی کی تو بڑی بڑی اور سونہ کی شوکرین کمانی سیلے اگر کہ بھی
 غیرت ہو تو جلد ہر پانی میں ڈوب مرو قولہ حضرت موسیٰ جب مصری میں کو جاتی تھی اقول
 کمان ہی کہ ہر علی خدایہ ہوش میں آؤ قتل کی ناخن کو گنگوہا ہی تمہاری نسبت اور خوف
 کی ہی جو مروتی ہیں کہ تم مطلق خوف نہیں عنہ کہ جس کتنی ہوا دنی کو حملہ آفرینی کرتی ہوا درہم

اسکو نہیں مانتی پس بحث نہیں ہی مگر خوف نہیں غنیمت اور بالائے خلق خوف موسیٰ وقت
 سفر میں سے غنیمت تھا اور اسکی تسخیر نہیں کی گئی کیونکہ بحث نہیں کی پہلو کا ذکر
 کرنا اس مقام میں محض انوار گفتگو میں خروج از محل نزاع ہی آری جب انسان عاجز
 ہوتا ہی تو ایک شاخ سی و دوسری شاخ پہاڑی اور اسطرح سی و سوز خارج ادا ہنگ
 گناہی الہی انہم فی کل ویدیہم ۵ قولہ حضرت موسیٰ کی حالت یہ کیا
 ایسے موقع پر اقرار کیا ہی اقول اس موقع کی خصوصیت کی کچھ ضرورت نہیں ہی علماء و ائمہ
 فی کے موقع پر انکھوف موسیٰ سے نہیں کیا ہی آری خوف موسیٰ کی تسخیر ہونیکا بظہر
 عصمت ہر موقع پر انکار ہی اور غنیمت ابوبکر کی فتح اور غیر تسخیر ہونیکا سبب گریہ بکا اور انشاء
 راز خدا اقرار ہی قولہ جلیل حضرت علی کی حضرت موسیٰ سی مثل ہونی پر اقول شیعوں
 کی لہی غنیمت غنیمت غنیمت دلائل الامم اور حج ماطم میں مثل آئیہ انفسنا و انفسکم اور
 مثل حدیث لانا علی من نفع واحد و من شجر واحد و علماء اہل حق کا نبیاء
 بنی اسرائیل فما ظلمتک براس الرؤس و برئیس الرؤساء
 و امیر الامراء جیسا کہ توضیح تمام اپنی مقام پر مذکور ہیں پس شیعوں کو اس دلیل کی کیا
 حاجت ہی اگر آپ سچی تھی تو نام عالم اور ہم کتاب کیوں کیا گئی ایسے تالیفات جیسی
 کیا کہم نکلا ہی قولہ فی الحاشیہ توضیح ہو کہ حضرت موسیٰ کی ایک ہی مرتبہ خوف نہیں کیا
 اقول حضرت موسیٰ کی ایک مرتبہ خوف کیا یا سو مرتبہ یا ہزار مرتبہ کیا جو کہ کیا بت خوب
 اور بت حسن کیا اسلئے کہ مصدوم تھی اور افعال مانگی مثل افعال ابوبکر سیدی بریدنی اور بی
 ایمانی جی کہ جس سی عدم صدیق قول خدا و رسول عدم و ثوق بآیات خدا و انشاء
 ما خدا و رسول لازم آوی قولہ فیما رتبہ کو سانپ کی شکل پر کلمات ہی حضرت موسیٰ

دگرئی اقول ہاں ڈر گئے گردی چٹائی تو نہیں افتادہ اور رسول تو نہیں کیا انفرض
 جس جس جگہ پر جہیں جس طرح پر خوف حضرت موسیٰ کو لاحق ہوا تھیں تنہا اور توجہات
 من خوف خود تباری مفسرین فی کی ہی وہ قد قال بعض العرفاء فی توجہ ہذا الخوف لم یمری
 ما حسن اقال شیعہ مختلف موسیٰ رونق اہل فی الدری ہوا کان سبب تین سال
 ولا عن قولہ فیما ذی حضرت موسیٰ ہی وسدہ کر دیتا اقول اگر کو گمان ہی ثابت
 ہوا کہ وہ وہ اللہ اور اللہ تعالیٰ الغالبون بہ نسبت غالب انکی اور پھرین
 کی تنہا اور پیشتر از خوف موسیٰ ہو چکا تھا تا خوف موسیٰ کا بچا ہوا لانہ آدمی آپ پر واجب
 تھا کہ پہلی اس اپنی دعویٰ کو کتب شیعہ ہی ثابت کرتی تب ایسی بابت ہو نہ ہی کمالی
 لیکن غلبت کا کیا علاج ہی اور ہم کہیں ہین کہ جسکو کچھ ہی عقل ہی وہ یہ بچتا ہی کارشاد
 فرما ناباب باری کا کہ جب خوف لاحق ہوا حضرت موسیٰ کو تب ہنی لا تخلف
 انک انت کلاحتے کہ یہ دلالت کرتا ہی کہ خوف قبل از وعدہ طوع و طیبہ تنہا اور بعد از وعدہ فذل
 ہرگز حضرت موسیٰ کو کوشل ابو بکر کی خوف نہیں لاحق ہوا اور ردی پیچے نہیں اور کہ صریح کا
 افتادہ دراز خدا و رسول نہیں کیا و من ادعی خلاف ذلک ضلیل البیان قولہ فیما باوجود وعدہ
 اسی کی حضرت موسیٰ کی خوف و اندیشہ کا کوئی عمل نہ تھا اقول آخر آپ سی ضبط ہوگا
 اور جو کفر و زندقہ دل میں تھا وہ نکل ہی پڑا سی تڑو و چم کہم انچہ در آؤند و سنت و بخاطر
 ابو بکر آپ فی خوف حضرت موسیٰ عمل نہا ہی یا وہ آپ نے کوئی امر جدید نہیں کیا و پس ہذا
 اول قارونہ کسرت فی الاسلام بلکہ پیشتر کی اشتقاق صاحب تخریج الانبیاء ہے
 پاس خط ناموس لابی شیعہ نمشہ کی کل انیا کو داخل اور داخل افعال قبیحہ ٹہر چکا ہی
 مگر انچہ خط و قیام لابیاتی او کی کہ وہ اہل کو توڑا کہ جب کا آنک باوجود کہ رنی صد ہا سال کی

یہاں پر ایک اور بات
 کہ حضرت موسیٰ کی
 وفات کے بعد ان کی
 جگہ پر حضرت یونس
 علیہ السلام کو بھی
 وہی خوف لاحق ہوا
 تھا کہ وہ بھی ان کی
 جگہ پر تھے

جواب نہ ہو گا باطل اول تقدم و عندہ الہی کتب شیعہ ہی ثابت کرنا چاہی تب یہ کلمہ پوچھ
وہاں مفسر سی سکا نا چاہیے حالانکہ نسخ قرآنی اور پرتا خود وہ کی صریح ہی کہتا قدم قولہ
فیما دلیل عدم خضار و سدہ الہی اقول بیان رضاء و عدم رضاکا ذکر کرنا دلیل الخیر یا ہی
اس مقام پر کہ عدم وثوق اور عدم ایمان بقول خدا و رسول ہی قولہ فیما تو ہر روز جہنم
اکبری بزرگوار از احضرت موسیٰ پر ہو سکتا اقول یہی حضرت موسیٰ کو ہی غلبہ بکا اقلین
اور انداز علاج ہوا اور ایمان آیات خدا نہیں لایا اور افشای دراز خدا و رسول ابو کبریٰ ہزار درجہ
بڑا کر لیا ذالک ظن انہیں کہ خود قول اللہین کہ وہ اس باتا قولہ فیما عنکرین نبوت پیغمبر دن پر
ظنہ کر سکتے ہیں اقول حضرت ملاست شیعین نبوت فی جو کہ کیا وہ ہرگز عنکرین نبوت
نہو سکا یہیچ کا فر کند انہی مسلمان کردہ آخر سمیت یزیدی مسلمان ہی فی کی تھی کہ او میں
ایک مسلمان خلیفہ نادی ابن عمر ابن الخطاب ہی تھی کہ ان میں صحیح البخاری و اسلام اور خاندان نبوت
کو قطع قلم مسلمانوں ہی کی ائمہ ہی ہوا یا بجلد اگر بخوبی معلوم ہی کہ صاحب تحفۃ الانبیاء عنکرین
نبوت ہی تھا بلکہ سواد عظیم حضرت اہلسنت و جماعت سے تھا و نہی کس قبیح کو باقی رکھا کہ جسکے
نسبت صرف انبیاء علیہم السلام کی نہیں دی و نہ خود بائیس مذکور و الزمہ و الا احادیث
قولہ خود پیغمبر خدا کا خائف ہونا ثابت کئی ہیں اقول اگر کسی شخص کو از شرع و عبادت
میں آیا کہ ہم خائف ہونی انبیاء اور ائمہ سی عنکرین ہیں لیکن او کی خوف کو بعض درجہ سمجھت
جیا نہیں کہتے بلکہ نہایت بجا اوستحقن بلکہ عین عبادت سمجھتی ہیں برخلاف خوف منافقین
کہ گفت از با بکار کو پشت و بکر و بغیر لاتی تھی اور افشا دراز خدا و رسول صلعم کر نیکی ای چلاتی
تھی آپ گائی ہوئی رنگ کاتی میں ہم ہی مجبوری ہمیں کی ناگی میں بجا نہیں قولہ
سموین نہیں آنا اقول جب عقل پر تھک کی پردی پڑی ہیں تو کیا خاک سمجھ کی قولہ

صدیق کی حزن و غم کو سطح کی ہم نشین بچھل کرتی ہیں اقول مطحی کہ باوجود
 وعدہ خداوندی اور کہیں آیات خدا کی پہرہی روزا پیشا شروع کیا اور افتادہ داخلہ ہو کر
 کر نیکی قولہ مرسلین کی حزن و غم کا خدا قرار کرتی ہیں اقول ان اقرار کرتی ہیں مگر شغل
 ابو بکر ازاد بیداری یا مانی کی نہیں کہتی اور اگر بعد وعدہ خدا اور دین آیات وہ سب
 روی ہوتی توالبتہ آپ افکی خوف کو شغل خوف ابو بکر کہہ سکتی تے واذلین ظلمیں قولہ
 سید الانبیاء کی جبریت کا سبب محض خوف تمل کہتی ہیں اقول یہ خوف ایسا سخن تھا کہ خدا
 فی اس ہی نہیں فرمائی بلکہ بعض او کی حکم جبریت باخلاق یا اور ابو بکر کی ازاد بیدار
 او کی ظاہر کر نہیں کو تا ہی ملی مگر خدائی اوسس دشمن باطنی کی شری پانی ہی کو معذور کہا
 قولہ ہمارے عقیدہ کی مطابق ابو بکر حضرت موسیٰ ہی افضل تہی اقول اور ہماری عقیدہ کے
 مطابق کہا ابو بکر ہی بلوچ علی و افضل تہی فاما ظلم بالموئین فضلنا عن الانبیاء اور المرسلین
 فان المنافقین فی افضل المرسلین قولہ قتل و قتل ہی نہ رتی اقول انبیاء کہ ادنی مؤمنین ہی
 بعد وعدہ حفظہ اور کیسے آیات خدا کی ہرگز نہیں ڈری چنانچہ آپ کی سینا دی صاحب فاتی
 میں کہ بعد کی کہ خدا اذہا با اور حضرت موسیٰ ڈری پس خدائی لاتخف فرمایا واما قال لہ
 ربہ ذلک اطاعتت نفسہ حتی ادخل یدہ فی فمہا و اخذ بلحمیتہا
 یعنی ہر گاہ خدائی بین ایمان نہ بنے اور کھل ایسا ظلم ہو گیا کہ خوف و طراپی ہتھون کو
 اندھ کی منہ میں ڈال دے و کھل او کی کمر لٹی پس اگر ابو بکر کسی کچھ برا نہ لایا نہ ہوتا بعد وعدہ
 خدا اور کہیں آیات خدا کی نہ ڈرتی علامہ کی انبیاء کا خوف قتل و قتل مستحج گریڈ وارے
 وطن و قریبی اور افتادہ و انضام نہ ہا ہی تھا اور ملک قتل و قتل ہی مستلزم فرزند تھا خوف
 خوف ابو بکر کہ لڑائیں سے بھاگتی تھی اور ظہر میں جلالتی تھی خشتان با میں اور فی حق کہ

عیب نہ جانیں اقول اب تک نہ کر عیب جانیں کہ جس میں کوئی نقص و عیب ہی بہت باقی ہیں
 قولہ علی کی نسبت خوف کا خیال ہی کریں اقول بخوف کہ ابو بکر کو تھا کہ بناوٹ کی سار
 بی بی وادی ایمانی پرستہ ہم ادنیٰ ہوں کی نسبت ہی دوس خوف کا خیال نہیں کرتی تھا
 عن الحسنین قولہ جیسا کہ قلب الکاظم کا خوف لکھا ہی اقول جو کچھ صاحب قلب نے
 لکھا بہت درست لکھا اگر اذ کو بھی خوف جان بہت موشل ابو بکر کی رائیوں ہی وہ بہت
 ہاگ ہاگ جایا کرتی اور رسول خدا کو نہ نہ کا حق نہا چوڑی قولہ السلام خود کا ابو بکر جیتا
 پر کیسے عاید نہیں ہو سکتا اقول جہنی بخوبی ثابت کیا کہ السلام خوف کا ابو بکر پر باعتبار روان
 اور لاحق دونوں کی عائد ہو سکتا ہی باعتبار روان کی بی ایمانی اور بی دینی اور بی فیض و مدد خدا
 پر اور باعتبار لاحق کی روزانہ پٹیا پٹا انشاء خدا و رسول کہ بلا بخصوت خطاب کیا السلام
 جاتی ہیں قولہ تو ایسا خوف باقر علمای شیعہ دنیا کو ہی ہوا اقول غلط کہتی ہوں مگر
 علمای شیعہ اسکا اقرب نہیں کرتی اسلئے کہ خوف دنیا کا خوف ابو بکر کی فوج اور ہم
 اہل بیتین اور نبی عنہ تھا قولہ تو اسکا خوف حضرت امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ ہی اقول خوف
 ہوا لیکن بعد تصدیق قول خدا و رسول نہیں ہوا اور مسلموں نے پیٹے کا نہیں ہوا اور وجہ
 انشاء خدا و رسول نہیں ہوا اور نبی عنہ انشاء و رسول نہیں ہوا قولہ سب نبیوں نے
 فضل اقول آری جیسا ابو بکر سب مخلوقات سے اول اور ذل ہی قولہ اہل قرآن مجید
 کی آیتیں اقول اہل قرآن مجید کی آیتیں اور سلم اور بخاری کی روایتیں اور علمای سینہ
 کی اقوال سب اسی پر شاہد ہیں کہ حضرت ابراہیم اور خاتم الانبیاء اور فضل الامامیہ کا خوف
 مثل خوف ابو بکر جیسی بی بی وادی ایمانی اور بی فیض کی تھا اور خوف ابو بکر کا میں کہو
 الحمد اور مسلم شاکہ انشاء و انشاء رسول تھا لیکن یہ کوئی نہایت تعجب آتا ہی کہ علمای نہ

کیونکہ خوف بجا اور صحیح میں فرق نہیں کرتی اور خوف کفری و فحاش کو ساتھ اوس خوف کی جو
 عین ایمان و ملکطاعت است اور عبادت خدا سے تہلکناہی کرتی ہیں اور خوف فحاشی کفری
 ہی کی چپانی کی لٹی بنایا اور مصومین پر زبان درازیان کرتی ہیں اور بالکل دین و ایمان سی
 ہمتہ اور شا کو خوف خدا بنیاد پر خوف مصومین کو بھی بجا اور میل اور قبیح اور مستحق کہتی ہیں قولہ
 خوف کو ان کی کفر و فحاش کا نتیجہ بجا قول صحیحی ابو بکر مرین ایسا ہی بجا اسلئے کہ ان کی کفر و
 فحاش کی قائل ہیں اور دلیل اس کی اس مقام پر عدم تصدیق قول خدا و رسول اور روایتنا اور
 افشاء راز خدا و رسول گزرا ہی اور چونکہ مصومین میں العیاذ باللہ کفر و فحاش کی قائل نہیں ہیں تو
 ان کی خوف کو نتیجہ ایمان کہتے ہیں برخلاف ان کی جو انبیاء و کوشل ابو بکر مصوم نہیں سمجھتی ہیں بجا
 بحال ان کی یہی کہ وہ خوف فحاشی کا نتیجہ کہیں جیسا کہ مخاطب فی خوف حضرت
 موسیٰ کی عمل اور جیسا کہ انکار ہی کر دیا قولہ ائمہ کرام الی قولہ ہر ساعت خوف میں رہی
 اقول کس خوف میں رہی جو میں ایمان تائید شل خوف ابو بکر کو نتیجہ کفر و فحاش تھا اور نہ ہی
 عنہ من اللہ و الرسول تھا قولہ تحقیق علی بن ابی اسرغوف یہی اقول عجب انہم یہ کام پر آئے
 کہ کہ نہیں سمجھا کہ کمان ہی کمان جا تا ہی خوف میں بی ادبی سچینا ابو بکر کو قائل کرتا ہی ساتھ
 خوف مقامات جہاں تحقیق کی حضرت امامت اتنا سمجھے کہ میں میں مقام تحقیق کو شیعہ
 جائز جاتی ہیں وہاں کا خوف نہی عنہ کمان ہی اوس خوف کا شل خوف ابو بکر کی مذہب اور
 ہونا آپ کمان ہی ثابت کیا احمد بن و غلبی پر اوس خوف کی امتداد کانی ہی کہ خدا و رسول
 فی اللہ خوف ہی راضی ہو کر حکم جہاں تحقیق دیا اور الا ان تمنا منہ تاء اور تحقیق کانی البیضاء
 فرمایا احلاس بابہ میں الا من اکر و قطبہ ملن بالایمان نادل کیا اور چار یا سکی تحقیق کی حدیث
 اور جناب رسول خدا کا فرمانان ماد و خدمت اس آیت دینی ہا یہی بیضاء میں مسجد ہی میں

صحیح بخاری میں من الثقیۃ علی یوم القیامۃ موجود ہے امداد تقوا بایہ کہیم الی التملکۃ اور قال
 رجل اومن من آل فرعون کتم ایمانہم کلام خاص میں موجود ہے کہ کتبے فی بحث الثقیۃ مفصلاً انشاء
 اللہ تعالیٰ العزیز ذہب الثقیۃ مختصہ فیہ ایمان ہی دلیل کیم ایمانہ دلیل قاطعہ علی ان الایمان اور
 خوف اور برقرار آپ ہی کہ جو نتیجہ میں کفر و تقویٰ جاتی ہیں پس قیاس ایک دوسری پر سرکار
 جہاں اور دعویٰ ہی قولہ موت اوجیات اوکی اختیار میں اقول اس بھی میں آپ کا کچھ قصور نہیں
 آپ عندہ میں یہ قصور غم اسی سبب دئی اسی اور اسی پر یہ مذکور نہ تھا کہ ہی کہ حدیث لا ائیسر یون
 اختیار ہم کہ منور میں انہوں نے باغی میں اختیار کیا یہ نہ سبب کہ جس طرح اختیار کی سنی ان شاغل میں
 شام الفیصل کی زین او وسیطہ اختیار معنی صفا اور پسند کردن ہی بہت آیا ہی کہما قولہ تعالیٰ
 اخترک لنفسی وفی قولہ تعالیٰ اخترک بکلانی و برساتی وفی قولہ اخبار موسیٰ من تو سمعین
 رجلاً و کما فی قولہم اخبار الدنیا علی الآخرة وفی قولہم اخبار البصرتین اعمال النفل والثانی والکلیفون
 الاقل وفی قولہم اخبار الخلیل الرضی و ابو عمر النصب پس غرض اس قسم کی احادیث سی یہ ہی کیا
 اور ائمہ علیہم السلام متاخذہ کو پسند کرتی ہیں اور مثل عمر اور ابو بکر کی موت سی کارہ نہیں ہیں جو
 ترک سی اثر میں سی مثل حضرات ثلاثہ کی جاگتی نہیں کیا یہ معنی کیا وہ سنی جو ناقص بھی مگر اپنی
 چونکہ ناقصوں کا مذہب اختیار کیا ہی آپ کو ضرور ہی کہ ان میں کی منکر کو اختیار کیمی جاری سنی
 آپ کو پسند ہی ہو گئے ہیں ہمارا کیا اختیار ہم کلمہ حق سنا ہے ہیں آئندہ آپ کو اختیار ہے سنی یا نہ ہی اگر سنی تو
 سنی کیونکہ قولہ لانا کہ انکی حکم میں انی قولہ سکو نکل جاوی اقول یہ باتیں جو آپ نے قدرت اور اختیار
 کا ہمیں سچ ہی کہ شیعہ اسکی قائل ہیں کہ ایزد کو گارنی انبیا اور ائمہ علیہم السلام کو مخصوص باین
 کرات و معجزات کیا ہی اور مثل المنست کی ہر کون پر ہنہ زہرہ گردا و ہر بخندوب و عیوانہ صرا
 نور و اور ہر کاشت مصرعہ و فوک صاحب ان مقامات اور وجہات کا نہیں جانتے قادر

جناب رسول خدا کو ان میں سے فضائل میں ساری دنیا سی فضائل دہلی سمجھتے ہیں لیکن انہیں
 کل انبیاء اور ائمہ کو راجع حکم دہرے نے خلافت نبوی میں پس جس جگہ ان لوگوں کو حکم کے امر کے
 اظہار اور اعلان کا ہوتا تھا وہاں بجا اور ہی فرمان خدا میں سر موٹا باہی مگر تھی اگرچہ نوبت
 سبحان و مال رہتک حرمت بظاہر پہنچ جیسا کہ جناب یہ اللہ ارادی اللہ انبیاء کیا اور پس
 جگہ حکم خدا بخدا و استناد و فی القلم ہوتا تھا اگرچہ کفار و منافقین استہزا کرین ہاں کچھ استہزا
 کی پر انہی کی حکم خدا کی تعمیل فرماتی تھی اگر استہزائیں کو کچھ ہی دین اور ایمان ہی بہرہ ہوتا تھا
 تو سمجھتے کہ قوت اور قدرت انبیاء اور ائمہ اطہار علیہم السلام محض ستارہی اور قوی تر بل ہوجا
 حضرت ایند کر دگار ہی اور خود فرماتا ہی و لو شاء ربک لآمن من فی الارض
 کافہ و جیسا پس باوجود اس قدرت اور اختیار کی انبیاء اور اوصیاء کا معرض خوف و قتل
 میں ڈالنا اور اتنا مال فرعون کو چاہا سو برس تک و عوامی امانت کے اعلیٰ پرچہ پڑنا نہیں ہی
 مگر کس وجہ ہی پس وہی وجہ تھی انبیاء اور ائمہ کی الٰہی کافی ہی قولہ تا م غوث ترس میں
 اقول آری مقتضای عقل و شرع ہی ہی کہ انسان دو متولد ہوا عباد کری اور اپنی دشمنوں سے
 ہمیشہ خائف رہا مادی کی کید و مکر سے بچل ہوا صیغہ طاقت ہی لیکن اس نعمت کو کوئی قابل حق نہیں
 کہتا ہی خدا و رسول نے ایسی خوف و ترس کو کسی شخص نہیں فرمایا قولہ اور اپنی امانت کا دھڑک کرین
 اقول حبیبی کی ہونہیں کیا کس امام علیہ السلام نے دعویٰ امت نہیں کیا کس امام حجج و مائل قہرہ
 اور عجبت باسود اسطی طالبین کی اسے امانت پر قائم نہیں کی کس امام نے امانت جنت متعلق
 پر نہیں کیا جس کسی قابل کی باور نہیں کرتی کہ دنیا کی لاکھوں متعلقانہ کی امت یا نبوت کسی
 کی باوجود حق و بری جنت اور دلیل لائی ثابت ہو جائی بلکہ وہ کل دنیا طوون سی کی کہیں ہرگز
 نہیں ہوں گے گویا کہ زبردستی اس کو امام اور غیر نبی لگیں اگر تربت اور امانت ایسی ہی ہوتا

تو تعجب ہی کہ حضرت مخاطب اور ان کی دوستاوی کیوں نہیں جانتے انہوں نے سچے سچے ایک حق فرما
 ہی کہ باوجود سعی و کوشش و پیار کی ایک امامت کرنا ان کی سب سے مشکل ہوئی امامت مسلمانوں
 کی کون پونجی آپ کے نزدیک امامت خلافت معنوی اور بگڑی ہوئی نہایت آسان تر ہے
 اس لئے کہ اوس میں ہی بڑی بڑی اہتمامات بلینیہ متقیہ بندی اور اخلاقیات میں طبع و سہ
 حکومت شام و ریاست مصر اور ایالتین اور افریقا و فوج اور عدلہ اعلاسی مال مسکت کہ
 عبارت نفس و ذوق سے ہی کرنا پڑتی تھی اور نہایت حسن تدبیر اور حسن انتظام کی ضرورت ہو
 تھی چنانچہ بڑی داد و پیرا کی ازالہ انھیں فراموش نہ ہو کہ حقیت میں ابوبکرؓ کی پیشگی پیش
 امین ازاجلہ یہ کہ سعادت الہیت فی جیت سی تقاعد کیا لیکن خلیفہ بنی بابہ حسن و عیون و شش
 فتنہ کو بجا یا سنے قائد الہیت جلایا ظاہر اسی سبب غلطی ثانی فرمائی تھی کہ سعیت ابی بکرؓ
 حقہ و قی اندہ شکر کا فی صحیح البخاری فی کتاب الحدود و معیت ابوبکرؓ ایک امر لکھا فی تہا
 کہ خدائی اور کی شری بجا یا العن بن جابا ہی تعجب ہی کہ خلافت معنوی میں تو یہ اہتمام ہوئے
 اور امامت حقہ قبول آگئی کی کہ کہ سنی امام کو حال ہو گئی یہ بات تو ہمارے سمجھ میں ہرگز نہ آتی
 حضرت مخاطب اپنی برادران حاکمین سے جیسا چاہیں ارشاد فرمادیں وہ البتہ مان لیں گے چونکہ
 عقل الحاکم فی الذہن بشوری قول کہ کسی سی سچ بات کہیں اقول تم جو بی ہوا و ہون فی سہی
 سچ بات کسی دشمنوں سی جو حکم تقیہ بیان فرمایا حالت تقیہ کے لئے وہی حکم سچا تھا اور وہ دشمنوں سی جو حکم
 غیر تقیہ میں بیان فرمایا غیر حالت تقیہ میں ہی حکم سچا تھا ہر سخن جامی نہ کرتے ماضی اور آؤ اگر ذوق ترا
 انکسی نزدیک ہی قول لہی جن خواہی کوئی آؤ اگر خواہ سخن سازا بے حکم کو چاہے جس میں ہی کسی
 اور ماضی کی نہ پروردگارہ بند کرینا کہ لڑتی و تہی اپنی ساز و کار و علوم و تعلیم کر اقول سہ تو اب
 فرمایا کہ انہوں نے کسی امامت کا دعویٰ ہی نہیں کیا پہلے ان کی ساز و کار کا جسے جمع ہو گئی جو علوم و تعلیم کر گئی

حضور مآشل امام جعفر صادق علیہ السلام کی کہ چار ہزار چوبیس آدمین اگر ہر ایک میں گیسو سلی واؤ کی پاس
 نہیں جمع ہوتی تھی تو کیا عمار اور ابو بکر کی طرح او کی پاس ہی لوگ طبع دنیا مال مفت لینی کر سکتے
 تھے انھیں عقیدہ قتلاہل حق اس بار میں یہی ہے کہ اللہ علیہم السلام میں جن لوگوں کی تقیہ کیا
 حکم خدا اور رسول کیا اور جنہوں نے کیا حکم خدا اور رسول کیا اور بعد ازاں حاجت خدا اپنی دشمنوں
 سے تقیہ کیا نہ دینداروں ہی اور اہل دین او کی فیوض ہی مما لکن بقدر ذریہ محروم نہ ہی
 اور کفار و منافقین جس طرح فیض انبیاسی محروم راوی طرح فیض ائمہ سروران نصیب ہے قولہ ایک ایک
 سائے آبائی اقول آری اگر وہ بھی شانی نہیں یا الٹ لٹ صاحب فتنہ و فساد و دزدانہ
 ہی تو او کی سائے اظہار حق و رازی انکار ضرور ہی قولہ اپنے خلص احباب پر منت اور تبرا
 کرنی لگین اقول حقیقت میں کل منت اور تبری کا معنی طرف موسمین اساس ظلم کی ہوتا
 ہی اگر خدائی مخالفین کی کا نون اور انگوٹہ پریدی ڈالی ہیں اور دلوں کو اٹھایا ہی کہہ دینین
 سکتے ہیں چنانچہ مشہور ہی کہ معاویہ جلیل اللہ من مملوۃ اللادیر فی بعض مشین کو تکلیف دے
 کہ جناب امیر علیہ السلام ہی سرسبز تر اگرین او منون بی منبر چا کر کا ان علی ابن ابی طالب علیہ السلام
 والعاویۃ یا مرے ان العنۃ لعنۃ اللہ علیہ حاضرین کو بدل سکے کہ جناب امیر ہی تبری کیا حال کہ
 او منون معاویہ پر منت کی قولہ ائمہ کرام کی خوف میں اور ابو بکر کی خوف میں نہ بلاتیا ز کیا قرار
 دیا ہی اقول اتنی ہی مجھ ہوتی قرادہ ہدایت سی ملہ صلاات پر کیوں جاسے الحمد للہ کہ یہ امتیاز
 میریزن کو حاصل ہی پسند ہے اقل خوف ائمہ محمدی نبیج امام زعفر ابو بکر پر سنی ہر دوم خوف ائمہ
 مصطفیٰ ان مصیبت ہی اور زعفر ابو بکر کے مقابل بھلا تو خوف ائمہ محمدیہ خدا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم
 اور زعفر ابو بکر خلاف محمد خدا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم چارم خوف ائمہ سنی اور پھر عین ایمان و ایمان
 ہی اور زعفر ابو بکر اور عدم تصدیق اور تو شیخ بوعدہ خدا و رسول اور عدم ایمان آیات خدا

۹
 علی بن ابی طالب
 علیہ السلام
 اور ابوبکر
 علیہ السلام
 کے درمیان
 اختلاف کا
 سبب

پیغمبر خوف اٹھتے تھے کہیں ہی اور خوف ابو بکر مستحق ہی ایک بڑے شیعہ کا کہ خدا اور
 رسول کو منظور ایک امر کا استنار اور ابو بکر کو بیعتی منظور اور اس کا اعلان و اظہار ہوا بالکل
 اگر آپ اللہ اور ابو بکر میں کچھ فرق سمجھتے تو وہ تو کی مثل میں ہی فرق سمجھتے تھے لاجل و لا قوت الا
 باللہ کیا اللہ ہی اور کجا عبد العزی کا بار اور کجا نور کجا کوہ کی کبریٰ کی چاک اور کجا شعلہ مطہر
 لا تستوی الظلمات والنور ولا الظل ولا النور ولا المستوی اصحح انک
 اصحاب الجنة اصحاب الجنة هم القائون آپ کی نزدیک فرعون و موسیٰ اور ارجل اور جناب
 رسول خدا کیساں میں یہ تو فرمائیے کہ ابو بکر کی شان میں کونسا آیت تطہیر آیا اور کونسا آیت سبائہ خدا
 نازل فرمایا کونسا سورہ نزل اتی اور ترکان لا اسئلکم علیہ اجلا لالاقہ فی فیہ کیسے کیا گیا
 انقض فرق در میان اللہ طاہرین کی اور اخوان میں کان سن الکافرن کی ہمہ خوب روشن
 اور علی اور مثل آفتاب نصف النہار کی منجلی ہی پس اسی وجہ سے ہم فرق بین حق و باطل میں
 ہیں اگر آپ کو بھی خدا ہدایت دی تو آپ ہی ہمیں قولہ علاوہ انبیاء کی خدا کی کلام ہی میں کچھ بھی
 خائف ہونا ثابت ہوتا ہی اقول نہ انبیاء اور ادسیا کی خوف کا ہر کفار ہی خوف میں نہیں کا انکار
 بلکہ ہنسی کر بیان کیا بعضی اقسام خوف نہایت حسن بلکہ عین طاعت اور عبادت خدا میں کلام اس میں
 میں ہی جو مثل خوف ابو بکر کی قبیح اور تمہن ہی کہ مبتدع اور پر عدم تصدیق و وعدہ خدا و رسول
 اور مستحق گریہ و زاری و پیراری و انشای لا زلزلہ خداوند باری ہی اور مستحق فرار عن الزون
 ہی قولہ اللہ جل شانہ فرماتا ہی ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل
 علیہم الملائکہ **الحاقول** جس خوف کا ذکر اس آیت وافی ہا میں ہے
 وہ خوف جان مال نہیں نہ خوف از کفار و مشرکین نہ خوف دنیاوی نہیں بلکہ خوف اخروی
 ہی اور وہ خوف مصداق خشیۃ اللہ ہی جو اس میں اللہ ہی اور وہ نہیں کی لئی دار دنیا میں میں

اور طاعت ہی اور مستحبی بکمال دین دایمان ہی پس اس خوف کفر کا متاع بلکہ میں اوس
 خوف کی جو سرسید نبی اور مصیبت خدا و رسول ہی کا حضرت مخاطب ہی توضیح اسکی
 اس طرح پر ہی کہ جناب باری بہ نسبت مومنین کا ملین کی فرمائا ہی کہ جن لوگوں نے رتبا نشہ
 کہا یعنی ایمان بجز الائی اس طور پر کہ اوسکی ذات اور صفات اور احکام سب کا ایمان لائی
 پس ازل ہو گئی تحت میں اسکی کل ضروریات ایمان ثم استقاموا بعد اسکی اوس ایمان پر اور
 مقتضائی ایمان بر مرقی و تمکث ثابت قدم اور مستقل ہی ہے یعنی مثل صحابہ تہدین کی ہرگز
 نہیں ہو گئی ایسے کامل ایمان پر وقت خیر کی یا قبر میں یا وقت بعث و نشور کی یا تینوں وقتوں
 میں علی اختلاف التفسیر بلکہ رحمت جانب پروردگاری بہ بشارات نازل ہوئی اور
 اوسنے کہیں کی تم لوگ نہ ڈرو ہولمائی قیامت اور عقابہای جہنم ہی اور غمگین نہ ہو اسطے
 خوف ذواب کی یا پھر معاصی سابقہ کی مکروہ مغفور میں اور بشارات کو بہشت منبر شریعت
 کے وہ بہشت کہ جسکا دار و نماین انبیاء تھے تھی وعدہ کیا تھا پس اتنا حق تعالیٰ اس آیت میں بیان فرمایا
 نہیں ہو بلکہ بیان حال اوسوقت کا ہی جسوقت انسان دار تکلیف سے خارج ہو جا تا ہی پس یہ خوف
 جسکا ذکر اس آیت میں ہی دار و نماین نہایت تحسن اور عین ایمان اور طاعت تھا اور نبی لا تھا و ا
 کہ جو خارج از دار تکلیف اطلاق کی گئی ہے نہ ہی تکلیفی تحریمی نہ انا ممکن نہیں ہی اور کلام ہمارا نبی
 تکلیفی میں تھا کہ بالامس اللہ تعالیٰ ہی نہ ہر نبی میں خواہ دار تکلیف میں ہو خواہ دار آخرت میں
 پس ذکر اس سے کما نحن فیہ میں دلیل کمال غباوت یا غایت ہی قولہ ہر ایک کہ ہر جگہ
 پر اللہ جلالت نہ مومنین سے فرمایا ہی لا تخزنوا و انتم الا طین اقول جناب والا آپ
 ہزار لا تخزنوا کا ملین مگر مثل لا تخزن ابو بکر کی نہ کہ اسنے کہ نہ تسلیم کرنا و وعدہ خدا و رسول
 کی اعدہ ایمان لانا ماحیات خدا کی اور نہ اپنی چٹا کہ جس سے افشاء و از خدا و رسول ہو

ہے ہنکی کتابوں سے ثابت کر دیا پس اگر اس لاتحرز امین کے آپ یہ سب باتیں ثابت
 کر دیں گی گا تو ہلکوا عذر ہو سکتا ہی اس میں کہ ہم اس لاتحرز کو بھی مثل لاتحرز ابو بکر کی محمول
 نہی تحریری پر کریں کیونکہ یہاں عصمت مانع عن العمل علی التیجیم نہیں ہی خصوصاً نظر سابق و
 سابق ایک کھلکھلانی مطلب کی موافق منجھہ کی نسبت ساری القرآن چر او لا ہی یہ کوئی حق
 و بینہ ہی اور اس چوٹے پن ہی بخیر الدنیا والاخرۃ و ذلک ہو الخیر ان اللہین کی کیا فائدہ
 فاسحہ حقیقت حال یہ ہی کہ خداوند تعالیٰ بہ نسبت اون کچی مسلمانوں کی جہاد میں جانیے
 دہن اور سستے کرتی تھی یوں فرما ہے لا تقنوا ولا تحزنوا و اقمتم الا
 حلوان انکلتو موحنین مائل مضمون ہدایت شخون یہ ہی کہ جناب باری فرما
 ہی کہ اے کچی مسلمانو ای سست یقین جہاد میں جانیے سستی سست کر دو اور تم میں سے جو
 لوگ شہید راہ خدا ہوں اور پسر قدر عز و غم کر دو جہاد سے تلو من ہو پیش شیشی غم ٹاٹا
 کی تمہاری امی سورث فراعن الرخت ہو اسلئے کہ غلبہ از جانب خدا تباری ہی الہی متور کیا
 کیا ہی اگر تم سچا ایمان بخدا و رسول لائی ہو تو جیسا ہم کستی میں دیا کرو میںی سستے گمراہ اور رنج
 غم ہی اور خوف و الم ہی مثل حضرات ٹاٹا کی بباک نہ مری ہو پس اتم الاعلون کو یا ملت
 لا تنولوا تحزنوا کی ہی جیسے ان اللہ معا ملت لاتحرز کی ہی یعنی اسی کجنت کیوں و تا
 پٹیا ہے خدا تباری ہما تہ ہی ہلکوپچائی گا اوسی طرح سے بیان ہی جناب باری فرما ہی
 اسی کجنتو ای بے نصیب کیوں جہاد فی سبیل اللہ سے جان چراتی ہو کیوں مری جاتی ہو کیوں
 روتی پیٹے ہو خدا تلو غالب کر گیا جینن و اضطراب تہا رعبت ہی پس لاریب کرنی لا تہزلوا
 نہی کھلنے تحریری ہی کیوں کہ بالاتفاق جہاد فی سبیل اللہ میں دہن اور سستے نہ کرنا حرام ہی پس
 بقرینہ یاق نے لاتحرزو ہی مگر تحریری ہو تو کیا فاجت ہی اور مرد و زن سے بیان ہی وہی

حزن ہو سکتا ہی جو مثال بیمار غار کی الٹی غار میں موجب عار اور صفت جنگ میں مورت ڈار
 اور قوی و دہرائی الکفار و العاجز ہو تا تاب نظر کچھ محض مرتبہ سابق کے کہ انگنتم موئین
 اسپر دلات کرتا ہی کہ یہ دہن اور حزن مقتضائی ایمان نہیں ہی بلکہ مقتضائی بی ایمانے ہی
 اور لاریب کہ جو بات مقتضائی بیدینی اور بے ایمانی ہی وہ علام ہی پس نہی تحری ہی ہوئی و
 ہذا ہو المطلب والحمد للہ اور قطع نظر اس سے کہ ہم دونوں میں کاتحری ہونا ثابت کرین ہم ایک
 مختص بات یہ کہتی ہیں کہ آپ معی ہیں کہ دونوں نے لاتحزین اور لاتحزنوا کی ایک ہی قسم کے
 ہیں ہم اسکو پاس ملاحظہ فرما سکتے ہیں لیکن نہی لاتحزنوا و لاتحزنوا اعلو
 کی مفید ہی بہ بشرط انگنتم موئین کی جسکا یہ دی یہ ہی کہ حزن کرنا نشان موئین ہی
 نہیں ہی اور جب یہ حزن خلاف ایمان ہو تو جو حزن کہ لاتحزن ان الله معنا میں ہی
 وہ ہی حضور کی خلاف ایمان ہو اسلئے کہ بقول آپ کی دونوں حزن اور دونوں ہی ایک ہی قسم کی
 ہیں پس ایک بام دو ہو ان میں ہو سکتے تو ضرور ہو کہ حزن لاتحزن ہی بی ایمانے ابو بکر کے
 دلیل حکم ہو اور چار مطلب اس سے ثابت نہیں ہی اب آپ کو اختیار ہی کہ نہی کی جو معنی چاہتے
 قرآن مجید کے قولہ قاضی صاحب ہی اسکا اقرا کرینگے کہ نہی زجر و توبخ کے لئی ہی اقول
 کہ چون چنی صاحب کی اقرا کا مانع کون ہی اور اگر بالعرض بیان کئی منع ہو تو ابو بکر میں جسکا یہ جادنا
 پیشا ہم آپ کی کتابوں سے ثابت کر چکی کون منع ہی قولہ ہی فرماویں گے کہ تنہی اور تنہی کی لئے
 ہی اقول نعوذ باللہ اگر مثل مناسبت ہوئی تو ایسا ہی کہتے کہ میں ابو بکر کی جان سپر
 بخیریت شیعہ بنی تو اس کے منع نہی قولہ ہم میں سے اقول ہندی کی چند ہی
 کہ کی تو سمجھاتی ہیں پھر ہی اگر سب سے فراموشی ہو پھر میں قولہ ہزار جگہ مدعی تشفی اور تنہی
 کے اقول نہی اگر ہزار جگہ مدعی تنہی کی ہو تو لاکھ جگہ واسطے تحمیم کی ہی اور بقایہ

واسطے تجرم ہی کی ہی قولہ اگر کوئی قرینہ غائب اور خفی کا پایا جاتا تو ہم تسلیم کرتے ہیں کہ
 معنی اصلی میں قرینہ کی کیا عابت قرینہ معنی تامل کی لہٰذا چاہئے علاوہ اسکی شیعوں کی
 نزدیک سیکڑوں نیز ہیں اور قرینہ یہ ہے کہ جب قبح حرکات ثنائیہ راہ پر چھوٹی تھی مگر عدم توفیق آیات
 عدم تصدیق بوجہ خدا و خلق اور ازواج اور بچا اور خدائے انسانی راز خدا و رسول ہی ہمارے
 کتاب نے ثابت کر دیا تو کیونکر ہو سکتا ہے کہ خدا و رسول ایسے افعال قبیح پر راضے ہوں
 ان الله لا يامر بالفسق والفسق منكم والفسق منكم والفسق منكم والفسق منكم والفسق منكم
 برضی الجملہ الفکر قولہ تمہاری واسطے بہت موجود ہی اقول سابق میں گزارش کیا
 حکم احیائی دار تکلیف نہیں ہی بلکہ حکم اموات ہی قاتعیاں اہل میں قیاس اقل میں قیاس
 قولہ اسی طرح ابو بکر صدیق ہی اقول سب سے خود ہی لاتمند و لا مغرور اور نہ ہی
 کو مانع ہونا جائز کیا ہی قند کہ قولہ پس بظاہر دونوں میں کچھ فرق نہیں پایا جاتا ہی اقول البتہ
 بظاہر فرق نہیں ہی ورنہ ظاہر میں کو نظر آتا لیکن باطن میں کچھ فرق ہی کہ باطن میں کو نظر آتا
 ہی فارجم الی ما فصلنا قولہ لا تغرروا واسطے قتل اور تشفی کی ہی اقول کہو کہ انک
 کہو گی ہم سب کسی میں کہ لاسلم کہ ہر جگہ واسطے تسلی و تشفی ہی ہی وہ میں اس قولہ
 باوجود اتحاد و اتفاق قرآن اقول لاسلم تطابق القرآن اسلے کہ جن فرق نکالتے
 ذکر کیا کہ میں سوانق اور لواحق ابو بکر کی کاثبات نہیں کیا قولہ صد ہزار تعجب ہی اقول
 اکثر یہ نہ تھا تعجب حقیقی جالت ہی ہی قولہ لیکن ہم حضرات شیعہ کہ صفوحی میں اقول
 لیکن شیعہ و حضرات اہل سنت کہ نہیں صفوحی میں بلکہ سابق مدعیات ہی میں قولہ انما قرآنی
 حقیقہ سے مراد ہیں اقول شیعہ ہمیشہ حقیقہ ہی معنی ملاویتی میں پانچ اس مقام پر ہے
 بنکر منے حقیقہ حرمت پر عمل کیا ہی تنہا البتہ معنی مجازی تشفی قتل ابو بکر

کہو اے لکھنوی بچائی کی لائی مراد لیا ہی قولہ حدیثیت کا اقرار کر
 سئے حقیقہ حرمت کی نہ ہی مراد لئی اور اسی ہی کذیب
 قولہ اگر اقرار کریں تو مذہب ہاتھ سی جاتا ہی اقول تم اگر
 تو تمہارا مذہب ہاتھ سی جاتا ہی اور دل الخلفا قابل نفیرین
 کی تحریف لفظ باسقاط سیاق و سباق کرو اور تحریف معنوی
 لغویوں کی نئی نئی معنی کر کے اور کچھ چارہ نہیں ہی
 چارہ بزرگوار مدینہ نیت **سوال المناط** اب اتنے
 السلام اگر اسپر ہی حضرات شیعہ کی بدولتین کچھ
 یہ کہنی لگی کہ سہنے مانا کہ خوف گناہ نہیں اور طاعت حرم تسلے کا کلمہ
 کہ ابو بکر صدیق کو کامل یقین پیغمبر صاحب کی وعدہ پر اور غلکی خانا
 خوف نہ تھا اور اسکا یہ جواب ہی کہ خود حضرات شیعہ کا اقرار ہی
 پر خفا ہوتی تھی اور فراموشی کہ چپ رہو یا کہ کون فاش نہ کرو اور وعدہ نہ ماتم
 الحمد کہ سکتا ہی کہ پیغمبر صاحب کو بھی اپنی خدا کی وعدہ پر اور حفاظت پر
 انسانی ہمازی کی کرتے تھے اوس سی پیغمبر صاحب نہ گسراتی اور بار بار لوبو
 خاندانی پس جو اوس الحمد کو حضرات شیعہ جواب میں دیتی تھیں
 لیکن اگر کوئی فرد ایسی غور کری تو موافق اصول اور عقائد شیعہ کو
 نسبت خوف و دہش کا اطلاق یہ ہی نہیں سکتا اسلئے کہ اگر وہ
 میں خائف تھے تو ہم پر سچے ہیں کہ اوکھلا پنی جان کا اندیشہ
 پیغمبر صاحب کی اذیت و صیبت کا خوف اگر اوکھلا پنے جان

کہ وہ دشمنوں ہی ملی ہوئے تھے اور اس کا نشان کرنا چاہتی تھی اسلئے کہ اگر وہ کافروں سے ملے
 ہوئی تھی تو ہمزور نہ آؤں گے اور اگر کافروں سے ملی ہوئی نہیں تھی بلکہ ان کو کافروں
 کی طرف سے خیال اپنے اور پانچا سپے کا تھا تو اس سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں ایک یہ کہ
 کفار بہ سبب ایمان اور منافقت بخیرت کی ابو بکر صدیق سے ایسے دشمنی رکھتی تھی کہ ان کی قتل
 کی دہائی تھے تو اس سے وہی بات ثابت ہوئی جس کا ہم دعویٰ کرتی ہیں دوسری یہ کہ کعبہ
 ابو بکر صدیق کا اٹھارہ روز قافس کرنا چکا نہ تھا اسلئے کہ جن لوگوں سے خود ان کو خوف تھا وہ بھی
 ڈری غار میں چھپے ہوئی تھی انہیں پرانہ انداز ظاہر کرتے اور اپنی اچھوتی پر ہلاکت میں ڈرتے
 اور اگر یہ کیا جادوی کہ ابو بکر صدیق کو خوف بخیرت صاحب پر صد ہنسنے کی خیال سے تھا تو یہ
 خوف ہزار اطمینان سے بڑھی اور ایسے عیب پر ہزار ہزار ترکان میں اور ایسی خوف کو
 حضرات شیعوں نے کیا اگر کفر بے بھین مگر ہم خواب کیا ہزار ایمان سے بے بھین مگر
 سمجھتی ہیں اور اس خوف سے حضرت صدیق اکبر کی حقیقت کا اعتقاد کر لیں اور کہتے ہیں
 اسلئے کہ اگرچہ ابو بکر صدیق کو بغیر صاحب کی جان اور سلامتی یقین کا مل تھا مگر جب انہوں
 نے دیکھا کہ شاہ ہرودس راہ شاہ دین و دنیا ایک غارتنگ تو ایک میں رونق فراہی اور جس
 طرح چاکر کی وقت ایریں چنپ جاتا ہی اسے طرح اور بتوت غار میں چاہا ہو ہی اور جس کا تمام
 عرش و کر سے ہی وہ ایک تنگ جگہ میں قیام فرما ہی تو یہی حالت بخیرت کی ابو بکر کی دل کو پہنچا
 کرتے تھے اور ان کو بھین کر ہی سے چنانچہ ابو بکر صدیق کا اول غار میں جانا اور اس کو صاف
 کرنا اور سب سوا خون کو اپنے قبا چاک کر کے بند کرنا اور بغیر صاحب کو بلانا اور اپنے زانو
 پر سنا اور شاہ ہرودس پر ایسے درناک حالت میں جب انہوں نے غار کو در غار پر دیکھا تو
 بخیاں لایا اور بغیر کے جو کہ صد ہا ان کی دل پر پہنچا اور اس کو بے جانتی میں یا وہ عاشق بنے

جسکا عشق اوسکے سامنے کسی تکلیف و ایذا میں مبتلا ہوا ہوا دشمن اوسکی باوجود سہلہ آور
 ہوئے ہوں اور سوت کوئی اوس شوق مسکین کی کیفیت دیکھی کہ اوسکو مضطرب تھا ہی یا وہ
 اطمینان سی بیٹا رہتا ہی ہاں جسکو عشق و محبت سی خبری نمودہ عاشق صادق کی خوف و اضطراب
 پر طعنہ کرے تو کیا کری اسی ہاں اول ذرا بغیر صاحب کی ساتھ محبت پیدا کر تب جو نتیجہ
 کی جان تیار تھے اوپر الزام لگاؤ کہ جب تک محبت ہی نہیں ہے تو تم اوسکی حقیقت کیا جانتے
 تو نازنین جہاں سے نواز پروردہ : تراز سوز و رن و نیاز و پیر
 چو دل بھر نگارے بہتہ اسی ماہ : تراز حالت عشاق بنوا چہ بہر
 اسی شیعیاں پاک ذرا مہربانی کر کی اپنی شہید ثالث کی شہکافینہ غور کر کہ ابو بکر صدیق
 کی حزن و غم کی نسبت کیا کہ زبان دہازی فرمائی اور : *لعلہ من جزعہ*
بأنہ ما یكون من شلہ ضا لکان لکرا وکی شان گشتائی گمردہ تحریر اوسکی خاک میں
 مل گئی اور سب تحریر اوسکی ہاں و مشورہ ہو گئی آئندہ انہیں باتو نہ خیال کر کے اصلی خوف اور حزن
 سی انکھار فرمایا اور اوسکو نصیحت اور بناوٹ پر عمل کیا اہل انصاف سی امید ہی کہ در امل لگا کر اوسکو
 ہی سین اوجہ کچھ مہربانی اور جاوہر زبانی اوس بیان میں حضرات امامتینی کی ہے اور پھر
 احسن و آفرین کہیں اوسکا کچھ خیال نہ کریں ایک دعویٰ کو چوڑی دوسرا دعویٰ کیوں کرنی
 ہیں اور ایک اوسکا اقرار کر کے اوس نہ کریوں ہو جاتے ہیں اسلئے کہ یہ امر خاص اسے
 بحث کی اعلیٰ خصوص نہیں ہی بلکہ ہر کلمہ اور ہر حرف میں اس شان کا طور ہی باہمی کیا ہی جب
 مباحث امامت و خلافت کی آوینگی تب دیکھنا کہ یہ حضرات کیا رنگ بدلتی ہیں اور کیسے
 نئی نئی گل بوٹے تقریر کو زینت دیتی ہیں شہادہ لاری میں مکی نہ از براہ من
 نقش و نگار و تازہ تازہ نو بہت حضرت امامینی دیکھا کہ حزن و خوف کے

اثبات ہی محبت حدیق باکر کے ساتھ غیر صاحب کی ثابت ہوتی ہی تب اس دعوے کو چھوڑ کر یہ دعویٰ کیا کہ ابو بکر کو کچھ خوف نہ تھا بلکہ واسطے فاش کرنی راز کی جبرج و فرغ کرتی تھے جیسا کہ مالک و سنیہ میں کہا ہی کہ غوغائیں ابرج و فرغ و فزاید برائے آن بود کہ شکر را اطلاع گرفتند آہنا بداند کہ درین غار است و حاضر شدی فی لکھا ہے کہ و ایصنا معاً اشتہد من لدع الحیثہ ایلاہ اثنا کان یمد سرجلہ یریدہ اطہ اسرا مت کہ جب ابو بکر کا کام ہوئی اور پٹنے سے ہی نہ نکلا تب پاؤں بڑھادیا کہ او کیو دیکر کفار اندہ فارکی چلے آہیں تب خدائی سانپ کو حکم دیا اوسنی پاؤں میں اونکی کا تاج بچوری غیر صاحب کا راز فاش ہوئی بچا اسکے جواب میں ہماری زبان تمہی کوئی بات ہی نہیں نکلتے او ایسے حکیمانہ تقریر کے ترمیم ہی ہو ہی نہیں سکتے اگر از شرق تا غرب ادا جن مانس جمع ہوں تب بھی کسی سے یہ عقدہ حل نہ ہو گا فی الحقیقت جو صاحب تعلیب الکما نے اپنے بندہ کو کی تقریر نقل کر کے پر مولانا صاحب قصبہ شہرہ پر غصہ کیا ہی وہ نہایت ہی بجا تھا اگر وہ ان تقریر کو نقل کر دیتے اور لفظ ان عبارت کو لکھ دیتے تو حقیقت میں مذہب الہیہ کی ہر کسی کو کیا کلام رہتا اور پرا ابو بکر صدیق کی فضیلت کو کوئی کس طرح ثابت کر تا ہی بارہ انصاف کرواد حضرات الامیہ کی مجتہدین کی غوارت علم پر یا ظافراؤ کہ جو بات ہی وہ حکیمانہ جو قول ہے وہ متفقانہ یقول التمسک بولایتہ علی بن ابیطالب علیہ السلام ہم خوب بایات قرآنی سے ثابت کر چکی کہ بعض اوقات خوف گناہ میں اور بعض میں طاعت اور عبادت ہیں لیکن خوف ابو بکر محض گناہ تھا بلکہ سب سے بری بیانی اور بے ایمانی تھا اسلئے کہ اذعان بقول خدا و رسول کیا اور ایمان بایات مخطوہ حراست نکیا اور خوف بجا اور بچل کیا اور نظر اس خوف کا بگرہ و زاری قوی و بقراری ہوا کہ جس سے قریب افشا راز

خداوند باسے ہوا بعد ان حرکات ناشایستہ کی چاہیں نہی کو تسلے پر محمول کریں یا تحیے
کسین اہل انصاف کو اختیار ہی جیسا کہ تردید قیل سابق میں ہم کچھ حضرت مخاطب اہل
جواب میں ہر طرف تپاتی ہیں کہ وہ مطلق خوف گوشتن کہتے ہیں اور دلیل استقامت
خوف بانی گنتی میں اور کبھی خود سوچتے ہیں کہ بعد از حدہ خدا و مدین آیات خدا خوف مستحسن نہیں
ہو سکتا بلکہ محض بجا ہے تب جواب میں فرمائی گئے ہیں کہ یہ حرکت بجا و مستحسن فقط ابو بکر ہی
سی نہیں ہوئی بلکہ انبیاء سے بھی ہوئی پس جو شیعہ بہ نسبت مثل تھمن انبیاء کی جہا
دینگی وہی جواب ہم ابو بکر کے فضل بہ تھمن کا دینگی چنانچہ پیشتر اس سے حضرت مخاطب بجا
و محیل ہوئی خوف حضرت موسیٰ کی تدریج ہو چکی اب کمال صدق یا ان خباب رسول خدا
کا بھی خائف و خوف بجا ہوا یا ان فرمائی ہیں باین دلیل کہ اگر خائف نہ ہوتی تو ابو بکر کو کیوں
بار بار روئے چلائی سی افشار و ساز کر نیسٹخ کرتی تھی اور یہ خوف ہی بعد حدہ خدا اور بعد
شاہدہ آیات خدا کی تھا تو مثل خوف ابو بکر قبیح و بجا اور العیاذ باللہ مثبت بیدینی اور بی تقیہ
جناب رسول خدا ہوا اب حضرات شیعہ اس کا جواب میں یہی قصود حضرت مخاطب کا
اور ہم جواب از خوف موسیٰ و چکی اور قبل اسکی کہ جواب از خوف رسول خدا میں خدمت میں کچھ
مسلمانوں کی گزارش کرتی ہیں کہ وہی برین سلامی لکھیں بجا طرا یک بت پرست چل سالہ بدکا
کی انبیاء و کبار کا بدکردار ہونا ابت کیا جاوی اور خطیبہ الانبیاء کے جاوی اور حیرت یہ ہی کہ اپنی
پیشتر کی طرف افعال قبیح کی نسبت میں اور شیعہ میں ہی اس کا جواب مانگیں کیوں یا رو کیا
شیعہ ہی فقط مسلمان ہیں اور وہ حضرت شیعہ میں ہی کی پیغمبر میں جو تم شیعہ میں ہی
جواب مانگتی ہو بہر کیف تم چاہو آخر نے اہل بیتان اپنے پیغمبر پرانہ ہو لیکن ہم ان کو اپنا پیغمبر
ہر حق اور محمود من کل اقتضار و انکبا بجا جواب دیتی ہیں کہ نہ جواب ہرگز ابو بکر کی طرف سی

نہیں ہو سکتا ہے، ترجمہ ہو سکتی ہے کہ باحق کل شیعہ سنی ابو بکر کا خائف ہونا ثابت
 ہی بلکہ منظر خوف تعلق و انزعاج و بکا ہونا ہی مہنی سنیوں کی معتبر کتابوں سے ثابت کر دیا اور جو
 مخاطب خائف ہو سکا مگر ہی غایت الامر مطلق خوف کو قابل مواخذہ نہیں سمجھتا اور یہی مثال
 خوف ابو بکر کا قابل مواخذہ ہونا بدلائل برہین قاطعہ ثابت کر دیا کہ قراب ایسی خوف جناب
 رسول خدا پر پس ہرگز خائف ہونا اور حضرت کا بعد از وعدہ حفظ خدا اور بعد از دیدن آیات خدا
 ثابت نہیں ہی بلکہ ان کو ایسا اطمینان تھا کہ بقول آپ کی ابو بکر کی تسلا و تشفی کرتی تھی پس
 اگر کوئی محمدیین اور کوئی زنیق اشقہ الاولین و الاخرین مثل حضرت اہلسنت کی اولی حضرت
 کی منع ہوئی ابو بکر کو معنی امچٹانی سی اور جبروتیج افشار دار پر کر نیسے و میسل اونکے
 خائف ہوئی پر لاوی تو جواب ایسے ملے دیکھا یہی کہ جبر سے جناب باری بنی اپنے رسول
 مقبول سے وعدہ حفاظت و نصرت فرمایا تھا اس طرح پر حکم استتار سے انکار اور خروج مشتبہ
 کا بے فرمایا تھا اما ابو بکر اپنے طریق کا اور انظار مطلق و مضطرب بجایا چاہتے تھے کہ کیا آدمی
 میں اس حکم خدا کی عمل پڑے اور استلہ بخبر اعلان و اظہار ہو جائی جناب رسول خدا اس حرکت
 بجایا کہ سراسر خلاف رضائی خدا تھے متاوی ہو کر بار بار او سکونخ اور جبر فرماتی تھی پس اس
 منع کو او پر خوف بی یقینے کی محمول کرنا نہایت بی یقینے اور بیدینی حضرت اہلسنت ہی کا ایک
 فعل ہایت امچٹانی ضلالت میں سمجھتے کہ عدم تصدیق بوعدہ خدا جو ابو بکر سی سرزد ہوئی
 عین ضلالت ہی اور جناب رسول خدا کا اس ضلالت ہی منع فرمانا عین ہایت ہی فاعلموا
 القوم لایکا دون یغفون وقالم اشد انی نہ ممکن قولہ وہی ہماری طرف سے قول فرامین اقول
 شیعہ و بکا جواب تو آپ نے دیکھا کہ ابو بکر پر بکا اب ضروری کہ کے اور جناب کی فکر بھی واتی
 کہ نہ اور جو حاشیہ پر اس تمام کی روایت کہ ہر مراد شیخ عبد الرزاق لاہجی فلسفے کسی ہی اولوں

روایت سی انتہام جناب رسول خدا کیا ہی کہ باوجود اطمینان دینی جبریلؑ کے بھی مطمئن نہ ہوئے
 منشاء اس کا سو فہم جناب ہی اگر جناب رسول خدا جبریلؑ کی اطمینان دینی ہی مطمئن نہ ہوئی تو پھر
 کیا ابو بکر اور عمرؓ کے جوار اسیوں میں اوکو نہنا چوڑ کر باگ کھڑی ہوتی تھی اطمینان دینی ہی مطمئن
 ہونی تھی یا حکم خداوندی فاصع ہا تو مرغل ہی میں نہیں لائی اور شل ابو بکر کی بخبرونی چلتی
 کی اوسنے کو انکار وائی رسالت تل ہی میں نہیں آیا یا بجلہ چو کہ امر فاصع ہا تو مرغل کوئی کلام
 طامینت نہ تھا بلکہ فقط حکم وائی رسالت تھا پس اوخصرت فی شکایت مستہرثین یافین عن اعدہ
 کی کہ وہ قسمل حکم پر وہ کمال نہیں ہوتی تھے اور چو کہ کوئی تدبیر اور کی دفع شرکی جسے نہیں بن پڑتے
 میں دتا ہوں کہ مبادا تم مکمل دعوت موجب نارضا نہ فی خدا ہوا و بعد اسی کہ حضرت جبریلؑ
 فی شروہ جانفرامی انکھنیاک استہرثین جودالات او پر سزا پانی اون طامین کی کرتا تھا گوش حق
 یوشس بن پونچا یا وہ حضرت مطمئن ہو گئے اھ کمال خوشی اور خوشی سے پونچنی گے
 کہ اسی جبریلؑ اس شروہ جانفرامی کا وقوع کو قوت تل میں آیا حالاکہ وہ طامین ابے یعنی تھوٹے
 دیر ہوئی کہ میری پاس تھے حضرت جبریلؑ فی جواب میں فرمایا کہ ان ابے وقوع کا ہوا تھا
 اس حزن و غم کو بیکار معطوفت خدا کی تھانوف بیدنی امدنی یقینہ ابو بکر سی مادلو کی
 مددنی چلتے فیے باجو دو کینے آیات خدا کی واسطہ امدکن مناسبت ہی جواب قیاس احد ہا
 علی الآخر کین قولہ سوافق اصول او قلعہ شیعو کی حضرت حدیق کی نسبت خوف و حزن
 کا اطلاق ہو ہے نہیں سکتا اقول خوف کو کن پونچتا ہی سوافق اصول او قلعہ شیعو کی تدابیر
 پر سوائی لغو وفاق کی کسے چیز کا اطلاق ہو ہی نہیں سکتا ہے قولہ اسی کہ اگر وہ اقرار کریں
 کہ ابو بکر صدیق حقیقت میں نائف تھی یا قول جس امر کو ہم نے اپنی کتاب میں سے ثابت کر دیا
 انہار خوف بے قیاری اور بکر نبوتاری ہی کہ غصہ باقشار لغو و سول ہی با قیاس

لرغوف حقیقت میں تھا یا ازراہ کفر و فریب تھا یہ خدا کو معلوم ہی اقبال دونوں ہو سکتی ہیں اور دونوں
 کی انتہا بینی پر ہے قولہ ہم پوچھتی ہیں کہ اؤ کو اس نے جان کا اندیشہ اقول اگر خوف و شرم
 تھا تو بی شبہ اپنا ہی اندیشہ تھا خواہ اندیشہ جان ہو خواہ ابن ربیعہ کی کہ نہ مال کا ڈر نہ قولہ
 یا پیغمبر بہ حسب کی ایذا و نصیبت کا خود اقول ابو بکر تو قبولِ مسلم و بخاری اس کے معنی تھے
 کہ بیشیہ ابو بکر اور مسلم اور بخاری تینوں کو صادق نہیں جانتی اور کتنی ہیں اگر اگر کئی دوسری خیال
 ابو بکر کے پیغمبر کا ہوتا تو کسی پیغمبر کو تہانہ نہ کفار میں چور نہ بگاتی قولہ تو یہ قول ہل ہوا جابا ہی کہ وہ دشمن
 سی ملی ہوئی تھے اقول اگر خوف فقط مخفی و فریب تھا تو اس قول کی صحت میں کیا شبہ
 ہی کہ پیشتر ہی سی ملی ہوئی تھی اور لرغوف قہمی تھا تو لایب کہ جان بچنی کی طرح سی تھا اور یہ خیال ہی تھا کہ
 ایسوت جو مال دنیا ہاتھ لگی بلکہ افسانہ سوغندہ کہ نہ یہ کفار سی بلکہ ایسا قرار یا قولہ تو یہاں سے
 اؤ کو کیا ڈر رہا اقول خوف شرم کا ہونا تو ظاہر ہی لیکن خوف واقعی پس قبل بلحاظی اؤ کے
 ہی بانی جانیہیں کوئی شک نہیں ہو سکتا اور اشارہ از رسول اللہ صلم اؤ سی خوف کی مثال نے
 کی تبیر تھی قولہ دو باتیں ثابت ہوتی ہیں ایک یہ کہ کفار سب ایمان اور رفاقت اقول
 آری یہ بات نہیک ہی گزرا یا ان حقیقے نہانہ رفاقت شدت ہی بلکہ ایمان نفاق ہی تھا اور رفاقت
 بطع دنیا سے نہ کہ ثابت من قولہ تبارک و تعالیٰ عرض الدنیا قولہ جن روگوں نے انکو خوف تھا ائی قولہ
 اور نہیں پر اپنا راز ظاہر کرتے اقول آہی جن روگوں سی خوف تھا اور نہیں ہو بلحاظی لئی رائد رسول اللہ صلم
 کرتی تھی نہ کہ جان ہی بچ جائے کہ جسکی ڈر سے دعویٰ تھی اور اس حد تک صلہ میں کہ نہ ہی رسول خدا کا
 پیغمبر نہ تھا نہ کچھ ایسا ہی لگ جاتی تھی نہ کیا خوف ابو بکر کا ساتھ اشارہ از رسول اللہ صلم کہ جس نے ہو گیا کہ جس نے نہ
 ہی یہ کیسی دلہنی سمجھ سے کہ ملت معلول کہ تفسیریں سمجھتے ہیں میان خوف ہی علت اشارہ از
 ہے اسی کہ اگر خوف کفار نہ تھا تو کفار سے بلحاظی راہ نہ کرتی اور اگر بلحاظی نے کا اللہ کرتی

تو افشاں دازبے کرتی قولہ اپنی پاکو معرض ہلاکت میں نہ اتنی اقول معرض ہلاکت ہی نکلی
 ہی کی لمی تو افشاں داز رسول اللہ کیا پر معرض ہلاکت میں پڑا کیا ساری اگر کفار سے قصد
 مجانی کا کرتی تو ابوبکر اپنے بیٹے ابوبکر بنی تینے ہی اپنے بیٹے البتہ معرض ہلاکت میں سمجھتے
 تھے کہ حقیقت میں نظر حفظ اللہ و رسولہ جائی امن و امان میں ہوں بہر کیف جو حرکات ابوبکر ہی
 صادر ہوئی آپ کے کتاب سے ثابت کر دی گئی باقی رہا یہ فعال کسوجہ ہی صلہ ہوئی پس جملہ
 ہم ابوبکر کو مدد کھن سال گرگ باران میدہ سرد و گرم چشمو جاتی ہیں از کئی کل حرکات کو محمول حسن
 تدبیر پر جان بچا بیٹھیا اور دنیا ہاتھ آئی کی کرتی ہیں اس طرح پرکہ انہوں نے اپنے طرف
 سے تدبیر کامل کی خواہ بسا عدت تقدیر چلی یا نہ چلی اب آپ کو کوئی چارہ نہیں ہی جو اسکے کہ
 پاش شیعہ کی ان حرکات ثابتہ از کتب اہلسنت کو تدبیر حصول دنیا اور تدبیر دفع خود عن
 نفسہ اشرفیہ پر محمول کیجئے یا حاکم اور یونانی ابوبکر کے قائل ہو جی کہ جسے لیے حرکتیں
 بجا اور بیکار اور لغو ہوئیں کہ جس سے اپنی پاؤں میں خود کلمہ لڑی ماری تھی قولہ اگر کیا جاوے
 کہ ابوبکر صدیق کو خوف غیر صاحب پر صدی پہنچنے کی خیال ہی تھا اقول پیغمبر صاحب پر صدی
 پہنچنے کا خیال اگر ہوتا تو کفار ہی کی ہاتھ سے صدی پہنچنے کا خیال ہوتا اور بہر بیار ہی
 ہی یہ اگر کہ پیغمبر کا خیال نہیں ہو سکتا ہی مگر بعد از ایمان بخدا و رسول و بعد تصدیق بقول
 خدا و رسول اور ابوبکر کا ایمان اگر درست ہوتا تو یہ صدیق بقول خدا و رسول
 حفظ و حراست خلافت کی ہوتی اور ایات خداوندی پر وثوق حاصل ہوا ہوتا تو اگر کہ صدی پہنچنے
 کا خیال خواب میں بے ہوشا جیہ کہ جناب رسول خدا کو نہوا اور قبول تمہاری ان اللہ خدا کہ کر
 ابوبکر کو تسلط دیتی تھی پس یہ بی ایمانی کہ جس کا ثبوت خوف قبیح کر نیسے ہی اقول دلیل ہے
 اسکی کہ پیغمبر صاحب کا ہر خیال تھا بلکہ اپنا خیال تھا قولہ تو یہ خوف ہزار اطمینان سے بہرہ

نہ قرار دیا جاویں گے کہ کور یا فرشتے سے خواب اور بکس تو وہ ترازب نخل اور قائم اور جناب ہر جیساکہ
 زہد سوسے اور عیسے اور فرج میں مقول ہی میں ماریب کہ نظر رضائی خلیہ لوگ انہیں حالات پر
 خوش و غم تھی۔ چین سی یا ذاتی راحت سے۔ صاحب خود جناب باری کی خاطر
 کو محل اس زمان قرار دیا ہوا اور صحت خدا اس وقت میں ماہ نبوت کی استقامت میں ہو ورنہ قادر تھا پہر
 کہ ظلمت کفر کو مشیت الہی دفتہ کو دیتا لیکن جب خدائی ایدیا نکلیا اور اسی غارتنگ و تاریک
 اپنے برگزیدہ کی الٰہی بصیرت وقت پسند کیا اور پیغمبر نبی ہی اپنے صدق یقین سی ادیکہ
 پسند کر کی رضائی تمام واطمینان تمام ومان قیام پذیر ہوئی پس ابوبکر کون مہربان تر خدا سے تھا
 جو ان حالات کو قبیح تصور کری اور اس پر استعدادی اور سچاوی کہ جس سی مفاہد را ز خدا لازم کو
 طرفہ یہی کہ اگر اسے حالات زہد سات پر رضا اور پیشانہا تو خیال ہکا اسی پر وقوف تھا کہ جب
 کفار کو در غار پر دیکے تب مدنی لگی اور قبل اسکی اور بعد اسکی کہ ایسی رقت طاری نہ ہو اس
 صاف ظاہر ہی کیا ابوبکر کی دلکویا اور کے چکر کو پارہ پارہ کرنے والا نہ تھا اگر خوف کفار
 اور ہمنے بیان کیا کہ یہ خوف ساتیہ یقین خطا در است خدا کی جمع نہیں ہو سکتا ہی آب فرائی
 کہیدنی ادبی سیقیہ ابوبکر میں کیا شک رہا اور دل دلیل اور پر اسکی کہ ابوبکر کا رنج و دلی خوف
 ایذا و کفار تہا نہ اس راہی کہ تمام اور حضرت کا غارتیہ و تار تا کلمہ ان اندہ مناسی کہ آخے و فرامی
 میں کہ عرض اس کلمہ سے حفاظت اور نصرت خدا کی ہی اور ظاہر ہے کہ اسکو تعلق رخ ایداد
 کفار سے ہی منفی تھے و تیرگی غاری سے یعنی ان اندہ مناسی غرض یہی کہ خدا تر کفار سی
 حافظ ہوگا اور یہ غرض نہیں ہی کہ وہ غارتیہ و تار قصر قصر یا قوت دگر بن جابی گا اور صبح
 ترازند بصورتی نظر اور روشن تراز شمس و قمر ہو جائیگا اور فرشتے منحل و استبرق او میں
 چہ جابی گا اور نبوت ای غار میں درخشاں ہو جائیگا اور تکلیفات بالکلیہ مبدل و راست

ہو جائیگی بہر کیف جب آپ کی قین تین تین جگہ لگا کر نیسے خوف از کفار ثابت ہو گیا پس اسی خوف
 کو بعد مکیابیات خدا کی ہم متنبہ بینی ادبی ایمانی پر کرے تین قولہ چنانچہ ابو بکر صدیق پہلی
 خاتین الی قولہ شہرہ ہی اقول سابق میں تفصیل تمام بیان ہو چکا کہ یہ شہرہ کا وہ ہی اور
 ابو بکر کی مصدقین کی بنائی بات ہے قولہ جو کہ صدرہ انکی دل پہ لگا ہو گا اور سکود ہی جانتی ہوگی
 اقول جسد مسکہ از کو از راہ بینی ادبی یعنی ہوا کو سکود ہی جانتی ہوگی یا کپا آب ہی جانتی
 ہوگی جو سید بنون ادبی یقینوں کے ہوا خواہ ہیں قولہ یادداشت جانی جسکا مشوق اقول وہ
 عاشق کامل فاعل خوشحال اور مشوق انکی سزا شنیدہ لال جانتی ہوگی ہم سابق میں لکھ چکے ہیں کہ
 ہر عشق جن جن اور ہر عاشق دیوانہ ہی اور ہر مشوق قبول ابن جوزی البصیح بالجلع ہی پس اطلاق مشوق
 کہ خلاف قرآن مجید سے ایسی تعات پر بدعات فرق خالصہ ہو یہی حضرت غلامی کے پیر میں قولہ
 اسی بابا اولیٰ غیر شہرہ کی ذرا محبت پیدا کر اقول اسی شہرہ کی بابا اولیٰ اور اسی محبت پیدا کر اور جانکہ وہ
 خدا را خدا میں ہر تکلیف دایا کو میں دوست سمجھتی ہیں اور مثل ابو بکر اور پوروی پتے چلاتی نہیں
 ہیں اور پھر کہ محبت غیر شہرہ پیدا کر تا انکی اور انکی اولاد اور خدا کو موزیدہ تہر کر دیشہ ہوگی
 دل اور حضرت کی دشمنی کی ظلم و بیدار سے جللی ہوئی ہیں اور جانتی ہیں کہ **ہے بکر**
 شہرہ زید گردن دوست خون شہرہ تمام ہر گردن دوست ہر شہرہ کی جدول اور ہر گردن
 کی تلو کیا خبر ہے اور کا محرم تہا ہی عید ہی اور کا ماہ عہد تہا ہی خوشی کی کلید ہی **ہے**
 نازنین جہانے نواز پروردہ **۶** تراز راز زمانہ و نیلنا چہ خبر
 چو دل بہر نگاہ نہ بستہ **۷** تراز حالت سحر گدازنا چہ خبر
 قولہ اسی شہرہ پاک ذرا ہرانی کر کی اقول اسی ستیان میاں انجاست مشرکان
 تا پاک ذرا ہرانی فرا کی اپنے نگہی صاحب کی ہو سگاہینہ زور کر کہ ابو بکر کی حزن و غم اور شہرہ

کی تاویل میں کیا کہ باتین بنائیں اور راز حق اس جگہ اس پر اثر کیا کہ تمام انکی نزدیک اس
 دار فانی ہی میں حشر و کور سے تباہ و غارتگ و تارین تباہ اور ماہ فوت چند ساعت برتسارین نما
 کہ جس سے ابو بکر کی نگاہوں میں دنیا تیر و تار ہو گئی تھے اسی سبب سی روتی پٹتے چلاتی تے
 لیکن حیف ہی کہ روز مقیض بندی باوجود ایسے غروب ہوئی ماہ فوت کی کہ پھر تاقیامت طلوع ہوگا
 کچھ نہ دی اور نہ چوٹی بلکہ جو بگ فروغ سے منکسرت ہوئی اذ کو سجا بجا کر اپنے ساتھ پاپا اقدس
 مسطر کو بی مل دکن چوڑا کر خلاف میں دوری اور شریک تجزیہ کنین نہوئی گمانی اہل مل
 الغرض غائب فی سبب عز میں بیان نیاد کو سلا نکالا اور جو سبب اصلی حزن تھا یعنی خوف
 کفار بعد انتظار اب کبھی اذ کا اقرار کیا اور کبھی نکلا تا یہی دلی یقینے ابو بکر یا یہ ثبوت کو نہ
 پہونچی مگر احمد نکہ ساری تقریر کو فریب اذ کی خاک میں مل گئی اور سنے ہر طرح حدیثی اور
 بی یقینے اذ کی مینوں کی مستر کتابوں سے ثابت ہی کر دی اب اہل نصفت سی اسید ہی کہ ذرا تہجیر
 ہو کر رنگ رنگ کی سخن بانیوں اور چرب زبانوں کو اہل سنت کی سین اور چاہیں اور تہجیر اور
 آفرین کریں اور چاہیں ہزار ہزار نفرین چنانچہ اس مقام پر گاہی دعویٰ یقین کامل ابو بکر حفظہ
 حراست جان اور سلاستے غیر لانس و اتجان کا ہی کہ وہ مسلم دم غوث ابو بکر ہی اور گاہی
 اذ کا خائف ہو ناصدہ رسائی کفار سی بیان ہوتا ہی اور کبھی متفقنا ی شہریت کیا جاتا ہی اور
 گاہی علت گریہ و زاری ہی خوف ٹہرایا جاتا ہی اور کہے علت اذ کی ماہ فوت کا غلطیرہ
 تا میں پوشیدہ ہونا اور کبھی سانپ کا کاٹنا اور کبھی اسکا کچھ خیال نہ کری کہ ایک دعوے کو
 چوڑ کر دوسرا دعویٰ کیوں کرتی ہیں اور ایک امر کا اقرار کر کی اذ کی منکر کریں ہو جاتی ہیں
 سلسلے گریہ امر سے خاص بحث کی ہی مخصوص نہیں ہی بلکہ ہر کلمہ اور ہر خیر میں اس شان
 کا طور اور اس اختلاف بیان کا دور ہی اسے کیا ہی جب باعث خلاف اہل امامت

حکام تاشا و کینا کہ یہ حضرات کیا کیا رنگ بولہ و فی بدلتی ہیں اور کسی نئی نئی گالی طعن
 ازیت ویتی ہیں ۵ شامہ درباری میں یکینہ از برای من نقش من نگار و
 متبازہ نو بختی خلافت ابوبکر کو حکم رسول اللہ کہتی ہیں اور حضرت عمر کو اس قول
 اختلف فاما خلف من ہر غیر منی سینے رسول اللہ کافی صحیح اسلام کا طبعی
 من الامت ملوۃ خلافت کو مخصوص ابوبکر کرتی ہیں اور اس امامت ملوۃ کو
 ملوۃ خلف کل بر وفاجہ کہے حکم رسول اللہ اور کسی حکم حاشیہ صدقہ ہوتا
 حال میں حدیث اکبر کصو احبات یوسف کی بھی تصحیح کرتی ہیں اور جب اس
 نیکلما ہی تو بنا چاری ہنسک باطل انت ہوتی ہیں اور جب اجماع کا بھی ثبوت
 من صحیح روایات سلم و خیر والی بستہ اشہر نہیں ہوتا ہی تو قطعی حجت علم اور اوصیہ
 و انت خلافت کی کافی اور دانی جانتی ہیں کہ اضر جہ انشاء ثانی فی شرح المقامہ
 ہی حضرت خلیفہ مظلومہ ساز بلا حجت و دلیل حجت ہی کرین اور غیہ ہی اور سکو
 یا اور کی قاتل پر حکم قتل ہی جائے کرین یہ ایک نمونہ ہی بسم اللہ خلافت کا
 ی بڑے کیل اور بڑی بڑی تاشہ ہیں کہ خلیفہ صاحب کی خلافت منع شرع ہو
 ان ہی شرح فقہ میں ہی کہ خلیفہ صاحب پر حد شرب غیر جاری کیا گیا ہی اسلئے
 میں اسلام ہی اسلئے کہ ہم کہ مسکی خلیفہ صاحب شارب الخمر ہوں قولہ
 امتیہ ہی دیکھا کہ حزن و خوف کی ثبات ہی اقول استغفر اللہ کی محبت بلکہ
 جو دہ کینے آیات خدا کی محض بیہ نی اور بی یقینے پر دلیل ہی کا قصدا قولہ
 جو دہ کا قول باطل و موعہ غیر غیہ ہی آجنگ کوئی امامیہ منکوف ابوبکر ہوں
 اور نے ثابت کیا کہ غیہ و فرخ منکوف ہی پر شیعہ کا کلام ہے

کہ اگر بیخوف کہ جسکی منظر ہوئی خوف و فریب تھا تاویل کی ہی کہ پیشتر ہی سی کاغذ سی ملی ہوئے
 سنی پس یہ خوف تھنصہ ہی افکی ثبوت بیدینی کی الٹی کافی ہی امداد خوف حقیقی اہتات
 ہی بسبب عدم تصدیق قول خدا رسول کی امداد ایمان آیات خدا ثبوت بیدینی امداد سی
 کی الٹی کافی ہے قولہ بلکہ واسطے فاش کرنی راز کی جنوع و فرغ کرتی حتی اقول جنوع و فرغ
 کن تاوہر طرح سے پہلی فاش کرنی راز ہی کو تاخواہ خوف حقیقی ہو خواہ تھنصہ تھنصہ میں
 پیشتر سے ملی ہوئی تھی خوف حقیقی میں لب ہر لیلۃ افشاء راز فلما چاہتے تھی انقض خورخ
 کو الٹی ایک جرم و بیدینی ہی اور جنوع و فرغ کرنا واسطے افشاء راز کی جرم دیگر پس اثبات ایک
 جرم بیدینی سے انکار جرم بیدینی کو لازم نہیں آیا ہی قولہ حیا کہ رسالہ حسیہ میں ہے
 اقول صاحب رسالہ حسیہ منکوفت ابو بکر نہیں میں بلکہ اور کجا اولاً منظر خوف فلما اس خوف
 کا شخصیت اور بیدینی ہونا ثابت کیا ہی اور ثانیاً خدا و رزقانت افکی منوعا و فریاد واسطے افشاء
 راز خدا و رسول کی بیان کیا ہے کہ یہ دوسری بیدینی ہی پس اس مقام پر یک نشد و شد
 کہتا ہے شہید کہ ایک دعویٰ چھوڑنا امداد سر اختیار کرنا ہی قولہ بلا ضرر شہیدی نی لکھا ہے
 اقول یہاں حکوم نہیں جانتی مگر اس بات کو مانتی ہیں مصدق اسکا سانپ کا کاٹنا ہو سکتا ہی
 ورنہ کیا وجہ ہی کہ عبوت میں حیوانات کیا نباتات تک تابع فرمان تھی چنانچہ روضۃ الصفا
 میں درخت بول کا خدا پر اگر سدا کا خدا ہونا اور کہ چتر و کھا انڈی دینا اور کڑی کا جالا تاکا لہا ہی
 پس ایسے وقت میں سانپ کی کیون نا فرانی کی اور کیون یا پنا پنا ہی ہی دلیل اور فرنا د
 نیت ابو بکر کی ہی پس یا افشاء خدا منظر و نظر طیفہ صاحب کی تھا یا باگ با لکھ کہ کہ با لکھی
 میں تو بڑے خدا و تباری و متناق تھی جب لڑائی کی مجمع حاکم میں قرار قرار پر مقدم جاتے
 تھی تو غار میں کب مار مجبھی پس وی شہیدی فی تسلع کیا کہ قطریرہ لکھا راز لکھا اور آدھی

انفراس من النار نہ کہا قولہ اکی جواب میں ہماری زبان سے کوئی بات نہیں نکلتی اقول
 کہ انک زبان ہی بات نکلی گی بقدر مقدور اپنے مثل ابو بکر کی باب خارجین بہت غل بچایا
 اور گویا جبل ثور کو اپنی سر پر اڑھایا لیکن آخر کار خطاب سر پر اعباب قال اخذوا فہما ولا تخفون
 جانب پروردگار سے بچنا چاہو اب کیونکہ منہ سے بات نکلی اکی اور حکم مالک ہی کیا زور چل سکی
 فاحکم للہ الذی افحم الاحادی فلا تسلط یعون قیلا و ما جمل للہ
 للکافرین علی المؤمنین سببلا شیعیان علی ابن ابیطالب علیہ السلام کی کل
 باتیں جکیانہ علی النج القوم اور ہم من اللہ انفرز الحکیم ہیں ومن یثقی الحکمۃ فقد اوقی خیرا
 کاش پہلے ہی سی پیجی ہوتی کہ شیعوں کی سخاں الاجاب کا جواب ہمیں ہو سکی گا تو بقدر
 رزق امدی ہی کیون کے امد کیوں اپنے سر پر ایک جان کی خاک اور اڑائی اور ذوق اپنے
 منہ کا مذاق پوشیدہ پر عیان کر آیا ہے ہر کہ با فلول بازو پتھر کردہ ساعین خود
 رنجہ کردہ قولہ اگر اذ شرق تا غرب اقول فی الحقیقت اگر سنیاں شرق وغرب جمع ہوں تو شیعوں
 فی جو عتدی خلافت نشہ میں ڈالی ہیں وہ مل ہو گئی یہ شیعوں ہی کا کام ہی کہ مشینگی گہریں
 کہو کہ پورین ڈیلے کر دیتی ہیں چنانچہ کچی سولہ شاہ ہی کی کرو فریب کی قسمی ہنری لوئی نقل عبادت
 اور مولانا شوہتری کی نقل عبادت ہی کو لے کر جو شخص دوزخ عمارت کو لے گیا اوپر صاف کسل جاوے گا
 کہ کچی سولہ ہی نہیں کی اور خود آپ دوسری نمبر کی جمل ساز میں اسلئے کہ انہوں نے فی یہ فریب
 کیا کہ نقل عبادت سولہ ای شوہتری نہیں کی اور آپ نے یہ فریب کیا کہ نقل عبادت اپنی سولہ جی
 کی کچی نکالیا نہ کہ کوئی دوزخ عمارت کو لے گا کی کذب شاہ جی کو سمجھ لی مگر الحمد للہ کہ ہمیں بھائی جہاد باپہر
 لکھ سپر ہی کوئی منجے تو اکی سمجھ پتر میں پس اگر عزارت نام نہیں دغا باز یہ تھا ہی تو پھر کہ
 عزارت علم علما کا اشت کی قابل ہوئیں کیا مذہب ہوتا ہے قولہ فی الحاشیہ شیخ صدوق

کی بناوٹ ہی یا بلا جملے کی ہمت ہی اس لئے کہ کسی اہلسنت فی الجبک دعویٰ نہیں کیا اقول نہ
 کیسی کی بناوٹ ہی نہ ہمت ہی بلکہ ہمت اور سبکی ہی جو بدلیل مدعی ہمت ہی اور دعویٰ مکرنا کے
 اہلسنت کا شہادت ملے اس لئے ہی جو کیس طرح قابل قبول نہیں خصوصاً غیر مدعی ہی ہاں اگر صدق
 اسکا دعویٰ کرتی کہ یہ امر مجمع علیہ اہلسنت ہی یا کتب اہلسنت میں مرقوم ہی تو آپ بظاہر کہہ سکتی
 کہ کسی کتاب میں موجود نہیں ہی بیان تو بیان ایک مناظرہ خاص کا ہی بہ نسبت ایک خاص
 خاص کی کہ جسے بعض شیعہ سی یہ گفتگوئی باطل کی تھے اور ضرور نہیں ہی کہ کل اہلسنت کی
 نزدیک ہی قابل اعتبار ہوا وہ کل فرقہ دوسرے ہی حاکمیت میں گرفتار ہوا اور سند ہی اکتب اور
 متداول فی المخطب ہی کہیں ہاں اگر اس ناصب نے مناظر کی کوئی کتاب خاص اس قسم کے
 مناظرات کی آپ کی ہاتھ لگی ہوتی اور اس میں یہ تقریر نہ ہوتی تب ہی فی الجملہ آپ کی سخن گو گنجائش ہو سکتی
 ہر چند ہم کہہ سکتے تھے کہ جائز ہے کہ اس مناظرہ خاص کو اس نے نہ لکھا ہو اور کیونکر لکھتا حالانکہ
 امام علیہ السلام کی طرف سے جواب و فطن شکن پاچکا تھا پس بظاہر وہ ناصب اس زمانہ کی دلوں
 سے باجیا کرتا تھا کہ باوجود جواب ہاں و مذاں شکن پاسنگے پھر انہیں لٹہ ہی کہنے کہ وہ ہود ہو کر اپنی
 آگے کہتے ہیں قولہ اگر یہ کیا جاوی کہ مراد ناصب سے خارجی دشمن اہلسنت ہیں اقول خارج
 ناصب اہلسنت خواہ آپس میں دشمن نہیں یا دوست ہم میں کو مثل ثلاثہ کی ناصب عدوت علیہ
 طاہرین جانتے ہیں کلام امین ہے کہ جب خود آپ صد دعائیت میں قائل ہیں کہ بلا شرم
 ببائتہ بدترین ناصب اور بدترین ہی کہ بدترین خارجی تو کیا ضرورت داعی ملکی ہی کہ ناصب
 خارج مراد لئی جاوین اہلسنت مراد لئی جاوین باوجود کہ میں حدیث میں صریح ملکی ہی کہ وہ باطنی ہیں
 بحديث موضوع اختلافہ ثلثون سنہ بعدی کا قائل تھا اور ظاہر ہی کہ خارج اس حدیث کی کب
 قائل ہیں پس ناصب سے خارج مراد دنیا کمال دانشمند ہی مخاطب غرض نعم ہی آپ ہم

مخاطب ہی پوچھتی ہیں کہ اگر اپنے تئیں نواصب ہی نہیں جانتی ہیں تو ادھیکار کیا کمال ہست
 فی ہابک یہ دعویٰ نہیں کیا کہ پیغمبر صامت ابو بکر کو لوگوں کی باری جانیکے خیال ہی غایت میں لکھی
 اوں کو کیا سفید ہی اسلئے کہ سنا ظہور مذکورہ تو ساتھ بدترین نواصب کی تہانہ ساتھ بدترین آقا
 کی اوں کو مخاطب اپنی تئیں نواصب ہی جانتی ہیں والا سر فی الواقع کڈنگ اور ایسوجہ ہی
 تماشی نواصب ہی ہست کی اس قول ہی کہ تہہ میں تو یہ ہی مخاطب کی ایلی کہ پیغمبر
 نہیں ہی اسلئے کہ کل نواصب اہل سنت کا قائل ہیں قول باطل ہو چکا کسی فی دعویٰ نہیں
 کیا ہی لکھ کر ایک ناصبہ خاص کی قایل ہو چکا ہی جو بدترین نواصب ہی تھا پس آپ کے
 شہادت اس بات پر کہ وہ ناصبی خاص ہی اسکا قائل نہ تھا یہ شہادت علی اشقی ہی ہو کسی
 طرح قابل قبول نہیں ہو سکتی کہ افسوسناک بات کہ وہ قائل نہ تھا تو وہ ہی بعد از قیاس ہے اقول جب
 ناصبی ہی خارجی سر اوں لیا ہی تو یہ بوجہ ہی اور خلاف صدر اوں متن حدیث ہی پس آپ کا بعد از قیاس
 کہنا بائی ناصب علی انصاف ہی علاوہ اسکی عجب تیزی یہ کہ بعد از قیاس کہ بعد از قیاس میں خارج
 کا نواصب پر بقضای الکفر تہ واحدہ اس طرح کر سکتے ہیں کہ کیوں نہیں جائز ہی کہ وہ ناصب
 مثل ناصبون کی حدیث اختلاف تشریح سنہ کا قائل ہو اور اس طرح نواصب حدیث تشریح
 اثنا عشر طریقتہ بعدی بعد از نقیابی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خلاف از رائدہ وغیرہ راشدہ کرتی ہیں
 اوں طرح وہ خارجی ہے حدیث تشریح سنہ کا قائل کرنا ہوا و جب نواصب کو بلکہ
 اوں کی خلیفہ زاد عبداللہ عمر کو انشاں زیدی ہی حیت کرنے میں اور اوں کو خلیفہ ثانی میں
 کو غیر راشد کہیں کہ باک ہو تو اوں خائب ہے کہ خلافت جناب امیر طریقات مامون کی کیا قائل
 ہو سکتا ہی گو معاذ اللہ اپنے نعم اہل میں غیر راشد ہی کے پس بنا بار اسکی تعویذ اب اہم
 علیہ السلام جس وجہ تمام ہی اور اگر کوئی ناصب ہے مثل مخاطب کی اس خطبی کی طرف ہی کی

کہ غیر راشدہ کا ہر لولہ لٹکا کر منفرور نہ تھا تو ہم اولائکین کے کردہ خارجی سوائی ابو بکر کی سب کو
 تو غیر راشدین جتنا پس حکموں سے لولہ لٹکا کر راشد سمجھا ہی اور سکو کیون نہ حضرت فی ہر اولیہ
 بنا چکے پہری جواب امام علیہ السلام کا تمام رہا اور نہ انیا ہم کہتے ہیں کہ غیر راشدین کیا عیب
 ہے کہ سائنہ نہ لیا جاوے اعلیٰ کہ خلیفہ رسول اللہ کو بنا بر اصول مذہب اہلسنت کے
 فسق و فجور کرنا خود جائز ہے اور فسق و فجور باعث عزل خلیفہ صاحب نہیں ہو سکتا ہی چنانچہ
 صاحب شرح وقایہ فقہ خفہ میں تصریح فرماتے ہیں کہ امام صاحب پر حد شرب غر جارس
 نکرنا چاہئے کہ موجب ہتک اسلام ہی اگر آپ کو اعتبار نہ تو شرح وقایہ کتاب کیا ب نہیں
 ہی بلکہ دست فرسودہ اطفال دبستان ہی کسی لڑکی کی ہاتھ سی لیکر دیکھیں گی بلکہ بڑا تعجب ہی کہ
 شراب خواری اور زنا کاری امام صاحب کی تو موجب ہتک اسلام نہوا اور حد جاری کرنی
 موجب ہتک ہو جاوی بہر کیف جب خلافت اور امامت کی سیسے دلیج عالیہ شیریں
 کہ حشرع اونٹے ساقط کی گئی تو غیر راشد کی سائنہ میں کیا نقص تھا کیون نہیں جائز ہی کہ خلعا
 کی ایسی مثل اصحاب بدر کے ایک حکم خاص اعلوٰ اشم کا کیا گیا ہو یعنی زنا اور لواطہ سائنہ
 نہیں اور نہ بات کی اور شراب خواری اور قمار بازی اور دست درازی اور پراخت اور اہانت کی
 فعل قبیحہ تشنیع چاہو کہ وہب تکوین معاف ہی قولہ فیہا صاحب تعلیب لکھا لڑکی اولاد اور احقاد
 اقول الحمد للہ کہ صاحب تعلیب فی مثل عہدت قاضی علیہ الرحمہ آپ کی بڑی گروہ
 کی بناوٹ ثابت کر کی اونکی موندہ میں تھوک دیا اونکی اولاد و اخلا اقبام اشہنی آپکی چوسے
 گروہی کے پیٹ پر تھوک دیا کہ اونکی کتاب کی دہجیان اور لڑاؤں اب نیز از جواب متقصا لکھا
 اونکا ذکر زبان پر لا ابعید او یاسی عثمانی ہی بہر کیف بناوٹ شیخ صدوق اور مجلس علیہ الرحمہ
 کی سے ثابت نمونگی اور تہلہ ادوی بیلیل اور پوج اولیہ پر گیا اور سنے بناوٹ تہلہ

اور ہماری خاتم المحدثین بالتصنیف کی بخوبی نقل عبارت ثابت کر دی پس امثال عطیہ و
شومتری کذب و اقتری سے بری اور تم اور تمہارا غوی و دہوی انتہی کی کتاب و مقتری ہونگی
قال النخاطب تقم امام ہذا اللہ سبل اسلام فان اعتراض نہیں
فضیلت پر اور پہنے بیان کیا ہی کہ جب ابو بکر صدیق مخزون اہل عین ہوئے اور ان کو
اسی قدر مضطرب ہوا تب اللہ جل شانہ نے اپنی تسلی اور پناہ نازل کی جس کا بیان خلدی ان سطور
فرمایا ہی کہ فائز نزل سکینۃ علیہ سر حضرات امامیہ چند طرح سے اعتراض کرتی ہیں اول یہ کہ
علیہ کی ضمیر راجع طرف پیغمبر خدا کی ہی نہ ابو بکر صدیق کی اس لئے اکی یہ معنی ہیں کہ نازل کی
تسلانی اپنی نہ انی اور پیغمبر کی جواب اور گاہ یہ کہ حزن و خوف تو ابو بکر صدیق کو تھا پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کو پس اگر علیہ کی ضمیر راجع طرف پیغمبر خدا کی ہو تو آیت کی یہ معنی ہونگی کہ
جب ابو بکر صدیق کو خوف اور اضطراب ہوا تو پیغمبر نے اسے کہا کہ کہ غم نہ کرو اللہ ہماری
ساتھ ہی پس نہ انی اپنی تسلی پیغمبر پر نازل کی اس عبارت سے جو درود بی ربط کو دیکھا کہ کون
شخص ہی جو نہ بیکجا اور نہ کو اس پر تعجب نہ ہوگا کہ خوف اور اضطراب تو ابو بکر کو ہوا اور پیغمبر خدا
اولیٰ تشفی کرین اور بندہ کی تسلی پیغمبر صاحب پر نازل ہوا اگر حضرات امامیہ یہ فرما دیں کہ
پیغمبر خدا کو ہی خوف تھا اس لئے نہ انی اور مسرتی نازل کی اس کے جواب میں ہم کہیں گی کہ
حضرات امامیہ جب ابو بکر صدیق پر خوف کی سبب ہی طعنہ بھین اور نامروی کا کرتی ہیں تو یہ کہ
اوسے خوف کو کس نہ سے حضرت صلعم کی طرف منسوب کرتی ہیں اور اگر ہم حضرت کا ممان
ہونا تسلیم ہی کر لیں اور واسطہ ازالہ خوف حضرت کی تسلی کا نازل حضرت پر قبول کریں
عبارت آیت کی لائق اصلاح معلوم ہوتی ہی میںے بجائی ان مضمون کی جو خدا نے فرمایا
کہ اذ یقول لصاحبہ لاتخزن ان اللہ معنا فانزل اللہ سکینۃ علیہ کی اس طرح بالفاظ آیت کی اور

چاہئے تھی کہ فائزل اللہ سیکینہ طہیہ قتال اصحابہ لاتحن کہ پہلی خدانی اپنے تسلی حضرت پر
 نازل کی موجب حضرت کا اطمینان کامل ہو گیا تب حضرت فی ابوبکر سے کہا کہ کچھ غم نہ کرو
 خواہجاری ساتھ ہی وہ آیت کی افطوں ہی تو یہ معنی جو حضرات شیعہ تھے میں نہیں بنے اسلئے
 کہ پہلے انصاف سے صاف یہ معنی ظاہر ہوتی ہیں کہ پیغمبر خدائی ابوبکر کو معزوں دیکھ کر فرمایا کہ لا
 تحزن ان اللہ معنا کہ کیوں معزوں ہوتی ہو خدا ہماری ساتھ ہی پس حضرت کی اس کہنے
 سی خدانی اپنے تسلی ابوبکر پر نازل کی تاکہ او کا معزوں و غم جاتا ہے پس ای یار سوچو کہ
 آیت کی سے اس طرح پرستے ہیں جو ہم کہتے ہیں یا اوس طرح پرستے کہتے ہو دوسرا اعتراض
 کہ اللہ جل شانہ کو ابوبکر صدیق پرستے نازل کرنا منظور ہوتا تو ضرور پیغمبر خدا کا ذکر کر کے ابوبکر کا
 ذکر کرتا اسلئے کہ خدائی غیر شرک رسول کی کہے کسی پرستی نازل نہیں کی چنانچہ قاضی نور اللہ
 شونہری فی اس تقریر کو ضمن حکایات مفید شیخ سفید کی نہایت آب تاب سی لکھا ہے
 اوس تقریر کو غیر الحجاب سمجھ کر یہ فرمایا کہ چون این سخن را گوشش نا صباں شنید باعث
 حیرت ایشان گردید و در حلیہ خلاصہ ازان جان ایشان بلب رسید و صاحب قلبیالکما
 فی اوس کو اپنے کتاب میں بلفظ نقل کر کے اس پر بلا ہی نازل کیا ہی چنانچہ ہم اوس عبارت کو بلفظ
 کہتے ہیں اما اہل انصاف سی التماس کرتی ہیں کہ ذرا غور کریں کہ قاضی صاحب فی اپنی
 صدف طبیعت سی کیسے جوڑی ہوتی تھا لکن اپنی متقلدین کی تندگی میں اچھڑی بھی ماؤ کو
 گوہر گرانہا سمجھ کر صفۃ التاج بنائی ہوئی ہیں کوئے آگاہ کو لاکھ نہیں دیکھا کہ کوئی سوتے
 جوڑی میں یا سچے وہو ہذا آئینہ کاشف صحت بیان فکر تواند بود آنست کہ مقتداں مشائخ
 فارضوان اللہ علیہم اعاذہ فرمودہ انک خدای تعالیٰ ہرگز دیو سچ جاے کر کی الاہل ایمان یا
 حضرت پیغمبر و ائمہ اہل بیت علیہم السلام کو نہ نازل ہوا انزال آگاہ نہ نازل ہوا انزال جمیع ایشان دستہ چنانچہ

در بعضی آیات فرموده که یوم خنین اندوخته شد کثر کلم طم نمن عنکم شیئا و صفاقت ملیکم الارض
 با وجبت ثم قتیتم مدبرین ثم انزل الله سکنیة علی رسولہ و علی المؤمنین و در آیه دیگر گفته که نزل الله
 سکنیة علی رسولہ و علی المؤمنین و چون آنحضرت غیث از ابوبکر در غار نبود واجب شد خدا تعالی
 آنحضرت را در نزول سکنیة منفرد ساخت و او را با آن مخصوص گردانید و ابوبکر را با و شریک نگذاشت
 تا نزل الله سکنیة علیہ و آیدہ بمحمد ثم رد آپس اگر ابوبکر موسیٰ بود باستی که خدای تعالی
 درین آیه او را جاسے مجرای مونسان می نمود و عموم سکنیة داخل می فرمود و ای قولہ بنا بر این
 نزول سکنیة مخصوص او شده باشد و ابوبکر بواسطه عدم ایمان از فضیلت سکنیة محروم مانده باشد
 ایضا نص قرآنی اباد را در اذان که در آیه فار سکنیة بر غیر رسول الله صلاصاس سادی تقریر گایه
 که خدای جهان تسلی مومنین پرنازل کی سہ تو دہان قول رسول پرنازل کی او صبرہ
 مومنین پر کسی جگہ فقط مومنین پر تسلی نازل نمین کی تو کیونکر ممکن ہی کہ فارین پیغمبر صاحب
 کو چو ذکر فقط ابوبکر پر تسلی نازل کی ہو پس سہ ایسی ابوبکر کا عدم ایمان ثابت ہوا الہی
 کہ اگر وہ با ایمان ہوتی تو بشمول پیغمبر کی ضرور او پیروی خدا تسلی نازل کرتا لیکن یہ دعویٰ
 حافض صاحب اورونکی شایع کا کہ یہ امر خلاف نص قرآنی کی ہی کہ تسلی فقط مومنین پر خدا
 نازل نمین کرتا محض غلط ہی کے آیت سی مرا تہ کیا کن تہی ہی تو یہ بات نمین پائی جاتے
 کہ تسلی سہ ای پیغمبر کی دوسری پرنہا نازل نمین ہوئی و اگر دو چار جگہ مومنین پر بشمول سہ
 او رسول کی تسلی نازل کر نیکا ذکر آیا سہ تو اس سی ہنگام نزول تسلی با شمول صل
 کی مومنین پلازم نمین آپس اگر فرض کیا جادی کی جگہ آن مجتہدین ذکر نزل کی کا فقط مومنین پر
 نہ تو اب ہی ایہ غرض درست تھا کہ خدا تعالیٰ سی نزول سکنیة کا فقط مومنین پلا شمول رسول کی ہونا
 تو مجتہدین کو یہ حکایت و احادیث میں ملتا ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا میں نے اپنے پیغمبرؐ کو دیکھا تھا کہ

اور انکی شایع کرام فی الزاقل قرعید کو تمام میں ایک توبہ کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
 اس شخص کو کیلے دینہ فرمائی کہ خدای تعالیٰ ہرگز پہنچ جائی گی کہ انابل یا مان با حضرت بعد
 از مال سکینہ نہ نمود چنانچہ اب ہم حضرات امامیہ کو نشان دیتی ہیں کہ نزول سکینہ نہ
 موشین پر بلا شمول پیغمبر صاحب کی سورہ اتانما میں دو مقام پر مذکور ہی اگر شک ہو تو قرآن
 مجید میں سے اس سورہ کو نکالو دیکھ لیں کہ اللہ جل شانہ پہلی رکوع میں فرماتا ہی
 هو الذی انزل السکینۃ فی قلوب المؤمنین لیزدادوا ایماناً مع ایمانہم
 اور ہر تیسری رکوع میں ارشاد کرتا ہے اذ یبایعونک تحت الشجرۃ فاعلموا ما
 فی قلوبہم فانزل السکینۃ علیہم پس ای موشین نہ اوروں سے ان آیت کو پڑھو
 اور دس میں قرآن کو تلاؤ کہ کہ میں یہ توشیں لکھا ہی کہ هو الذی انزل السکینۃ فی
 قلبہ رسولہ و قلوب المؤمنین یا فانزل السکینۃ علی رسولہ و علیہم
 اگر عرب ہی عجم تک ہندی ایران تک کسی قرآن میں علی رسولہ کا لفظ ہو تو تم سچے تمہارے
 علم ہے سچی اور اگر کہے میں یہ لفظ نہ ہو اور ایران اور کوفہ کی قرآن میں ہی فانزل السکینۃ علیہم
 لکھا ہو تو پھر تم بے انصاف کرو کہ تم اور قصابے قاضی اور او کی مقتدین و مشایخ جو بڑے
 ہیں یا سچے اسی یا دوائسوں کی بات ہی کہہ دیا پس اگر کسی کو باعث ہو رہا ہی تو اب تک
 کہے فی سورہ فتح کو نکال کر پڑھو دیکھا او فانزل السکینۃ علیہم خیال کیا اور اب تک موشین
 قاضی صاحب کی جہوٹی قول پر نازی اور او کی فضیلت اور قابلیت پر افتخار ہے اور سچ
 دیا دوائسوں اس پر ہے کہ حضرات امامیہ میں سے دو چار ہی ایسے شخص نگین کی جگہ قرآن
 کی سورہ توحی نام ہی یا جہوں اور دوا کی ہی ایسے ہو گئی جنکو انہر زمانہ اور قبل ہوا شکی سوائی
 کلام اللہ کی یاد چارہ کو حفظ ہوں ورنہ خدا کی فضل ہی سب کی سب قرآن شریف سے مجھ

کلام اللہ سے ناواقف اور یا این ناواقفیت پر شکی کہ اہلسنت و جماعت کی مقابلہ میں قرآن شریف
 کی سند پیش کرتی ہیں جسکے زبان پر ایک ایک نقطہ قرآن مجید کا اندھیلکے لمبوں ایک ایک
 حرف کلام اللہ کا لکھا ہوا ہے پس غلطی تھانے صاحب اور ان کی شکیج کباری قرآن مجید
 کی ناواقفیت سی ہوئی ہی اسلئے ہم انکو خود رجعتی ہیں اور انکی غلطی سے دگر دگر کرتی
 ہیں تیسرا اعتراض کہ اگر ضمیر علیہ کی فانزل اللہ سکینتہ تصد علیہ میں راجع ہو
 ابی بکر کے ہوتو تخیل نے اضمار لازم آتا ہی اسلئے کہ پہلی جتنے ضمیرین اخبرواہ صاحبہ وغیرہ
 میں ہیں وہ سب رسول کی طرف راجع ہیں اور ہر آگے جو ضمیر وایتہ میں ہی وہ ہی راجع طرف
 پیغمبر کی ہی تو کیونکر ممکن ہے کہ ضمیر علیہ کی بیچ میں راجع طرف ابو بکر کی ہو جواب اسکی یہ ہے
 اصل توضیح کا عود چاہئے کہ اقرب مذکورات کی طرف ہو سوساں مقام پہ ابو بکر ہیں اسلئے
 کہ انہیں کی طرف اصحاب کا اشارہ ہی دوسری تخیل ضمیر جب ہو کہ ولایتہ عطف ہو فانزل اللہ پر
 حالاکہ ولایتہ عطف ہی ابو بکر نصرہ اللہ پر پس تخیل ضمیر بے واقع نہیں ہی تیسری تخیل فی
 الضمیر قرآن مجید میں اگر غلط ہے جیسا کہ ان اکلفنا لربہ لکف و اللہ
 علی ذلک لشہید الخ میں ہی پس جو اعتراض نزول سکینہ کا ابو بکر پر تہا وہاں غلط
 تعالیٰ نازل ہونا تشنیع کا ابو بکر پر ثابت ہوا اور جو کہ قاضی صاحب اور صاحب ابو بکر کی
 شکیج اور عقیدین نے لکھا پڑا تھا وہ سب باطل ہوا اور اسکی بیرونی اور سہایت کامل
 ہی سب پر ظاہر ہو گیا اور نہ فقط ہم اہلسنت ان قرائنات کو بیوقوف سمجھتی ہیں بلکہ بعض حضرات ایک
 کتبہ میں شراکت اور اگر تہم میں اسکی سہایت کا جیسا کہ صاحب معج البیان طبری نے
 اپنے تفسیر میں لکھا ہے وہ ذکر کرتے اشیعنی تخصیص النبی نے ہذا لای فی السکینہ لکھا
 رانا الا ضرب عن ذکرہ ادری اللہ میںنا مناسب الی شے کہ شیعین فی اس آیت میں شکی کہ

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ساتھ مخصوص ہونے پر ایسی باتیں لگی ہیں کہ ہم اور کائنات نگاہ سے مناسب
 سمجھتے ہیں تاکہ کوئی کہنے والا کہو یہی کہہ کئے نہ لگی ہیں ان ملائکہ کی نظر میں سی صاف
 ظاہر ہے کہ وہ باتیں جو شیعوں ذکر کرتی ہیں ایسے ہی مروج اور بیہودہ ہیں کہ انکو بیان کرنی سے
 اوکلی شرم آئے ہی غرض کہ اب یہی طرح پر معلوم ہو گیا کہ ان آیتوں سے وہ فضائل حضرت ابو بکر
 صدیق کی ثابت ہوتی ہیں جو اوپر نہ بیان کئی اور چار عمر افاضات شیعہ کی میں وہ بالکل
 مروج اور بیہودہ ہیں اور سیاق آیت ہی اسے پر شاہی سلسلے کے اگر ان آیتوں میں انکو کوئی
 کی ذکر کرنے ہی اوکلی رفاقت اور نصرت کا بیان منظور نہ تو یہ کہ کوئی موقع انکی نقاق کی انتظار
 کا نہ تھا کہ یہ بات خود حضرت امامت جانتے ہیں اور دین سمجھتے ہیں مگر صرف اپنی مذہب
 کی تعصب کی سبب ہی ایسے صریح اور صاف آیت سی انکار کرتے ہیں اور اوپر کلامانی
 امر حق کی فضیلت افضل اصحابہ کا اقرار نہیں فرماتے ہیں اور اپنے ہی انکو ایسے کلمات کی انکار
 سے متوجہ نہیں بناتے ہیں خود بائبل میں خود انہیں وہاں بیانات عالم مقبول امت مسلمہ
 بولاتے علی بن ابی طالب علیہ السلام جو کہ اوپر آپنے ظاہر کیا تھا
 تو وہیں آگے چلی ہم جواب ہی دہل کر چکے اب جو بیان ظاہر کرتے ہیں انکو بھی ہم بخیر
 رد و دفع کئے دیتی ہیں اور اگر شکین باطن آپکی نہ ہو گے تو ہر بے انور و احمد کی لئے
 ہم حاضر میں متصل کلام صحت فرجام اچھا اس تمام پر یہ ہے کہ اگر ضمیر علیہ کی واضح طرف در نظر
 کی کیجادی تو ایسا تخیل سنو میں پڑ گیا کہ کلام خدا سادہ قابل منکر و طبع ہو جائیگا کہ جو سی
 گا اور کوئی نے نہ سنا ہی گا بلکہ ایسا غلط فاش اور فحاش ہے جیسے لگا کر اس کے
 اصلاح دینے ضرور پڑی گی جواب اجمالی اسکا یہی کہ بعضے خدا کی مقررین ہاں امت مسلمہ
 نہ جاب و غیرہ کی واضح اس کے میں کہ ضمیر علیہ کی علی امتین واضح و مول خدا ہی کی ہے

لعل اکثر مغترین متعین و متاخرین بہترین اہلسنت مثل قاضی میضاد جلالین وغیرہ کی مدح و ثناء
 و مدح و ثناء کی کہ ہر کتاب کے کہ ضمیمہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر جیسا کہ یہی احتمال ادا کی
 اور ہر کتاب کے کہ طرف ابو بکر کی ہر جیسا کہ یہی احتمال ثانی ہی چنانچہ کل تفاسیر موجودہ اہلسنت
 میں بعد لفظ سکینہ علیہ السلام کے علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی پس جب کل متعین اور متاخرین کی نزدیک
 ارجاع ضمیمہ علیہ طرف رسول خدا کی جب کہ جو کہ بخوبی نزدیک واجب اور کسی کی نزدیک یعنی
 قابل مضحکہ نہ ہو تو اس صورت میں اسے معقول کہ قابل مضحکہ نہ ہو کہ احکامات اور جہالت اور
 اسے اور نادانی کل مغترین اہلسنت کی ثابت نہ ہو اسلئے کہ اسے معافی مضحکہ کے
 کلام خدایین مجتہدوں اور جبکہ مخاطب اپنی کل علماء کی اسے نالائقی کا قابل ہو چاہے تو
 ہمارے نزدیک کہ یہ قیامت ہمیں نظر نہیں آتی کہ شیعہ فقط پاس خاطر خاطر مخاطب
 کی کل قبلہ سے قطع نظر کہ جہاں رجوع ضمیمہ کی طرف ابو بکر کی قابل ہو جائیں اور کہیں کہ
 جس طرح جائز ہے کہ جناب رسول خدا ایک بیدار اور یقین کو کہ جسکو باوجود کہینی آیات
 خدا کی تسکین نہ دے نا اویٹنا شروع کرے بضرورت عدم اقتدار از تسکین فرما دین اسی طرح
 خدا نے رسول کو ہی جہاں ہے کہ بضرورت عدم اقتدار از اس بی یقین تسکین اجائے
 و جبری و قہری نادل کو کہ کل غیابی اور اقتدار لازم نہ آئے اور جس طرح گفتار کا انداز بہل
 کر دیا اسی طرح ابو بکر کو بجا مسمون حرکت بجایے باز کرے اور گوئی بھراٹا اور صدق
 ہم بگوئی قصہ لایز چون مل میں لاوی بہر کیف بنیاد ثابت ایمان ثابت فضیلت کبری
 بر اصل دور ہی اب جواب تفصیلی سے کہ جو معنی آپ قابل مضحکہ فرمائی ہیں وہ ناشی ہوئی ہیں
 آگے سو فرمادہ جہالت ہی کہ نزدیک بخوبی سے ہی آپ بی خبر میں تعجب کہ جملہ مغترین مثل قاضی
 بیضاد وغیرہ ان لاتقصود و شرط ہی کہ جسے بر احمد و صفی اسلئے کہ نقد نہ صرف انداز نقد

کہ صلاحیت استقبال نہیں رکھتے پس اول ایگی تاقے صاحب فی فیضہ ماتہ مجددت کیا
 ہی اور فرمایا ہی کہ نقد نصرہ اسد بجائی دلیل کی ہی کہ تمام جزا میں بکھا گیا وہ صاحب نیا قافل
 اور تانیا فرمایا ہی کہ اور ان لاتصر وہ نقد واجب اللہ التصر وہ صین نصرہ فی شل : اک الوقت
 اور اس جگہ ہونہ کی ہو کر گیا ہی ہی اسلے کہ نقد واجب اللہ ہی ماسے بقہ ہی اسکو ہی مسکات
 وقوع جزا میں ہی چنانچہ مشیدن فی اسکا سواخذہ کیا ہی بعد کی بناب باری فی وقت نقد
 نصرہ اللہ کی بیان فرمایا اذ اخر بہ الذین کفر و اسے زمانہ ماضی میں وقت نصرت و وہا کہ جب
 کفار نے اوکو بلجا بخریج کیا تھا پھر فرمایا اذ ہانی انصار یضادی صاحب فرمائی ہیں کہ یہ بل اول ہی
 اذ اخر بہ سے یعنی وہ وقت نصرت غار میں تھا پھر فرمایا بناب باری نو اذ بقول اصحاب یضادی ہی تھا
 فرمائی ہیں کہ یہ بل فی ہی اذ اخر بہ سے ہی ہی وہی وقت نصرت وہ وقت تھا کہ جب پیغمبرؐ را اپنی
 ساتھی کو مخاطب نہی تاخرن فرماتا ہا پس متصل کلام خدیہ ہوا کہ جب ہماری پیغمبرؐ کو کفار نے نکالا
 اور وہ غار میں تھا اور اپنے رفیق بنی رفیق کو شور و غل مچانی سی سن کر تاتاب نازل کیا
 ایسے وقتوں میں یعنی وقت نروج اور وقت غار اور وقت منع اپنی سکینہ کو اپنی پیغمبرؐ پر کہ وہ
 کسے وقت میں شلی ابو بکر کے مضطر نہا اور خوف بچا اوکو لاحق ہوا اور نہ دیانہ حلا یا اور
 تائید اور نصرت اوکی بلا لگہ کی کہ ہر خدایہ ابو بکر پر پی افشاں را زہوا گر ملا لگہ فی چشم و گوش کفار
 کو رہ کر دی ہیں سے صحیح اور درست مطابق تفاسیر لہنت پس ایسے بیان میں تو اگر
 کوئی بے جہل ادبی ربط کسی تو بجز اوکی بیداشتے اور کج فہمی کی کس چیز پر چول ہو اور اگر ایسی
 مربوط معنوں پر ہنستے تو بجز دیوانگی اور غیون سرشت کی کیا کہا جاوے قابل سمجھنے کی یہ بات
 ہے کہ نہ طور نہ تہیج کہ اپنے پیغمبرؐ کی نصرت کا حال اوقات مظهر میں بیان فرماوے
 کہ ایسے ایسے وقتوں میں جہزی اور سکے نصرت اس طرح پر کی کہ اوکی دل کو ثبات وقت اور

کہ ہرگز نہ نظر نہوا اور خوف بجا اور سکولاق نہوا اور تائید اور کئی بلا لگے گی کہ اور کئی حافظہ ہی اور بنا بر
 منے ساتھ مخاطب حاصل یہ ہوتا ہی کہ ہنہ اوقات منظر اور اوقات نصرت پیغمبرین ابو بکر
 پر تسلی نازل کی پہلا ابو بکر پر تسلی نازل ہوئی اور نہ ہونی سے اپنی غیر کی نصرت سی کیا واسطہ
 ہی کہ خدا کی کہ ہمہنی اوقات نصرت پیغمبرین ابو بکر پر تسلی نازل کی کیا خوب محتاج نصرت
 تو او شخص اور نصرت مفت خلعت تسلی ہنسی والی دوسری صاحب ہو گئی اب ہم ابو بکر کی قسم دیکر
 منصفان الہست سی پوچھتی ہیں کہ تقریر بے جود اور بی ربط اور قابل ہنسی کی یہ ہی یا تو تقریر
 جو ہمہنی مطابق تبرک بیان کردہ نصرتین الہست بیان کی ہر خبر بیان ہمارا بعد اللہ بیت و صحیح
 مگر لفظ اسکی کہ شائستگی مخاطب بغیر نزول تسکین بر ابو بکر نبو اسلے ہم واسطے زیادتی توضیح
 کی کہتے ہیں کہ ہرگز ترکیب نحوی مساعد نزول تسکین بر ابو بکر نبین ہی اسلے کہ حاصل کلام اس
 تمام پر یہی کہ حضرت مخاطب فی فائزل اللہ کیلئے کو فقط متعلق باذیقول اصحابہ کیا ہے
 اور اذیقول کو کلام متانف ٹھہرا ہی غافل اس سے کہ اس مقام پر کلام خدا میں تین اذیقول
 ہوئی ہیں کہ باعتبار بیت کی آپس میں دست و گریبان ہیں اور حکم واحد میں ہیں جیسا کہ ہم نے
 عبارت تامہ ضعیف سی بیان کیا پس اگر فائزل اللہ جواب ہی ایک اذکا تو ضروری کہ جواب
 ہو میںون اذکا اور چو کہ اذ اول و ثانی من لفظ صاحبہ کا نہیں ہی پس ضروری کہ ضمیر علیہ ظرف
 رسول خدا کی پہرے الہست کلام بلاغت نظام یہ ہوں کہ ان میںون و قنوں متعارف ہیں
 ہنہ اپنی رسول پر سکینہ نازل کیا اور اسکی تائید بلا لگے گی اور اگر فائزل اللہ جواب انہیں
 ہی تو ضروری کہ کہا جاوے کہ عطف ہی اور قد نصرت اللہ کی بجا تو تقریر یہی خدا فی نصرت
 پیغمبر اس طرح پر کی کہ اولاً انزال سکینہ اور پہر کیا اور ثانیاً اسکو مویہ بلا لگے حافظ فرمایا انعرض اذ
 آخر کو حکم و دوز اذ اول سے بعد اگر دیکھا ہاتھ دہری سے اور اگر فائزل اللہ خط جواب

اذ آخر ہی تو پھر دونوں اذمل کا جواب کہاں ہے بی جو ماسی کو کہتے ہیں جین میں ایک بہم
 دوہوا لازم آتی ہی قولہ کہ کیتقد اضطرابہا قول ہاں اسے قدر کہ رونی پینے لگی تھا
 جرح اور بقراری کر نیلے اور اگر نیش مارا و خوف کھا رہا نہ تھا تو شاید اضطراب
 فرار سے ہو تا مگر بچا ہے بری پسند تھی نہ جامی نامن نہ پائی یقین نہ یا ملائی قرار نہ راہ
 فر حضرت مخاطب خاطر جمع کریں کہ شیعہ کچھ زیادہ اس سے نہیں کہتی ہیں بلکہ اسی قدر
 و علی اثبات بیدنی اور بی ایمانی کی کافی سمجھتے ہیں اسلئے کہ اگر وعدہ خدا اور رسول پورین
 ہوتا اور ایمان بآیات خدا کہ جسکو اپنے انگوٹھوں سے ہم دیکھتے تھے لائی ہوتے تو ہرگز باوجود
 منع رسول خدا علیہ السلام اذ قلع اور از عالج نہ ہوتا جیسا کہ ہم بیضاوی اور بروایت اذ لہ انخا
 صحیح مسلم اور بخاری سے ثابت کر چکی قولہ جسکا بیان خدا فی ان لفظوں سے فرمایا اقول
 ہرگز خدا نے ان لفظوں میں نام ابو بکر کا نہیں لیا بلکہ علیہ السلام فرمایا ہی کہ جسکو آپ بخلاف
 کل منسین معتبرین الہنت کی مخصوص ابو بکر کرتی ہیں قولہ اول یہ کہ علیہ کی ضمیر راجع صرف
 پیغمبر خدا کی ہی اقول لا یریب فیہ ورنہ وہ کلام جو اعلیٰ مرتبہ فصاحت اور بلاغت میں ہی بی عیب
 ادب بربط اور سبب تخیل ضمائر کی غلط و خطا ہوا جاتا ہی کیا عرف و متعرف قولہ حزن و
 خوف تو ابو بکر کو تھا اقول حزن و خوف تھا یا نہ تھا اسکا حال علام الغیوب جانی مگر لا یریب
 کہ باوجود دیکھنے آیات خداوندی کی از راہ بیدنی اور بی ایمانی کی مظہر خوف و حسن
 اضطراب و بقراری و گریہ و زاری ہوئی جو منفعہ بانشار از خدا و رسول تہلینا تک کہ جناب
 رسول خدا کو نوبت منع کرنے کی آئی قولہ قرأت کی یہ معنی ہونگی کہ جب ابو بکر کو خوف و
 اضطراب تھا اقول محض دروغ و غیروغ اور اقرب علی اللہ ہے ہرگز کہ لفظائیت کی یہ
 معنی نہیں ہیں کہ جب ابو بکر کو خوف اور اضطراب ہوا افسوس ہے کہ آپ حضرت عثمان

محرق القرن کی وقت میں سنتے نہیں تو وہ جلاتی جاتی آپ بڑا ہاتی جاتی سے الفاظ فرما
 کی ہم بیان کر چکی کہ جناب باری فرمایا ہے کہ ہے پیغمبر کی نصرت کی جسوقت کہ انھارنی او کو نکالا
 جسوقت میں کہ وہ غار میں سے جسوقت میں کہ اپنی ساتھی کو نہی خزن ہی کرتی سے پس
 سے اپنی سکینہ کو اوپر نازل کیا اور اذکی تاکید بایک کہ کی پس جسکا یکسندہ ہی عقل ہوگی وہ
 اس طرزیان کو دیکھ کر گھبرا کر گھبرا کر نازل سکینہ کو علاقہ امنین اوقات سی تہا نہ یہ کہ جب ابو بکر
 کو خوف اور اضطراب ہوا اس مقام پر تین اور توحانی اپنی پیغمبر کی حال میں بیان فرمائی
 یہ چوتھا اذ کہ ان ہی کہ جسکا ترجمہ یہ کیا جاوی کہ جب ابو بکر کو خوف اور اضطراب ہوا اگر سے
 طرح آپ اپنی نفل سی عبارتین بناتی ہیں تو بہر شخص کو اختیار ہی کہ جو بھی چاہے اپنی مطلب
 کی موافق بنائی قولہ بی جوڑ اور بے ربط اقول ہے جوڑ اور بے ربط بخوبی ملا دیا کہ جس
 سے ابو بکر کی طرف نہیں ہیرا محض بی جوڑ اور بے ربط ہو گیا قولہ کہ کو شخص ہے
 جو نہیں کسی کا اقول پہلی اس بات کو اپنی قاسمہ اور جلالین سی پونچھو اور جلال ضمیمہ طرف
 بحول خدا مقدم کہتے ہیں پہر سے پونچھنا تو ہم کہہ گئی کہ کوئی مائل نہیں ہے گا بلکہ وہ دیوانی اور
 مہنون نہیں گئی جسکو سیاق اور سیاق آیات سی جنہیں سلطان لا ضررہ سی بیکر بالصاحبہ
 جناب رسول خدا کی مائل کا بیان ہوتا ہی اور حسب ضمیر میں او نہیں حضرت کی طرف پہنچتی
 ہیں اور مائل میں اتیہ بخونہ سے جناب رسول خدا ہی کا حال ہی یہی صحیح میں ابو بکر کہہ نہ
 کہ در چہ کہ کچھ مائل براہ بیان ہونی لگا اسکو بی جوڑ اور بے ربط کہنا چاہے نہ کہ یہ بیان حال
 رسول خدا سے جوڑا اور بے ربط کہ جاوی قولہ کہ خوف اور اضطراب تو ابو بکر کو ہوا اقول
 یہی خوف اور اضطراب ابو بکر کا جو باوجود وعدہ خدا اور رسول اور دینی آیات خداوندی
 کی دلیل یہی ہے کہ یہی قیل ہی اقول دلیل ہی اور یہ بات کی کہ ابو بکر کی سکینہ خداوندی

محض بی بہرہ ہے اگر سکیہ پڑنا نازل ہوا ہوتا تو شل جناب رسول خدا کی انگوٹھی کی خوف اور
اضطراب لاحق ہے ہوتا تو منہج مقال اور تفصیل اجمال یہی کہ مقتضای لطف خداوندی یہی
اگر محتاج الیہ ہر مقام کا قبل از حقوق اوس قیامت و شفاعت کو جسکو مقام ^{مقتضی} ہونے غایت
کیا جاویں اسلئے کہ غرض اس لطف و عنایت سی پچا نا ہی فعل قبیح سی پس جدا بتا فیصل
بقبح لطف و عنایت میں کیا لطف ہی جس طرح جناب باری فرماتا ہی کہ لو کان ثبدا لک
لقد کدت تکن الیہم شیئا قلیلا یعنی اسی پیغمبر اگر تم تیری دل کو ثبات مذہبی
اور یکسو موافق ثبات قدمی پر نہ کرتی تو قریب ہوتا کہ توسیلان کری طرف گفتار کی تھوڑا سا پس
جناب باری بی ثبات کو بھی پیغمبر کو قبل از رکون الی الکفار عنایت فرمایا نہ یہ کہ جب کوئی
الکفار ہو یا بت ثابت قدمی عنایت ہوئی پس انھن فیہ میں اگر سکیہ ابو بکر پر نازل ہوا ہوتا
تو چاہے تھا کہ قبل از حقوق اضطراب اور خوف نازل ہوا ہوتا تاکہ وہ خوف اور اضطراب
بعد وعدہ خدا و رسول اور دیکھے آیت خدا کی محض بیجا اور قبیح تھا لاحق نہونی یا تا جس طرح
سے جناب رسول خدا کو نہ لڑا ہوا اور بعد اکی کہ چند افعال قبیحہ ابو بکر سی صادر ہو چکی تھیں
خوف اور اضطراب بیجا اور روٹا اور پٹا نا اور موجبات افتادہ راز خدا و رسول عمل میں ما
اگر سکیہ ابو بکر پر نازل ہوا تو کیا لطف زمین ہوا یہ عینہ مثل اسکی ہی کہ بنا برقصہ امام ملازس
حشویہ حضرات است در بارہ حضرت یوسف علی نبینا و آلہ و علیہ السلام کی تفسیر ہم باہین
قابل اسکی ہیں کہ اوس پیغمبر پر گزیدہ جناب نے العباد بانہ قصد نکاحی باز کیا گیا بلکہ نامحرم
دست درازی کی اور نوبت بکشدان بندہ زیر جانتی اور مقام مجامعت میں پیشی تب حضرت نے
کو انگشت بزمندان یا ایک دست قدرت کو پروردگار فرمایا دیکھا کہ افضل فعل اسے نہ
جسکے کہتوب فی الانبیاء و ہوت اوس حرکت ناشایستہ سی باز آئی یا لا کہ جناب

اس مقام پر ایک شرط یہ فرمائی کہ ہم جہاں کو لائے اسی جہاں پر رہیں یعنی
 حضرت یوسفؑ قصہ لیکھ اگر برہان سب نکلیں ہوتی لیکن اونہوں نے قصہ لیکھا نہیں
 کیا کہ پشترے برہان رب کو دیکھا تھا نہ بعد صد و چند مصیبتوں کی اونہوں نے برہان رب
 کو دیکھا پس اسی طرح اگر سکینہ ابو بکرؓ پر نازل ہوا ہوتا تو چاہے تھا کہ قبل اسکی نازل ہونا کہ خوف
 واضطراب بجا لاحق ہوا اور غریب و فرغ اور افتاء و رائے نہ بیدینی ولی یقینے لازم آوے
 الغرض اس بیان سے بخوبی واضح ہو گیا کہ بحق خوف واضطراب بجا اول دلیل ہے
 اور عدم نزول سکینہ کی ابو بکرؓ پر اور جب ابو بکرؓ پر نزول سکینہ ہوا تو ضرور ہی کہ مخصوص
 سکینہ رسول خدا ہوں اسلئے کہ سوائے ان دونوں احتمالوں کی کوئی احتمال ثالث کا اس
 مقام پر ہونا بالاجماع ہل ہی مثبت المطلوب و الحمد للہ قولہ پیغمبر خدا کی تشفی کرین اور
 خدا کی تسلی پیغمبر صاحب پر نازل ہوا قول آری اگر پیغمبر خدا پر تسلی نہ نازل ہوئی ہوتی
 تو بقول تمہاری اذکی تشفی کیونکر کرتی بلکہ شل اسنے خود ہی العیاذ باللہ دنی لگتی قولہ اگر
 حضرات امامیہ یہ فرامین کہ پیغمبر خدا کو ہی خوف تھا اقول سابق میں گذرا کہ امامیہ خوف انبیا
 کی منکر نہیں ہیں لیکن اوس خوف کو دلیل عصمت خوف مستحسن اور بجا بلکہ عین طاعت اور
 عبادت خدا جانتی ہیں نہ اوس خوف کو شل خوف ابو بکرؓ بعد وعدہ خدا و رسولؐ اور بعد مکینے آیت
 خدا کی قبیح اور زشت اور ناشی از بیدینی اور بی یقینے سمجھتے ہیں پس جو شخص کہ ایسا بیدین اور
 بی ایمان ہی وہ قابلیت نزول سکینہ خدا کیونکر کیگا قولہ تو پھر اوس خوف کو کس سونے سے
 حضرت کی طرف منسوب کرتی ہیں اقول معاذ اللہ کہ ہم اوس خوف بیدینی اور بی ایمانی
 کو جواب دہ کہ کو لاحق ہوتا تھا اور حضرات شمش کی لئی موجب خوار عین الزحف ہوتا تھا کہ سب
 کی طرف انبیا کر ائم سے منسوب کریں بلکہ سابق میں گذرا کہ ہر خوف قبیح نہیں ہے بلکہ بعض

خوف میں طاعت اور عبادت خدا میں اور خوف انبیاء و اہل عصمت اسی قبیل سے ہی پس
 نہایت غباوت اور جالت یا تاجیل واسطے اضلال کی ہی کہ خوف مستحسن اور مستعین میں کوئی فرق
 نہ کری قولہ تعبارت آیت کی قابل اصلاح معلوم ہوتی ہی اقول حضرت عثمان ہی ان ہذا ان
 ساحلان کو قابل اصلاح جانتی تھے جیسا کہ کتب معتبرہ قوم میں مذکور ہے لیکن انہوں نے
 غلط فطرتی سمجھ کر جو بڑا ایک تہمت ہے کہ مفسرین اہلسنت کو گویا کہ باوجود مقدم کر لینی رسول خدا
 کو مرج ضمیمہ میں پھر اس غلطی معنوی کی طرف اشارہ تک بھی کیا پس پہلے اپنے مفسرین کے
 عبارت کی اصلاح فرمائی تب کلام خدا کی اصلاح کی طرف رجوع فرمائی گا تو کلذین
 را انکو سانتی، مگر بر آسان نیز پیدا ختے، اور ہمیں جواب اجالی و تفصیلیں معنی آیت بخوبی واضح
 کر دی اور اس سے ثابت ہو گیا کہ اگر ضمیر طرف ابو بکر کی پسری جاتی تو واسطے دفع تخیل ضائر
 کی ادبی جوڑ ادبی ربط ہونی کلام کو آیت قابل اصلاح ہو جائیگا اور تخیل مخاطب خالی آگھیل
 اور بنا و فاسد علی انفا سے ہی قولہ پس حضرت کی اس کنی سی خدائی اپنی تسلی ابو بکر پر نازل
 کی اقول ہرگز نہ فاد کلام خدایہ میں ہی بلکہ فاد کلام خدایہ ہی کہ سب سے اپنی پیغمبر کی نصرت کی
 جبکہ انکو کافروں نے نکالا اور وہ حضرت اس اس حال میں تھے پس ہمیں سکینہ اون پر نازل
 کیا اور تائید انکی بلا لاکہ کی آئے یا رسول جو تو کہ معنی آیت کی یوں بنتے ہیں جو ہمیں کیا یا اس طرح
 پر جو تم کہتے ہو اور خلاف سیاق و سباق بی جوڑ باتیں باتی ہو قولہ و سلا اعتراض اقول ابو بکر
 کی طرف ضمیر علیہ پس نے پر یہ تقریر اعتراض نہیں ہی بلکہ اعتراض اوپر تخیل ضائر وغیرہ ہے
 اور یہ تقریر اثبات کفر و فساد ابو بکر ہے بعد اثبات اس امر کی کہ ضمیر علیہ طرف رسول خدا کے
 پہرتی ہی جیسا کہ مفسرین اہلسنت اسی احتمال کو مقدم کرتی ہیں اور شیعہ اسی احتمال کو شل
 و جاج و غیو قدسای مفسرین اہلسنت کی معین کرتے ہیں شوق تقریر دلیہر باہین اسلوب بی نظیر

کہ جس جس مقام پر جناب رسول خدا کی سیادت مومنین میں جو بہانہ نزول سکینہ مخصوص رسول مقبول
 نہیں ہوا بلکہ مومنین ہی شریک کر لیں گے یہی کیا کہ کر جناب ابی بنی فرمایا فانزل اللہ
 سکینۃ علی رسولہ و علی اموء حنین نہ یہ کہ فقط علی رسولہ لکہ خواستہ مشرک
 برخلاف اس مقام کی کہ یہاں فقط رسول خدا پر نازل کر کے خواستہ ہوا اور ابوبکر کو شریک
 کیا اور نہ فرمایا علیہ و علی صاحبہ یا فرمایا علیہا اور جب یہ کیا تو سبھا گیا کہ رفیق بنی توفیق ہوں نہ تھا
 ورنہ ضرور مبینہ میں شریک رسول خدا کیا جا تھا کیا کہ اور مومنین جس جس مقام پر چاہے شریک
 کسی گئی پس ابی یامانی ابوبکر کا نبوت کامل ہو گیا و الحمد للہ یہی محصل تفسیر شیعہ اب اہل
 انصاف مخاطب اور او کی پیروی دہلوی علیہ ما علیہ کی تہذیب و کیمین اور اس سے مطابق
 کریں کہ کیسے کیسے تفسیر میں توحید القول بالایضی بہ قائلین بنا تفسیر میں اور کیا ہی تال
 سر کی گاتی ہیں قولہ املی کہ خدائی بغیر شریک رسول کی کسے پیشانی نازل نہیں کی اقول
 جو نے کی مومنین کہ کہ کسی شیعہ فی یہ نہیں کہا کہ بغیر شریک رسول کسی پیشانی نہیں
 نازل کی بلکہ شیعہ میں ہی یوں کہا کہ جب ساتھ رسول خدا کی مومنین ہوئی تو بغیر شریک
 مومنین کی فقط رسول پر تسلط نہیں نازل ہوئی جیسا کہ دلالت کرتی ہے اوپر اسکی یہ عبارت
 کہ تو ہیچ جاسی کہ کی ازاہل ایمان با حضرت پیغمبر بودہ اندازاں سکینہ نمودہ الا یکہ نزول
 آنرا نال جیج ایشان دہشتہ انتہی قولہ جوٹی موتی نکلا اقول جوٹی کا موتہ دنیا
 اور آخرت میں کالا انشا و اللہ تعالیٰ جو مادہ ہے جو چوٹن پر چھوٹ چھوٹ اقری کو
 قولہ کوئی آنکہ کو لکھنیں کہیا اقول بلکہ خدائی لکھنیں دی ہیں وہ شیکہ جوٹی ہے
 موتی بچان لیتی ہیں اور کھنکھن موتی ہیں نزول آب عصیت سی موتیا نہی وہ مثل ہمار
 ہزار لکھنوں کو بیٹا ہمار کی دیکھیں گے تیرہ لکھنوں کا اور ساتھ ہی موتی جوٹی ہوا کردہ نو کو ہر

سمین کی قولہ خلاصہ اس ساری تقریر کا یہی اقول حضرت سلاست یہ عبارت عرب
 نہیں ہے کہ سمین آپ کچھ کا کچھ پاکی عوام کو فریب میں یہ صاف صاف فارسی دہری ہی اس میں
 کا متون کی ساسے نبی کوئی پہلو نہیں نکل سکتا ہی کہ سمین آپ کچھ کا کچھ بناوین قولہ کہ خدا فی
 تے جہان مومنین پر نازل کی ہی اقول ہرگز کہ لفظ کا یہ مودی نہیں ہے کہ جہان متقی
 مومنین پر نازل کی ہی تو وہاں اول رسول پر نازل کی ہی بلکہ مودی عبارت متقولہ یہی کہ
 جہان تے رسول پر نازل کی اور مومنین ہی وہاں ساتھ ہی تو فقط رسول پر نازل کے
 بلکہ مومنین کو ہی شریک کر لیا اہل انصاف دیکھیں کہ ان دونوں مضمونوں میں کس صدفق ہی
 قولہ کسی جگہ فقط مومنین پر تے نہیں نازل کی اقول نصبتہ اللہ علی الکاذبین ہرگز اس عبارت
 کی کہ لفظ کوالات اسپر نہیں ہی کہ فقط مومنین پر تے نہیں نازل ہوئی اور نہ تک
 کسی شیعہ نے یہ دعویٰ کیا بلکہ دعویٰ یہی کہ فقط رسول خدا پا وجود ہمراہ ہونی مومنین کے
 تے نہیں نازل ہوئی بلکہ ایسے وقت میں جب نازل ہوئی تو دونوں پر نازل ہوئی اور اسکو
 ہرگز والات اسپر نہیں ہی کہ فقط مومنین پر تے کہی نازل نہیں ہوئی فمالہق لاء القوم
 لایکادون یفقهو قولہ تو کو نہ کر مکن ہی کہ فارین پیغمبر صاحب کو چھوڑا اقول
 یہ ہرگز بیان شیعہ نہیں بلکہ بیان اوسکا یوں ہی کہ کیونکر مکن ہے کہ فارین باوجود مومنین
 ابو بکر کی ابو بکر کو چھوڑ کر فقط رسول پر تے نازل ہو گیا ابو بکر کو چھوڑ کر کجا پیغمبر کو چھوڑ کر ان دونوں
 میں تھو کچھ فرق نہیں سوچا اس نامہ ہی بن کی لٹی کوئی سرسہاری پاس نہیں ہی قولہ پس
 آئی ابو بکر کا عدم ایمان ثابت ہوا الی قولہ نازل کرتا اقول یہ شک تقریر شیعہ ہی لیکن اسکو
 تماری تقریر باقی سی کچھ دہلے نہیں ہی بلکہ یہ تفرع ہماری تقریر کا ہی کما لائحہ علی عن الاموات
 مسکہ قولہ کہ تے فقط مومنین پر خدا نازل نہیں کرتا محض غلط اقول سچ ہی یہ محض غلط

ہی لیکن اسکو دعویٰ تھا غلط علیہ الرحمہ اور انکی شاخ کا ٹولہ یہی محض غلط ہی ہیں یہ غلط
 غلطیان تمہاری ہیں کہ دعویٰ ہے غلط کرتی ہو اور دوسروں کی طرف منسوب ہی غلط
 کرتے ہو قولہ کسی آیت سی صراحتہ کیا کائناتہ اقول اسی طرح سی کسی عبارت شیعہ
 صراحتہ کیا کائناتہ ہے یہ بات نہیں پائی جاتی کہ تعلقہ سوا سی بغیر کی دوسری پرتنا نازل
 نہیں ہوئی بلکہ شیعہ یہ کہتے ہیں کہ باوجود مومنین کی تنہا بغیر تپتی نہیں نازل ہوئی اور
 اگر ہوئی تو بتا دو قولہ مومنین پر شمول ہی اقول یہ نہیں بلکہ بتی پر شمول مومنین جب
 مومنین ہمراہ ہوئے تب یہیں ہوا قولہ ذکر نزول سکینہ کا فقط مومنین پر اقول یہ تمہارا
 دعویٰ ترا شیعہ ہی از پیش خود اسکو تم اپنی غلط کہو پچاسی شیعہ کوئی طرف کیوں
 نسبت دیتی ہو قولہ قرآن مجید میں مذکور ہی اقول بی شبہ قرآن مجید میں مذکور ہے
 لیکن نہ مذکور ہوا تمہیں ہی کہا ہی شیعہوں ہی نہیں کہا ہی تم اپنی غلط اپنی سر پر مارو
 قولہ مگر حضرات امامیہ سی سلفا عن خلف کوئی حافظ قرآن تو ہو ہی نہیں اقول تمہارے
 سلف و خلف کی مذہبی حافظ ہو چکا غرہ یہی ہوا کہ شیعوں پر اقرار کرنا شروع کیا یہی بی انصاف
 ہی بلکہ انتہا کی بغیر تے اور بی باکی ہی کہ عبارت وہ نقل کرتی ہیں کہ جب کا مطلب صاف تھا
 یہی کہ فقط رسول خدا پر سکینہ نازل ہوا اور ابو بکر پر نہ نازل ہوا جیسا کہ رای قداد اور احتمال
 اول متاخرین اہل سنت ہی دلیل بی ایمانی ابو بکر ہی اسلئے کہ جب اہل ایمان ہی کوئے ساتھ
 ہوا تو کہے خدائی اہل ایمان کو چوڑ کو فقط رسول پر سکینہ نہیں نازل کیا مخاطب ہی انصاف
 زبردستے فرماتی ہیں کہ اس عبارت کا یہ مطلب ہی کہ کہی سکینہ فقط مومنین پر رسول خدا کو
 چوڑ کر نہیں نازل ہوا اور پھر اس دعویٰ کا وہ پرتشدد بدروغ و کذب یہی کہ خلف و سلف
 شیعہ سی تو کہی کوئی حافظ قرآن ہوا ہی نہیں ہم جواب میں انکی بتقصائی یا مکرر ع

تو جہائی اور یوں فرمایا کہ چونکہ شیعوں کی نزدیک ترین قرآنی ترتیب تنزیل یہ ہے
 نہیں ہے بلکہ ترتیب عثمانی ہی اس لئے وہ ازبر کرنے کی طرف چندان متوجہ نہیں ہوتے
 بلکہ اعتقاد اسکا کرتی ہیں کہ ہر ایک محدثین ماسو حفظہ ترتیب تنزیل زیادتی ہوگی اور علاوہ اسکی
 کہتے ہیں کہ جب ثواب ناظرہ پڑھنی کا زیادہ تر ہی تو حافظ ازبر کرنے سے کچھ ایسا فائدہ نہیں ہی
 دوسری صاحب ازراہ کمال لطف و عنایت یوں گوہر نشان ہوئے کہ ہاں یہی ہے
 اور علاوہ اسکی کہ چندان احتیاج ہی ازبر کرنے کی نہیں ہی اس لئے کہ یہ لوگ نماز تہلیل نہیں
 پڑھتے اور پڑھانی کہ حاجت اسکی ہو وہ نہ خواہی بخوابی یاد کرتے تیسری صاحب کہ نہایت
 سیاہ چشم و میاک اور چہار پی شیعوں پر کلاب معاویہ سی ہی زیادہ تر غضبناک تھے
 متعجب نہ بھی تھی او کی سیدہ پرنہ میں جو شش مار اور بیٹی باتین اون پر نہایت تلخ نگہ زمین
 لاجرم قیاب ہو کر اپنی سیمتی اور سیدہ کاری اور سیدہ قلی سے شل اور سیاہ بیچ کتاب کما کر یوں ہر
 او گھنی لگی کہ یہ سب غلط ہی اور اصل یہی کہ شیعوں کی طلب سیاہ ہوتی ہیں او کو کلام اللہ یاد
 نہیں ہو سکتا ہی وہ کیا یاد کرینگے یہ بات شیعوں پر بہت گران گزری بلکہ خود پیر صاحب کو ہی
 ناگوار گزری اس لئے کہ جو دہام کو فریب پیری اور مردی کا واسطے پندانی علوم و خواص کی پھایا
 تھا او کی خلاف تہا بدین لحاظ متوجہ تہا لست ہو کر قرآنی سگے کہ یہ کیا گفتگو ہی بلکہ شاید یہ مضمون
 سبے ادا فرمایا کہ ایسا نہیں ہی بلکہ کل قرآن اور سب قرآن قرآنیت میں سادہ ہی پس سو وہاں
 قصاص و طال کو واسطے فرائض اور فہم لیلیہ اور نہارتی کی کیونکر ازبر کر سکتے لیکن ایک مرد متقی
 شہدی کہ وہ ہی حاضرین جلسہ سی تھا او کو کتاب ضبط نہ ہی اور پیر صاحب کی طرف متوجہ ہو کر کہنی
 لگا کہ ہاں صاحب آیا حضرت ابوبکر حضرت عمر حضرت عثمان ہم حافظ جملہ قرآن بودہ اندر لا آیتا
 سنے بعد غور و فکر کی آہستہ فرمایا کہ میں نے ہاں کیونکر فراموشی کہ وہ شہدی غور و فکر دیا او کو

سند ہوتا تو نہ کمان سی لاتی بل جرم مولانا پین بٹا لگتا اور وہ اول احادیث صحاح کو نہ لانا کہ جنکا
 مضمون یہی کمان حضرات فی وقت اللہ حج قرآن صحابہ دیگر سی اعانت چاہی اور مشکوٰۃ
 شریف میں موجود ہی کہ خلیفہ اول فی مشورہ خلیفہ ثانی کی زیرین ثابت پرتا کہ حج کرنی
 قرآن کی کی چنانچہ پڑھنا جیسا ہے آیات کو تلاش کر کی حج کیا اور آخر سورۃ توبہ کو سوائے
 ابو زید انصاری کی کہ یکے پاس نہ پایا اور اسطرح آیہ سورۃ اخزاب کا خرمین ثابت انصار
 کی پاس لاکارواہ البخاری پس اگر حضرات ثلثہ حافظ کل قرآن ہوتی تو تخصیص ملنے آیات کے
 پیش نشان ہو جان محض نواذیع یعنی ہوتی الی حاصل جب پیر صاحب فی اقرار بعد ممانعت
 حضرات ثلثہ کیا تب وہ شہدی بنی تفتیش کے لگا کر پس ثابت شد کہ قلب حضرت ابو بکر
 سیادہ بودہ است و قلب حضرت عمر ہم سیادہ بودہ است و قلب عثمان ہم سیادہ بودہ است کہ این
 ہمہ را خط جگر کلام اللہ تیر نہ یہ کلام بہت ناگوار خاطر حضرت اہلسنت ہوں اور وہیں بارہ لوگ
 ادنیٰ کٹری ہوئی اور طلبہ درہم و برہم ہو گیا شیعہ ہستی ہوئی مادہ شہدی کو انجک انڈیک
 کہتے ہوئی بقضائی حوالہ الی الہم سرورین اپنے گہروں کو خوش و خرم پیری ادھ جس کیسنے
 یہ حکایت سنی حق میں اوس مقدس شہدی کی مضمون شعر حافظ کو ادا کیا ہے چشم بہ
 رخ خوب تر اندام حافظ کہ کردہ جگر کوئی بجائی اما حافظ یہ کلام متعلق بہ بلف تھا لیکن نسبت
 خلف کی پس بنایات خدا ہمیشہ کالمین ہر فن کی شیعوں میں ہوتے ہیں ادب
 ہی زمانہ کالمین سے بفضل اللہ خالی نہیں ہے چنانچہ چند اسماء حافظین مفصلہ ذیل جو کہ بیان
 دامر وہ میں موجود ہیں محمد اسماعیل صاحب شیعہ حسین صاحب غلام موسیٰ رضا صاحب محمد
 اسرائیل صاحب مولوی سعید عالم صاحب غلام احمد صاحب رحیم الدین حسین صاحب سید حسین
 صاحب محلہ شام گنج اگر وہ جناب حافظ سید جعفر علی صاحب چار حسین آدم حافظ سید انور علی صاحب

لکھنؤ میں آویسہ الخاں مرزا محمد تقی صاحب فیض آباد میں آویسہ صدیقی صاحبہ
مسین گنج میں آویسہ محمد سہجان صاحبہ ٹانہ میں آویسہ مرزا سعید ریگ صاحبہ ہندو
میں آویسہ خاں دی محمد صاحبہ انوتی میں آویسہ عابد علی صاحبہ بیرہ میں آویسہ خاں حسین
صاحبہ بنگلہ میں آویسہ خاں فیروز علی صاحبہ بختی گنج میں آویسہ خاں فیض اللہ صاحبہ
میں میں آویسہ خاں عابدہ خاں فیض آباد میں آویسہ خاں انکی اودی بہی بکتر ہیں کسٹم اللہ خاں
حضرت خاں ان لوگوں سے ملاقات کریں اور اسے پہلی نشانی شیعہ کریں ان میں آویسہ خاں
کی سماعت کریں اور بعد اسی فرامیں کہ شیعوں میں کوئی حافظ ہوتا ہی نہیں ہے تاکہ مثل
ہر و عکس ہو بروئی تو صادق آجادی آرے فرق در میان نہ ہیں اس قدر ہی کہ شیعوں کی
حفاظہ محمدیہ جبکہ با بصیرت ہیں اور ان میں مثل شیعوں کے اندھی حافظ نہیں ہوتی کہ تراویح
میں شیعوں کی وضو ٹنڈی کرتے ہیں اور زبان حل افکی گوئی حکم باین مقال ہوتی ہی ہے
از احتلائی محمد مزاج میکشہ افغان اگر گشت تراویح میکشہ ان فرض شیعہ کی لگی
پڑوئے کلام اللہ کو تراویح میں بیچے نہیں بہتی اسلئے کہ تراویح کو مشاہدات خود حضرت
عمر کہ اللہ عنہ نعم اللہ عنہ فرماتی تھی بدعت مجتہدین اور حدیث جناب رسول خدا کو کل بدعت
وکل خلاۃ سیلہ الی التار از برہ کہنے میں قول یہ فرماتی کہ خدائی تعالیٰ ہرگز نہ بیچ جائے
کہ کی از اہل ایمان با حضرت رسول بودہ ماہ از مال سکینہ نہ نمود اقول اس مقام میں سنتے
سنہ کا ذکر کرنا اور سنتے کہ چوڑی نہایت حق پوشی اودی انصافی ہی حالانکہ بعد اکی ملکہ
ہی الا کہ نزول آنرا شامل صحیح ایشان بدشتہ سہ ہشتاسی صاف یہ بات ثابت ہے
کہ سکینہ رسول ضروری ہے کہ شامل جمیع مومنین جو بموت میں کہ مومنین ہوا ہوں پس شہداء کا یہ حال
رسول پر تھا سکینہ باوجود مومنین کی نازل نہیں ہوا اور اسے غیث ثبوت مدد ایمان و بکبروتامی باری تعالیٰ

کہ اگر مومن ہوتا تو ضرورتاً کہ انزل اللہ سکینۃ علیہ و علی صاحبہ ہوتا یا انزل اللہ سکینۃ علیہا ہوتا
 نہ یہ کہ سکینۃ مومنین ضرور ہی کہ مثال رسولؐ ہی ہو کہ جسکا مودی یہ ہی کہ فقط مومنین پر تناسکینہ
 نہیں نازل ہوتا اسلئے کہ فقط مومنین پر سکینہ نہ نازل ہونی سے اہم عدم ایمان ابو بکرؓ ہی یک
 واسطہ ہی جو کوئی شیعہ اسکا دعویٰ واسطے اثبات عدم ایمان ابو بکرؓ کی ہوتا اور کسی شیعہ
 کو کیا غرض اس سے کہ فقط مومنین پر سکینہ نازل ہو گیا انکار کرتا لیکن مخاطب بحدت
 مستطعات قاضی علیہ الرحمہ چاہتا ہی کہ شیعہ کو مذعی اوس امر کا ٹھراوی کہ جسکو اثبات عدم
 ایمان ابو بکرؓ کی کچھ مدھنہ و گلاس فریب دہی سی بوجہ خیانت اور عدم دیانت حضرت مخاطب کے
 کچھ سال نہیں ہی جسکو کچھ ہی عقل ہو گی وہ سب مجھے گا کہ کمان یہ بات کہ باوجود مومنین فقط رسولؐ پر
 سکینہ نہیں نازل ہوا اور کمان یہ بات کہ کین فقط مومنین پر سکینہ نہیں نازل ہوا اور شیعہ دعویٰ
 سخن ماقبل میں نہ دعویٰ سخن ثانی لیکن تافہی و کفہی مرض لاعلاج ہی قولہ اور آجتک کہینے
 ہی سمدۃ اشع کو نکال کر نہیں دیکھا اقول شیون فی توہر ہر سورۃ دیکھی اور شیون
 کو نکال نکال کر ہمیشہ دیکھا یا کر کیا کہنے کہ آجتک اندہی حافظ کو کہہ منسوجا فقط مومنین پر سکینہ
 نازل ہونا تو ہی کہ شیعہ حکمی نہ کر نہیں مگر فقط رسولؐ پر باوجود موجود ہونی مومنین کے کین
 نہیں ہی کہ جس سے ایمان ابو بکرؓ ثابت ہو سکی اور نہ کئی سو برس ہی یہ دعویٰ شیون کا
 باقی نہ رہ جاتا قولہ حکمی زبان پر ایک ایک لفظ اقول آری زبان پر فقط لفظین ہیں لیکن
 نبیؐ ہی جو کہ بیان میں کو کچھ یاد کر لیا ہے اور جب معافی نہیں سمجھتے تو اوپر عمل کیا کرنگی
 پس البتہ صدق کیا کہل کا راسخا کی ہیں فقط تاریخ پر پانی کے کئی سب حافظہ غلطی
 میں جو اللہ کئی ایک حافظہ مغوی نظر نہ آیا سب حافظوں کو انہ با صدق ۱۰۰ قلوب۔
 افعالہا کا پایا و لقد حق القولانھا لا تعنی الا بصار و لا تفت

قلعہ القلوبا لے فی الصدور قولہ ہم اذ کموند سبختے ہیں اقول ہم
 ایسے دل کی انگوٹے معذرت سمجھتی ہیں لیکن پیش خدا اس اخراجات پر جو شیون پر آپ کرتی
 ہیں ہرگز معذرت نہیں سمجھتے غریب مرنے والے انگوٹے کیلین گی تو اسکا نشانہ کیسی گا قولہ تھل
 فی ہنما لادام آسہ اقول آپ یہ نہیں سمجھتے کہ تھل اور تھت فی الضامین کیا تھل لادام
 آسہ درجہ اب والایہ بڑا نقص ہے کہ جس کی کلام اللہ جو عالمی مرتبہ فصاحت و بلاغت میں
 سہجاء کو پہونچا ہے غیر فصیح ہو جاتا ہی اسلئے کہ شل ضما قبل الذکر خلاف قیاس لغوی ہے
 کہ باتفاق ملای فصاحت تھل فصاحت ہی اور شل ہونا کلام اللہ کا ایک کلمہ غیر فصیح پر بھی
 جائز نہیں ہی لائے نمایاں قودالی انس بلبل اور الخراجیہ مثاکل جہ ہفتا زانی قولہ اول توضیر کا
 عود چاہئے کہ اقرب مذکورات کی طرف ہوا قول یہ سچ ہی اگر اوس وقت جب اقرب کی
 طرف ضمیر پیر نے سی کوئی مانع نہوا در بیان منع قوی موجود ہی یعنی لزوم تھل و تھت نے
 الضما کیونکہ کل ضمائر بالاتفاق جناب رسول خدا کی واسطے ہیں پس اگر بیچ میں ایک
 ضمیر طرف ابو بکر کی پہرے گئے تو کلام خدا بالکل درجہ فصاحت سی گر جائیگا پس جب
 اقرب کی واسطے ایک منع موجود ہی تو متعین ہو گیا غیر اقرب علاوہ اسکی بنا براس قاعدہ
 کی ضرور ہوگا کہ ضمیر ائمہ جو بعد اسکی ہی وہ ہی طرف صاحب کی راجع کیجی حالانکہ کوئی
 منقر اس قول ہیودہ کا قائل نہیں ہے اور نہ کسی مسلمان کا یہ عقیدہ ہی کہ تائید بلا لاکہ
 حضرت عتیق کی واسطے ہوئی گرجب آپ قول کیلئے کہ اور بعد اسکی تائید بخود و جناب
 سختے آپ ہی چین کہ حضرت عتیق کو عنایت فرمائیں گی تو دیکھئے کہ نبوت کو ہی اور حضرت
 کی واسطے رستی ہیں یا ادسکو ہی چین لیتی ہیں قولہ دوسری تھل ضمیر جب ہو کا یہ حلف
 ہونا نزل اللہ پر اقول یہ اور طرہ ہی کمال فہم و فراست اور نحویت پر انکی دلالت کرتا ہے

ملت محل ششست ضما کر ششست ہوا ہر ضما کر کا ہی ایک کلام متسق نظام میں ہوا عطف
اور موط کو اس سے کیا علاقہ خدا کی مافی ذلکو عقل کو راہ دیتی ہے کہ تو سمجھئے ہم کہاں تک
مثل خفش آپکو سائل غویہ جائیں اور آپ صریح نہ لائیں کسی نے علمی نحو اور فصاحت
سی بتایا۔ یہ نہیں کہا کہ عطف سی ششست ضما کر ہوتا ہے مگر آپ اپنی دعویٰ میں سچے نہیں
تو کسی عالم کی قول سی سند لائیے اور قواعد غویہ اپنی دانی گزیر نہ بنائیے علاوہ اسکی علمی
تفسیر فی ایدہ کی عطف میں اس راہ سی گفتگو کی ہے کہ جنوں فی کہا ہی کہ تائید بلا نگہ فارین
بھی ہو اس طرح پر کر دیا کہ واسطے خط و حرارت جناب رسول خدا کی نازل ہوئی کہ وہ
کفار کو جانب فارسی پیرتی تھے اور ان کی ناکوں پر پردہ ڈالتی تھی کہ وہ لوگ جناب رسول خدا
کو نہیں دیکھ سکتے تھے اور جناب رسول خدا کی حق میں دعا کرتی تھی اور ان کو تقویت دیتی
تھے جیسے کہ قول زبج اور ابن عباس کا ہی اور ان کی قاضے بیانی ہی احتمال اقل اور
اقدام کیا ہی پس بنا براسکی تعیین ہوا عطف بلا ایدہ کا اور نازل کی کہ وہ عطف ہی اور
آخر میں پس تائید تحت اذ نزل ہو جائے گا اور اصل یہ ہو گا کہ بیوت میں انزال مکیہ ہوا
تھا اور بیوت میں تائید بلا نگہ ہی ہوئی تھے و ہذا ہوا قرب جالبین اللہ ایل اور جنوں نے
کہا ہی کہ تائید بلا نگہ ہر میں ہوئی جیسا کہ قول مجاہد اور عسکری اور ہی بنا بر حاجت بلا عطف
تاویل عطف بیہ ہوئی لیکن یہ عطف بیہ محض بی قرینہ ہے اور خصوصیت تائید بلا نگہ ہر میں
مضموم آہی سی خارج ہی اور جب کسی غلط آہیہ کو اور اس عطف بیہ کی کسی طرح کی طاقت نہیں
ہے تو بعض قول مخاطب انھن محل و ششست ضما کر کیا چیز ہوگی اور جیسا کہ تفسیر جواب
اقل میں کہا کہ ضمیر کا عطف ہے کہ طرف اقرب کہرات کی ہو مگر ہی طرح کو شخص کی کہ عطف کو چھوڑ
الاقرب اقرب نہ کہرات کی ہوتی اسکا کیا جواب دے گی فابو جابر کہم ہوا بنا بالقرآن و ششست ضما کر

او پشت مرج کی سہ اعلیٰ قریہ بدیدہ وجہ تاجہ ج غنائیں پسہ کونورخ
 تشتت ہوا و لاکن الغریٰ ترشتت کل شیش طرفہ ترہی کہ عیا کسان میں آپ تی
 بیابا کہ تکم کیا کہ رج غمیر طبع دوت رسول خدا کی جائیں ہی حالاکر مارہ سو برہ ہوئے
 کہ اب تک کسی ہفتہ نہ یہ دعویٰ نہیں کیا اقصیٰ و غایت امر میں تصحیح کا یہ ہے کہ ادھون نے
 کہا ہی کہ اور بکر کی طرف ہی پسیرا ضمیر کا جائز ہی غافل اس ہی کہ تشتت و غفل ضائر لازم
 آویگا لیکن کہنے میں کہ ہی کہ رسول خدا کی طرف ضمیر ہر پنی سے اصلاح آیت میں کرنا
 ضرور پڑیگا بجز آئی اسی طرح میان ہی آپ متعین کرتی ہیں عطف اور ضرور کی اور بلا حجت و
 دلیل عطف اور پر اخرج ما نزل کی جائیں رکتی زعم باطل اس بات کی کہ اس میں کچھ جواب
 جملہ کی نزدیک جو سے عطف ہی نہیں سمجھے اشکال غفل و تشتت ضائر ہی ہو جائے
 گما سو بجا شدہ ہے کہ سیطرح ہی رفع نہوا اور ایک نیا دعویٰ خلاف جملہ غمیرین کی جو واقع میں
 ہے محض باطل اور غلط ہی پاکی ذمہ لازم پڑا و ہم قیل ہے ذہب المالی فیہ منہ و
 فرنا قاب و مالہ اذنان قولہ میرے غفل فی انصار قرآن مجید میں اکثر جگہ ہی اقوال اسلام
 یہ آپکا پندار باطل ہے کلام اللہ میں کہ جگہ کوئی امر خلاف فصاحت و بلاغت نہیں ہی
 ورنہ تبصریح علامہ تفتازانے نسبت چل و بحر طرف خداوند قادر علام کی لازم آوے گی
 تعالیٰ اللہ من ذاک ملو اکیہ قولہ عیا کما ان الانسان لربہ لکنہ اقول دعویاے مشہور
 کی بعد یہ ایک آیت آپ فی نکالی کہ صمیم اپنی زعم باطل میں غفل سے انصار سے
 کاشش تفسیر ضیادی ہی دیکھتے ہوتی کہ ایسے پوچھ اور غریب ہو رہی نہ نکالتی تباہ الا
 بیان مرج کل ضائر کا ایک ہی ہی دعویٰ نہیں کہ جس ہی تشتت کا احتمال ہو ضائر غفل
 مت الالیفا و ی مآذ علی ذلک ای الانسان علی کفہ و ملتے اب یہاں شدہ غرضی

کہ اگر کوئی جاہل مثل آپ کے کسی کہ بیان تخیل و شست فی الصائر ہے تو ہم اس کا کناہین
 یا حضرت قاضی ضیاء کا حجت ثلثہ میں کیا کیا تحریفین کلام خدامین کر سکتے ہیں اور کیا کیا
 مونی کی کہاتی ہیں سے فی ہر لحد سری و اسعراق و لم یہودگی اور منہایت کا مال
 سب پر کس گیا اقول جب ہمیں سننے آیا ہو جب تفاسیر متبرکواہست اور اقوال مفسرین
 صحابہ وغیرہ مثل قاضی ضیاء و ابن عباس و زجاج کی کہہ یا تو اب جو نسبت منہایت
 اور یہودگی کی آپ دینگے وہ سب رجوع انہیں آپ کی بزرگوئی طرف ہوگی اور حقیقت یہ
 ہی کہ آپ کی سوچی صاحب اور باطلی صاحب کی یہودگی اور منہایت اور ضلالت اور حلو و کرب
 کہلی ہوتی ہے اور حاجت بیان نہیں کہ عیان راہ بیان سے عزیزین جواب است
 این جنگ است و طعن اندازہ پادشہ است قولہ میا کہ صاحب مجمع البیان حکم
 فی اقول جناب مولانا می طبر سے رسالتی اس مقام پر مقتضای الکناہیہ المنع من التصریح
 بعبادت بلغہ کفر صحیح حضرت عتیق کا اہت کیا ہی کہ مومنین مومنین اور کوسو سمجھتے ہیں اور کذبین
 ضالین کے انگوٹہ خدائی پردی ڈالے ہیں تاکہ شیعیان علی ابن ابیطالب علیہ السلام
 شہر و نفوس شہر یہی محفوظ رہیں آدھ جب آپ کو اتنے علی ذلک شہید کا ترجمہ لفظی ہی
 نہیں معلوم ہوا تو آپ ان کتابوں کی باریکیاں کیا سمجھنے کا اگر استغنیہ ہی لیاقت آپ
 میں ہوتی تو آپ یہ رنگہا می بوطلمو سے کیوں بدلتی یا مد شہید سی تھی اعدائی سے یہ پھر
 کیوں بنے اور آپ کی ادسا و گردن خرور سے خر و بخا فتوای حلت کیوں دیتے یا مجملہ
 مقتدات دلیل کو جو با اتم ثابت کرونا اور نتیجہ سی خاموش رہنا ایک لطف عظیم رکھتا ہی کہ
 آپ کو اسکی مذاق سے بہرہ نہیں آپ کی لئے اسقدر ہرما کا فی ہے کہ اس میں شک نہیں کہ مولانا
 طبر سے علی الزعمہ شہید تھی ہر وہ تھا یہ شہید سی کیے کر خالی ہو سکتے ہیں قولہ جو اہل

شیخی میں مدبخل پوچھ لیا پھر وہ میں اقول آپ خود پوچھ اور بیوروہ میں جو مدبر مذکور
 پوچھ لیا پھر وہ کنگر لیا ہشت کونان شہید سی پوچھ اور بیوروہ کلاتی میں ناس بیوروہ سی
 اب کو کیا حاصل ہی صاحب میں آپ کی تقریر میں کا پوچھ اور بیوروہ ہوتا حضرت
 ہشت کی کتاب میں ہی جو ہے ثابت کر دیا اور بخل عبارات واضح کر دیا کہ جو کہ آپ کی کتاب
 خلاف جملہ مفسرین ہشت ہی تو اب یقین ہی کہ ہشت ہی آپ سے اسے نہ ہو گئے اور
 انہیں دروازہ و ازبان دروازہ ہو جائیگا لا الی ہوا ولا اسے ہوا قولہ اگر ان آیتوں میں
 ابوبکر صدیق کی ذکر کرنے سے مذکور کی رفاقت اور نصرت کا بیان منظور ہوتا اقول وجہ دیگر
 ابوبکر اس آیت میں ہم سابق میں بیان کر چکے کہ جس سے ثابت ہوا کہ اس آیت میں جناب
 خاتمہ اپنے نصرت کو بیان کرتا ہی کہ ایسی وقت میں ہے اپنی پیغمبر کی نصرت کی کہ پیغمبر
 ہمارا دشمنان ظاہری اور باطنی میں گرفتار تھا عرض اوقات نصرت کا بیان کرنا ہی
 کہ کس کس وقت میں نصرت کی اور کس کس طرح پر نصرت کی یہ تو نہیں کہا کہ ابوبکر صدیق فی
 کیا کیا نصرت کی اور کس کس وقت میں اور کس کس طرح پر نصرت کی قول خدا میں نصرت
 و انزل و آیتہ کی نسبت جناب باری فی اپنے طرف دی ہی یا ابوبکر کی طرف اور اگر جیسا
 آپ کہتی ہیں کہ اس آیت میں محض فضیلت ابوبکر اور اذکی نصرت اور حمایت کا بیان ہی
 تو چاہئے تھا کہ باری نہ رواں شد کے تصور ابوبکر اور آیتہ و جاہ ہوتا باری خدا و انصاف فرما
 کہ جناب باری کو اگر فضیلت ابوبکر ہے بیان کرنی منظور تھی تو نصرت اور تائید کی نسبت
 اپنے طرف کیوں دی صاف صاف کہ دیا ہوتا کہ ان لاتصورہ فقط تصور ابوبکر و آیتہ ابوبکر
 عجیب حال ہی کہ حقوق رفاقت و نصرت تائید ابوبکر کو خدا تعالیٰ نے ایسی الفاظ سے
 بیان فرمایا کہ فضیلت ایک طرف لا کہہ ان آدمی اس عبارت سے بخیر و ذلیلان کی اور

نمبر	صفحہ	موضوع	نمبر	صفحہ	موضوع	نمبر	صفحہ	موضوع	نمبر	صفحہ	موضوع
۵۹	۷	مہاجرین	۷۹	۱۸	کذب محض اور	۹۵	۹	کذب محض	۶۰	۷	مہاجرین
۶۰	۷	مہاجرین	۸۰	۱۹	افسوس	۹۸	۱	افسوس	۶۱	۷	مہاجرین
۶۱	۷	مہاجرین	۸۱	۱۹	افسوس	۹۹	۸	افسوس	۶۲	۷	مہاجرین
۶۲	۸	مہاجرین	۸۲	۲	شکر	۱۰۰	۷	شکر	۶۳	۸	مہاجرین
۶۳	۸	مہاجرین	۸۳	۷	شکر	۱۰۱	۱۲	شکر	۶۴	۸	مہاجرین
۶۴	۸	مہاجرین	۸۴	۱۰	شکر	۱۰۸	۲	شکر	۶۵	۱۰	مہاجرین
۶۵	۱۰	مہاجرین	۸۵	۱۳	شکر	۱۱۵	۱۸	شکر	۶۶	۱۳	مہاجرین
۶۶	۱۳	مہاجرین	۸۶	۱۵	شکر	۱۱۶	۱۹	شکر	۶۷	۱۵	مہاجرین
۶۷	۱۵	مہاجرین	۸۷	۱۷	شکر	۱۱۸	۲	شکر	۶۸	۱۷	مہاجرین
۶۸	۱۷	مہاجرین	۸۸	۱۷	شکر	۱۲۳	۱۳	شکر	۶۹	۱۷	مہاجرین
۶۹	۱۷	مہاجرین	۸۹	۱۷	شکر	۱۲۴	۱	شکر	۷۰	۱۷	مہاجرین
۷۰	۱۷	مہاجرین	۹۰	۱۷	شکر	۱۲۶	۱	شکر	۷۱	۱۷	مہاجرین
۷۱	۱۷	مہاجرین	۹۱	۱۷	شکر	۱۲۷	۱	شکر	۷۲	۱۷	مہاجرین
۷۲	۱۷	مہاجرین	۹۲	۱۷	شکر	۱۲۸	۱	شکر	۷۳	۱۷	مہاجرین
۷۳	۱۷	مہاجرین	۹۳	۱۷	شکر	۱۲۹	۱	شکر	۷۴	۱۷	مہاجرین
۷۴	۱۷	مہاجرین	۹۴	۱۷	شکر	۱۳۰	۱	شکر	۷۵	۱۷	مہاجرین
۷۵	۱۷	مہاجرین	۹۵	۱۷	شکر	۱۳۱	۱	شکر	۷۶	۱۷	مہاجرین
۷۶	۱۷	مہاجرین	۹۶	۱۷	شکر	۱۳۲	۱	شکر	۷۷	۱۷	مہاجرین
۷۷	۱۷	مہاجرین	۹۷	۱۷	شکر	۱۳۳	۱	شکر	۷۸	۱۷	مہاجرین
۷۸	۱۷	مہاجرین	۹۸	۱۷	شکر	۱۳۴	۱	شکر	۷۹	۱۷	مہاجرین
۷۹	۱۷	مہاجرین	۹۹	۱۷	شکر	۱۳۵	۱	شکر	۸۰	۱۷	مہاجرین
۸۰	۱۷	مہاجرین	۱۰۰	۱۷	شکر	۱۳۶	۱	شکر	۸۱	۱۷	مہاجرین
۸۱	۱۷	مہاجرین	۱۰۱	۱۷	شکر	۱۳۷	۱	شکر	۸۲	۱۷	مہاجرین
۸۲	۱۷	مہاجرین	۱۰۲	۱۷	شکر	۱۳۸	۱	شکر	۸۳	۱۷	مہاجرین
۸۳	۱۷	مہاجرین	۱۰۳	۱۷	شکر	۱۳۹	۱	شکر	۸۴	۱۷	مہاجرین
۸۴	۱۷	مہاجرین	۱۰۴	۱۷	شکر	۱۴۰	۱	شکر	۸۵	۱۷	مہاجرین
۸۵	۱۷	مہاجرین	۱۰۵	۱۷	شکر	۱۴۱	۱	شکر	۸۶	۱۷	مہاجرین
۸۶	۱۷	مہاجرین	۱۰۶	۱۷	شکر	۱۴۲	۱	شکر	۸۷	۱۷	مہاجرین
۸۷	۱۷	مہاجرین	۱۰۷	۱۷	شکر	۱۴۳	۱	شکر	۸۸	۱۷	مہاجرین
۸۸	۱۷	مہاجرین	۱۰۸	۱۷	شکر	۱۴۴	۱	شکر	۸۹	۱۷	مہاجرین
۸۹	۱۷	مہاجرین	۱۰۹	۱۷	شکر	۱۴۵	۱	شکر	۹۰	۱۷	مہاجرین
۹۰	۱۷	مہاجرین	۱۱۰	۱۷	شکر	۱۴۶	۱	شکر	۹۱	۱۷	مہاجرین
۹۱	۱۷	مہاجرین	۱۱۱	۱۷	شکر	۱۴۷	۱	شکر	۹۲	۱۷	مہاجرین
۹۲	۱۷	مہاجرین	۱۱۲	۱۷	شکر	۱۴۸	۱	شکر	۹۳	۱۷	مہاجرین
۹۳	۱۷	مہاجرین	۱۱۳	۱۷	شکر	۱۴۹	۱	شکر	۹۴	۱۷	مہاجرین
۹۴	۱۷	مہاجرین	۱۱۴	۱۷	شکر	۱۵۰	۱	شکر	۹۵	۱۷	مہاجرین
۹۵	۱۷	مہاجرین	۱۱۵	۱۷	شکر	۱۵۱	۱	شکر	۹۶	۱۷	مہاجرین
۹۶	۱۷	مہاجرین	۱۱۶	۱۷	شکر	۱۵۲	۱	شکر	۹۷	۱۷	مہاجرین
۹۷	۱۷	مہاجرین	۱۱۷	۱۷	شکر	۱۵۳	۱	شکر	۹۸	۱۷	مہاجرین
۹۸	۱۷	مہاجرین	۱۱۸	۱۷	شکر	۱۵۴	۱	شکر	۹۹	۱۷	مہاجرین
۹۹	۱۷	مہاجرین	۱۱۹	۱۷	شکر	۱۵۵	۱	شکر	۱۰۰	۱۷	مہاجرین
۱۰۰	۱۷	مہاجرین	۱۲۰	۱۷	شکر	۱۵۶	۱	شکر			

صفحہ	صفحہ	صفحہ	صفحہ	صفحہ	صفحہ	صفحہ	صفحہ	صفحہ	صفحہ
۱۴۲	۵	بحوالہ کفار	۱۸۹	۲	بحالونکو	۲۱۵	۱	بی نونئی	بی ایمانوی
۵	۱۹	بن بن	۱۸۵	۳	اخیر رفقا	۲۱۸	۱۲	کسی	کسی سے
۱۴۸	۹	اسرطو	اسرطو	۱۹	ریا ہے	۲۲۰	۱۹	مین شریک	مین شریک
۱۴۹	۱۲	ثلاثیہ	ثلاثیہ	۲	مستوحک	۲۲۱	۱۹	حاجل	حاجل
۱۵۰	۱۵	بسی بسی	۱۵۰	۱۵	بالی	۲۲۱	۵	سلع	سلع
۱۵۱	۲	تیر دہار	۱۹۲	۱۱	کننے کا	۲۲۲	۱	سقیقت	سقیقت
۱۵۲	۱۹	منہو غفر	۱۹۳	۱۵	اد نیک	۲۲۲	۶	نئیہ	نئیہ
۱۵۳	۲	واسطیہ	۱۹۴	۲	اداسیہ	۲۲۲	۵	عسے	عسے
۱۵۴	۱۲	مولوی	۱۹۴	۲	اداسیہ	۲۲۲	۵	تاریخ	تاریخ
۱۶۰	۱	ابتداد	۲۰۰	۱۵	لا یل الو	۲۲۳	۱۸	من دہم	من دہم
۱۶۳	۱۲	محققین	۲۰۱	۱۰	الفضل	۲۲۳	۲	وقنین	وقنین
۱۶۴	۱۸	احصاہم	۲۰۱	۵	من الیمز	۲۲۴	۱	علی اللہ	علی اللہ
۱۶۵	۱۹	من اظلم	۲۰۲	۱۹	فخضبت	۲۲۵	۸	او	او
۱۶۶	۱۹	محلیہ	۲۰۳	۴	نطاب	۲۲۶	۱۰	سی	سی
۱۶۷	۱۹	محلیہ	۲۰۴	۴	نطاب	۲۲۷	۲	شائہ	شائہ
۱۶۸	۱۳	لی الکفار	۲۰۵	۹	تجربہ	۲۲۸	۲	قال	قال
۱۶۹	۴	کون لوگ	۲۰۶	۱۹	الانہار	۲۲۹	۱۹	وجہ اللہ	وجہ اللہ
۱۷۰	۵	رانہ	۲۰۷	۵	زانی اللہ	۲۳۰	۱۵	لا تعلو	لا تعلو
۱۷۱	۱۵	دوانہ	۲۰۸	۱	لایت	۲۳۱	۱۴	کلتی ہی	کلتی ہی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۳۲	۳	دانا بھو	دانا بھو	۲۳۸	۱۵	حقیقت	حقیقت	۲۴۵	۱۳	محمد بن	محمد بن
۲۳۵	۵	وقتی ایشان	وقتی ایشان	۱۶	۱۶	سکو	جسکو	۱۶	۱۶	تربے	تربے
۱۵	۱۵	کسی	کسے	۱۸	۱۸	بائی	جائی	۲۴۹	۲	سست کنی	سست کنی
۱۸	۱۸	خدیجہ	خدیجہ	۲۵۰	۱۲	ضرور	ضرور	۱۸	۱۸	بلا مزج	بلا مزج
۲۳۹	۱۱	مانگی	مانگی	۲۵۲	۳	بعض ایضا	بعض ایضا	۱۹	۱۹	از علمہ	از علمہ
۱۲	۱۲	بھی	بھی	۲۵۳	۴	دہرار	برار	۲۵۴	۱	تورسہ	تورسہ
۱۹	۱۹	کہا ہی	کہا ہی	۵	۵	بن غازی	بن غازی	۶	۶	او کو	او کو
۲۴۰	۸	مقتد برو	مقتد برو	۱۲	۱۲	بن غازی	بن غازی	۱۲	۱۲	رضوان الہی	رضوان الہی
۲۴۲	۵	مین	مین	۲۵۶	۴	تمام	تمام	۲۵۳	۵	جواد رفت	جواد رفت
۲۴۴	۱۵	معلوم	معلوم	۹	۹	منوع	منوع	۲۵۴	۵	روایتون	روایتون
۲۴۵	۹	عبارت	عبارت	۱۰	۱۰	لائیکے	لائیکے	۱۳	۱۳	جگو	جگو
۲۴۶	۱۹	نابت قدم	نابت قدم	۱۶	۱۶	نہ گمانے	نہ گمانے	۱۹	۱۹	کبار	کبار
۲۴۸	۱۳	ندا	ندا	۱۸	۱۸	سوطوق	سوطوق	۲۵۵	۵	ای بار	ای بار
۱۱	۱۱	اے	اے	۲۵۸	۱۲	کنار	کنار	۱۰	۱۰	شعبہ	شعبہ
۳	۳	در	در	۲۵۹	۱۰	ہل تاریخ	ہل تاریخ	۱۳	۱۳	بخز	بخز
۱۱	۱۱	ار	ار	۱۶	۱۶	بعلتہ	بعلتہ	۲۶۰	۲	غوف	غوف
۱۲	۱۲	حسنہ	حسنہ	۲۶۱	۵	بالانفاق	بالانفاق	۲۶۱	۵	فی السیارة	فی السیارة
۱۵	۱۵	ندا	ندا	۲۶۳	۲	بز ملا	بز ملا	۱۰	۱۰	ضرور	ضرور

صفحہ	سطر	خط	صحیح	صفحہ	سطر	خط	صحیح	صفحہ	سطر	خط	صحیح
۲۵۹	۲	کراس	کہ اس	۲۹۲	۱۶	دجنتی	بو جنتی	۳۰۷	۵	تصدیق	تصدیق
۲۶۰	۵	لواس	اور اس	۱۹	۱۹	خطاب	خطاب	۳۰۹	۱	لعل اب	لعل اب
۲۶۱	۱۵	سین لہ لہ	جین لہ لہ			کہ تم	کہ تم	۳۱۰	۲	تفتہ	تفتہ
۲۶۲	۱۹	رقت	نہ قطعیت	۲۹۴	۱۲	خط اب	خط اب	۳۱۱	۵	غبارت	غبارت
۲۶۳	۶	رضی بن	رضی بن	۲۹۵	۱۹	خط اب	خط اب	۳۱۲	۶	غفرت کم	غفرت کم
۲۶۴	۱۸	ثلذہ	ثلذہ	۲۹۶	۱۷	لیل	لیل	۳۱۳	۷	توجہ	توجہ
۲۶۵	۲	مقدتین	مقدتین	۲۹۷	۲	فاستشکر	فاستشکر	۳۱۴	۱	دعویٰ	دعویٰ
۲۶۶	۵	ممت	حمیات	۲۹۸	۱۳	واظط	واظط	۳۱۵	۲	ایکے	ایکے
۲۶۷	۷	لوتونو	اور دونو	۲۹۹	۷	کرنی ہی	کرنی ہی	۳۱۶	۶	بنا ہوا	بنا ہوا
۲۶۸	۱۹	ود کی کر	وہ کی کر	۳۰۰	۱۵	اکے ہی	اکے ہی	۳۱۷	۳	نفس	نفس
۲۶۹	۷	سکی خدا	صبر کی خدا	۳۰۱	۴	صاحب	صاحب	۳۱۸	۱	نصیحا	نصیحا
۲۷۰	۳	نفاق من	نفاق من	۳۰۲	۱۲	موجود ہی	موجود ہی	۳۱۹	۳	بڑ بڑ	بڑ بڑ
۲۷۱	۱۹	سطحیت	بت صحیح	۳۰۳	۱	سن	حسن	۳۲۰	۵	کچھ	کچھ
۲۷۲	۵	کرنی گو	کرنے لگو	۳۰۴	۱۸	اونکی آنت	اونکی آنت	۳۲۱	۷	اور	اور
۲۷۳	۱	توسا	توسا			یا مکی آنت	یا مکی آنت	۳۲۲	۱۱	انصار	انصار
۲۷۴	۱۵	برمی آمد	برمی آمد	۳۰۵	۱۹	اولین	دلیں	۳۲۳	۱۵	کہ آیت	کہ آیت
۲۷۵	۱۴	بان یار	بان یار	۳۰۶	۱۲	لکھ	لکھ	۳۲۴	۱۷	سبا	سبا
۲۷۶	۳	ادعلاہ	ادعلاہ	۳۰۷	۱۰	یا ایہا الذین	یا ایہا الذین	۳۲۵	۱۳	بادبار	بادبار
۲۷۷	۷	تصدیق	تصدیق	۳۰۸	۱۱	بالمود	بالمود	۳۲۶	۲	کچھ عمل	کچھ عمل
۲۷۸	۱۳	کم دینا	کم دینا	۳۰۹	۱	الظالمون	الظالمون	۳۲۷	۶	ایہ بزرگ	ایہ بزرگ

صفحہ	سطر	خط	صحیح	صفحہ	سطر	خط	صحیح
۳۳۰	۱۰	س	سایہ	۳۳۱	۱۸	اول کاغذ	اول کاغذ
"	۱۱	جواب نہا	جواب نہا	"	"	کھیلے	کھیلے
"	۱۶	سے	ہند سے	"	۱۹	اور دوسرو	اور دوسرو
۳۳۱	۸	ناہتر فزا	ناہتر فزا	"	"	جمع کرو کے	جمع کرو کے
"	۹	ور	اور	"	۲۳۶	حاجت	حاجت
"	۱۰	لدیھو	لدیھو	"	"	غذ زجری	غذ زجری
"	۱۲	ب پی	ب سے	"	۱۸	سکی	اسکی
"	"	سامنا	سامنا	"	۳۳۹	ہم ہر دہم	ہم ہر دہم
۳۳۲	۱	دیکھتے ہیں	دیکھتے ہیں	"	۹	فرمانی ہی	فرمانی ہی
"	۹	سب صحاب	سب صحاب	"	۳۴۱	حفاظت	حفاظت
"	۱۶	اعداہ	اعداہ	"	۵	غضباک	غضباک
"	۱۸	شہدان	شہدان	"	۶	اچا	اچا
"	"	فی الکر	فی الکفر	"	۷	عضب	عضب
۳۳۳	۶	سوا کے	سوا کے	"	۱۶	ظافضہ	ظافضہ
"	۸	فبٹل	فبٹل	"	۲	مالا نکہ	مالا نکہ
"	۱۳	منبر یاری	منبر یاری	"	۳	اندراوند	اندراوند
۳۳۴	۷	فی البوقہ	فی النبوة	"	۵	علی علیہ	علی علیہ
"	۱۸	دکا تر فی	ذوی القرب	"	۱۰	عقائشیمہ	عقائشیمہ
۳۳۵	۱۹	پہنڈ کر جس	پہنڈ کر جس	"	۷	اور س	اور س
۳۳۶	۱۶	پہلے	پہلے	"	۸	باتہ لیا	ساتہ لیا

مقرآن کو حضرت عثمان نے چلا دیا اور انھیں یہ بات بتائی کہ قرآن میں کجی

صفحہ	غلط	صفحہ	غلط	صفحہ	غلط	صفحہ	غلط	صفحہ	غلط
۴۱۰	۳	بادشاہ	بادشاہ	۴۳۲	۳	بادشاہ	بادشاہ	۴۳۲	۳
۴۱۱	۶	بو	بو	۴۳۳	۵	بو	بو	۴۳۳	۵
۴۱۳	۱۶	مذہب	مذہب	۴۳۴	۱۶	مذہب	مذہب	۴۳۴	۱۶
۴۱۴	۱	روایت	روایت	۴۳۵	۱۸	روایت	روایت	۴۳۵	۱۸
۴۱۵	۴	مکمل	مکمل	۴۳۶	۱۲	مکمل	مکمل	۴۳۶	۱۲
۴۱۶	۳	بزر	بزر	۴۳۷	۱۵	بزر	بزر	۴۳۷	۱۵
۴۱۷	۱۳	جنسی	جنسی	۴۳۸	۱۹	جنسی	جنسی	۴۳۸	۱۹
۴۱۸	۱۵	من	من	۴۳۹	۱۵	من	من	۴۳۹	۱۵
۴۱۹	۱۶	برہت	برہت	۴۴۰	۱۳	برہت	برہت	۴۴۰	۱۳
۴۲۰	۱۱	لی بن	لی بن	۴۴۱	۱۹	لی بن	لی بن	۴۴۱	۱۹
۴۲۱	۱	سید	سید	۴۴۲	۱۳	سید	سید	۴۴۲	۱۳
۴۲۲	۵	نیت	نیت	۴۴۳	۱۵	نیت	نیت	۴۴۳	۱۵
۴۲۳	۱۸	تو	تو	۴۴۴	۳	تو	تو	۴۴۴	۳
۴۲۴	۴	مال	مال	۴۴۵	۶	مال	مال	۴۴۵	۶
۴۲۵	۱۹	صاحب	صاحب	۴۴۶	۱۵	صاحب	صاحب	۴۴۶	۱۵
۴۲۶	۱۲	انبار	انبار	۴۴۷	۸	انبار	انبار	۴۴۷	۸
۴۲۷	۱۸	قدم	قدم	۴۴۸	۷	قدم	قدم	۴۴۸	۷
۴۲۸	۱۶	عبارت	عبارت	۴۴۹	۱۰	عبارت	عبارت	۴۴۹	۱۰
۴۲۹	۱۷	کر	کر	۴۵۰	۱۹	کر	کر	۴۵۰	۱۹
۴۳۰	۷	کر	کر	۴۵۱	۳	کر	کر	۴۵۱	۳
۴۳۱	۱۹	مرا	مرا	۴۵۲	۱۹	مرا	مرا	۴۵۲	۱۹

صفحہ	ہر	غلط	صحیح	صفحہ	ہر	غلط	صحیح
۴۶۸	۱۹	گنا	گنا	۴۶۵	۱۱	مقل مقل	مقل مقل
۴۶۹	۸	کوگ	کوگ	۵۰۰	۵	شل	شل
۴۷۰	۶	زائد	تزاؤ	۵۰۴	۴	اہتمامات	اہتمامات
۴۷۱	۹	شود	شدود	۱۰	۱۰	فہنتہ	فہنتہ
۴۷۲	۶	اس تقریر	اس تقریر	۱۶	۱۶	آزار	راز
۴۷۳	۱۶	حق بار	حق بین باؤ	۵۰۵	۵	ولاستو	ولاستو
۴۷۴	۵	زوم	زوم	۵۰۶	۵	ولاستو	ولاستو
۴۷۵	۱۶	وجود	وجود	۵۱۰	۷	لعبا الفکر	لعبا الفکر
۴۷۶	۱	کر نیلے	کر نیلے	۵۱۱	۸	ادہن	ادہن
۴۷۷	۱۹	اورا یانی	اورا یانی	۵۱۲	۱۴	زار	راز
۴۷۸	۷	قول	اقول	۵۱۳	۱۰	کاکہ	بکاکہ
۴۷۹	۷	خون	حزن	۵۱۴	۱۵	شکر لیں	شکر لیں
۴۸۰	۷	سیب	سبب	۵۱۵	۵	اظہار	اظہار
۴۸۱	۶	سے	علی	۵۱۶	۱۴	سودنی	رونے
۴۸۲	۱۲	انبار	انبیا	۵۱۷	۱۹	راز خدا	راز خدا
۴۸۳	۸	سوت	سوت	۵۱۸	۷	ربا یہ	ربا یہ
۴۸۴	۶	بسیب	بسیب	۵۱۹	۱۰	مدعی	مدعی
۴۸۵	۵	لا تخزوا	لا تخزوا	۵۲۰	۱۲	رود	رود
۴۸۶	۱۳	لا تخلف	لا تخلف	۵۲۱	۱۹	لواک	لواک
۴۸۷	۱۲	خاف	خاف	۵۲۲	۱۱	مکر	مکر
۴۸۸	۱۴	مکر	مکر	۵۲۳	۹	صلو	صلو

غلطنامہ فرا مطبوعہ مطبعہ اسلامیہ

سید عابد علی تبارخ نور دہم ماہ

جمادی الاول سنہ ۱۳۸۵ ہجری

